750
مسلم شخصیات

انبیاء کرامؑ، صحابہ کرامؓ، صوفیائے کرامؒ، علمائے کرام، مشاہیر، شعراء کرام، تاریخ دان
بادشاہ سربراہ مملکت، سیاسی راہنما اور سائنسدان

سید حسن مقبول

DATA ENTERED
11-1-07-9782

حیدر پبلی کیشنز
اردو بازار، لاہور، فون: 7223842
E-Mail: haiderpublication@hotmail.com

۲۹۷ ، ۹۹۲۷

ح ۲۵ س

۹۷۲۱۱

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں. اس کتاب کا کوئی حصہ نقل
یا ترجمہ یا کسی اور کتاب کی تیاری کے لیے ادارہ کی تحریری
اجازت کے بغیر استعمال نہیں کیا جا سکتا.

ادارہ نے ٹیکسیشن پرنٹنگ پریس' لاہور
سے چھپوا کر شائع کی

Web Site:- www.haiderpublication.com

E-Mail:- haiderpublication@hotmail.com

سن اشاعت	:	2002
بار	:	اول
قیمت	:	150/-
ISBM	:	969-514-027-0

Marfat.com

حسن ترتیب

انبیاء کرام: (5 تا 16)

حضرت محمد ﷺ، حضرت آدمؑ، حضرت شیثؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت لوطؑ، حضرت اسحٰقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت یونسؑ حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت مریمؑ، حضرت عیسیٰؑ۔

صحابہ کرام: (18 تا 52)

حضرت ابن اُم کلثومؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت ابو ایوب انصاریؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت ابوسفیان، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت ابوموسیٰؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت اُبی بن کعبؓ، حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ، حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ، حضرت اویس کرنی، حضرت بلالؓ، حضرت ثابتؓ، حضرت ثابت بن قیسؓ، حضرت ثمامہؓ، حضرت ثوبانؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت جادود بن عمروؓ، حضرت جعفر بن ابی طالبؓ، حضرت جویریہؓ، حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت حلیمہ سعدیہؓ، حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ، حضرت ابوطالب بن عبدالمطلبؓ، حضرت خالد بن لیدؓ، حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت خولہ بنت ازورؓ، حضرت وحیہؓ، حضرت ذکوان بن قیسؓ، حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ، حضرت زینبؓ بنت علیؓ، حضرت سعید بن زیدؓ، حضرت سراقین بن عمروؓ، حضرت سکینہؓ، حضرت سلمہ بن اکوعؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت سمیہؓ، حضرت صہیب بن سنانؓ، حضرت فرار بن ازورؓ، حضرت طلیب بن عمرؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت عاتکہ بنت زیدؓ، حضرت عبداللہ بن عبدالمطلبؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ، حضرت عبداللہ جحشؓ، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ، حضرت عبداللہ بن حذافہؓ، حضرت عبداللہ بن سلامؓ، حضرت عبادہؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عثمان بن ابی اماصؓ، حضرت عثمان بن حنیفؓ، حضرت عثمان بن طلحہؓ، حضرت عروہ بن مسعودؓ، حضرت عکاشر بن محصنؓ، حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت علاء بن عبداللہ حضرمیؓ، حضرت عمرو بن حزمؓ، حضرت عمرو بن جوحؓ، حضرت عمیر بن ابی وقاصؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت عمیر بن وہبؓ، حضرت فاطمۃ الزہرہؓ، حضرت فاطمہ بنت اسدؓ، حضرت فاطمہ بنت خطابؓ، حضرت قتادہ بن نعمانؓ، حضرت فضالہ بن عبیدؓ، حضرت کعب بن زہیرؓ، حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت ہاشمؓ، حضرت ہشامؓ، حضرت ہلالؓ۔

صوفیائے کرام: (53 تا 114)

حضرت آدم بابا، آدوم بنودی، آدمی بن عطاء، حضرت شیخ ابو المعالی، حضرت ابراہیم ادہم، مولانا احمد اللہ شہید، مولانا احمد رضا خان، حضرت امداد اللہ مہاجر مکی، حضرت خواجہ باقی باللہ، حضرت بایزید بسطامی، حضرت خواجہ قطب الدین بختار کاکی، حضرت شیخ برہان الدین غریب، حضرت بوعلی برمان الدین غریب، خواجہ شیخ بہاؤ الدین زکریا، حضرت عزیز الدین پیر مکی، پیر مانکی، پیر بابا، حضرت تاج الدین بن زکریا، حضرت جلال الدین، ابوعبداللہ ترمذی، حضرت برہان الدین ترمذی، حضرت عفیف الدین، حضرت ابو اسحٰق، حضرت عبدالواحد، حضرت خواجہ سلیمان تونسوی، حضرت جلال الدین سہروردی، حضرت جلال الدین مجرد ملہٹی، حضرت مولانا غلام محمد، پیر جماعت علی شاہ، حضرت جماعت علی شاہ محدث، حضرت ابو القاسم جنید بغدادی، حضرت مخدوم جہانیاں، حضرت نصیر الدین چراغ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی، حضرت میاں عمر چمکنی، حضرت ولی اللہ، حبیب النجار، حضرت حبیب عجمی، حضرت حسین بن منصور، حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت حذیفہ مرعشی، حضرت شیخ حمید الدین، حضرت شیخ داؤد کرمانی، حضرت دار قطنی، حضرت

Marfat.com

دارمی، ابو عمرو عثمان دانی، حضرت دسوقی، حضرت محمود مہری، حضرت رابعہ بصری، حضرت شہید احمد گنگوہی، حضرت شاہ رفیع الدین، حضرت شیخ ابو الفتح رکن الدین، حضرت بچل سرمست، حضرت سلطان احمد سخی سرور، حضرت سرمد، حضرت سرحشی، حضرت سری اسقطی، حضرت سفیان ثوری، حضرت سکندر قادری، حضرت سلطان باہو، حضرت ابو نجیب، حضرت سہیل التستری، حضرت سید احمد بریلوی شہید، حضرت علامہ جلال الدین سیوطی، امام شافعی، حضرت شاہ عبدالغنی، حضرت شاہ محمد مخصوص اللہ، حضرت سید بدیع الدین مدار، حضرت مادھو لال حسین، حضرت شاہ دولہ گجرات، حضرت شاہ کاکو لاہوری، حضرت شاہ محمد غوث، حضرت شبلی، حضرت شرف الدین احمد منیری، حضرت شمس الدین تبریزی، حضرت خواجہ شمس الدین ترک، حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی، حضرت خواجہ شمس الدین ہرانی، حضرت لال شہباز قلندر، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، حضرت علاؤ الدین صابر کلیری، حضرت حقی الدین حقانی، حضرت ضیاء الدین بخشی، حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی، حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی، حضرت عبدالرحمن بابا، حضرت عبدالجلیل، حضرت عبدالکریم بن ابراہیم الجیلی، حضرت عبدالعلیم صدیقی قادری، مولانا عبداللطیف، حضرت عبدالرحمن مکی، حضرت عبدالخالق عجدوانی، حضرت خواجہ عثمان ہارونی، علامہ محمد انور شاہ کشمیری، حضرت فخر الدین عراقی، حضرت شیخ فرید الدین عطار، حضرت شیخ ابوالحسن عثمان، حضرت علاؤ الدین علا الحق، امام علی لاحق، خواجہ غلام فرید، حضرت غلام نظام الدین، حضرت فاضل الدین قادری، حضرت فرید الدین گنج شکر، حضرت فضل رحمن گنج مراد آبادی، حضرت فقیر اللہ جلال آبادی، حضرت فقیر نور محمد، حضرت خواجہ فیض اللہ، حضرت شاہ عنایت قادری، حضرت قطب عالم، حضرت شیخ قطب الدین منور، حضرت بابا رحمکار حلبہ، حضرت خواجہ موید الدین کرنی، حضرت گلی بابا، پیر سید مہر علی شاہ، سید محمد حسینی، سید زین العابدین، سید سیف الدین گیلانی، سید عبداللطیف شاہ امام بری، مجدد الف ثانی، حضرت ممتاز علو دنیوی، خواجہ قطب الدین، حضرت میاں لاہوری، حضرت نظام الدین اولیا، حضرت وارث شاہ، امام مالک بن انس، امام غزالی، امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ، ابن ماجہ، امام ابوحنیفہ، امام ابوداؤد، امام ابو یوسف، امام شافعی، امام زیدی، امام ترمذی، امام بخاری، امام جعفر صادق، امام فخر الدین رازی۔

علمائے کرام: (115 تا 164)

ابن عربی، ابو الکلام آزاد، احتشام الحق تھانوی، مولانا احمد علی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، حضرت اسماعیل، اشرف علی تھانوی، امین احسینی، برخوردار حافظ، مولانا نور بخش توکلی، ثعلبی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، ثناء اللہ قادری، جابر بن زید، مولانا جان محمد، عبدالرحمن جبرتی، جعفر بن بشر، جعفر بن حسین، جعفر پھلواری، حضرت جعفر شریف، شیخ عز ولی ابو عبداللہ، حضرت ابو محمد جنیری، حضرت ابو علی، حضرت جوزبانی، ابو نصر جوہری، ابو المعالی حوبی، مدا احمد جیون، حافظ ابن ممبر عسقلانی، حاکم نیشاپوری، قادری، مولانا حامد علی خان، مولانا حامد میاں، مولانا حبیب الرحمن، مولانا حسین احمد مدنی، خطیب، آیت اللہ خمینی، مولانا سید داؤد غزنوی، داؤد بن علی، راغب اصفہانی، حافظ زین الدین عراقی، امین، سردار احمد خان تیانی، سلیمان پھلواری، حضرت شاہ عبدالعزیز، حضرت شاہ عبدالقادر، عامر بن شراحیل شعبی، عبدالعزیز پرہاروی، مولانا عطاء اللہ حنیف، حضرت زمخشری، سید سلیمان ندوی، سید عطا اللہ شاہ بخاری، ابو الاعلیٰ مودودی، شاہ ولی اللہ محدث، علامہ شبیر احمد عثمانی، شمس الحق افغانی، صدر الدین عارف، سیدنا طاہر الدین مولانا عبدالغفور ہزاروی، عبدالرحمن بن عبدالعزیز، مولانا عبیداللہ سندھی، سید ابوبکر غزنوی، سید عبداللہ غزنوی، غلام مصطفیٰ نوشاہی، ملا محمود فاروق، حمید الدین فراہی، حضرت سید فرید الدین، فرید الدین ناگوری، عثمان مجددی، فضل حق رامپوری، مولانا فضل حق خیر آبادی، فقیر شمس الدین، صاحبزادہ فیض الحسن، فیض سہارنپوری، فیض عالم صدیقی، مولوی فیروز الدین، سید قاسم رضوی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، قاضی ابو یوسف، قاضی عبدالاحد، امام قدوری، جلال الدین قزوینی، مولانا عبدالقادر قصوری، مولانا غلام دستگیر قصوری، مولانا غلام اللہ قصوری، غلام محی الدین قصوری، خواجہ قمر الدین سیالوی، سید آیات اللہ کاشانی، مولانا احمد سعید کاظمی، مفتی

Marfat.com

صُوفیائے کرامؒ

حضرت آدم باباؒ

صوبہ سرحد کے ایک صوفی بزرگ جو دسویں صدی ہجری میں علاقہ کوہاٹ میں سکونت پذیر ہوئے۔ آپ علاقہ غزنی سے یہاں آئے تھے۔ والد کا نام یٰسین تھا۔ صاحبزادے کا نام سیّد غالب تھا۔ جو غالب بابا کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ سلسلہ سہروردیہ کے بزرگ تھے۔ بعد میں آپ کا خاندان سلسلہ چشتیہ سے منسلک ہوگیا۔ آپ نے کوہاٹ کے موضع بونغہ میں وفات پائی۔

آدم بنوریؒ

صوفی اور بزرگ عالم دین حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ والد کا [illegible] سی [illegible] جو بنور کے رہنے والے تھے۔ آپ نے بڑی ریاضتوں اور مجاہدات کے بعد حضرت [illegible] رضو [illegible] للہ علیہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ دین کی اشاعت میں شب و روز مصروف رہے۔ آپ کے [illegible] ایک لاکھ کے قریب تھی جن میں سو کے قریب آپ کے خلیفہ تھے۔ آخری عمر میں حج کو تشریف لے [illegible] ۱۰۵۲ھ مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی دفن ہیں۔

آدم ملّی

صوبہ سرحد قبیلہ یوسف زئی کے ایک صوفی بزرگ جن کا سب سے بڑا کارنامہ انتظام اراضی بندوبست ہے۔ جو انہوں نے ایک کتاب کی صورت میں مرتب کر کے "دفتر" کے عنوان سے ترتیب دیا۔ اُن سے قبل یہ سرحدی قبائل انتظام اراضی کا سلسلہ قرعہ اندازی سے کیا کرتے تھے۔ لیکن بعد میں آدم ملّی کا واضع کردہ نظام ان کو اتنا پسند آیا کہ اُس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ زمانے گزرنے کے بعد بھی دورِ جدید میں انگریزوں نے اراضی کی بہت

Marfat.com

سی اصلاحات کیں۔ لیکن آج بھی بعض قبائل مثلاً حسن زئی۔ اکازئی۔ نصرت خیل جیغہ زئی۔ وغیرہ شیخ ملی کے وضع کردہ قانون پر عمل کرتے ہیں۔ آپ کے متعلق مشہور صوفی بزرگ خوشحال خان خٹک نے اس دستور کو سراہتے ہوئے لکھا ہے۔

"سوات میں دو چیزیں جلی یا خفی موجود ہیں۔ ایک درویزہ کا "مخزن" دوسرا شیخ ملی کا "دفتر"۔ شیخ ملی کا مزار ہشت نگر میں واقع ہے۔

آدمی بن عطاء

ابوالعباس احمد بن محمد سہل بن عطاء آدمی، صوفی بزرگ بغداد شریف سے تعلق رکھتے تھے۔ جنید بغدادی اور ابراہیم مارستانی جیسے بزرگوں کے ہم عصر تھے۔ ۹۲۳ء کو انتقال کیا۔ بوسعید طراز لکھتے ہیں "میں نے تصوف کا اہل صرف جنید بغدادی اور ابن عطاء آدمی کو پایا ہے۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ

بزرگ صوفی عالم، شہر بلخ کے شہزادے تھے۔ فقر و زہد میں بہت بلند مقام ہے۔ بقول حضرت جنید بغدادی تمام عالم کے فقراء کے تمام علوم کی کنجیاں ابراہیم ادھمؒ کے پاس ہیں۔ آپ کا عہد ۹۵ء سے شروع ہوا۔ اس سال مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔

ایک روایت کے مطابق آپ محل میں سو رہے تھے کہ کمرے کی چھت پر آہٹ سن کر جا کر دیکھا تو ایک شخص کو موجود پایا۔ آپ نے سوال کیا۔ اے شخص تو اس وقت یہاں کیا کر رہا ہے۔ اس آدمی نے جواب دیا میں اپنا اونٹ تلاش کر رہا ہوں۔ حضرت نے تعجب سے کہا۔ بھلے آدمی اونٹ محل کی چھت پر یہ کیسے ممکن ہے۔؟ آدمی نے جواب دیا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اطلس و کم خواب کے جامے میں خدا ملے۔

اس واقعے کا آپ پر اس قدر اثر ہوا کہ سب کچھ چھوڑ کر نواح نیشاپور میں موجود ایک غار میں جا بیٹھے نو سال تک اس قدر ریاضت اور عبادت کی، فقراء اور صوفیاء رشک کی نظر سے دیکھنے لگے۔ یہاں سے نکل کر مکہ معظمہ چلے گئے اور یاد الٰہی میں مصروف رہے۔ آپ کی وفات ۷۹۴ء کو ہوئی اور سوقین واقع روم میں دفن ہوئے۔

حضرت شیخ ابوالمعالیؒ

شیخ ابوالمعالی قادری صوفی بزرگ۔ شیخ داؤد کرمانی شیر گڑھی کے مرید۔ کرمانی سادات میں سے تھے

Marfat.com

اپنے مرشد کے کہنے پر ہی لاہور آئے۔ اور رشد و ہدایت میں مصروف ہوئے۔ والد کا نام سید رحمت اللہ اور دادا کا نام میر سید فتح اللہ شاہ تھا۔ جو کرمان سے ہندوستان آئے تھے۔ سیّد ابوالمعالی کی پیدائش قصبہ... سنکھترہ میں ۹۳۰ ہجری کو ہوئی۔ آپ نے پانچ کتابیں تصنیف کیں۔ دیوانِ غربتی، تحفہ القادری، گلدستہ باغ ارم، رسالہ مونسِ جان، زعفران زاد، شاعری سے بھی شغف تھا۔ غربتی تخلص لکھا کرتے تھے۔ جہانگیر کے عہد میں وفات پائی۔ مزار شریف لاہور میں میکلوڈ روڈ کے پاس ہے۔

مولانا احمد اللہ شہید رح

مدارس میں پیدا ہوئے۔ عام خیال ہے کہ ابوالحسن تانا شاہ والیٔ گول کنڈا کی اولاد سے تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں مولانا نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ہندوستان کے راجاؤں اور عوام میں اپنی شعلہ بیان تقاریر سے آزادی کی روح پھونک دی۔ تقریر کے ساتھ ساتھ مولانا عملی طور پر بھی اس جنگ میں انگریزی افواج کا مقابلہ کرتے رہے۔ اور کئی مقامات پر انگریز سے اپنا لوہا بھی منوایا، لیکن خود اہل ہندوستان کے غدار فرمانرواؤں کی وجہ سے یہ جنگ آزادی کامیاب نہ ہو سکی۔ پچاس ہزار روپے کے انعام کے بدلے ہندو راجا پوزین نے امداد کا وعدہ کر کے آپ کو اپنے ہاں بلوایا اور دھوکہ سے قتل کر دیا۔

مولانا احمد رضا خان رح

مولانا بریلوی فرقہ کے بانی تھے۔ آپ کا دور ۱۲۷۲ ہجری سے ۱۳۴۰ ہجری تک کا ہے۔ آپ نے دینی علوم اپنے والد مولوی نقی علی خان سے سیکھے۔ درس و تدریس کے علاوہ مختلف علوم و فنون پر کئی کتابیں تحریر کیں۔ جن میں بارہ جلدوں میں فتاویٰ رضویہ کا مجموعہ ہے قرآن پاک کا ترجمہ بھی کیا۔ علوم ریاضی و جفر میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ شعر و شاعری سے بھی لگاؤ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بہت سی نعتیں لکھیں .... بریلوی فرقہ ان ہی کے نام سے موسوم ہوا .... آپ کا مزار شہر بریلی محلہ سوداگران میں دارالعلوم منظر اسلام کے شمالی جانب ایک پُر شکوہ عمارت کے اندر ہے .... آپ کا عرس ہر سال ۲۴، ۲۵ صفر کو ہوتا ہے۔

حضرت امداد اللہ مہاجر مکّی رح

آپ کا سلسلہ نسبت حضرت عمر فاروق رضؓ سے ملتا ہے۔ آپ بہت بڑے عالم دین۔ اولیاء اللہ اور صوفی بزرگ تھے۔

آپ کا عہد ۱۸۱۸ء سے ۱۸۹۹ء تک کا ہے۔ نانوتہ ضلع سہارن پور میں پیدا ہوئے۔ سن بلوغت کو پہنچے تو دہلی جاکر اس وقت کے علماء سے حدیث، تفسیر اور فقہ کا درس لیا۔ حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کی خاص توجہ سے دینی منازل طے کیں اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ۱۸۴۴ء میں حج بیعت اللہ تشریف لے گئے۔ بعد ازاں واپسی پر رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے متبعین میں عوام کے علاوہ مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد یعقوب نانوتوی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا فیض الحسن سہارن پوری، شیخ الہند مولانا محمود الحسن اور مولانا حسین احمد مدنی جیسے بلند پایہ علماء دین بھی شامل تھے۔ ۱۸۵۹ء کو ہجرت کرکے مکہ معظمہ چلے گئے اور تادم آخر وہیں مقیم رہے اس لئے مہاجر مکی کے نام سے مشہور ہوئے۔ مکہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔ آپ نے تصوف پر دس کتب۔ جہاد اکبر مثنوی تحفۃ العشاق۔ ارشاد مرشد، وحدت الوجود، فیصلہ ہفت مسئلہ، گلزار معرفت، مرقومات امدادیہ، مکتوبات امدادیہ، درنامہ غضب ناک، ضیاء القلوب لکھیں۔ جو بے حد مقبول ہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ

اسم گرامی رضی الدین تھا۔ تحصیل علم سے فارغ ہو کر جب کتابوں سے دل اچاٹ ہوا تو کسی مرشد کامل کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ امیر عبداللہ بلخی سے فیض حاصل کیا۔ اس کے بعد بھائی ولی کشمیری سے فیض حاصل کیا۔ اور مدارج روحانی طے کئے۔ بعد ازاں حضرت ــــ شیخ عبدالعزیز کی خانقاہ میں ان کے صاحبزادے شیخ قطب العالم کے پاس رہ کر یاد حق میں مشغول ہوئے۔ اور خواجہ امکنگی کے حضور سے نقشبندی سلسلہ کی تعلیم پائی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ آپ کے ہی مرید تھے۔ اکبر کے عہد میں جو لامذہبیت پیدا ہو رہی تھی اس کا خاطر خواہ سد باب کرنے کے لئے درباری امراء کے طبقہ کی خاص طور پر اصلاح کی اور امراء وزراء کے طبقے میں مذہب کا انس پیدا کیا۔ جس کے سامنے اکبر کا مذہب دین الٰہی فروغ نہ پا سکا۔ آپ کا عہد ۱۵۶۲ء سے ۱۶۰۳ء تک کا ہے۔ ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۰۱۲ھ کو کوٹلہ فیروز شاہ میں وفات پائی۔

حضرت بایزید بسطامیؒ

صوفی بزرگ نام ابو یزید بایزید بسطامیؒ۔ چونکہ بسطام میں پیدائش ہوئی۔ اس لئے بسطامی کہلاتے۔ والد طیفور بن عیسیٰ بن سروشان تھے۔ آپ نے فقہ حنفیہ کی تعلیم ابو علی سندھی سے حاصل کی اور ان سے ہی حقیقت اور معرفت کا سبق پڑھا۔ بعد ازاں دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے بارہ سال تک جنگلوں میں رہ کر عبادت اور ریاضت کی۔ تصوف میں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ آپ نے حضرت امام

Marfat.com

جعفر صادق سے بھی کسبِ فیض کیا تھا۔ بقول حضرت جنید بغدادیؒ کہ آپ ہم میں ایسے تھے جیسے جبرئیل
فرشتوں میں۔ تمام سالکان کی انتہا آپ کی ابتداء ہے۔ بسطام میں انتقال کیا مستقل تصنیف کوئی نہیں
چھوڑی۔ چند اقوال مختلف عالموں کی زبانی تصوّف کی کتابوں میں درج ہیں۔ ۱۵ شعبان سنہ ۲۶۱ھ کو آپ
کا وصال ہوا۔

حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ

صوفی اولیاء اللہ بختیار کاکی نام اور قطب الدّین لقب تھا۔ خواجہ کاکی عرف۔ ترکستان کے قصبہ اوش میں پیدا
ہوئے۔ حسینی سادات میں سے تھے۔ بچپن میں بغداد آئے اور خواجہ معین الدّین چشتی سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔
سترہ سال کی عمر میں خواجہ صاحب سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ بعد ازاں مرشد کے ہمراہ ہندوستان آکر دہلی میں
سکونت اختیار کی۔ آپ بابا فرید گنج شکر کے مرشد ہیں۔ دو کتابیں تصنیف کیں۔ ایک دیوان ہے اور دوسری تصوّف
پر "فوائد السالکین" سماع سے رغبت تھی۔ دہلی میں ایک سماع کی محفل میں وجد طاری ہوا اور اسی حالت میں ——
۱۴ ربیع الاوّل ۶۳۵ ہجری کو انتقال ہوا۔ مزار قطب صاحب کی لاٹ کے قریب ہے۔

حضرت شیخ برہان الدّین غریبؒ

مشہور صوفی اور عالم دین بزرگ ان کا عہد ۶۵۴ھ سے ۷۳۸ھ کا ہے۔ آپ کا شجرہ نسب امام ابو حنیفہؒ
سے جا ملتا ہے۔ شیخ منتخب الدّین آپ کے حقیقی بھائی تھے۔ جو حضرت نظام الدّین اولیاءؒ کے ممتاز خلفاء میں سے
تھے۔ بابا فرید شکر گنجؒ کے خلیفہ خواجہ جمال الدّین ہانسوی آپ کے ماموں اور ——— حضرت نظام الدّین اولیاءؒ
کے خلیفہ قطب الدّین منوّر آپ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ حضرت نظام الدّین اولیاء سے روحانی فیض حاصل کیا۔
بعد ازاں حضرت خواجہ نے انہیں لنگر خانے کا نگران مقرر کیا۔ جب آپ روحانیت میں درجہ کمال کو پہنچے۔ تو حضرت
نظام الدّین اولیاء نے خلافت سے سرفراز فرماتے ہوئے انہیں دکن تبلیغ اسلام کے لئے جانے کا حکم دیا۔ دکن
میں برہان الدّین غریب نے انتیس سال تک اسلام کی نشر و اشاعت اور تبلیغ میں گزار دیئے۔ شہر برہان پور
آپ ہی کے نام سے آباد ہوا۔ آپ کی تصنیفات میں سے "حصول الوصول"، "ہدایت القلوب"، "نفائس الانفاس"
مشہور ہیں۔

سے ۱۷۵۸ء تک کا ہے۔ والد کا نام محمد درویش تھا جو اُچ گیلانیاں سے ملکوال اور پھر پانڈوکے میں آئے۔ جید عالم تھے۔ گاؤں میں درس و تدریس کرتے تھے۔ بلھے شاہ جوان ہوئے تو قصور آ گئے اور مولوی غلام مرتضٰے سے علوم ظاہری حاصل کرتے رہے لیکن جوانی کے ابتدائی زمانے میں ہی مجذوب ہو کر بٹالہ میں پہنچے اور منصور حلاج کی طرح انا الحق کا نعرہ لگانا شروع کر دیا۔ لہٰذا گرفتار ہو کر دربار فاضلیہ کے بانی شیخ فاضل الدین کی عدالت میں لائے گئے۔ ان کے ارشاد پر لاہور آ کر شاہ عنایت کے مرید ہوئے۔ اُن کی وفات کے بعد اُن کی گدی پر بیٹھے اور بیس برس تک لوگوں کو معرفت اور سلوک کی تعلیم دیتے رہے۔ مزار قصور میں ہے۔ ۱۸۹۲ء میں رہتک کے مولوی انور علی نے ان کی کافیوں کو جمع کیا اور قانونِ عشق کے نام سے شائع کیا۔

حضرت بُو علی قلندرؒ پانی پتی

آپ کا عہد ۱۲۰۸ء سے ۱۳۲۳ء تک کا ہے۔ صوفی بزرگ اور عالم دین تھے۔ اصل نام شرف الدین تھا۔ لقب بُو علی قلندر تھا اور شجرہ نسب امام اعظم ابوحنیفہؒ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے والد ۱۲۰۳ء میں عراق سے ہندوستان آئے۔ شیخ صاحب پانی پت کے مقام پر پیدا ہوئے۔ کمسنی میں ہی تمام علوم ظاہری حاصل کئے۔ کچھ عرصہ قطب مینار کے پاس درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا لیکن تصوف کے کوچے میں قدم رکھتے ہی سب کچھ چھوڑ دیا۔ آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے خلیفہ تھے۔ مقبرہ پانی پت میں ہے۔

حضرت خواجہ شیخ بہاؤالدین زکریاؒ

صوفی بزرگ۔ آپ کے جدِ امجد مکہ معظمہ سے پہلے خوارزم آئے۔ بعد ازاں ملتان میں آ کر سکونت اختیار کی۔ بہاؤالدین زکریاؒ کی ولادت ملتان میں ہی ہوئی۔ قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے خراساں چلے گئے۔ جہاں سات برس بزرگانِ دین سے ظاہری اور باطنی علوم حاصل کئے پھر بغداد جا کر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی بیعت کی اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہو کر خرقہ خلافت پایا۔ مرشد کے حکم کے مطابق ملتان واپس آ کر دینِ اسلام کی نشر و اشاعت میں مصروف ہو گئے اور سہروردی سلسلے کی بنیاد رکھی۔ آپ مسعودالدّین گنج شکر کے خالہ زاد بھائی تھے۔ مشہور شاعر عراقی آپ کا داماد تھا۔ والیٔ سندھ اور ملتان ناصر الدین قباچہ کو آپ سے بہت عقیدت تھی۔ وفات ۶۶۱ ہجری ملتان میں پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

Marfat.com

حضرت عزیزالدین پیر مکی ؒ

عالم دین صوفی بزرگ :۔ اصل نام عزیزالدین ہے۔ پیدائش بغداد میں ہوئی۔ بعدازاں حصول علم کے لئے بارہ سال مکہ معظمہ میں رہے۔ اسی نسبت سے آپ مکی کہلواتے۔ آپ کا عہد ۱۲۲۵ء کا ہے۔ جب ہندوستان پر خسرو ملک غزنوی کی حکومت تھی۔ آپ مکہ سے لاہور تشریف لاتے اور اعتکاف کی نیت سے حضرت داتا گنج بخش کے مزار اقدس پر بیٹھ گئے۔ آپ علوم باطنی سے سرشار تھے اور اولیاء اللہ میں شمار تھا۔ حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر اعتکاف کے دوران ہی ہندوستان پر شہاب الدین محمد غوری نے حملہ کر دیا تو خسرو ملک آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دعا کے لئے استدعا کی۔ آپ نے فرمایا۔ ابھی ایک سال تک کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن اس کے بعد ہندوستان پر غوریوں کی حکومت ہو جائے گی۔ چنانچہ یہی ہوا۔ محمد غوری محاصرہ اُٹھا کر سیالکوٹ کی طرف چلا گیا۔ لیکن ایک سال بعد اس نے واپس آکر لاہور پر قبضہ کر لیا۔ آپ نے چھتیس سال تک لاہور میں رہ کر رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا اور یہیں وفات پائی۔ بقول صاحب "تحقیقات چشتی" آپ کا مزار شاہ جہان کے حکم سے ٹیکسالی اور بھاٹی دروازہ لاہور کے درمیان تعمیر ہوا۔

پیر مانکی ؒ

صوبہ سرحد کے صوفی بزرگ۔ اصل نام عبدالوہاب والد کا نام مولانا ضیاء الدین تھا۔ ضلع پشاور کے موضع اکوڑہ خٹک میں پیدا ہوئے۔ جب اس علاقے پر سکھوں کا قبضہ ہوا۔ تو اُن کے مظالم سے تنگ آکر ان کے والد ہجرت کر کے دوسرے لوگوں کے ساتھ بداش آ گئے۔ اور ایک مسجد کی امامت اختیار کر لی۔ پیر مانکی صاحب سن شعور کو پہنچے تو ابتدائی تعلیم سے فارغ ہوکر اپنے زمانے کے مشہور بزرگ حضرت عبدالغفور اخوند کی خدمت میں طلب حق اور معرفتِ الٰہی کے شوق میں حاضر ہوئے۔ ان کی ہی صحبت میں پیر مانکی صاحب نے تصوّف کی منازل طے کیں اور ریاضتوں مجاہدوں کے بعد خلافت حاصل کی۔ ۱۸۶۳ء میں جب انگریزی فوج نے مالاکنڈ اور سوات پر حملہ کیا تو آپ نے بھی جنگ امبیلہ میں اخوند صاحب، صاحب خانہ یانِ سوات کے ساتھ شامل ہو کر شجاعت اور بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ حضرت اخوند سوات نے خوش ہو کر مجاہدانہ سرگرمیوں کے پیش نظر خلافت عطاء فرمائی اور مرشد کے حکم سے دین کی تبلیغ میں مشغول ہو گئے۔ بعدازاں آپ نے مانکی شریف میں سکونت اختیار کی۔ اسی نسبت سے پیر مانکی کہلائے۔ آپ کے مریدوں کی بڑی تعداد اس علاقے میں موجود ہے۔ یہیں وفات پائی۔ آپ کی تصانیف میں "المذاہب" اور "ہدایت الابرار" مشہور ہیں۔

پیر باباؒ

سید علی غواص نام۔ پیر بابا لقب۔ والد کا نام سید قنبر علی تھا آپ صوبہ سرحد کے ایک اولیاء اور صوفی بزرگ تھے۔ اصل وطن خندس تھا۔ والد شاہانِ وقت کے دربار سے وابستہ ہونے کی وجہ سے دنیاوی منصب وجاہ کے بلند مرتبے پر فائز تھے۔ دادا سید احمد یوسف بہت اونچے پائے کے بزرگ تھے۔ جو خندس اور بدخشان تک عوام کی رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ ان کا شجرہ نسب حضرت علیؓ سے جا ملتا ہے۔ بچپن میں ہی پیر بابا کے دل میں ایسا اضطراب تھا جس کی وجہ سے انہیں گھر والے دیوانہ کہا کرتے تھے "تذکرۃ الابرار والاشرار" کے مطابق پیر بابا نے ابتدائی تعلیم اپنے دادا سے حاصل کی اور شرح ملا جامی تک ان ہی سے تکمیل کی۔ تصوف سے بھی آگاہی دادا سے حاصل کی۔ بعد ازاں شیخ شرف الدین بو علی قلندر کے مزار پر حاضری دی اور عبادت اور ریاضت میں مشغول رہے۔ اس کے بعد پرگنہ مانک پور میں شیخ سیلونہ سے "ہدایہ" تک تعلیم حاصل کی اور ان کے حکم سے بیعت کے لئے شیخ سالار رومی کی خدمت میں اجمیر چلے گئے اور ان سے ہی تصوف اور سلوک کی منازل طے کیں بقول "تذکرہ الابرار والاشرار" آپ حضرت متقدمین مشائخ کی طرف سے پانچ خانوادوں میں مجاز تھے۔ (۱) سلسلہ کبرویہ (۲) سلسلہ چشتیہ (۳) سلسلہ سہروردیہ (۴) سلسلہ شطاریہ (۵) سلسلہ ناجیہ علاجیہ۔ اپنے مرشد کے حکم سے علاقہ یوسف زئی موضع سدم میں سکونت اختیار کی اور لوگوں کو دین کی تعلیم سے روشناس کرایا۔ بعد وفات آپ کڑاکڑ سے دس میل دور ایک ندی کے کنارے دفن ہوئے۔ یہیں مزار واقع ہے۔

حضرت تاج الدین بن زکریاؒ

ہندوستان کے عالم دین اور صوفی بزرگ پیدائش شہر سنبھل میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اور علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد مرشد کی تلاش ہوئی اور علوم باطنی حاصل کرنے کے لئے مختلف شہروں کے سفر کئے۔ بالآخر شیخ اللہ بخش شطاری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک عرصہ تک لنگر خانے کے لئے پانی اور لکڑیوں کو اکٹھا کرنے کا کام سپرد رہا اور حضرت شیخ کی نظرِ عنایت سے ہی سلوک کی منازل طے کیں اور قادریہ، چشتیہ، مداریہ طریقے کی اجازت حاصل کی۔ اس کے بعد تاج الدین دس سال تک حضرت خواجہ محمد باقی سے بھی فیض حاصل کرتے رہے جس کے صلہ میں نقشبندی سلسلہ کی اجازت حاصل ہوئی۔ حضرت خواجہ محمد باقی کی وفات کے بعد تاج الدین زکریا نے عراق اور عرب کا سفر کیا اور بالآخر مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی۔ حجاز میں ایک بڑی تعداد آپ کی صحبت میں رہ کر نقشبندیہ سلسلے سے فیض یاب ہوئی۔ آپ کے مریدوں میں بڑے بڑے مشہور

Marfat.com

صوفی بزرگ موجود ہیں۔ رشد و ہدایت کے علاوہ تصنیف و تالیف کا بھی کام کرتے رہے آپ کی تصانیف میں "نفحات الانس" کا عربی ترجمہ "تعریب رشحات عین الحیاۃ" کا عربی ترجمہ۔ اس کے علاوہ رسالہ طریقہ نقشبندیہ صراط مستقیم نفحات الالہیہ۔ جامع الفواعد۔ رسالہ درباب انواع طب اور آداب المریدین مشہور ہیں۔ بقول صاحب اسراریہ آپ نے ۱۶۴۱ء میں وفات پائی۔

حضرت جلال الدین تبریزیؒ

بنگال کے ایک صاحب بصیرت بزرگ اولیاء اللہ۔ جلال الدین نام ابوالقاسم کنیت تھی۔ ایرانی نسل تھے تبریز میں ابتدائی اور ظاہری تعلیم پائی۔ ایک روایت کے مطابق جلال الدین بڑے پرشکوہ بادشاہ تھے۔ اچانک... عشق الٰہی سے دل منور ہوگیا۔ بصیرت ملتے ہی دنیا کی ظاہری شکل جب سامنے آئی تو بادشاہت اپنے بیٹے کے سپرد کرکے پہلے شیخ ابوسعید تبریزی کے دست مبارک پر بیعت کی۔ ان کی وفات کے بعد شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے فیوض باطنی حاصل کیے۔ آپ اپنے مرشد کا احترام اس قدر کرتے تھے کہ مکہ معظمہ کے سفر کے دوران سخت دھوپ اور گرمی کی شدت کے باوجود شیخ کی سواری کے ساتھ پیدل چلتے تھے اور پاس ادب کی خاطر اونٹ پر سواری نہ کرتے تھے۔ دوران سفر ایک دیگچی اور انگیٹھی ساتھ رکھتے تھے۔ تاکہ جب مرشد کھانا طلب کریں تو گرم کھانا اُن کی خدمت میں پیش کیا جاسکے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت کے دوران ہی آپ کی ملاقات شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی سے ہوئی۔ اُن سے بہت محبت ہوگئی۔ جب حضرت بہاؤالدین ملتان چلے گئے تو آپ نے دہلی کا رُخ کیا۔ شمس الدین التمش نے آپ کا استقبال کیا اور خاطر مدارت کی۔ یہاں آپ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ سے ملاقات بھی کی۔ اور بعد میں بدایوں جاکر سکونت اختیار کی۔ ایک عرصہ تک رشد و ہدایت میں مصروف رہے اور ہزاروں کو فیض بخشا۔ بعدازاں اپنے مرید علی کو خلیفہ بناکر بنگال کا رُخ کیا اور پنڈوہ میں رہائش اختیار کی۔ اس شہر کا حاکم لکشمن داس تھا۔ جو گوڑ کے تخت پر براجمان تھا اور کٹر ہندو تھا۔ اس شہر میں مندروں اور بُت کدوں کی بھی بھرمار تھی اور یہاں کسی مسلمان کو قدم رکھنے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن آپ نے کمال جرأت سے کام لے کر یہاں ایک مسجد اور خانقاہ تعمیر کروائی اور مسافروں وغریبوں کے لئے لنگر جاری کیا۔ ابتداء میں ہندو جوگیوں اور پنڈتوں نے آپ سے مناظرے کئے۔ بالآخر اسلام کی صداقت کے قائل ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ارادت مندوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ لوگ جوق در جوق آکر مسلمان ہوتے گئے اور بت کدے مسجدوں میں تعمیر ہوتے گئے۔ بنگال میں جو مسلمانوں کی کثرت نظر آتی ہے۔ آپ کی برکات اور فیوض کا نتیجہ ہے "خزینۃ الاصفیا" کے مطابق آپ کی وفات ۶۴۲ھ میں ہوئی۔ لیکن تذکرہ اولیا ہند میں سن وفات ۱۲۲۵ء درج

Marfat.com

ہے "سیدالعارفین" میں لکھا ہے کہ آپ کی جائے قیام کو "دیو مالا" کہا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ سے قبل یہاں بہت بڑا بت کدہ تھا۔ آپ نے بتوں کو توڑ کر وہاں خانقاہ بنائی۔ آپ کا مقبرہ بھی یہیں ہے۔ آپ کی روحانیت اور شخصیت کا بنگال کے معاشرے پر ایسا اثر پڑا کہ آج بھی پنڈوہ میں بہت سی عمارتیں اور خانقاہیں جلال تبریزی کے نام سے مشہور ہیں۔

ابو عبداللہ ترمذی

خراساں کے محدث۔ فقیہ اور صوفی بزرگ۔ نام محمد بن علی بن حسین الحکیم تھا۔ "تذکرۃ الاولیاء" اور "نفحات الانس" سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ بھی اُن ہی شیوخ کے شاگرد تھے جن سے امام بخاری نے تلمیذ کیا تھا۔ آپ نے تیس کے قریب کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں "نوادر الاصول"، "ختم الولایہ"، "علی العبودیہ"، "شرح الصلوٰۃ"، "الحج واسرارۃ"، "کتاب الفروق"، اور "کتاب الاکیاس" مشہور ہیں۔ تصوف کی تاریخ میں آپ پہلے آدمی ہیں۔ جنہوں نے طبقات صوفیہ پر پہلی کتاب لکھی۔ ابن العربی نے ان کی تصنیف کو تین سو سال بعد بڑی قدر کی نظر سے دیکھا ہے۔ اس طرح وہ شیخ اکبر کے پیشرو ہیں۔ آپ کے مزار پر لگے کتبے پر تاریخ وفات ۸۹۸ء درج ہے۔

حضرت برہان الدین ترمذیؒ

ایک صوفی بزرگ اور عالم دین جو کئی ناموں سے مشہور ہیں۔ مثلاً سید حسین ترمذی۔ سید سردان اور برہان الدین محقق کے نام سے مشہور ہیں۔ مولانا بہاؤالدین ولد کے مرید تھے۔ مولانا سے علومِ ظاہری کی تعلیم حاصل کی بعد میں عبادت، ریاضت اور مجاہدے کرتے رہے اور ترمذی میں ہی سکونت اختیار کر لی۔ آپ کی عبادت سے متاثر ہو کر عقیدت مندوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا۔ اور مرید ترمذی میں ہی سکونت پذیر ہوتے گئے۔ جب مولانا بہاؤالدین ولد کا قونیہ میں انتقال ہو گیا تو آپ ۱۲۳۲ء میں مرشد کے شہر قونیہ چلے گئے۔ یہاں جلال الدین رومی کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہو گئے۔ جو ابھی نوعمر تھے۔ اور فقہ و ادب کے طالب علم تھے۔ نو سال بعد آپ نے قیصریہ میں ہجرت کی۔ منگولوں کے قتل عام کے زمانے میں آپ یہیں مقیم تھے۔ سلجوقوں کی طرف سے اس علاقے کے والی اور آپ کے مرید خاص شمس الدین اصفہانی نے آپ کی وفات کے بعد تجہیز و تکفین کا انتظام کیا اور آپ کا مقبرہ تعمیر کروایا۔ آپ کی پیدائش اور وفات کے متعلق مختلف آسار ملتی ہیں۔ جن میں بقولِ اولیاء چلبی آپ کا سن وفات ۱۰۸۱ء میں ہوا۔ آپ کو فرقہ مولویہ کی روایات میں جو خاص اہمیت حاصل تھی۔ وہ ہی آپ کی شہرت کا باعث ہے۔

Marfat.com

حضرت عفیف الدّین سلیمان تلمسانیؒ

کوفی الاصل خاندان کے صوفی بزرگ ۔اصل نام ابن علی بن عبداللہ۔ ۱۲۱۹ء تا ۱۲۹۱ء کے دور کے بزرگ تلمسان میں پیدا ہوئے ۔ابتدائی عمر میں شام آ گئے ۔یہاں سرکاری عہدے پر فائز رہے ۔بعدازاں روم جا کر صدرالدّین القونوی کی شاگردی کی ۔ان کی نگرانی میں چالیس چالیس دن کی چالیس صوفیانہ خلوتیں مکمل کیں ۔۔۔
عفیف الدین نہایت ملنسار، خوش اخلاق اور باوقار انسان تھے ۔لیکن بعض علماء کی نظر میں ان کی ذات ہمیشہ مشتبہ رہی ۔بقول ذھبی کوئی شخص صحیح طور پر ان کے خیالات معلوم نہ کر سکا ۔ان کے اعتقادات پر بعض علماء نے نصیری العقیدہ ہونے کا بھی الزام لگایا ہے ۔ابن نفوطی نے اپنی کتاب مجمع الآداب میں انہیں علماء عارفین میں شمار کیا ہے ۔عفیف الدّین نے بستر مرگ پر اس امر کا اظہار کیا ہے کہ انہیں عرفان حاصل ہو چکا ہے ۔اور معرفتِ الٰہی سے بھی آشنا ہو چکے ہیں ۔ان کا انتقال دمشق میں ہوا ۔اور شہر کے صوفیوں کے قبرستانوں میں دفن کئے گئے ۔انہوں نے مختلف علوم پر کتابیں لکھیں ۔جن میں رسالہ علم العروض ۔دیوانِ مقامات ۔شرح المواقف للنفری ۔کتاب المواقف ۔شرح قصیدہ النفسیہ ۔شرح اسماء الحسنیٰ ۔شرح فصوص الحکم مشہور ہیں ۔

حضرت ابواسحٰق تلمسانیؒ

مالکی فقیہہ کے ایک عالم صوفی ۔نام ابراہیم بن ابی بکر بن عبداللہ انصاری تھا ۔تلمسان میں پیدائش ہوئی ۔آپ کا عہد ۱۲۱۲ء سے ۱۲۹۱ء کا ہے ۔نو برس کی عمر میں اپنے والد کے ساتھ غرناطہ چلے گئے اور تین سال کے قیام کے بعد مالقہ میں سکونت اختیار کی ۔اسی شہر میں انہوں نے علوم کی تحصیل کی ۔اس کے بعد سبتہ چلے گئے ۔جہاں انہوں نے سُنت کے مطابق شادی کی ۔آپ امام مالک کے مقلد تھے ۔فقہ میں خاص مقام رکھتے تھے اور مالکی فقیہا میں ایک خاص مقام کے حامل تھے ۔اکیس سال کی عمر میں انہوں نے احکام وارثت پر ایک رسالہ لکھا تھا جس کی کئی ایک شرحیں کی گئیں ۔ان کی دوسری تصانیف میں نتیجہ الخیر و مُریلتہ الغیرفی ۔نظم المغازی آنحضورؐ کی منظوم سیرت مقالہ فی العروض ۔منظومہ المؤید الکریم ۔الحشرات وغیرہ کافی مشہور ہیں ۔آپ کی وفات سبتہ میں ہوئی اور اسی شہر میں دفن ہوئے ۔

حضرت عبدالواحد تمیمیؒ

عہد ۱۰۳۳ء کے صوفی بزرگ نام عبدالواحد تھا ۔کنیت ابوالفضل والد کا نام عبدالعزیز بن حرث بن اسد تھا عرب

کے مشہور قبیلہ بنو تمیم میں سے تھے۔ ابتداء میں خراسان کے شیخ ابوالقاسم سے اکتساب فیض کیا۔ بغداد میں شیخ شبلی سے شرف تلمیذ حاصل کیا اور سرفرازِ خلافت ہو کر مرشد کی مسندِ ارشاد کی زینت بنے آپ کا تعلق سلسلہ جنیدیہ سے تھا۔ آپ نے شریعت و طریقت کی ترویج میں مقام خاص حاصل کیا۔ بے شمار خلقت نے آپ کی وجہ سے راہِ ہدایت پائی۔ آپ نے حرمین الشریفین کے کئی سفر کئے اور بیشتر بلادِ عرب و عجم کی سیاحت کی عمر کا زیادہ حصہ بغداد میں بسر ہوا۔ عہد عباسی میں وفات پائی اور قبر امام حنبلؒ کے مقبرہ میں واقع ہے۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ

پیدائش تقریباً ۱۱۸۴ھ میں ہوئی۔ برّصغیر کے ایک بزرگ اور عالم دین۔ صوفی۔ نام محمد سلیمان تھا۔ والد کا نام زکریا بن عبدالوہاب تھا۔ آپ افغان قوم کے قبیلہ جعفریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ پیدائش گڑگوجی میں ہوئی۔ چونکہ والد کا انتقال بچپن میں ہو گیا تھا۔ لہٰذا تعلیم و تربیت والدہ کے زیر اثر ہوئی۔ ۴ سال کی عمر میں والدہ نے ملّا یوسف جعفر کے پاس قرآن پاک پڑھنے کے لئے بھیجا۔ لیکن قرآن ختم میاں حسن علی سے کیا۔ ابتدائی دینی کتب بھی ان سے ہی پڑھیں۔ مولوی ولی محمد اور قاضی محمد عاقل سے تکمیلِ تعلیم کی۔ نوعمری کے زمانہ میں خواجہ نور محمد مہاروی سے بیعت کی۔ مرشد کی بے انتہا خدمت کی جس کے صلہ میں خواجہ نور محمد مہاروی نے انہیں اپنے مرشد شاہ فخر کی ملاقات کے لئے دہلی بھیجا۔ لیکن آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی اُن کا وصال ہو چکا تھا۔ واپس لوٹ کر چھ سال تک مرشد کی نگرانی میں عبادت اور ریاضت کی منازل طے کیں۔ آخر مرشد نے خرقہ خلافت عطا کر کے تونسہ میں قیام کے لئے حکم دیا۔ تونسہ آ کر آپ نے شاگردوں اور مریدوں کو حدیث۔ فقہ۔ سلوک کی تعلیم دی۔ دوسری طرف صوفیاء کی اصلاح بھی کرتے ہوتے۔ انہیں دنیاداری سے دین داری کی طرف رجوع کرنے کو کہا اور خود نہایت عسرت فقر و فاقہ میں زندگی گزار کر عملی نمونہ پیش کیا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ جو شخص چاہتا ہے حق تعالےٰ کا محبوب ہو جائے اسے چاہیئے کہ ظاہر اور باطن میں شریعت کی متابعت کرے۔ فرماتے تھے ایک غیر شرعی فعل بندے کو مرتبہ ولایت سے نیچے پھینک دیتا ہے۔ آپ نے تونسہ میں ہی ۱۲۶۷ ہجری میں وفات پائی۔ نواب بہاولپور نے ستّر ہزار روپے سے سنگ مرمر کا مزار تعمیر کروایا۔ آپ کے ستّر سے زیادہ خلفاء تھے۔ جنہیں آپ نے خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

حضرت جلال الدّین سہروردیؒ

(۶۴۲ھ) صوفی۔ عالم دین۔ پیدائش تبریز میں ہوئی۔ ابتداء میں پُرشکوہ بادشاہ تھے اچانک

Marfat.com

ب پیدا ہوا تو بادشاہت بیٹے کے سپرد کر کے شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں بغداد حاضر ہوئے اور سات سال تک خدمت اور عبادت میں گزار دیئے۔ اس اثناء میں مخدوم بہاؤالدین بغداد تشریف لائے۔ یہ بھی شیخ کے خلیفہ تھے۔ شیخ جلال الدین مرشد کی اجازت سے مخدوم بہاؤالدین کے ہمراہ ملتان آگئے۔ پھر کچھ مدت ٹھہرنے کے بعد دہلی چلے گئے۔ یہ سلطان التمش کا دور تھا جو علماء کے بڑے قدر دان تھے۔ لہٰذا سلطان نے آپکی پیشوائی شایان شان کی کچھ عرصہ جلال الدین حضرت بختیار کاکیؒ اور حمیدالدین ناگوری کی صحبتوں میں رہے اور پھر دہلی سے بدایوں کا رخ کیا۔ وہاں کے حاکم کمال الدین سے دوستی ہوگئی۔ لیکن یہاں بھی دل نہ لگا تو اودھ چلے گئے۔ اور بہار کی سیاحت کرتے ہوئے۔ بنگال جا پہنچے۔ پنڈوہ کے قصبہ میں سکونت اختیار کی اور بنگال کے طول وعرض میں تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ یہاں ہی مشہور تاریخ نگار ابن بطوطہ سے ملاقات ہوئی جس نے اپنے سفر نامے میں ان کی اسلام خدمت کا حال بیان کیا۔ بنگال میں آج جو مسلمانوں کی کثرت نظر آتی ہے وہ شیخ جلال الدین کے ہی فیوض و برکات کا نتیجہ ہے۔

حضرت جلال الدین مجرد سلہٹیؒ

بنگال کے بزرگ اور صوفی عالم دین۔ بخارا کے قریب قونیا گاؤں میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام ابراہیم تھا۔ آبائی شہر یمن تھا جہاں سے قونیا میں آکر سکونت اختیار کی والد کی طرف سے آپ قریشی النسل تھے۔ والدہ کا سلسلہ سادات سے جا ملتا ہے۔ بچپن میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو ماموں سید احمد کبیر نے جو خود بھی عالم دین تھے اپنے زیر سایہ لے لیا اور مکہ معظمہ لے جاکر دینی اور روحانی تعلیم سے سرفراز فرمایا۔ حقائق اور معارفت کا درس دیا بعدازاں آپ ان کے حکم سے تبلیغ اسلام کے لئے ہندوستان تشریف لائے۔ یہ علاؤالدین خلجی کا دور حکومت تھا۔ ان ہی دنوں سلہٹ، بنگال کفر گڑھ تھا یہاں ایک ہندو راجا حکمران تھا جس کا نام گورگو بند تھا یہ کٹر ہندو تھا اور یہاں گائے کی قربانی پر پابندی عائد تھی۔ ایک روایت کے مطابق اس کے علاقے میں ایک مسلمان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تھا تو اس نے بچھڑا ذبح کیا۔ جونہی یہ اطلاع راجا کو ہوئی اس نے نومولود بچے کو ذبح کروا دیا اور برہان الدین جو مسلمان اور بچے کا باپ تھا کا ایک بازو قلم کروا دیا۔ علاؤالدین خلجی نے اطلاع ملتے ہی اپنے بھانجے سکندر خان غازی کو راجا پر حملہ کرنے بھیجا جس نے دوبارہ فوج کشی کی لیکن ناکام رہا۔ ایسے ہی موقعے پر جلال الدین سلہٹی ہندوستان میں تشریف لاتے۔ جونہی انہیں یہ خبر ملی آپ نے ۳۶۰ اولیاء کرام جو آپ کے ہمراہ تھے کو ساتھ لے کر اپنے مصلوں کو دریائے برہم پتر میں ملاح کر دریا عبور کیا اور راجا پر حملہ کر کے اسے شکست دی اور حکومت کی باگ ڈور سکندر غازی کو سونپ دی اور خود عبادت اور ریاضت کی شمع کفر کے اندھیروں میں روشن کی۔ لوگ پروانہ وار اس شمع

Marfat.com

ہدایت کی طرف ٹوٹ پڑے اور یہ کفرستان مسلمانوں کی اذانوں سے گونج اُٹھا۔ لاکھوں ہندوؤں نے اسلام قبول کیا چالیس سال سے آپ روزے رکھتے چلے آ رہے تھے۔ افطار دسویں دن کیا کرتے تھے گائے کے دودھ سے عمر بھر شادی نہیں کی اس لئے مجرد کہلائے۔ یہیں انتقال ہوا اور مقبرہ بھی یہیں سلہٹ میں موجود ہے۔

حضرت مولانا غلام محمد جلوآنوی ؒ

۱۸۹۳ء سے ۱۹۵۶ء کے دور کے عالم دین، اولیاء اللہ۔ شاعر، مصنف۔ سلسلہ قطبیہ قادریہ کے باعمل ولی کامل جنہیں فارسی، عربی اور پنجابی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ ضلع لائلپور کے قصبہ کمالیہ کے قریب ایک گاؤں مخدوماں شریف میں ولادت ہوئی۔ والد حضرت میاں فاضل خود بھی عالم فاضل تھے۔ بارہ سال کی عمر میں سید شیر محمد گیلانی فتح پور شریف گوگیرہ ضلع ساہیوال کے بیعت ہوئے اور ان کی خدمت میں اٹھارہ سال رہ کر علوم ظاہری اور باطنی سے بہرہ ور ہوتے آپ شریعت غرّا کے سخت متبع، سراپا عشق و محبت مسئلہ رضا، بالصفاء توکل عشق و توحید و شریعت مطہرۃ کے عین مطابق۔ قرآن و حدیث اور عارفین و کاملین کے اقوال کی روشنی میں ایسی پُر تاثیر تقریر فرماتے تھے کہ جاہل اور اَن پڑھ لوگوں کے دل میں بھی آپ کی بات اتر جاتی تھی۔ آپ رات دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار رہتے تھے۔ آپ کو نہ صرف علوم دینی، معارفتی و تصوّف میں اتباعانہ حاصل ہے بلکہ اپنے زمانے کے عربی، فارسی، اردو، پنجابی کے شاعر ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔ آپ کی شاعری میں غزلیات، قصائد، کافیاں، ڈھولے، سی حرفیاں، رباعیات اور منظوم خطوط شامل ہیں۔ جن کی تعداد کتب کی شکل میں ستر کے قریب ہے۔ وفات تاندلیانوالہ میں ہوئی۔ جلوانہ شریف میں دفن ہوتے۔ بعد میں وصیت کے مطابق ۱۰ رجولائی ۱۹۶۰ء کو جسد مبارک کو جڑانوالہ۔ ڈھڈیوالہ شریف۔ (فیصل آباد) منتقل کر دیا گیا جہاں آپ کا مزار واقع ہے۔

حضرت سیّد پیر جماعت علی شاہ ثانی ؒ

۱۸۵۹ سے ۱۹۳۹ء کے زمانے کے اولیاء اللہ۔ عالم دین۔ علی پور سیداں (سیالکوٹ) میں پیدا ہوئے۔ بعد تعلیم ظاہری حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی رح کے بیعت ہوئے اور محنت، لگن، عبادت اور ریاضت سے مرشد سے خلافت پائی۔ حضرت ثانی صاحب امیر ملت حافظ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے... پیر بھائی اور ہم وطن تھے۔ ثانی صاحب صحیح النسب حسینی سیّد اور اپنے وقت کے باکمال اولیاء میں سے

Marfat.com

تھے۔ مشائخ عصر آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ ہزاروں لوگوں نے آپ سے راہِ ہدایت پائی۔ اور سینکڑوں آپ کے فیضِ صحبت سے ولی کامل بن گئے۔ علی پور سیداں میں آپ کا سنگِ مرمر کا روضہ ایک آن بان کے ساتھ ایستادہ ہے۔

حضرت جماعت علی شاہ محدثؒ

۱۲۷۰ھ سے ۱۲۷۰ھ کے دور کے عالم دین۔ مذہبی رہنما اور ولی کامل۔ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں پیدائش ہوئی علوم دینیہ مولانا غلام قادر بھیروی۔ مولانا فیض الحسن سہارنپوری۔ مولانا قاری عبدالرحمان محدث پانی پتی اور مولانا احمد علی محدث سہارنپوری سے حاصل کئے۔ سند حدیث علماء پاک و ہند کے علاوہ علماء عرب سے بھی حاصل کی۔ بعد از فراغت علوم ظاہر بہ حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب چوراہی سے بیعت ہوکر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ پچاس سے زیادہ حج کئے۔ سینکڑوں مساجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ بیشمار دینی مدارس قائم کئے۔ سیاسی تحریکوں میں بھی حصہ لیتے رہے۔ مسجد شہید گنج کی تحریک میں آپ کو لاہور میں امیر ملت منتخب کیا گیا۔ شدھی کی تحریک کے دنوں میں آپ نے ہندوؤں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ برہمنوں کے پروپیگنڈہ کا سدِباب کرنے کے لئے مبلغین کی ایک جماعت تیار کی جس نے شہر بہ شہر گھوم کر تبلیغ اسلام کی۔ تحریکِ پاکستان کے لئے بھی آپ کی خدمات بے مثل ہیں۔ آپ آل انڈیا سُنی کانفرنس کے سرپرست بھی رہے۔

حضرت ابوالقاسم جنید بغدادیؒ

صوفی بزرگ اور اولیاء۔ پورا نام ابوالقاسم بن محمد بن جنید نہاوندی ہے۔ پیدائش بغداد میں ہوئی۔ آپ مشہور بزرگ سری السقطیؒ کے بھانجے اور شاگرد تھے۔ فقہ کا سبق ابوثور سے پڑھا۔ بعد ازاں تصوف کی طرف متوجہ ہوئے اور بہت سے مدارج طے کئے۔ تصنیف ایک ہی ہے جو مختلف رسائل پر مشتمل ہے۔ اس میں ان کے خطوط بھی شامل ہیں اور تصوف کے پیچیدہ مسائل بھی۔ صوفیائی سلسلہ کی تشکیل میں ان کا زبردست ہاتھ ہے۔ محاسبی کے ساتھ آپ کو بھی راسخ العقیدہ صوفیاء کا سب سے بڑا امام تسلیم کیا جاتا ہے۔ جنیدؒ نے اپنے عقیدے کو اس طرح بیان کیا ہے "چونکہ سب چیزوں کی اصل ذاتِ خدا ہے۔ اس لئے علیحدگی کے بعد آخر کار وہ پھر اسی ذات کی طرف عود کریں گے تاکہ اس سے مل جائیں"۔ صوفی مقام فنا میں ہی درجہ حاصل کرتا ہے۔ تصوف کے بارے میں فرماتے ہیں "جب تک ایک ہاتھ سے قرآن اور دوسرے ہاتھ سے سنتِ رسولؐ نہ پکڑو اس راستے پر نہ چلو تاکہ نہ شبہات کے گڑھوں میں گرو اور نہ بدعت

Marfat.com

کی تاریکی میں مبتلا ہوسکو"۔ انہوں نے ضبط نفس کی بدولت ایک ایسی بنیاد قائم کر دی جس پر بعد کے سلسلہ ہائے صوفیہ کی عمارتیں استوار ہوئیں۔ ان کے بارے میں روایات کثرت سے ہیں لیکن کچھ روایات کی صحت تحقیق طلب ضرور ہے۔ بروز شنبہ ۲۷ رجب ۲۹۰ ہجری کو آپ کا وصال ہوا۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت

۷۰۰ھ سے ۷۸۵ھ کے عہد کے صوفی بزرگ نام میر سید جلال الدین تھا کیونکہ آپ کا بہت سا وقت سیر و سیاحت میں گزرا۔ عرب مصر۔ شام۔ بلخ بخارا کی سیر کی اور چھتیس حج کئے اس لئے آپ کو مخدوم جہانیاں جہاں گشت کہتے ہیں والد کا نام احمد کبیر اور دادا کا نام سید جلال سرخ اُوچی تھا والد اور دادا کا شمار بھی اولیاء اللہ میں ہوتا تھا۔ اس لئے آپ نے پہلے سلسلہ سہروردیہ میں اپنے والد سے بیعت کی۔ پھر اپنے چچا صدر الدین سے خرقہ و تبرک حاصل کیا۔ آپ کی پیدائش ریاست بہاولپور میں اُچھ کے مقام پر ہوئی۔ آپ نے ملتان جاکر شیخ ابوالفتح رکن الدین ملتانی سے علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم حاصل کی اور خرقہ خلافت پایا۔ سیر و سیاحت میں بھی متعدد بزرگوں سے فیض حاصل کیا اُچھ میں وفات پائی۔ آپ کی تصنیفات میں "خزانہ جلالی" "سراج الہدایہ" اور "جامع العلوم" مشہور کتب ہیں جن میں تصوّف کے حقائق و معارف درج ہیں۔ ۷۷ سال کی عمر میں عین عید الضحیٰ کے دن وفات پائی۔ آپ کا مزار اُچ شریف میں ہے۔

حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی

سلسلہ چشتیہ کے ایک صوفی بزرگ شیخ نصیر الدین محمود نام تھا۔ بخلاف دوسرے سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں کے آپ کو سماع سے دلچسپی نہ تھی۔ طبیعت عبادت، ریاضت اور تقویٰ کی طرف زیادہ مائل تھی آپ سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے خلفاء میں سے تھے۔ آپ نے نہ صرف دہلی میں ہی اشاعت اسلام کا فرض سرانجام دیا بلکہ اپنے خلیفہ سید گیسو دراز کو دکن میں بھی اس خدمت پر مامور کیا۔ آپ ایک عرصہ تک دہلی میں رشد و ہدایت کا سرچشمہ بن کر اسلام کی تبلیغ میں مصروف رہے اور بالآخر وفات تک اس خدمت کو سرانجام دیتے رہے۔ رمضان ۱۷ اور ۱۸ تاریخ کی درمیانی شب ۷۵۷ھ بمطابق ستمبر ۱۳۵۶ء کو اس میر درخشاں کا وصال ہوگیا۔ دہلی میں ہی دفن ہوئے اور اپنے مرشد کے قریب ہی جگہ پائی

حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیریؒ

پیدائش ۵۳۰ھ یا ۵۳۶ھ ولی اللہ۔ ہندوستان میں سلسلہ چشت کے بانی۔ جائے پیدائش سیستان کا قصبہ سنجر ہے۔ والد کا نام غیاث الدّین حسین تھا جو بااثر شخصیت کے علاوہ ایک معروف تاجر بھی تھے۔ خواجہ صاحب نجیب الطرفین سید تھے۔ آپ کے زمانے میں ملاحدہ، باطنین اور خطائی ترکوں کے ہاتھوں آپ کا وطن برباد ہو رہا تھا۔ لہٰذا ان حالات سے مجبور ہو کر والد کے ہمراہ خراسان چلے آئے۔ پندرہ سال کی عمر میں آپ یتیم ہو گئے پہلے والد اور پھر والدہ کی وفات ہوئی۔ آپ کو ایک باغ اور ایک چکی ورثے میں ملی اس لئے باغبانی کو ذریعہ معاش بنایا۔ اس اثناء میں ایک مجذوب ابراہیم قندز کی نظرِ کرم سے عشقِ الٰہی نے دل میں بسیرا کیا۔ آپ نے باغ اور چکی فروخت کر کے سب کچھ فقراء میں تقسیم کر دیا اور پھر پہلے سمرقند اور بعد میں بخارا جا کر قرآن مجید حفظ کیا۔ تفسیر فقہ اور حدیث میں مہارت حاصل کی اور اُس دَور کے ولی کامل حضرت عثمان ہاروَنی سے بیعت کی۔ ان کی صحبت میں سلوک و عرفان کی منازل طے کیں۔

اڑھائی سال کے بعد دمشق، حجاز، مکّہ، مدینہ اور بغداد کا سفر کیا اور مشائخ وقت سے روحانی استفادہ کیا اور پھر تبریز، اصفہان، خرقان، استرآباد، ہرات، سبزوار، بلخ اور غزنی کی سیاحت کی۔ آخر آپ تبلیغ اور ہدایت کے لئے ہندوستان آئے۔ اور مزار داتا گنج بخشؒ پر چلہ کشی کی پھر چالیس درویشوں کے ہمراہ دہلی پہنچے۔ یہ شہاب الدین غوری کا زمانہ تھا۔ بالآخر اجمیر میں مستقل سکونت اختیار کی اور لاکھوں ہندوؤں کو مسلمان کیا۔ مشہور مغل بادشاہ اکبر کئی مرتبہ آگرہ سے اجمیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے بعد سلسلہ چشت میں کئی اولیاء اللہ گزرے جن میں آپ کے خاص خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ بھی شامل تھے جن کا مزار مہر دلی (دہلی) میں ہے آپ کی تصنیفات میں "انیس الارواح" "گنج الاسرار" "حدیث المعارف" "دیوان خواجہ" بہت مشہور ہیں۔ وفات ۶۳۲ ہجری (مطابق ۱۲۳۵ء) میں ہوئی۔

حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ

صوفی بزرگ۔ آپ کا لقب ناصر الدّین تھا۔ والد کا نام سمعان اور والدہ کا اسم عصمت

خاتون تھا۔ خواجہ ابو محمد مشہور بزرگ آپ کے ماموں تھے۔ چونکہ ان کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لئے خواجہ ابو یوسف کی تربیت انہوں نے ہی کی۔ اور اپنے بعد اپنا جانشین مقرر کیا۔ خواجہ ابو یوسف نے علم ظاہری اور باطنی ان سے ہی حاصل کئے اور جلدی ہی علم و فضل اور معرفت حقیقی کے بلند درجے کو پہنچ گئے۔ آپ کی مجلس سماع میں سوائے فقراء علماء فضلاء اور مشائخ کے دوسرے کو دخل نہ تھا مرشد کی وفات کے بعد آپ نے ہی رشد و ہدایت کا فرض سنبھالا اور بہت سے لوگوں کو مقصود حقیقی تک پہنچایا۔ آپ کا وصال ۲۶ ربیع الآخر ۴۵۹ھ کو ہوا۔

آپ کا مزار چشت شریف میں ہے۔ قطب الاقطاب مودود چشتی آپکے ہی فرزند اور مرید و خلیفہ تھے۔

حضرت میاں عمر چمکنیؒ

۱۶۸۸ء تا ۱۷۸۸ء کے عہد میں صوبہ سرحد کے ایک علمی اور روحانی بزرگ جو اپنی کرامات اور ہدایت خلق کے باعث بہت مشہور ہیں۔ والد کا نام محمد ابراہیم تھا۔ پیدائش فرید آباد کے گاؤں میں ہوئی۔ آپ نے یوسف زئی کے علاقے مندوخیل میں تربیت پائی۔ آپ کا استاد دریا بابا حاجی تھے۔ جو شیخ عبدالوہاب اخوند پنجو کے مریدین میں سے تھے۔ تصوف اور سلوک میں آپ نے قلعہ اٹک کے شیخ عیسیٰ سے فیض حاصل کیا۔ بعد ازاں آپ نے پشاور سے چھ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں چمکنی میں سکونت اختیار کی۔ ان کے علم و فرمان کے کمالات اور ان کی کرامات کی شہرت صوبہ سرحد۔ افغانستان اور پنجاب تک پھیل گئی تو دور دور سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ احمد شاہ ابدالی جب بھی جنگی مہمات کے سلسلے میں ہندوستان آتا تو چمکنی میاں عمر صاحب کی خدمت میں ضرور حاضری دیتا۔ آپ ہمیشہ اُسے عدل و انصاف۔ خدمت خلق اور جہاد فی سبیل اللہ کی ہدایت کرتے۔ آپ نے سو سال کی عمر میں وفات پائی۔ مزار پشاور میں ہے۔ تصنیفات میں "معالی" "شرح قصیدہ امالی" "توضیح المعانی" "شجرہ نسب افغاناں" مشہور ہیں۔

حضرت حاجی بہادرؒ

۱۵۸۱ء تا ۱۶۸۷ء صوبہ سرحد (پاکستان) کے ایک صوفی بزرگ۔ اصل نام عبداللہ والد کا نام سلطان محمد شاہ تھا۔ سلسلہ نسب سید امام حسین علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ آپ کی پیدائش آگرہ (بھارت) میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد سترہ برس کی عمر میں سید آدم بنوری کی خدمت میں حاضر ہوتے اور بیعت سے

Marfat.com

سرفراز ہونے کے ساتھ حضرت سے بہادر کا لقب بھی پایا۔

گیارہ سال تک مُرشد کی خدمت میں رہے اور مُرشد نے آپ کی تربیتِ باطنی پر خصوصی توجہ فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ منزلِ کمال پر پہنچ کر مظہر تجلّیات ذوالجلال ہوئے اور خلافت پائی آپ کو خدا بینی کا دعویٰ تھا۔ جب اورنگ زیب عالمگیر کو اس بات کا علم ہوا تو وُہ اُس وقت خوشحال خان خٹک کی بغاوت فرو کرنے حسن آباد میں موجود تھا۔ لہٰذا آپ کو وہیں طلب فرمایا اور خدا بینی کے سلسلے کی تصدیق چاہی۔ حاجی بہادر نے جواب دیا۔ میں اس زمانے کا قطب اور غوث ہوں۔ حق سبحانہ تعالیٰ جو بے چون و بے جہت ہے۔ اسس ظاہری آنکھ سے دیکھتا ہوں نہ باطنی آنکھ سے۔ پانچ روز تک علمائے کرام سے مناظرہ ہوتا رہا اور بالآخر آپ نے اپنے دعوےٰ کی حقیقت کو علماء پر واضح کر دیا۔ اورنگ زیب نے کوہاٹ چھوڑ کر لاہور چلے آنے کی دعوت دی جسے آپ نے ٹھکرا دیا۔ آپ کی وفات حالتِ سفر میں بڈا خیل میں ہوئی۔ جنازہ کوہاٹ لایا گیا اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ کے مریدوں کی تعداد ایک لاکھ ساٹھ ہزار ہے لیکن مراد دہلوی نے یہ تعداد دو لاکھ ساٹھ ہزار ۹ سو لکھی ہے۔

حافظ ولی اللہؒ

(۱۸۷۸ء) نابینا عالم اور مشہور مناظر جموں کشمیر میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال کے تھے کہ والد مہاراجہ کے مظالم سے تنگ آکر لاہور ہجرت کر آئے۔ چیچک کی وجہ سے بینائی جاتی رہی۔ آپ حافظِ قرآن اور حافظِ انجیل تھے۔ میدانِ مناظرہ میں ان ہی کتابوں کا حوالہ دیا کرتے تھے۔

۱۸۴۹ء میں جب پنجاب میں انگریزوں کا عمل دخل ہو گیا تو لارڈ ڈلہوزی نے یورپ سے عیسائی پادری بلا کر عیسائیت کی نشر و اشاعت شروع کی ان ہی میں پادری فورمین بھی تھے جنہوں نے الف۔ سی کالج لاہور کی بنیاد رکھی۔ یہ تمام پنجاب میں عیسائیت کے محاسن پیش کرنے اور اسلام پر گھٹیا قسم کے اعتراضات کرتے۔ لاہور میں پادری فونڈر نے چیلنج کیا کہ وہ مسلمان علماء سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا حافظ ولی اللہ کو اُس کے مقابلے میں لایا گیا۔ نابینا ہونے کے سبب آپ نے پادری کے چہرے کو ٹٹول کر دیکھا اور پھر ایک زناٹے دار تھپڑ منہ پر رسید کیا۔ مناظرہ درہم برہم ہو گیا۔ انگریز کا دور تھا لہٰذا انہیں فوراً ... گرفتار کر کے عدالت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے عدالت میں پیش ہو کر جج سے کہا۔ استغاثہ کا مجھ پر الزام ہے کہ میں نے ارادہ قتل سے پادری صاحب کو تھپڑ مارا ہے۔ بالکل غلط ہے میں تو یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ پادری صاحب انجیل مقدس پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں۔ انجیل میں لکھا ہے کہ اگر کوئی تمہیں تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی پیش

Marfat.com

کر دو لیکن افسوس پادری صاحب نے انجیل پر عمل کرنے کی بجائے مقدمہ کر دیا۔ ۔ ۔ ۔ نے اُٹھ کر جواب دیا۔ واقعی یہ انجیل میں لکھا ہے میں مقدمہ واپس لیتا ہوں۔ آپ ایک عرصہ تک بادشاہی مسجد کے خطیب رہے۔ بعد ازاں مسجد وزیر خان میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ نے جو کتابیں املا کروائیں۔ ان میں "رد نصاریٰ"، "مباحثہ دینی"، "صیانتہ الانسان عن وسوستہ الشیطان" اور "ابحاث ضروری" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حبیب النجارؒ

انطاکیہ (ترکی)، کے ایک ولی جن کا ذکر سورہ یٰسین میں موجود ہے۔ اور نام کی تبدیلی سے اس کا ذکر انجیل میں بھی موجود ہے۔ جب حضرت عیسیٰ نے خدا کے حکم سے انطاکیہ میں دو پیغمبروں یحییٰ اور یونس کو ہدایت کے لئے بھیجا تو لوگوں نے انہیں جھٹلایا اور منحوس کہہ کر قتل کی دھمکی دی اُس وقت حبیب النجار بھاگتے ہوئے آئے اور اپنی قوم سے کہا یہ سچا نبی ہے۔ قوم نے مشتعل ہو کر ان کو قتل کر دیا بعد میں ایک روایت کے مطابق خدا کا عذاب اس طرح نازل ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے شہر کے دروازے پر ایک بھیانک چیخ ماری جس سے کافر جل کر راکھ ہو گئے۔ حبیب اپنا کٹا ہوا سر لے کر تین دن تک پھرتے رہے اور توحید الٰہی کا ورد کرتے رہے۔ کوہ سپیس کی چوٹی پر ان کا ہی مزار ہے۔

حضرت حبیب عجمیؒ

(۷۳۷ء) ابو محمد کنیت۔ ایک بزرگ اور مشائخ کبار میں سے تھے۔ شروع میں دولت مند تھے اور روپیہ سود پر دیا کرتے تھے۔ ایک روز سود وصول کر کے پکانے کے لئے بکرے کی سری لائے۔ بیوی نے پکائی تو ہنڈیا خون سے بھر گئی۔ آپ نے ہنڈیا میں خون دیکھا تو حیران رہ گئے۔ دل میں نور ایمان کی... چنگاری بھڑک اُٹھی۔ توبہ کر لی اور جا کر تمام قرضداروں کو قرض معاف کر دیا اور بقایا تمام مال و اسباب خدا کی راہ میں خیرات کر دیا۔ سخت عبادت، ریاضت اور مجاہدے شروع کر دیئے۔ آپ کے سامنے قرآن پڑھا جاتا تو روتے۔ کسی نے کہا سمجھتے تو ہو نہیں روتے کیوں ہو؟ جواب دیا۔ میری زبان عجمی ہے لیکن دل عربی ہے عبادتوں اور ریاضتوں سے اسرارِ الٰہی بے نقاب ہو گئے اور عنایاتِ الٰہی کا نزول ہوا اور مستجاب الدعوات کا درجہ مل گیا۔ آپ کی وفات خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے دور میں ۷۳۰ء بصرہ میں ہوئی۔ آپ اکابرین طائفہ وعظاتے اولیاء و کبرائے فقہا میں شمار ہوتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت حسین بن منصور حلاجؒ

۲۲۴ ہجری میں پیدا ہونے والے نڈر و بیباک صوفی بزرگ۔ پورا نام ابوالمغیث الحسین بن منصور حلاج تھا۔ ان کے والد منصور دھنیئے تھے۔ اس نسبت سے حلاج کہلوائے۔ البیضا (فارس) کے شمال مشرق میں واقع ایک قصبہ الطور میں پیدائش ہوئی عمر کا ابتدائی حصہ عراق کے شہر واسط میں گزرا۔ اوّل سہل بن عبد اللہ اور بعد میں بصرہ میں عمرو مکی سے تصوّف میں استفادہ کیا۔ ۲۶۴ھ میں بغداد آکر حضرت جنید بغدادی کے حلقہ تلمذ میں شریک ہوئے۔ فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد آپ پھر دوبارہ مریدوں کے ہمراہ بغداد آگئے۔ اب کی مرتبہ بغداد کی فضا بھی آپ کے لئے کوئی زیادہ سازگار نہ تھی۔ اتحادِ ذاتِ الٰہی یا ہمہ اوست کے قائل تھے۔ "انا الحق" کا نعرہ لگایا کرتے تھے۔ ابن داؤد الاصفہانی کے فتوے کی بنیاد پر گرفتار ہوئے۔ ۳۰۱ھ میں دوسری مرتبہ گرفتار ہوئے اور آٹھ سال تک اسیر رہے۔ ۳۰۹ھ میں مقدمے کا فیصلہ ہوا اور انہیں سُولی دے دی گئی۔ ان کی وفات کے بعد علماء کے ایک گروہ نے انہیں کافر قرار دیا۔ لیکن دوسرے گروہ جن میں رومی اور عطار جیسے عظیم صوفی بھی تھے انہیں ولی اور شہیدِ حق کہا۔ انہوں نے ۴۷ سے اوپر کتابیں تصنیف کیں جن میں کتاب الاصول والفروع۔ کتاب [illegible]۔ کتاب علم البقاء والفناء۔ کتاب العدل والتوحید مشہور ہیں۔ ان کا عقیدہ تین چیزوں پر مشتمل ہے۔

(۱) ذاتِ الٰہی کا حصول ذاتِ بشری ہیں۔

(۲) حقیقتِ محمدیہ کا قدم۔ (۳) توحید ادیان۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ

۶۴۲ء سے ۷۲۸ء۔ صوفی بزرگ۔ نام حسن تھا۔ ابو محمد کنیت تھی۔ ابوسعید اور ابی البصر بھی کنیت کی ایجاد ہے جس کی بدولت قرآن تلفظ کی غلطیوں سے محفوظ ہو گیا۔ دوسرا عربی کو دفتری زبان کی حیثیت سے رائج کرنا اور تیسرا محمد بن قاسم سے سندھ فتح کروانا ہے۔ مقام وفات واسط ہے۔

حضرت حذیفہ مرعشیؒ

ایک بزرگ اور ولی۔ نواح شام میں مرعش نامی مقام کے رہنے والے سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔ قرآت بہت عمدہ کرتے تھے۔ باطنی علوم خواجہ ابراہیم ادھم سے حاصل کئے آپ اپنے مرشد کی خدمت

Marfat.com

میں عبادتِ الٰہی کرتے ہوئے سلوک کی منازل طے کرتے رہے اور جب مرشد کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے بلاکر جانشینی کا شرف بخشا۔ آپ صاحبِ کمال بزرگ زہد و ورع و تجرید میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ بڑے بڑے عالم کسبِ فیض کے لئے حاضر ہوتے آپ ہر وقت اشکبار رہتے اور پوچھنے پر بتاتے کہ روتا اس لئے ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے "ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک دوزخ میں"۔ مجھے معلوم نہیں میں کس گروہ میں ہوں۔

حضرت شیخ حمید الدینؒ ناگوری

صوفی بزرگ، عالم دین۔ پیدائش بخارا میں ہوئی۔ خواجہ بختیار کاکیؒ کے دوست اور شیخ شہاب الدین غوری کے زمانہ میں بخارا سے ہندوستان آتے اور دہلی میں مقیم ہوئے۔ شیخ حمید الدین علوم ظاہری میں کمال کو پہنچے ہوئے تھے اور درس دیا کرتے تھے۔ بادشاہ نے آپ کو ناگور کا قاضی مقرر کر دیا۔ اس منصب پر تین سال تک فائز رہے۔ پھر بغداد جاکر شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں حاضر ہوتے اور بیعت کی۔ مجاہدے اور ریاضتیں کیں۔ ان دنوں حضرت بختیار کاکیؒ بھی بغداد میں موجود تھے۔ اُن سے گہرے تعلقات قائم ہو گئے۔ بغداد کے بعد مدینہ جاکر روضۂ اطہر کے مجاور بنے رہے۔ پھر تین سال تک مکّہ میں گزار کر سلطان التمش کے زمانے میں دہلی تشریف لائے۔ سلطان نے بڑی قدر و منزلت کی۔ سماع کا شوق ہونے کے سبب کئی علماء آپ کے خلاف تھے۔ آپ کو بابا فرید الدین گنج شکرؒ سے بھی بڑی محبّت تھی بابا فریدؒ نے آپ کی دو کتابوں "تواریخ" اور "راحۃ الارواح" کا حوالہ اپنی ملفوظات میں دیا ہے۔ **ان کے علاوہ سیر العارفین میں ایک اور کتاب "لوائح" کا بھی ذکر ہے۔**

حضرت شیخ داؤد کرمانیؒ

(وفات ۴ ۹۸۵ھ)، صوفی بزرگ۔ آپ کے آباؤ اجداد عرب سے ہندوستان آئے اور ملتان میں سکونت اختیار کی۔ آپ کی پیدائش ملتان میں ہوئی۔ آپ نے علومِ ظاہری، مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد مولانا اسمٰعیل سے سیکھے اور علوم باطنی کے لئے شیخ عبد القادر کے پوتے سیّد حامد سے بیعت کی۔ آپ نے بڑی ریاضتیں کیں۔ دن رات عبادت میں مشغول رہنے کے لئے جنگلوں کا رُخ کیا اور اسی طرح خاصی مدّت گزار کر شیر گڑھ (ضلع ساہیوال) میں مستقل سکونت اختیار کی اور یہیں وفات پائی۔

Marfat.com

حضرت دار قطنیؒ

۹۱۸ء سے ۴ر دسمبر ۹۹۵ء اصل نام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی ۔ نامور محدّث تھے ۔ جنہیں امیر المومنین فی الحدیث کا لقب دیا گیا ۔ پیدائش بغداد میں ہوئی ۔ مشاہیر محدثین سے تعلیم حدیث کی تحصیل کے لئے بصرہ ، کوفہ ، واسط ، مصر ، شام کا سفر کیا ۔ انہوں نے احادیث کے تنقیدی مطالعے کو آگے بڑھانے میں بہت حصہ لیا ۔ جو ان کی بیشتر تصانیفِ حدیث سے ظاہر ہے ۔ جو مختلف اسناد اور اختلاف روایت کے ساتھ ترتیب دی گئی ہیں ۔ ان کی تصانیفِ حدیث میں علل الحدیث الالزامات علی الصحیحین ۔ الاستدراکات والتتبع ۔ کتاب الاربعین ۔ کتاب الاضرار ۔ کتاب الافعال ۔ کتاب المستجاد ۔ کتاب الرؤیا ۔ کتاب التصحیف ۔ کتاب المدبج ۔ غریب الحدیث وغیرہ بہت مشہور ہیں ۔

حضرت دارمیؒ

(۷۹۷ء تا ۸۶۹ء) ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن ۔ نامور محدّث ۔ انہوں نے احادیث کی تلاش میں عراق شام اور مصر کے مستند علماء سے ملاقاتیں کیں ۔ مسلم بن حجاج اور ابو عیسٰی ترمذی نے دارمی کی سند پر احادیث روایت کیں ۔ دارمی علم حدیث ۔ ثقاہت ۔ صداقت اور اصابت رائے کی وجہ سے مشہور تھے ۔ دارمی کا مجموعہ احادیث "المسند" یا "سنن الدارمی" کے نام سے مشہور ہیں ۔ دارمی نے تفسیر قرآن مجید بھی لکھی ۔

ابو عمرو عثمانؒ دانی

مورخ (۹۸۲ء سے ۱۰۵۳ء) بن سعید بن عمر لاموی مالکی فقیہہ اور قاری قرآن ۔ پیدائش قاطبہ میں ہوئی ۔ بعدازاں قاہرہ چلے گئے ۔ اس کے بعد قرطبہ ۔ اطریا اور بعد میں دانیہ کا رُخ کیا اور یہیں سکونت اختیار کر لی ۔ ان کی ۱۲۰ تصانیف ہیں ۔ جن میں سے صرف دس دستیاب ہیں ۔ ان میں دو مسائل نحویہ سے بحث کرتی ہیں ۔ باقی قرأت کے فن سے تعلق رکھتی ہیں ۔ ان کی مشہور تصانیف یہ ہیں "کتاب المقنع فی معرفتہ رسم مصاحف الامصار" ، "التیسیر فی القرأت السبع" (ابن خلدون کے مطابق اس کتاب کا کثرت سے مطالعہ کیا جاتا تھا ۔) المحکم فی نقطہ المصاحف ۔

حضرت دسوقیؒ

(۱۲۲۵ء سے ۱۲۶۸ء) برہان الدین ابراہیم نام سلسلہ دسوقیہ کے بانی ۔ پیدائش مصر کے ضلع غربیہ میں

Marfat.com

میں ہوئی۔ ان کے والد مشہور مقامی ولی اور نانا ابوالفتح واسطی ضلع غربیہ میں رفاعی فرقے کے خلیفہ اور امام تھے ان کی تصانیف یہ ہیں۔

"الجواہر" اس میں دسوقی کی کرامات کا ذکر ہے۔ "الحقائق" اس میں وہ مناجاتیں درج ہیں جو انہوں نے اللہ سے کیں "کتاب الجوہر"۔ یہ ان کی سب سے بڑی کتاب ہے۔ جس میں حقیقت اور شریعت کے درمیان دلائل سے تطبیق دی گئی ہے۔ دسوقی کہتے ہیں کہ صرف غلبۂ حال کے وقت شریعت کی پیروی ساقط ہو جاتی ہے۔ سنوسی نے اپنی کتاب "سلسبیل المعین" میں برہانیہ (دسوقیہ) سلسلے کی یہ خصوصیات گنوائی ہیں الذکر الجہری۔ مجاہدات، نفس کشی اور "یا دائم" کا ورد

حضرت محمد دمیریؒ

مصنف (۱۳۴۱ء سے ۱۴۰۵ء) بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین علم الحیوانات کے دائرۃ المعارف "حیات الحیوان" کا مصنف۔ دمیری نے تحصیل علم کی خاطر مشہور شافعی عالم بہاؤ الدین السبکی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ ان کے علاوہ جمال الدین الاسنوی۔ ابن عقیل، برہان الدین قیاطی اور دیگر علماء اکرام سے بھی درس لیا۔ جب دمیری کو علوم اسلامیہ کی تدریس اور فتویٰ دینے کی اجازت مل گئی۔ تو وہ بعض دینی درس گاہوں اور خانقاہوں سے وابستہ ہو گیا۔ دمیری اپنی زاہدانہ زندگی کی وجہ سے مشہور تھا۔ لوگ اُسے صاحب کرامات سمجھتے تھے۔ یہ اپنی وفات تک قاہرہ میں مقیم رہا۔

حضرت رابعہ بصریؒ

(۷۱۳ء تا ۸۰۱ء) بصرہ شہر کی مشہور عارفہ جو قلندر کے منصب پر فائز تھیں ان کی پیدائش ایک بہت ہی غریب گھرانے میں ہوئی ایک روایت کے مطابق ان کی پیدائش کے وقت ان کے گھر کے چراغ میں تیل تک نہ تھا۔ بچپن میں کسی ظالم نے پکڑ کر فروخت کر دیا لیکن اپنی پاک طینت کی وجہ سے رہا ہو گئیں۔ جوانی میں آبادی سے دُور صحرا میں گوشہ نشین ہو کر عبادت اور ریاضت میں دن رات مصروف رہتیں مقام قلندری پر فائز ہونے کے بعد بصرہ آ گئیں۔ لہٰذا بڑے بڑے صوفی اور بزرگ آپ سے فیض حاصل کرنے لگے۔ ان میں مالک بن دینارؒ۔ رباح بلخیؒ۔ سفیان ثوریؒ اور شفیق بلخیؒ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے انتہائی زہد و تقویٰ میں زندگی بسر کی۔ روایت ہے کہ وقت آخر آپ نے اپنے

Marfat.com

قریب موجود معتقدین سے کہا "میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ خدا کے قاصد آ رہے ہیں ان کے لئے راستہ چھوڑ دو" لوگ باہر نکلے تو انہوں نے رابعہ بصریؒ کو کلمۂ شہادت پڑھتے سُنا۔ اس کے بعد انتقال ہو گیا۔

حضرت رشید احمد گنگوہیؒ

(۲۹ ۱۸ء تا ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء) مشہور محدّث۔ والد کا نام مولانا ہدایت احمد انصاری گنگوہی جو خود بھی عالم تھے۔ قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور میں پیدائش ہوئی۔ بچپن میں والد کے انتقال کے بعد دادا نے پرورش کی۔ ابتدا میں کرنال شہر میں فارسی کے مسلم الثبوت استاد مولوی محمد تقی سے جو آپ کے ماموں بھی تھے فارسی پڑھی۔ صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں۔ محمد بخش رامپوری سے پڑھیں۔ بعد ازاں دہلی جاکر مولوی قاضی احمد الدین جہلمی کے شاگرد ہوئے۔ ان کے بعد مولانا مملوک العلی نانوتوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ہم سبق ہوئے۔ حدیث شاہ عبدالغنی مجددی سے پڑھی۔ فارغ التحصیل ہوکر قرآن پاک حفظ کیا اور تھانہ بھون آکر مولانا شیخ محمد تھانوی سے بیعت ہوئے۔ اس طرح کچھ عرصہ ان کی خدمت میں گزار کر چاروں سلسلوں کی اجازت و خلافت حاصل کی۔ آپ نے پچاس برس گنگوہ میں تفسیر۔ حدیث اور فقہ کا درس دیا۔ ۱۸۹۵ء کے بعد بصارت جاتی رہی۔ ان کے درس حدیث سے تین سو سے زائد جید علما فیض یاب ہوئے۔ "تذکرۃ الرشید" میں آپ کی پندرہ تصانیف کا ذکر آیا ہے۔ ترمذی پر آپ کی تقاریر کا مجموعہ "الکوکب الدرّی" دو جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔ مکاتیب اور فتاویٰ کے مجموعے بھی ہیں۔ ۸ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ میں وفات پائی۔

حضرت شاہ رفیع الدّینؒ

(۱۷۴۹ء تا ۱۸۱۸ء) محدّث، مفسر، عالم دین۔ شاہ ولی اللہ دہلوی کے چھوٹے صاحبزادے پیدائش دہلی میں ہوئی۔ درویش سیرت بزرگ تھے دین کے علوم اپنے والد ماجد سے سیکھے۔ ان کے بڑے بھائی شاہ عبدالعزیز بھی متبحر عالم محدّث اور مفسر تھے۔ شاہ ولی اللہ کی وفات کے بعد تعلیم و تدریس کے فرائض انہوں نے سنبھالے تھے لیکن کبرسنی کی وجہ سے وہ ریٹائر ہوئے تو یہ ذمہ داری رفیع الدین شاہ نے سنبھالی۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن کا تحت اللفظ ترجمہ ہے۔ ان کی دیگر تصنیفات میں "راہِ نجات" اور "دفع الباطل" بہت مشہور ہیں۔

Marfat.com

حضرت شیخ ابوالفتح رکن الدینؒ

آپ کی پیدائش ملتان میں ہوئی۔ آپ صوفی بزرگ شیخ صدرالدین کے فرزند اور حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی کے پوتے تھے۔ بعد میں حضرت جہانیاں جہان گشت کے مرشد مقرر ہوئے ظاہری تعلیم والد سے اور باطنی تعلیم دادا سے پائی۔ والد کی وفات کے بعد اُن کے جانشین مقرر ہوئے۔ انہیں حضرت نظام الدین اولیاء سے بہت محبت تھی۔ آپ کئی دفعہ اُن سے ملنے دہلی تشریف لے گئے۔ وفات ملتان میں پائی۔ مزار قلعہ کے اندر موجود ہے۔

حضرت سچل سرمستؒ

پیدائش ۱۷۳۹ء بمطابق ۱۱۵۲ھ میں ہوئی سندھی کے صوفی بزرگ اور ——————

شاعر۔ اصل نام عبدالوہاب تھا۔ پیدائش درازن وخیرپور سندھ میں ہوئی۔ آپ کا شجرہ اڑتیسویں پشت میں حضرت عمر فاروقؓ سے جاملتا ہے۔ سندھی کے علاوہ اردو، فارسی، ہندی اور پنجابی میں بھی آپ کے صوفیانہ کلام ملتے ہیں۔ آپ نے شاہ عبداللطیف بھٹائی سے روحانی فیض حاصل کیا۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی کی وفات کے بعد میاں سخی قبول محمد گدی نشین ہوئے تو آپ نے اُن سے بھی رجوع کیا اور خرقہ خلافت اُن سے ہی حاصل کیا۔ آپ جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتے رہے۔ تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔ دیوان آشکارہ۔ رہبر نامہ (مثنوی) راز نامہ (مثنوی) قتل نامہ مرغ نامہ۔ وحدت نامہ۔ آپ وارث شاہ کے ہم عصر تھے۔ تصوف میں ہمہ اوست کے قائل تھے۔ فارسی میں آشکارہ سندھی و پنجابی میں سچل تخلص کرتے تھے۔

حضرت سید سلطان احمد سخی سرورؒ

آپ ۵۲۴ ہجری (۱۱۳۰ء) میں پیدا ہوئے۔ صوفی بزرگ۔ لقب سلطان سخی سرور۔ سلسلہ نسب حضرت علیؓ سے جاملتا ہے پیدائش موضع کرسی کوٹ میں ہوئی۔ تصوف میں اپنے والد کے علاوہ حضرت غوث اعظمؒ اور شہاب الدین سہروردیؒ سے فیض حاصل کیا۔ آپ نے تبلیغ ورشد و ہدایت کا سلسلہ ڈیرہ غازی خاں کے ایک گاؤں شاہ کوٹ سے شروع کیا اور وہیں رہائش اختیار کی۔ آپ ملتان

Marfat.com

ے ساتھ ساتھ ہندوؤں میں بھی یکساں مقبول ہیں ۔ انہیں مخدوم سلطانی کہا جاتا ہے ۔ جالندھر ڈویژن
طانیوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے جو ہر سال مزار کی زیارت کے لیئے قافلوں کی صورت آتے
ں ۔ ۲۲ رجب ۵۷۷ ہجری (۱۱۸۱ء) کو ترپن سال کی عمر میں شہادت پائی ۔

حضرت سرمدؒ

(۱۶۱۸ء/ ۱۶۶۱ء) صوفی شاعر ۔ اصل نام محمد سعید تھا ۔ یہودی خاندان میں پیدائش ہوئی ۔ سن شعور کو پہنچے تو درس گاہ میں داخل کر دیا گیا ۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد عیسائیت اور اسلام کا گہرا مطالعہ کیا ۔ پھر اصفہان چلا گیا جہاں وقت کے دو بڑے عالموں ملاّ صدرا شیرازی اور ملاّ ابوالقاسم قندارسکی سے فلسفہ پڑھا اور اسلام قبول کیا ۔ کچھ عرصہ بعد ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ ٹھٹھہ پہنچا جہاں کسی سے عشق ہوا جو وجہ شہرت بنا ۔ تمام مال و دولت راہِ خدا میں لٹا دیا ۔

حیدرآباد سے ہوتا ہوا بالآخر دلی پہنچا جہاں ولی عہد داراشکوہ نے بہت عزت کی اور اپنا مرشد بنا لیا ۔ لیکن کچھ عرصہ بعد جب داراشکوہ قتل ہو گیا تو مخالف علماء نے ان پر بے دینی اور کفر کا فتویٰ لگا کر گرفتار کروا دیا اور قاضی شہر قوی کی عدالت میں پیش کیا قاضی نے پھانسی پر لٹکانے کی سفارش کی ۔

حضرت سرخشیؒ

صوفی بزرگ ۔ (وفات ۱۰۹۰ء) آپ کا پورا نام ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل تھا ۔ لیکن شہرت سرخشی کے نام سے ہوئی ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم بخارا میں پائی ۔ عبدالعزیز حلوائی آپ کے استادوں میں سے تھے ۔ آپ زیادہ عرصہ حکومت وقت کے عتاب کا شکار رہے یہاں تک کہ ایک روایت کے مطابق آپ کو ایک کنوئیں میں قید کر دیا گیا ۔ لیکن اس کے باوجود بھی آپ کے شاگرد کنوئیں کی منڈیر پر آ بیٹھتے تھے اور آپ کنوئیں کے اندر سے درس دیا کرتے تھے بعد میں شاگردوں نے اسی درس کو تحریری صورت میں مرتب کر کے "المبسوط" کے نام سے کتابی شکل میں شائع کیا ۔ خود سرخشی نے کنوئیں کے اندر "السیر الکبیر" کی شرح مرتب کی جو چار جلدوں پر مشتمل ہے ۔ آپ کی وفات ۱۰۹۰ء میں ہوئی ۔

حضرت سری اسقطیؒ

ایک صوفی بزرگ۔ آپ کا پورا نام ابوالحسن بن مفاس ہے۔ آپ جنید بغدادیؒ کے ماموں اور نوری خراز و خیر نساج کے مرشد تھے۔ صوفیوں کے قدیم اسناد خرقہ میں آپ کا ذکر معروف الکرخیؒ اور جنید بغدادیؒ کے درمیان کیا گیا ہے۔ حضرت جنیدؒ آپ کے مرید تھے اس لئے اپنی خواہش کے مطابق سری اسقطی کے مقبرے میں ہی دفن ہوئے۔ آپ کی وفات بغداد میں ۸۶۷ء کو ۹۸ سال کی عمر میں ہوئی۔ آپ کا مقبرہ شونیزیہ میں آج بھی موجود ہے۔ آپ عقائد کے اعتبار سے المحاسبی کے شاگرد تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ عشق حقیقی کو پا لینے کے بعد کسی جسمانی تکلیف کا احساس نہیں رہتا۔ کیونکہ قیامت کے روز عاشقوں کا مقام موسیٰؑ عیسیٰؑ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتوں سے بلند ہوگا۔ آپ پر امام حنبلؒ نے اس لئے اعتراض کیا ہے کہ وہ قرآن کو مخلوق مانتے تھے اور کھانے پینے میں زہد سے کام نہیں لیتے تھے۔

حضرت سفیان ثوریؒ (امام ثوری)

دوسری صدی ہجری کے عالم۔ فقیہہ۔ محدث اور صوفی۔ اصل نام ابوعبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری الکوفی تھا۔ آپ کا سنِ پیدائش ۷۱۶ء ہے۔ حدیث کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی جو اپنے دور کے جید علماء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ محض اس بناء پر حکومتوں کے عتاب کا شکار رہے کہ آپ نہ کوئی سرکاری عہدہ قبول کرتے تھے اور نہ ہی کسی قسم کے تحائف قبول کرتے تھے۔ اس لئے کہ وہ طریق حکومت کو قرآن و سنت کے خلاف پاتے تھے۔ انہیں خلفاء کی ذاتی زندگی گزارنے کے طریقہ کار پر بھی اعتراض تھا۔ اس لئے امام ثوریؒ نے امام حنبلؒ اور امام ابوحنیفہؒ جیسے جید عالموں کی طرح ہمیشہ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق ادا کیا۔ جب حکومت کی طرف سے سختی ہوئی تو آپ عراق سے نکل کر یمن جا پہنچے لیکن جلد ہی وہ اس جگہ بھی بغدادی حکمران کی دستبرد سے محفوظ نہ رہے۔ سفیان ثوری نے یمن کو بھی خیر باد کہا اور مکہ مکرمہ چلے گئے تو امیر محمد بن ابراہیم کو جو مکہ کے والی تھے خلیفہ نے ان کو قتل کا حکم دیا۔ آپ نے خانہ کعبہ میں پناہ لی لیکن یہاں بھی ان کا رہنا دشوار ہوگیا تو بصرہ ہجرت کرنی پڑی۔ آخر مئی ۷۷۸ء کو ۶۴ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ آپ امام ابوحنیفہؒ کے ہمعصر تھے۔ امام ابوحنیفہؒ اہل الرائے میں شمار کئے جاتے تھے جبکہ حضرت سفیان

ثوریؒ کا شمار اہل الحدیث میں ہوتا تھا۔

حضرت سکندر قادریؒ

عالم دین۔ شاہ سکندر قادری کی پیدائش ۱۵۵۷ء میں ہوئی آپ کے والد شاہ عمادالدینؒ جید عالم تھے لہذا روحانی تعلیم انہوں نے والد سے حاصل کی۔ آپ کا سلسلہ نسب چودھویں پشت میں غوث الاعظم عبدالقادر جیلانیؒ سے جا ملتا ہے۔ سکندر قادری کا اصل نام عبداللہ اور شاہ سکندر ہے۔ رئیس الاولیاء لقب اور ابوالحسنات کنیت ہے۔ آپ نے سیر و سیاحت میں بھی تبلیغ اسلام جاری رکھی۔ آپ لاہور میں طاہر بندگیؒ کے مکان کے پاس پہنچے۔ طاہر بندگیؒ اوپر کی منزل پر تھے ان پر نگاہ پڑتے ہی چھلانگ لگا کر قدم بوسی کا ارادہ کیا لیکن سکندر شاہ نے روک دیا اور کہا زمین کے راستے آجاؤ۔ اہل لاہور جوق در جوق مرید ہونے چلے آئے آپ نے لوگوں سے حاصل کی ہوئی نذرانہ کی تمام رقم اور اشیاء یتیموں اور مسکینوں میں تقسیم کر دی۔ آپ کی وفات ۱۶۶۹ء کو ہوئی۔ آپ کا مزار کیتھل میں موجود ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ

صوفی بزرگ۔ آپ کی پیدائش ضلع جھنگ کے ایک گاؤں اعوان میں ہوئی والد کا اسم گرامی سلطان بایزیدؒ تھا سلسلہ نسب امام حسینؓ سے ملتا ہے جن کی شہادت کے بعد ان کے اجداد عرب سے ہندوستان آئے ابتداء میں ضلع جہلم کے گاؤں پنڈ دادن خان میں رہائش اختیار کی اور ہزاروں ہندوؤں کو مشرف با اسلام کیا بعد میں رہائش شورکوٹ منتقل کر لی۔ مغل بادشاہ شاہجہاں ان کے خاندان کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اور ان کے والد کو بہت بڑی جاگیر دے رکھی تھی سلطان باہو نے حبیب اللہ قادری سے باطنی تعلیم حاصل کی۔ تعلیم سے فارغ ہو کر انہوں نے سلطان باہوؒ کو اپنے استاد پیر عبدالرحمٰن کے پاس بھیجا جو دہلی میں مقیم تھے۔ بعض کے خیال کے مطابق سلطان باہوؒ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حاجی محمد دین گجراتی اپنی کتاب "فیض ہدایت" میں لکھتے ہیں کہ سلطان باہوؒ روحانی طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت ہوئے تھے۔ سلطان باہوؒ نے تصوف کے مسائل پر فارسی اور عربی میں ایک سو چالیس کتابیں لکھیں۔ ان کے علاوہ

Marfat.com

پنجابی میں صرف ایک شعری کتاب "ابیاتِ سلطان باہو" لکھی تھی۔ آپ عقائد میں اتباعِ کتاب وسنت کو درجہ اوّل پر رکھتے تھے۔ ۶۳ سال کی عمر میں بروز جمعۃ المبارک ۱۱۰۲ھ کو وفات پائی۔

حضرت ابو نجیب سہروردی رح

(۱۰۹۷ء تا ۱۱۶۸ء) سلسلۂ سہروردیہ رح کے سرکردہ صوفی و سردار۔ پیدائش زنجان کے قریب قصبہ سہرورد میں ہوئی۔ سنِ شعور کو پہنچ کر بغداد گئے جہاں امام بیہقی علامہ خطیب بغدادی اور امام قشیری سے حدیث سُنی۔ سکندریہ جاکر شیخ الحدیث سے بخاری شریف سنی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی صحبت کا بھی شرف حاصل کیا اور درس و تدریس کا سلسلہ چھوڑ کر درویشوں کی صحبت اختیار کرلی۔ عبادت، ریاضت اور مجاہدوں میں مصروف رہے ۵۴۵ھ میں سلطان مسعود سلجوقی اور خلیفہ بغداد کی استدعا پر مدرسہ نظامیہ کے صدر مقرر ہوئے۔ آپ اکثر سبز چادر اوڑھتے اور خچر پر سواری کرتے۔ وفات بغداد میں ہوئی۔ مزار وہیں موجود ہے۔ مشہور فقیہہ و محدثین حافظ ابن عساکر اور امام فخرالدین ابو علی واسطی آپ کے ہی مرید اور شاگرد تھے۔

حضرت سہیل التستری رح

ایک سُنی متکلم اور صوفی عالم دین۔ پورا نام ابو محمد سہیل بن عبداللہ بن یونس تھا۔ ۸۱۸ء بمقام تستر پیدائش ہوئی۔ آپ سہیل الثوری اور ابو عمرو بن العلا جیسے سُنی عالموں کے شاگرد تھے۔ آپ زہد و تقشف میں بڑے کڑے ضابطۂ اخلاق کے پابند تھے۔ اسی لئے متکلمین میں ان کا بہت اونچا مقام ہے آہواز کے علماء نے آپ کے رسالہ "عقائد" کی جو توبہ کے موضوع پر تھا شدید مذمت کی جس کے باعث انہیں جلاوطنی کی زندگی گزارنی پڑی۔ سہیل نے خود کچھ نہیں لکھا البتہ ان کے شاگرد محمد بن سالم نے ایک ہزار ملفوظات مرتب کئے ہیں۔ آپ کے عقائد میں بہت تسلسل اور باہمی ربط موجود تھا۔ اس لئے ان کے باعث ایک الگ فرقہ سالمیہ وجود میں آیا۔ سہیل التستری کی وفات جلاوطنی کی حالت میں ۸۹۶ء میں بصرہ میں ہوئی۔

حضرت سید احمد بریلوی شہید

عالم دین۔ یکم محرم ۱۲۰۱ھ کو اودھ کے ایک قصبے رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ انیسویں صدی

Marfat.com

عیسوی کے ربع اوّل میں ہندوستان کی اسلامی تحریک اصلاحِ دین اور جہادِ حریت کے علمبردار۔ سترہ برس کی عمر میں دہلی آکر شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ کو شاہ عبدالقادر کے پاس اکبرآبادی مسجد میں بھیج دیا جہاں آپ نے فارسی اور عربی زبانوں میں دسترس حاصل کی۔ بعدازاں نواب امیر خاں کی رفاقت میں چلے گئے جو انگریزوں کے خلاف تھے لیکن چند ہی سال بعد جب نواب نے انگریزوں سے صلح کر لی تو سید صاحب انہیں چھوڑ کر دہلی آ گئے اور جہاد کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ ۱۲۳۱ھ اور ۱۲۳۶ھ میں میرٹھ، مظفر نگر، سہارن پور اور شمالی ہند کا دورہ کیا اور لوگوں کو توحید اور ترک بدعات کی تلقین کی۔ ہزاروں لوگ حلقۂ بگوش اسلام ہوئے۔ آپ نے سکھوں کے مظالم سے تنگ آکر جہاد کا اعلان کیا اور ۱۸۲۶ء میں مجاہدین کی ایک جماعت کے ساتھ میدان میں اترآئے کئی جگہ سکھوں کو شکست فاش دی لیکن رنجیت سنگھ نے چند غدار افغانوں کا ضمیر خرید لیا جو آپ کی نقل وحرکت کی اطلاع اُسے پہنچاتے رہے۔ آپ نے کشمیر کو جہاد کا مرکز بنانا چاہا جونہی مجاہدین کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے ان کی مخبری ہو گئی اور مجاہدین کو بالاکوٹ کے مقام پر بے خبری میں سکھ افواج نے گھیر لیا۔ معرکہ ہوا لیکن مٹھی بھر مجاہدین آخر شہید ہوئے اور یہیں سید احمد بریلوی نے بھی جامِ شہادت نوش کیا۔ وادی کاغان میں دریائے کنہار کے کنارے بالاکوٹ میں آپ کا اور آپ کے رفیق شاہ اسمٰعیل کا مزار موجود ہے۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۱۴۴۵ء تا ۱۵۰۵ء) مصر کی مشہور علمی، ادبی، اور عالمِ دین شخصیت۔ پیدائش مصر کے قصبہ السیوط میں ہوئی۔ خاندان ایران سے آکر آباد ہوا تھا۔ آٹھ برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اور مختلف اساتذہ سے مختلف علوم وفنون سیکھے۔ فارغ التحصیل ہو کر ۱۵۰۱ء تک قاہرہ میں مختلف علوم کے استاد رہے۔ سبکدوش ہو کر نیل کے ایک ٹاپو میں گوشہ نشین ہو کر یادِ الٰہی میں مصروف ہو گئے اور وہیں وفات پائی۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے علوم کے مختلف پہلوؤں قرآن پاک، حدیث، فقہ، فلسفہ تاریخ، السانیات اور خطابت پر پانچ سو سے زیادہ کتب تصنیف و تالیف کیں۔ ان میں وہ مختلف رسائل بھی شامل ہیں جو مختلف موضوعات پر لکھے گئے۔

امام شاملؒ

نامور مجاہد داغستان کے ممتاز قائد نقشبندیہ سلسلہ کے پیشوا۔ روسی حکومت کے

Marfat.com

خلاف جہاد آزادی کا سب سے آخری اور سب سے کامیاب رہنما۔ سب سے پہلے ۱۸۳۰ء میں، خون راق کے قلعہ پر ناکام حملہ کرکے شہرت حاصل کی۔ ۱۸۳۴ء میں ان کے پیشرو حمزہ بیگ کی شہادت کے بعد حریت پسندوں نے انہیں اپنا قائد بنایا۔ ۱۸۳۸ء میں حملہ کرکے داغستان کے بڑے حصے پر اپنی حکومت قائم کرلی ان کا نظامِ حکومت احکامِ شریعت پر مبنی تھا۔ ترکوں کے عدم تعاون اور اپنے فوجی قبائل میں خلفشار کے باعث انہیں ہتھیار ڈالنے پڑے اور اطاعتِ زار کا حلف اٹھانا پڑا۔ ۱۸۶۹ء میں انہیں مکہ مکرمہ جانے کی اجازت مل گئی۔ ۱۸۷۰ء میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

حضرت شاہ عبد الغنیؒ

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے چھوٹے فرزند۔ ممتاز مفسر۔ محدث اور فقیہہ۔ درس و تدریس اشاعت اسلام ان کے شب و روز کا معمول تھا۔ ہمیشہ یادِ خدا میں مشغول رہے۔ ان کی صحبت میں جذبہ ایثار اور اخلاص کا فیض عام تھا۔

حضرت شاہ محمد مخصوص اللہؒ

مغلیہ عہد کے آخری دور کے مشہور عالم دین اور محدث۔ دہلی کے متقی بزرگوں کے سربراہ اور سالک تھے علم وعمل میں اسم بامسما اور فی الحقیقت اللہ تعالےٰ کے مخصوص بندوں میں سے تھے۔ آپ شاہ اسماعیل شہید کے چچا زاد بھائی تھے لیکن بعض امور پر ان سے اختلاف رکھتے تھے۔

حضرت سید بدیع الدین مدارؒ

صوفی بزرگ۔ یکم شوال ۲۴۲ ہجری کو اس دنیا میں تشریف لائے۔ اصل نام سید بدیع الدین احمد شاہ مدار تھا۔ آپ نے طویل عمر پائی جہاں گرد تھے۔ کئی بار حج کے لئے گئے۔ ہندوستان کا سفر بھی کیا۔ خوبصورت ترین آدمی تھے۔ اکثر چہرے کو نقاب سے ڈھانپے رکھتے تھے انتہائی صاف اور ستھرا لباس زیب تن کرتے تھے۔ تمام عمر مجرد رہے۔ الکیمیا کے ماہر تھے۔ ان سے اور ان کے پیروں سے کئی کرامتیں وابستہ ہیں۔ شاہ مدار کے جسم پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ تاہنوز مزار کے اندر نہیں جاتی۔ مزار کے اندر قدرتی روشنی رہتی ہے۔ ان کے مزار کے گنبد کا سایہ نہیں ہے ان کا مزار مکن پورہ میں ہے جو کانپور (بھارت) سے چالیس میل دور واقع ایک گاؤں ہے۔ ۱۷۔ جمادی الاول کو اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔

Marfat.com

حضرت مادھولال حسینؒ

۹۴۵ھ بمطابق ۱۵۳۸ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ مجذوب صوفی بزرگ اور پنجابی کے عظیم شاعر۔ شاہ جہاں کے بیٹے داراشکوہ نے اپنی کتاب سطحیات میں ان کی بہت سی کرامات کا ذکر کیا ہے مہاراجہ شیر سنگھ بھی ان کے مزار پر چراغاں کروایا کرتے تھے۔ یہ درویشوں کے فرقہ ملامتیہ سے تعلق رکھتے تھے جو داڑھی مونچھ منڈوا کر وجدانی کیفیت میں ناچتے اور گاتے ہیں آخری عمر میں ان کی زندگی بھی جذب و سُکر میں بسر ہوئی۔ آپ کی کافیاں پنجاب بھر میں شوق سے پڑھی اور سُنی جاتی ہیں۔ وفات کے بعد پہلے راوی کے کنارے دفن ہوئے بعد میں آپ کے مرید مادھو نے سیلاب کی وجہ سے آپ کو باغبان پورہ کے پاس دفن کیا۔ آپ کو مادھو سے بہت محبت تھی اور اکثر کہا کرتے تھے تیرا نام میرے نام سے پہلے آئے گا۔ مادھو بعد میں مسلمان ہو گیا تھا اور مرتے دم تک آپ کا مجاور بن کر رہا۔ ۱۰۰۸ھ میں وفات پائی بوقت وفات آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔

حضرت شاہ دولہ گجراتیؒ

صوفی بزرگ۔ آپ کا سلسلہ نسب بہلول لودھی اور سلسلہ طریقت بہاؤالدین ذکریا ملتانیؒ سے ملتا ہے۔ آپ نے سرمست سیالکوٹی کے ہاتھ پر بیعت کی اور روحانی فیوض سے بہرہ ور ہوئے بہت سخی اور فیاض تھے جو آتا راہِ خدا میں خرچ کر دیتے۔ سماع سے بھی شغف تھا۔ لوگ اولاد کے لئے آپ سے دعا کی التجا کرتے تو آپ اس شرط پر دعا کے لئے تیار ہوتے کہ پہلا بچہ ان کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ اکثر روایت کے مطابق یہ بچہ گونگا، بہرہ اور مخبوط الحواس ہوتا اور اس کا سر بہت چھوٹا ہوتا۔ آج بھی اس قسم کے بچے آپ کے مزارِ اقدس پر پائے جاتے ہیں جن کو شاہ دولہ کے چوہے کہا جاتا ہے۔ ۱۰۷۵ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار گجرات میں موجود ہے۔

حضرت شاہ کاکو لاہوریؒ

(وفات ۱۱۴۷ء) صوفی عالم دین بزرگ۔ قطب عالم کے نامور خلفاء میں سے تھے۔ آپ کا شجرہ بابا فریدالدین

Marfat.com

گنج شکرؒ سے جاملتا ہے۔ علوم ظاہری اور باطنی کی تعلیم حضرت شیخ نورالدین قطب عالم اور شیخ پیر محمد چشتی لاہوری سے حاصل کی۔ مابعد مرشد کے حکم سے لاہور تشریف لائے اور رشد و ہدایت و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ ہزاروں بندگان خدا نے آپ سے ہدایت پائی۔ آپ بڑے زاہد۔ عابد اور حلیم الطبع بزرگ تھے۔ لاہور میں وفات پائی اور مسجد شہید گنج کے قریب ہی دفن ہوئے مزار موجود ہے۔

حضرت شاہ محمد غوثؒ

(وفات ۱۱۵۳ء) صوفی بزرگ۔ آپ پشاور کے جید عالم اور صوفی بزرگ سید حسینؒ کے فرزند تھے سلسلہ صلبیہ غوث اعظمؒ سے ملتا ہے۔ آپ کے جدامجد سید عبداللہ گیلان سے ہندوستان تشریف لائے اور پشاور میں سکونت اختیار کی۔ شاہ محمد غوثؒ نے ظاہری اور باطنی علوم اپنے والد ماجد سے حاصل کئے خاندان قادریہ میں خلافت کا پروانہ والد ہی کی طرف سے ملا بعد میں اُن کی اجازت سے مزید روحانی فیوض کی خاطر گھر سے نکلے اور ہندوستان کے مشہور شہروں میں پھرے۔ حضرت شاہ دولہؒ سید بھکیہ چشتی اور حاجی محمد نوشاہ کی مجالس میں وقت گزارا۔ آپ نے اپنے رسالے غوثیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ میں تلاش حق میں لاہور پہنچا تو رات حضرت میاں میرؒ کی خانقاہ پر بسر کی۔ خواب میں حضرت سے ملاقات ہوئی۔ اور آپ نے مجھے مصروف عبادت رہنے کے لئے ایک ورد بتایا۔ نادر شاہ درانی دہلی جاتے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت کی بزرگی کا قائل ہوکر گیا۔ آپ کی اولاد پشاور اور کشمیر میں بتائی جاتی ہے۔ مزار شریف دہلی دروازہ لاہور کے باہر واقع ہے۔

حضرت شبلیؒ

(۸۶۱ء تا ۹۴۵ء) ابوبکر بن محمد نام۔ صوفی بزرگ پیدائش بغداد میں ہوئی جہاں علوم متداولہ کی تعلیم پائی۔ دماوند کے والی مقرر ہوئے۔ لیکن حضرت جنید بغدادیؒ کے ایک ہمراہی خیر نساج کے اثر سے تارک الدنیا ہو گئے۔ حلاج کا مقدمہ اور اس کا انجام دیکھ کر ان کو عبرت حاصل ہوئی۔ بعض اوقات ان کے منہ سے رموز تصوف سُن کر لوگ انہیں بے دین کہہ دیا کرتے آخر لوگوں نے پاگل خانے بھجوادیا۔ آپ وہاں بھی تصوف کے نکات بیان کرتے رہے۔ ان کے اقوال کا ایک مجموعہ "شطح" کے نام سے ملتا ہے۔ حلاج سے ان کے تعلقات بہت گہرے تھے۔ عقائد میں جنید بغدادیؒ کے حامی تھے۔ فقہ میں امام مالکؒ کے پیرو تھے۔ طریقت میں

Marfat.com

حضرت جنیدؒ اور نصر آبادی کے بین بین تھے۔ وفات بغداد میں پائی اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔

حضرت شرف الدین احمد منیریؒ

صوفی بزرگ ۶۶۱ھ ۲۶ شعبان منیر کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان خطہ ہند کے اُن صوفیاء اور اولیاء اکرام میں سے ہے جنہوں نے اتباعِ سنت۔ خدمت خلق اور تعلیماتِ دین کی گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ سلسلہ نسب والد کی طرف سے ہاشم بن عبد مناف سے ملتا ہے۔ ان کا خاندان بیت المقدس سے ہجرت کر کے ہندوستان آیا۔ خاندان کا امتیاز زہد و تقویٰ تھا جس کی بدولت بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ انہیں ابو توامہ نے کلام پاک، تفسیر، حدیث، فقہ، منطق، فلسفہ اور ریاضی کی تعلیم دی۔ آپ نے بیعت شیخ نجیب الدینؒ کے ہاتھ کی۔ شرف الدین کے مریدوں کی تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی۔ آپ اپنے مریدوں کو مکتوبات کے ذریعے ہدایت و دعوت شریعت دیا کرتے تھے جن میں تصوف وفقہ پر عالمانہ فکر اور مدبرانہ حل ہوتے تھے۔ تصنیفات بہت سی چھوڑی ہیں لیکن زیادہ اہمیت ان ہی مکتوبات کی ہے۔

حضرت شمس الدین تبریزیؒ

صوفی شاعر بزرگ آپ کے حالاتِ زندگی کے بارے میں تاریخوں میں زیادہ تفصیل نہیں ہے پیدائش تبریز میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد علی بن ملک داؤد کپڑے کے تاجر تھے۔ آپ نے شیخ ابوبکر زنبیل باف۔ شیخ رکن الدین سنجاسی اور بابا کمال الدین خجندی سے تصوف کی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں درویشی اختیار کر لی اور سیر و سیاحت کرتے ہوئے قونیہ جا پہنچے۔ وہاں مولانا روم سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ مولانا روم نے آپ کو اپنا مرشد بنا لیا اور بڑی عقیدت اور محبت کا اظہار کیا لیکن مولانا کے شاگردوں اور مریدوں کو یہ بات ناگوار گزری۔ اس لئے شمس تبریزیؒ ناراض ہو کر دمشق چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد مولانا نے اپنے بیٹے بہاؤ الدین سلطان کو آپ کی خدمت میں بھیجا جو ان کو منا کر دوبارہ قونیہ لے آئے۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد شمس تبریزیؒ اچانک

ہی غائب ہوگئے۔ بعض مورخین کی رائے کے مطابق مولانا روم کے بیٹے یا شاگردوں نے ان کو مار دیا۔ بعض حقائق کے مطابق ۶۴۵ھ یا ۶۴۲ھ میں قونیہ میں شہید کر دیئے گئے آپ کے مزار کے متعلق بھی تاریخ خاموش ہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین ترکؒ

صوفی بزرگ آپ ترکستان میں پیدا ہوئے۔ نام شمس الدین۔ شمس اولیاء خطاب۔ خواجہ احمد کی اولاد میں سے تھے۔ سلسلہ نسب حضرت محمد بن حنفیہؒ سے ملتا ہے جو حضرت علیؓ کے فرزند تھے۔ آپ حضرت علاؤ الدینؒ صابرؒ کے خلیفہ اور جانشین تھے۔ سلسلۂ صابری چشتی آپ ہی کے واسطے سے جاری ہے۔ ریاضت۔ مجاہدات۔ ذوق وشوق واستغراق میں بے نظیر۔ علوم ظاہری وباطنی، کشف وکرامات میں کمال درجہ رکھتے تھے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری کی وصیت کے مطابق خرقہ خلافت لے کر پانی پت چلے آئے اور تبلیغ اسلام مصروف ہوگئے۔ وفات کے وقت خرقہ خلافت شیخ جلال الدین پانی پتی کو عطا کیا اور جانشین مقرر کیا۔ آپ فیروز شاہ تغلق کے زمانے ۱۵ جمادی الثانی ۷۱۶ھ کو فوت ہوئے۔ مزار مبارک پانی پت میں ہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ

صوفی بزرگ (۱۳۰۰ء) حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی بن میاں محمد یار ۱۲۱۴ھ میں سیال شریف ضلع سرگودھا میں پیدائش ہوئی۔ قرآن شریف حفظ کیا۔ مولانا محمد علی مکھڈوی اور مولانا حافظ محمد دراز پشاوری سے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی۔ آپ نے تونسہ شریف جاکر حضرت خواجہ تونسوی سے بیعت کی اور تصوف کا درس بھی لیا۔ سولہ برس مرشد کی خدمت میں رہے اور آخرکار خلافت پائی۔ سیال میں سکونت اختیار کی۔ سلسلہ چشتیہ نظامیہ کو آپ کی ذات گرامی سے وسعت نصیب ہوئی۔ حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی، حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالویؒ شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالویؒ۔ آپ کی خانقاہ عالیہ کے متولی اور سجادہ نشین تھے۔ جن کی اسلامی اور ملی خدمات برصغیر کے مسلمانوں کے لئے لافانی ہیں۔ اعلیٰ حضرت مجدد گولڑوی اور پیر حیدر شاہ جلال پوری آپ کی درگاہ کے فیض یافتہ تھے۔ مراۃ العاشقین کے نام سے

مولانا محمد سعید نے آپ کے ملفوظات جمع کئے اور "انوار شمسیہ" کے نام سے منشی امیر بخش خوشابی نے آپ کی سوانح حیات لکھی جو شائع ہو چکی ہے۔ صفر ۱۳۰۰ھ میں وفات پائی۔ ہر سال ماہ صفر کی ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴ تاریخ کو عرس مبارک سیال شریف میں منعقد ہوتا ہے۔

حضرت شمس الدین ہراتیؒ

صوفی بزرگ۔ آپ کے اجداد بغداد سے بخارا کے ایک مضافاتی علاقے اندراق سے آئے تھے۔ آپ نے اندراق سے ہرات نقل مکانی کر لی اور سلسلہ عالیہ قادریہ سے منسلک ہو گئے علوم ظاہری و باطنی میں کامل ہونے کے علاوہ کشف و کرامات میں بھی یکتا تھے۔ آپ نے خواجہ عارفؒ ابوگری مرید خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی زیارت کی اور اُن سے فیض حاصل کیا۔ طبیعت شروع سے مجاہدہ اور ریاضت کی طرف مائل تھی۔ اس لئے آپ جنگلوں، ویرانوں اور بیابانوں میں ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے اور محبوب اللہ کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کی وفات ۱۳۸۲ء کو ہرات میں ہوئی۔ مزار ہرات میں موجود ہے۔

حضرت لال شہباز قلندرؒ

(۵۷۳ھ تا ۶۵۰ھ) صوفی بزرگ۔ پیدائش افغانستان کے قصبے مروند میں ہوئی اصل نام سیّد عثمان تھا۔ لال شہباز اور قلندر کے القاب سے مشہور تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب امام جعفر صادق سے جا ملتا ہے۔ علوم ظاہری و باطنی کے بعد فریضہ حج ادا کر کے کربلا معلٰی کی زیارت کو گئے یہاں ایک بزرگ بابا ابراہیم سے ملاقات ہوئی جنہوں نے آپکو سندھ جانے کے لئے کہا۔ بعض روایات کے مطابق بُو علی سینا قلندر پانی پتی نے آپ کو سندھ جانے کا مشورہ دیا۔ آپ سندھ آکر سیہون شریف میں رہائش پذیر ہو گئے اور رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ حضرت جلال الدین بخاریؒ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ۔ حضرت بہاؤالدین زکریاؒ ملتانی اور بابا فرید گنج شکرؒ آپ کے ہمعصر اور رفقائے عزیز تھے۔ انتقال کے بعد آپ سیہون شریف میں دفن ہوئے۔ سن پیدائش اور سن وفات میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ سیوستان کے حاکم ملک ضیاء الدین نے مزار تعمیر کر دیا۔ ۱۸ تا ۲۱ شعبان تک ہر سال ماہ شعبان المعظم میں آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ

آپ ۱۸۶۵ء مطابق ۱۲۸۲ھ میں شرقپور ضلع شیخوپورہ میں ایک بزرگ عزیز الدین کے گھر پیدا ہوئے۔ صوفی بزرگ۔ آپ کے جد امجد کابل سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے تھے اور حجرہ شاہ مقیم میں سکونت اختیار کی۔ آپ نے قرآن حکیم کے علاوہ عربی اور فارسی میں بھی دستگاہ حاصل کی۔ خوشنویسی آبائی پیشہ تھا اس لئے ابتداء میں یہی پیشہ اختیار کیا لیکن طبیعت کا رجحان زہد و ریاضت معرفت و حکمت کی طرف تھا چنانچہ بابا امیر الدین لگے زئی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ شریعت کے سخت پابند تھے۔ ۳ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ اور ۲۰ اگست ۱۹۲۸ء بروز پیر آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ شرقپور میں آپ کا روضہ مبارک ہے۔

حضرت علاؤالدین صابر کلیری

آپ نے ۱۹ ربیع الاول ۵۹۲ھ کو ہرات میں اس عالم کو زینت بخشی۔ صوفی بزرگ اولیاء اللہ۔ نام علی احمد۔ لقب علاؤالدین اور مخدوم، صابر۔ آپ کا شجرہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ملتا ہے بچپن میں یتیم ہونے کے باعث ان کی والدہ آپ کو اپنے بڑے بھائی، حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے پاس اجودھن لے آئیں اور انہیں ماموں کے سپرد کر دیا۔ آپ بارہ سال تک بابا فرید صاحب کی زیر نگرانی رہے اور علوم ظاہری اور باطنی کی تکمیل کی ہمیشہ روزے رکھتے۔ ننگے پاؤں رہتے اور درختوں کے پتے کھا کر گزر کرتے۔ آپ کا زہد و تقویٰ کمال درجے کا تھا۔ بابا فرید صاحبؒ نے ۶۲۵ھ کو خلافت عطا فرمائی۔ آپ نے پہلے دہلی پھر ہانسی اور بعد میں کلیر شریف میں سکونت اختیار کی۔ آپ ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ کو واصل بحق ہوئے۔ آپ کا پختہ مزار مولانا عبدالقادر ؒ گنگوہی نے جہانگیر کے زمانے میں تعمیر کروایا۔

حضرت صفی الدین حقانیؒ

(۹۶۲ء تا ۱۰۰۷ء) آپ خواجہ ابو اسحاق گارزونی کے مرید تھے۔ پیدائش گارزون میں ہی ہوئی تھی۔ ۰۰ برس کی عمر میں مرشد کے حکم پر اوچ شریف آئے تبلیغ اسلام و رشد

Marfat.com

ہدایت کے فرائض سرانجام دیئے اور بہت سے لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا ایک روایت کے مطابق اوچ شریف کی بنیاد بھی آپ نے رکھی۔ یہاں مکان بنوائے اور لوگوں کو آباد کیا۔ آپ اپنے تبلیغی اور روحانی کوششوں کے لئے شہرہ آفاق تھے اور آپ سے بہت سی کرامات بھی منسوب ہیں۔ آپ کو پنجاب کا سب سے پہلا صوفی اور درویش بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت ضیاءالدین نخشبیؒ

ایک صوفی بزرگ نام ضیاءالدین تھا۔ نخشبی تخلص تھا۔ بدایوں کے رہنے والے تھے۔ اخبار الاخیار اور خزینۃ الاصفیا کے مطابق آپ کی ارادت سلطان التارکین شیخ حمیدالدین ناگوری کے پوتے حضرت شیخ فرید سے تھی لیکن بعض مؤرخین کے مطابق آپ حضرت نظام الدین اولیاء کے مرید تھے آپ کی تصانیف میں مسلک السلوک۔ عشرہ مبشرہ۔ کلیات وجزئیات، شرح دعائے سریانی۔ طوطی۔ نامہ ہیں ان میں طوطی نامے کا انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے آپ نے زندگی گوشہ نشینی میں رہتے ہوئے تصنیف و تالیف میں گزاری۔

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ

(۱۱۰۲ھ تا ۱۱۶۵ھ) سندھی شاعر اور صوفی بزرگ۔ پیدائش بالا حویلی میں ہوئی۔ پھر والد کے ہمراہ کوٹری چلے گئے بعد ازاں سیر و سیاحت کو نکلے اور ملتان جیسلمیر۔ لسبیلہ۔ مکران۔ کچھ اور کاٹھیاواڑ کے علاقے میں موجود مختلف علماء دین سے ملاقات کی اور فیض حاصل کیا۔ آپ نے شاعری میں سندھ کی رومانی داستانوں کو بڑی خوبی سے نظم کیا اور دین کی اشاعت کے لئے بہت سی کام کی باتیں ان میں شامل کیں۔ آپ کے کلام کو مریدوں نے سن کر حفظ کر لیا۔ بعد میں لکھ کر محفوظ کر لیا۔ آپ نے سسی پنوں عمر ماروی کومل راتو کی رومانی داستانیں نظم کیں پھر ایک بستی بھٹ کے نام سے آباد کی۔ ان کے انتقال کے بعد سندھ کے حکمران غلام شاہ نے مقبرہ تعمیر کروایا۔

حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانیؒ

(۱۰۷۷ء تا ۱۱۶۶ء) صوفی بزرگ۔ پیدائش گیلان میں سن ۴۷۰ھ کے قریب ہوئی۔ اٹھارہ سال کی

Marfat.com

عمر میں والدہ کی اجازت سے علم حاصل کرنے کی غرض سے بغداد تشریف لے گئے تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۲۵ سال عبادات و مجاہدات میں گزارے۔ رات دن یادِ حق میں مصروف رہتے۔ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے۔ رات بھر نفلوں میں کلام پاک ختم کر دیتے۔ آخر بغداد آ کر وعظ کرنے لگے۔ چالیس برس تک آپ نے دینِ حق کی علمی و روحانی خدمت سرانجام دی۔ فقہ میں آپ امام شافعیؒ اور امام حنبلؒ کے پیرو تھے۔ تمام اکابر صوفیا آپ کی جلالتِ منصب کے قائل ہیں۔ تصنیفات میں "فتوح الغیب" اور "غنیۃ الطالبین" بہت مشہور ہیں۔ آپ ۹ ربیع الآخر ۵۶۱ھ کو نوے سال سات ماہ کی عمر میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ برصغیر میں آپ کا عرس ۱۱، ۱۲ ربیع الآخر کو منعقد ہوتا ہے۔ آپ کا مزار بغداد میں ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن باباؒ

(۱۶۳۳ تا ۱۷۰۶ء) پشتو کے صوفی شاعر۔ موضع بہادر کلی (نزد پشاور) پیدائش ہوئی۔ مولانا عبدالحق اور مولانا یوسف زئی سے دینی تعلیم حاصل کی۔ حضرت آدم بنوریؒ کے خلیفہ حاجی بہادرؒ کوہاٹی سے سلوک کی منازل طے کیں۔ آپ انسانیت و روحانیت کے مبلغ تھے چونکہ عیش و آرام سے نفرت کرتے تھے۔ اس لئے لوگ آپ کو ملنگ بابا کہتے تھے۔ آپ پشتو کے قادرالکلام شاعر تھے۔ بقول حضرت اخوند صاحب قرآن شریف اور حدیث کے بعد سرحد کے مسلمانوں میں عبدالرحمٰن بابا کے دیوان سے بڑھ کر کوئی چیز مقبول نہیں۔ آپ کی وفات موضع ہزار خوانی میں ہوئی اور اسی جگہ آپ کا مزار موجود ہے۔

حضرت عبدالجلیل چوہڑ شاہ بندگیؒ

صوفی بزرگ (وفات ۱۵۰۴ء) سہروردیہ سلسلے کے سب سے پہلے بزرگ جو سلطان بہلول لودھی کے عہد میں لاہور آئے۔ آپ نے پنجاب میں اشاعتِ اسلام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سلطان بہلول لودھی نے اپنی بیٹی آپ کے عقد میں دے دی۔ آپ کے زہد و تقویٰ کے باعث سینکڑوں لوگ جن میں زیادہ تر تعداد راجپوت قوم کی تھی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ کا مزار میکلوڈ روڈ لاہور پر ہے۔

Marfat.com

حضرت عبدالکریم بن ابراہیم الجیلیؒ

(۷۶۸ھ تا ۸۲۰ھ تقریباً) مشہور صوفی۔ اپنے آپ کو بغداد کا باشندہ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی صاحبزادی کی اولاد سے بتاتے ہیں۔ اسی نسبت سے الجیلی کہے جاتے ہیں۔ طریقہ قادریہ کے پیرو تھے اور شیخ شرف الدین اسمٰعیل بن ابراہیم الجبرتی کے مرید تھے۔ کچھ عرصہ اپنے مرشد کے ساتھ یمن میں گزار کر ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ الجیلیؒ کے عقائد شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی تعلیمات پر مبنی ہیں۔ اس عقیدے کا مرکزی تصور وحدت الوجود ہے۔ ان کی بیشتر تصنیفات معدوم ہو چکی ہیں۔ بیس کے قریب محفوظ ہیں۔ ان کی کتاب "الانسان الکامل" کو ابن عربی کی مابعد الطبعیات اور عمومی حیثیت سے پورے تصوف کی مابعد الطبیعات کی پہلی قاعدہ مرتب صورت کہا جا سکتا ہے۔ اس کتاب نے مراکش سے لے کر جاوا تک تصوف پر گہرا اثر ڈالا۔

حضرت عبدالعلیم صدیقی قادریؒ

(۳/اپریل ۱۸۹۲ء تا ۲۲ اگست ۱۹۵۱ء) سلسلہ قادریہ کے مفکر۔ مقرر۔ ادیب۔ مبلغ اسلام پیدائش میرٹھ میں ہوئی۔ والد عبدالحکیم صدیقی درویش۔ بلند پایہ عالم اور شاعر تھے۔ جوش تخلص لکھا کرتے تھے۔ مولانا عبدالعلیم نے سولہ برس کی عمر میں جامعہ اسلامیہ قومیہ میرٹھ سے درس نظامی کی سند حاصل کی۔ ۱۹۱۷ء میں بی۔ اے پاس کیا۔ بریلی جا کر مولانا احمد رضا خان بریلوی سے قادریہ سلسلہ میں بیعت کی اور خرقہ حاصل کیا بعد ازاں اسلامی تبلیغ کے لئے کمربستہ ہو گئے۔ آپ نے چالیس سال افریقہ۔ امریکہ۔ انگلینڈ۔ انڈونیشیا۔ سنگاپور۔ ملایا اور کئی ممالک میں تبلیغی دورہ کرتے ہوئے پچاس ہزار سے زائد غیر مسلموں کو مشرف با اسلام کیا۔ لائبریریاں کالج اور مساجد قائم کیں۔ ان کی تصنیفات میں ذکرِ حبیبؐ کتاب تصوف۔ اور کئی دیگر کتب قابلِ ذکر ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی جو جمعیت العلمائے پاکستان کے صدر ہیں آپ کے ہی صاحبزادے ہیں۔ ۲۲/اگست ۱۹۵۱ء میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

حضرت مولانا عبداللطیفؒ

پیدائش ریاست دیر میں ہوئی۔ مدرسہ اسلامیہ اندرکوٹ میرٹھ میں قاری ولی محمد۔ حافظ کفایت اللہ۔ مولانا عبدالسلام قندھاری، مولانا احمد علی سے درس نظامیہ کی تکمیل کی۔ مدرسہ عالیہ جامع مسجد آگرہ میں مدرس مقرر ہوئے۔ مولانا نثار احمد کانپوری کے انتقال کے بعد مفتی اعظم آگرہ ہوئے بعدازاں وطن واپس آکر ریاست دیر کے قاضی القضاء نامزد ہوئے۔ تین سال بعد مردان جاکر خاموشی سے اسلام اور علوم اسلامیہ کی خدمت کرتے رہے۔ تصنیفات میں تفسیر کاشف البیان جمال القرآن۔ فتاویٰ شہابیہ۔ شرح دیوان۔ حافظ شیرازی۔ درالمکنون۔ شرح فلک المشحون۔ تحفۃ الواعظین۔ تحفۃ الذاکرین۔ ساٹھ برس سے علوم دینیہ کی تدریس میں مصروف ہیں۔ اعلیٰ حضرت مجدد گولڑوی سے بیعت طریقت رکھتے ہیں۔ خاموش طبع درویش منش آدمی ہیں۔ عمر

حضرت عبدالرحمٰن مکیؒ

صوفی بزرگ (۱۲۶۸ھ تا ۱۳۵۹ھ) مولانا قاری عبدالرحمٰن مکیؒ شمس آباد ضلع فرخ آباد میں پیدا ہوئے۔ سن بلوغت میں قدم رکھا ہی تھا کہ ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ ہوگیا۔ آپ اپنے والدین اور بھائیوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ چلے گئے۔ وہاں ابتدائی کتب اپنے بھائی مولانا قاری، عبداللہ مکیؒ سے پڑھیں۔ بقیہ علوم قاری عبدالرحمٰن سعد مصری اور مبلغ اسلام حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے پڑھیں مولانا کیرانوی کے حکم سے ہندوستان چلے آئے۔ علم قرأت وتجوید کا احیاء فرمایا۔ شروع میں مدرسہ احیاء العلوم الہ آباد میں اور پھر مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں تدریس فرمائی اور قراء کی ایک پوری جماعت تیار کی۔ عبدالرحمٰن مکیؒ نے اعلیٰ حضرت مجدد گولڑوی سے بیعت کی۔ آپ کی کتاب "فوائد مکیہ" نے بہت شہرت حاصل کی۔ پچاس برس میں، اس کی چھ سے زائد شرحیں لکھی جاچکی ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ لکھنؤ میں انتقال ہوا اور محبت گنج لکھنؤ میں دفن ہوئے۔

حضرت عبدالخالق غجدوانیؒ

صوفی بزرگ اور عالم دین۔ آپ کا تعلق سلسلۂ نقشبندیہ سے تھا اور عارف ربانی

Marfat.com

خطاب تھا۔ آپ نے خواجہ بہاؤالدین نقشبندی سے فیض حاصل کیا والدین ملا عیہ (مالٹا) سے ماورالنہر آئے اور غجدوان میں سکونت اختیار کی اس لئے غجدوانی کہلائے پیدائش اسی مقام پر ہوئی۔ پانچ سال کی عمر میں والد نے بخارا کے مشہور عالم شیخ صدرالدین کی شاگردی میں دے دیا۔ آپ خواجہ یوسف ہمدانی کے چوتھے خلیفہ تھے۔ آپ ذکر خفی کے طریقے پر لوگوں سے پوشیدہ رہ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں یہ عبادت کا طریقہ آپ ہی سے منسوب ہے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ

(ف ۶۰۷ھ) صوفی بزرگ۔ پیدائش خراسان کے قصبے ہارون میں ہوئی۔ آپ حاجی

شریفؒ زندنی کے مرید تھے۔ حسب کشف وکرامات اور بڑے پائے کے بزرگ تھے۔ آپ نے اپنے پیر حاجی شریفؒ زندنی سے خرقہ خلافت حاصل کیا بعد میں بہت سے ملکوں کی سیاحت کی وہاں سے علماء اور مشائخ سے ملاقاتیں کیں۔ آپ خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے پیر تھے۔ آپ جب مکہ معظمہ گئے تو خواجہ معین الدین چشتی ہمراہ تھے۔ مکہ سے مدینہ اور بدخشاں اور آس پاس کے علاقوں کا دس سال تک سفر کیا اور پھر بغداد آکر سکونت اختیار کی۔ ان کی دو خواہشیں تھیں۔ اول خواجہ معین الدین کو مقام ولایت نصیب ہو، اور دوسری یہ تھی کہ مکہ معظمہ میں دفن کیا جاؤں۔ چنانچہ خدا نے دونوں خواہشیں پوری کیں۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اپنی کتاب "انیس الارواح" میں آپ کے ملفوظات جمع کئے تھے۔ آپ کا قول ہے مومن وہ ہے جو تین چیزوں کو دوست رکھے۔ موت، فاقہ اور درویشی عثمان ہارونی نے مکہ معظمہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ

صوفی بزرگ (ولادت ۱۸۷۵ء وفات ۱۹۳۴ء) آپ نے چار سال کی عمر میں اپنے والد سے قرآن پاک کی تعلیم شروع کی۔ چودہ سال کی عمر میں حصولِ علم کی خاطر سرحد کا سفر کیا۔ تین سال تک آپ جید علماء اور صلحا کی سرپرستی میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ سترہ سال کی عمر میں دارالعلوم دیوبند اور

Marfat.com

مشاہیر علماء اور نامور اساتذہ سے استفادہ کرتے رہے ۱۳۱۲ھ میں جب عمر ۲۰ سال تھی سندِ فراغت حاصل کی آپ کے نامور اساتذہ میں شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ۔ مولانا محمد اسحاق امرتسریؒ۔ مولانا غلام رسول ہزارویؒ۔ قابلِ ذکر ہیں۔ اس کے بعد روحانی تسکین کے لیئے گنگوہ کا رُخ کیا اور مولانا رشید احمدؒ گنگوہی سے فیض حاصل کیا۔ بعدازں ۱۳۴۵ھ تک دیوبند میں مختلف مناصب پر رہ کر علمی خدمات سرانجام دیں۔ اس کے بعد اختلاف کی بناء پر آپ مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ۔ مولانا بدر عالم میرٹھی و دیگر علماء اور طلباء کے ساتھ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل منتقل ہو گئے اور ۱۳۵۱ھ تک وہاں بطور شیخ الحدیث کام کیا۔ آپ نے اٹھارہ سال دیوبند میں رہ کر دو ہزار سے زائد طلباء کو مستفید کیا۔ آپ کی تصنیفات میں چودہ کے قریب کتب شامل ہیں۔

حضرت فخرالدینؒ عراقی

(۶۰۰ھ تا ۶۸۸ھ) صوفی بزرگ اور فارسی شاعر پیدائش ہمدان کے نواح میں ہوئی۔ پورا نام فخرالدین ابراہیم ہے۔ آپ بہاؤالدین ذکریاؒ کے سگے بھانجے تھے۔ قرآن پاک حفظ کیا۔ ہمدان کے لوگ ان کی خوش گوئی پر شیفتہ تھے۔ سترہ برس کی عمر میں ہمدان کے مدرسے سے معقولات و منقولات پڑھ کر فارغ ہوئے تو لبغداد روانہ ہو گئے اور شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں رہ کر روحانی منازل طے کیں اور بیعت کی اور عراقی کا تخلص مرشد سے پایا بعدازاں مرشد کے حکم سے ہندوستان آئے اور ملتان میں حضرت بہاؤالدین ذکریا سے فیض یاب ہوئے شیخ بہاؤالدینؒ نے اپنی صاحبزادی ان کے عقد میں دے دی۔ آپ یہاں پچیس سال رہے۔ شیخ بہاؤالدینؒ نے وصال کے وقت انہیں اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کیا۔ انہوں نے مرشد کی دیرینہ روایات کی پیروی کرنے کی بجائے متصوفانہ واردات کا اظہار شاعری کے ذریعے کیا۔ آپ کی تصنیفات میں "لمعات" کے علاوہ ایک مثنوی اور ایک دیوان بھی ہے۔ مثنوی جو برٹش میوزیم کے فارسی مخطوطات کی فہرست میں موجود ہے کا نام "عشاق نامہ" درج ہے۔ "لمعات" کی شرح مولانا جامی نے لکھی۔ دمشق میں وفات پائی اور شیخ ابن عربی کے پہلو میں دفن ہوئے۔

Marfat.com

حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ

فارسی کے صوفی شاعر آپ ۵۱۳ھ میں پیدا ہوئے ان کی پیدائش نیشاپور میں ہوئی۔ جوانی کا زمانہ علوم و معارف کے حصول۔ مشائخ کی خدمت۔ تہذیب نفس اور کسبِ علوم میں گزارا۔ جب مقام ارشاد پر فیض ہوئے تو مولانا رومی جیسے جید عالم نے ان کے فیضان کا اعتراف کیا۔ علامہ اقبال بھی ان سے خاصے متاثر تھے۔ آپ کی تیس کتابوں کا پتہ چلتا ہے۔ ان میں تین خاص طور پر مشہور ہیں۔ اوّل قصائد اور غزلیات کا دیوان جس میں دس ہزار اشعار شامل ہیں۔ دوم تذکرۃ الاولیاء۔ سوم مثنوی منطق الطیر آپ کا سالِ وفات ۶۲۷ھ ہے۔

حضرت شیخ سید ابوالحسن عثمان علی ہجویریؒ

صوفی بزرگ۔ آپ ۴۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ کنیت ابوالحسن علی نام۔ ہجویر میں آپ کا مقام رہا اس لئے ہجویری کہلائے نسب کا سلسلہ حضرت علیؓ سے ملتا ہے روحانی و باطنی تعلیم ابوالفضل محمد بن الحسن ختلی سے پائی جو جنیدیہ سلسلہ سے منسلک تھے۔ روحانی کسبِ کمال کے لئے آپ نے عراق، شام، بغداد، پارس، قہستان، آذربائیجان۔ طبرستان۔ خوزستان۔ کرمان خراسان۔ ماوراءالنہر اور ترکستان کے سفر کیے۔ بعدازاں اپنے مرشد کے حکم سے ۱۰۳۹ء میں لاہور آگئے آپ کے مزار پر حضرت معین الدین چشتیؒ اور بابا فریدالدین گنج شکرؒ جیسے بلند پایہ بزرگوں نے چلہ کشی کی اور روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ کی تصنیفات میں منہاج الدین۔ کتاب الفناء البقاء کشف الاسرار۔ دیوان علی۔ بحر القلوب ہیں لیکن آپ کی کتاب کشف المحجوب بہت زیادہ مشہور ہے آپ کا مزار لاہور بھاٹی دروازہ کے باہر ہے۔ ہر سال ۱۹، ۲۰ صفر کو آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے۔ آپ نے ۴۵۶ھ میں وفات پائی۔

حضرت شیخ علاؤالدین علاءالحقؒ بنگالی

بنگال کے مشہور صوفی بزرگ۔ شیخ اخی سراجؒ کے بعد سلسلہ چشتیہ نظامیہ کو سب سے زیادہ فروغ بخشا۔ سلسلہ نسب حضرت خالد بن ولید سے جا ملتا ہے۔ آپ کے والد شاہی

Marfat.com

خزانے کے مہتمم تھے اور مالدار آدمی تھے ۔ آپ نے سنِ شعور کو پہنچ کر شیخ اخی سراج کے ہاتھ پر بیعت کی جو سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے خلیفہ مجاز تھے۔ علاؤالدین بہت فیاض تھے۔ سخاوت اور فیاضی کی وجہ سے گنج نبات کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ آپ نے اپنے مرشد کی خادم سے بھی بڑھ کر خدمت کی۔ حضرت اخی سراج نے انہیں خرقۂ خلافت عطا کیا۔ آپ کی وفات ۱۳۹۸ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار چھوٹی درس گاہ پنڈوہ میں واقع ہے ۔

امام علی لاحقؒ

(۶۸۶ء) بہت بڑے بزرگ اور ولی اللہ۔ آپ نے تغلقوں کے عہد میں سیالکوٹ سے ہندو راجا کا خاتمہ کر کے اسے اسلامی سلطنت میں شامل کیا سید امام ۔ سید اسحاق زنجانی ، سید حسین زنجانی اور سید یعقوب زنجانی چاروں آپس میں رشتہ دار تھے۔ چاروں اکٹھے ترکستان سے ہندوستان آئے اور لاہور میں سکونت اختیار کی۔ آپ کے والد سید حسن مکی ابتداء میں شاہی منصب پر فائز تھے پھر نوکری ترک کر کے کانگڑہ کے قریب گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ سلسلہ نسب حضرت علیؓ سے ملتا ہے۔ آپ بابا فرید گنج شکرؒ کے خلیفہ تھے اور ان کے ہی حکم سے سیالکوٹ آئے تھے ۔ امام صاحب نے فیروز شاہ کے لشکر کی قیادت اپنے رفقاء کے ساتھ کی تھی جو سیالکوٹ کے راجا پر حملہ آور ہوا تھا۔ اسی جنگ میں گو فتح ہوئی لیکن امام صاحب اور ان کے رفقاء جنگ میں کام آئے۔ امام صاحب اور اُن کے ساتھیوں کے مقبرے بھی سیالکوٹ کے قلعے میں موجود ہیں۔

حضرت خواجہ غلام فریدؒ

(۱۸۴۱ء تا ۱۹۰۱ء) پنجاب کے صوفی شاعر۔ بہاولپور کی مشہور گدی چاچڑاں شریف کے مشہور صوفیوں ۔ زاہدوں اور عالموں کے خاندان میں آپ کی پیدائش ہوئی والد کا نام خدا بخش چاچڑاں وال تھا ۔ آٹھ سال کی عمر میں جب غلام فریدؒ نے قرآن پاک حفظ کیا تو والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ بڑے بھائی فخرالدین فخر جہاں نے اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ غلام فریدؒ نے اردو ، عربی ، فارسی ، ہندی ، سندھی ، مارواڑی زبانوں پر دسترس حاصل کی طب بھی پڑھی موسیقی سے بھی شغف تھا۔ بہاولپور کے دسویں نواب صبح صادق محمد خان رابع آپ کے مرید تھے۔ شاعری میں ملتان۔ سندھ اور بہاولپور میں آپ کو وہی شہرت حاصل ہے جو پنجاب میں وارث

کو حاصل ہے۔ آپ کے تصنیف کردہ دوہڑے۔ کافیاں۔ صوفیانہ رنگ میں ڈوبی ہوئی ہیں آپ کا مزار مٹھن کوٹ ضلع راجن پور میں ہے۔

حضرت غلام نظام الدینؒ

صوفی بزرگ تونسہ شریف میں وفات پائی۔ مسلک سنی اور حنفی تھا۔ نسبت چشتیہ ونظامیہ سلسلہ سے تھی۔ جد امجد حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی تھے۔ جدِ اعلیٰ شیخ طریقت حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی تھے۔ دینی علوم مولانا علی گوہر چشتی و علامہ احمد جراح سے حاصل کیے۔ معرفت کی دولت اپنے والد حضرت چراغ سلیمانی سے پائی۔ اکیس سال کی عمر میں مسندِ ارشاد پر رونق افروز ہوئے۔ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کی کوشش میں پیش پیش رہے۔ تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۶۱ء میں صدر ایوب اور محترمہ فاطمہ جناح کے الیکشن میں فاطمہ جناح کا ساتھ دیا۔ آپ کے مریدوں میں مسلمانوں کے علاوہ ہزاروں کی تعداد غیر مسلموں کی بھی ہے۔ مرید سعودی عرب۔ کابل و تمام مسلم ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ وفات ۱۰ جون ۱۹۶۵ء بروز منگل کو ہوئی۔

حضرت فاضل الدین قادریؒ

صوفی بزرگ سید ابو الفرح محمد۔ المعروف بہ قطب معظم۔ پنجاب میں سلسلۂ قادریہ فاضلیہ کے بانی۔ گیلانی سادات میں سے تھے۔ انہوں نے روحانیت کی شمع بٹالہ میں روشن کی اور سلسلۂ قادریہ کی اشاعت کابل۔ بخارا کے علاوہ برصغیر پاک و ہند میں بھی کی۔ انہوں نے بٹالہ میں ایک وسیع مدرسہ قائم کیا جہاں سے بڑے بڑے عالم فیض یاب ہوئے بے شمار لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ۱۵۱۱ء میں بٹالہ میں وفات پائی۔ وہیں مزار ہے۔ ان کی ایک تصنیف "بیان الاسرار" پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔

حضرت فریدالدین گنج شکرؒ

صوفی بزرگ۔ (وفات ۶۶۴ھ) اصل نام مسعود۔ فریدالدین لقب ملتان کے نزدیک قصبہ

کھوتو والی میں پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم ملتان میں حاصل کی۔اس کے بعد اسلامی ممالک کا سفر اختیار کیا اور شیخ فریدالدین عطارؒ۔شہاب الدین سہروردیؒ اور دوسرے بزرگوں کی صحبت سے فیض یاب ہو کر ہندوستان واپس آئے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے بیعت کی اور خرقۂ خلافت اُن سے ہی حاصل کیا۔ ۱۲۳۹ء میں آپ نے پاک پٹن کو جو اس زمانے میں "اجودھن" کے نام سے مشہور تھا تبلیغ کا مرکز بنایا۔آپ نے زیادہ وقت جنگلوں میں گزارا نانِ جویں اور پھٹے پرانے کپڑوں میں زندگی بسر کی حالانکہ حاکم وقت سلطان بلبن آپ کا اتنا معتقد تھا کہ اُس نے اپنی لڑکی آپ کے ساتھ بیاہ دی۔ ہزاروں انسان گرد و نواح سے آکر آپ کے دستِ مبارک پر مشرف باسلام ہوئے۔آپ صاحبِ کرامت بزرگ تھے آپ کا تقویٰ اور تدین مشہور ہے۔ آپ کا مزار پاکپتن میں ہے۔

حضرت فضل رحمٰن گنج مرادآبادی

بزرگ (۱۲۰۸ء تا ۱۳۱۳ء) پیدائش سندیلہ میں ہوئی مشہور وحدت الوجود مدنی عبدالرحمٰن لکھنوئی نے فضل رحمٰن تاریخی نام رکھا۔ مولانا نورالحق فرنگی محلی سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی سے حدیث پڑھی سلسلۂ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ شاہ محمد آفاق دہلوی سے بیعت طریقت کی اور خلافت پائی۔ رہائش گنج مراد ضلع اناؤ میں اختیار کی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے وقت آپکی عمر ساٹھ سال تھی لیکن اس کے باوجود انگریزوں کے خلاف جہاد میں حصہ لیا۔ ندوۃ العلماء کے قیام میں آپ کا مشورہ شامل تھا۔آپ کے خلفاء نے ملک گیر شہرت اختیار کی۔ایک سو پانچ برس کی عمر میں وفات پائی۔مزار گنج مرادآباد میں ہے۔

حضرت فقیر اللہ جلال آبادیؒ

بزرگ۔ ایک صاحبِ کرامت بزرگ۔ پیدائش قصبہ روتاس میں ہوئی۔ والد کا نام عبدالرحمٰن حنفی تھا جو قریشی اور ہاشمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ حصول علم و مراتب سلوک دریا صفت کو طے کر کے حج بیت اللہ کو گئے۔ واپسی پر نقشبندیہ سلسلہ میں شیخ مسعودؒ پشاوری کے ہاتھ پر بیعت کی۔سلسلہ نقشبندیہ کے علاوہ آپ کو قادریہ سلسلہ میں بھی اجازت تھی۔ احمد شاہ ابدالی کے دور میں

Marfat.com

شکار پور سندھ کے ہر دلعزیز اور عالم دین و زاہد شخص تھے۔ شاہ فقیر اللہ کے مکتوبات میں احمد شاہ درانی۔ نصیر خان بلوچ۔ شاہ ولی خان صدرِ اعظم۔ شہزادہ سلیمان ولی عہد اور دوسرے اکابر و مشاہیر کے نام ان کے خطوط موجود ہیں۔ انتقال ۱۱۹۵ھ شکار پور میں کیا اور یہیں مزار موجود ہے۔ تصنیفات میں چودہ کتابیں یادگار چھوڑی ہیں جو فارسی زبان میں تصوف۔ فقر و سلوک پر ملتی ہیں۔

حضرت فقیر نور محمد سرور قادریؒ

بزرگ (۱۸۸۳ء تا ۱۹۶۰ء) پیدائش کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ہوئی۔ خواجہ گیسو دراز کی اولاد میں سے تھے۔ والد کا نام حاجی گل محمد تھا۔ تعلیم اسلامیہ کالج لاہور سے مکمل کی ۱۹۱۲ء میں بغداد بھی گئے۔ حضرت سلطان باہوؒ کے سجادہ نشین صالح محمد قادری سے بیعت کی سلطان باہوؒ سے عقیدت کی وجہ سے مکتبہ سلطانی قائم کیا تاکہ اُن کی سو کے قریب کتب کو از سر نو ترتیب و تدوین کیا جائے۔ چالیس کتب کو ترتیب دیا لیکن اُن میں سے صرف چند ایک ہی شائع ہو سکیں۔ مخزن الاسرار۔ سلطان الاورد۔ عرفان حصہ اوّل۔ حصہ دوم۔ (انگریزی) اور حضرت سلطان باہوؒ کی فارسی کتاب "نور الہدیٰ" کا اردو ترجمہ "حکم نامہ" آپ کی تصانیف ہیں ۱۸ / اکتوبر ۱۹۶۰ء کو انتقال فیصل آباد میں ہوا۔ تدفین کلاچی ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ہوئی۔

حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہیؒ

بزرگ آپ کی پیدائش خان محمد مدرس کے ہاں علاقہ تیراہ کے مقام تیزی میں ہوئی۔ والد شادی خیل گاؤں میں درسِ علوم دیا کرتے تھے۔ فیض اللہ نے ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی۔ بعد میں حضرت شاہ علیٰ ولی سے کسبِ فیض کیا۔ حافظ سید جمال اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ کافی عرصہ وطن سے باہر اور مرشد کی خدمت میں گزارا فیض اللہ بہت بڑے صاحبِ کشف و کرامات بزرگ تھے۔ وفات ۱۲۴۵ھ میں پائی اور تیراہ میں ہی دفن ہوئے۔

حضرت شاہ عنایت قادریؒ

بزرگ (۱۰۵۶ء تا ۱۱۴۱ھ) آپ کے والد پیر محمد لاہور چھوڑ کر قصور میں جا آباد ہوئے۔ شاہ

Marfat.com

عنایت نے قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد ظاہری علوم کی تکمیل کی اور لاہور آکر شاہ محمد رضا کے درس میں شریک ہوئے ان سے بیعت کی اور منازل سلوک طے کیں۔ اپنے مرشد کے حکم پر دوبارہ قصور چلے گئے اور وہاں درس وتدریس شروع کیا۔ آپ کے درس میں وارث شاہ اور بلھے شاہ بھی شریک رہے۔ آپ کی مقبولیت سے حاکم قصور حسین خان کو خطرہ محسوس ہوا تو آپ لاہور چلے آئے۔ آپ سلسلہ قادری شطاری سے تعلق رکھتے تھے۔ محفل سماع کا خصوصی اہتمام کرتے اور قوالوں سے مولانا روم شاہ بدخشانی۔ شمس تبریزؒ۔ حافظ شیرازیؒ کا کلام سنتے تھے آپ نے کنز الدقائق کی شرح لکھی۔ غایت الحواشی کے علاوہ کئی تصانیف ہیں۔

حضرت قطب عالمؒ

بزرگ۔ ولادت ۸۰۱ھ وفات ۸۵۷ھ) آپ مخدوم جہانیاں سید جلال بخاریؒ کے پوتے تھے۔ اپنے اصل وطن سے نقل مکانی کرکے گجرات منتقل ہو گئے۔ آپ کا پورا نام سید برہان الدین تھا لیکن قطب عالم کے لقب سے مشہور تھے۔ احمد آباد سے چھ میل دور قصبہ تبوہ میں آپ کا مزار ہے۔

حضرت شیخ قطب الدین منور ہانسویؒ

(۶۸۲ھ تا ۷۶۰ھ) آپ کے والد کا نام شیخ برہان الدین تھا جو معروف بزرگ شیخ جمال الدین ہانسویؒ کے بیٹے تھے۔ شیخ قطب الدین محبوب الٰہی کے جلیل القدر خلیفہ تھے جامع کمالات اور مظہر کرامات شخصیت تھے۔ تنہا پسندی کا یہ عالم تھا کہ عمر بھر اپنے کمرے سے باہر قدم نہ نکالا پوری زندگی توکل اور قناعت میں گزاری محمد تغلق نے جاگیر بطور انعام قاضی کمال الدین صدر جہاں کے ہاتھ بھیجی۔ شیخ ہانسویؒ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ کے زیر مطالعہ شریعت کی کتابیں میں "قوت القلوب" اور "احیائے العلوم" رہتی تھیں۔ انتقال ۷۶۰ھ میں ہوا۔

حضرت بابا رمکار صاحبؒ

بزرگ (ولادت ۹۸۳ھ وفات ۱۰۶۳ھ) آپ کا اسم گرامی رمکار تھا لیکن کا کا صاحبؒ

Marfat.com

Marfat.com

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ گولڑہ شریف

صوفی بزرگ۔ (پیدائش ۱۸۵۹ء، وفات ۱۹۳۷ء) آپ کا نسب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور پھر ۳۶ واسطوں سے حضرت امام حسنؓ سے ملتا ہے چار سال کی عمر میں عربی کا قاعدہ پڑھنا شروع کیا۔ قرآن مجید کے لئے خانقاہ کی درس گاہ میں اور اردو فارسی کی تعلیم کے لئے مدرسہ میں داخل کر دیا گیا۔ قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد عربی۔ فارسی صرف ونحو کی تعلیم مولوی غلام محی الدین سے حاصل کی اس کے بعد مزید تعلیم کے لئے حسن ابدال جاکر مولانا محمد شفیع قریشی کی درس گاہ میں داخل ہوئے جہاں رسائل منطق میں سے قطبی تک اور نحو اور اصول کے درمیانہ اسباق تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد علاقہ سون ضلع شاہ پور مولانا سلطان محمود انگوری سے استفادہ حاصل کیا اور ان کے ہمراہ سیال شریف جاکر ان کے مرشد خواجہ شمس الدین سیالویؒ کی زیارت کی اور ان کی شفقت اور خصوصی توجہ کے بعد سلسلہ چشتیہ میں سیالویؒ سے بیعت کی۔ یہاں سے فارغ ہو کر فلسفہ معقول، ریاضی اور فقہ کی آخری کتب تفسیر بیضاوی اور صحاح ستہ کے علوم کی تحصیل کے لئے ۱۲۹۰ھ میں کانپور جاکر مولانا احمد حسن محدثؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تحصیل علم کے بعد اسناد حاصل کیں۔ ۱۳۰۷ھ میں حرمین شریف گئے جہاں مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور حاجی امداد اللہ مکی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ چشتیہ صابریہ میں اجازت سے نوازا۔ مساعی جمیلہ لکھ کر فتنہ قادیانیت کی سازش پر پانی پھیر دیا۔ شمس الہدایہ لکھ کر حیات مسیح پر بھر پور دلائل پیش کئے۔ تحریک خلافت میں گھر کے زیورات تک فروخت کر کے چندہ دیا۔ آپ کی تصنیفات میں "الفتوحات الصمدیہ" "تحقیق الحق فی کلمۃ الحق"، "شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح"، "سیف چشتیائی" مشہور ہیں۔ گولڑہ میں دفن ہوئے۔

حضرت سید محمد حسینی گیسو درازؒ

صوفی بزرگ (۷۲۱ھ تا ۸۲۵ھ) حضرت خواجہ گیسو درازؒ برصغیر پاک و ہند کے نہایت بلند پایہ شیخ طریقت اور مرشد روحانی گزرے ہیں۔ سلسلہ نسب حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملتا ہے

Marfat.com

ولادت دہلی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے نانا سے پائی۔ نانا اور والد سید یوسف حسینی دونوں حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے مرید تھے۔ ان کی صحبت میں حضرت چراغ دہلویؒ کے فضائل سُن کر عقیدت پیدا ہو گئی۔ ۱۵ سال کی عمر میں دہلی جاکر حضرت چراغ دہلوی کے ہاتھ پر بیعت کی اور تمام باطنی منازل اُن کی سرپرستی میں طے کیں۔ آپ کا نام بہت بلند ہوا اور طائفہ صوفیاء میں آپ کی شہرت پھیل گئی حضرت چراغ دہلوی نے وفات سے تین روز قبل آپ کو جانشین مقرر کیا۔ بعد میں آپ دکن تشریف لے گئے۔ جہاں خاص و عام اُن کے فیض و برکات سے سیراب ہوئے۔ بادشاہ سلطان فیروز بہمنی اور اس کا بھائی احمد شاہ بہمنی آپ کے عقیدت مند تھے۔ آپ نے گلبرگہ شریف میں قیام فرمایا بائیس سال تک آپ کے چشمہ رشد و ہدایت سے خلق خدا فیض یاب ہوتی رہی۔ آخر ایک سو چار سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ آپ کی تصنیفات میں قرآن پاک کی عربی تفسیر "بحر تگ سلوک ملتقط"۔ کشاف کی طرز پر ۵ پاروں کی تفسیر۔ رسالہ قشیریہ "عوارف المعارف"، "فصوص الحکم" مشہور ہیں۔

حضرت سیّد زین العابدین گیلانی رحؒ

صوفی بزرگ۔ ملتان کے مشہور گیلانی خاندان کے چشم و چراغ پہلی جنگ عظیم میں جب علماء نے انگریزی ملازمت کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا تو آپ اس وقت شجاع آباد میں تحصیل دار تھے اس فتویٰ کے پیش نظر خلافتِ عثمانی کی حمایت اور ترکوں کی بقاء کی خاطر ملازمت ترک کر کے تحریک آزادی کے لئے اپنی خدمات وقف کر دیں۔ بعد ازاں ایک تنظیم فدایانِ اسلام قائم کی۔ آپ نے تحریکِ کشمیر، مجلس اتحاد ملت۔ تحریک مسجد شہید گنج اور تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے لاہور کے تاریخی اجلاس میں شرکت کی۔ قائد اعظم نے آپ کی خدمت کے پیشِ نظر آپ کو آل انڈیا مسلم لیگ کا رکن نامزد کیا۔ ۱۹۴۶ء میں خضر حیات وزارت کے خلاف سول نافرمانی میں حصہ لینے کی پاداش میں گرفتار ہوئے۔ رہائی پر جب خضر حیات وزارت کا خاتمہ ہوا اور گورنر راج کا نفاذ ہوا تو ملتان میں جناب زین العابدین گیلانی نے ملتان کی اہم عمارات سے برطانوی جھنڈے اتار کر مسلم لیگ کے پرچم لہرا دیئے۔ ۱۸/ اکتوبر ۱۹۶۰ء کو وفات پائی۔

حضرت سیّد سیف الدین گیلانی رحؒ

(۱۱۱۸ء تا ۱۱۹۶ء) آپ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم

عنایت نے قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد ظاہری علوم کی تکمیل کی اور لاہور آکر شاہ محمد رضا کے درس میں شریک ہوئے ان سے بیعت کی اور منازل سلوک طے کیں۔ اپنے مرشد کے حکم پر دوبارہ قصور چلے گئے اور وہاں درس و تدریس شروع کیا۔ آپ کے درس میں وارث شاہ اور بلھے شاہ بھی شریک رہے۔ آپ کی مقبولیت سے حاکم قصور حسین خان کو خطرہ محسوس ہوا تو آپ لاہور چلے آئے۔ آپ سلسلہ قادری شطاری سے تعلق رکھتے تھے۔ محفل سماع کا خصوصی اہتمام کرتے اور قوال سے مولانا روم شاہ بدخشانی۔ شمس تبریزؒ۔ حافظ شیرازی کا کلام سنتے تھے آپ نے کنز الدقائق کی شرح لکھی۔ غایت الحواشی کے علاوہ کئی تصانیف ہیں۔

حضرت قطب عالمؒ

بزرگ۔ ولادت ۸۰۱ھ وفات ۸۵۷ھ) آپ مخدوم جہانیاں سید جلال بخاریؒ کے پوتے تھے۔ اپنے اصل وطن سے نقل مکانی کر کے گجرات منتقل ہو گئے۔ آپ کا پورا نام سید برہان الدین تھا لیکن قطب عالم کے لقب سے مشہور تھے۔ احمد آباد سے چھ میل دور قصبہ تتوہ میں آپ کا مزار ہے۔

حضرت شیخ قطب الدین منور ہانسویؒ

(۶۸۲ھ تا ۷۰۰ھ) آپ کے والد کا نام شیخ برہان الدین تھا جو معروف بزرگ شیخ جمال الدین ہانسویؒ کے بیٹے تھے۔ شیخ قطب الدین محبوب الہٰی کے جلیل القدر خلیفہ تھے جامع کمالات اور مظہر کرامات شخصیت تھے۔ تنہا پسندی کا یہ عالم تھا کہ عمر بھر اپنے کمرے سے باہر قدم نہ نکالا پوری زندگی توکل اور قناعت میں گزاری محمد تغلق نے جاگیر بطور انعام قاضی کمال الدین صدر جہاں کے ہاتھ بھیجی۔ شیخ ہانسویؒ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ کے زیر مطالعہ شریعت کی کتابیں میں "قوت القلوب" اور "احیائے العلوم" رہتی تھیں۔ انتقال ۷۰۰ھ میں ہوا۔

حضرت بابا رحمکار صاحبؒ

بزرگ (ولادت ۹۸۳ھ وفات ۱۰۶۳ھ) آپ کا اسم گرامی رحمکار تھا لیکن کا صاحبؒ

کے نام سے مشہور ہوئے۔ والد کا نام شیخ بہادر تھا۔ آپ کی ولادت پر مشہور بزرگ اخون پنجو نے پیش گوئی کی تھی کہ آپ بہت بڑے بزرگ ہوں گے۔ آپ کی تعلیم وتربیت استاد انوالدین سلجوق نے کی۔ ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد آپ سلسلہ اویسیہ سے وابستہ ہوگئے اور جلد ہی آپ کی شہرت عام ہوگئی۔ شرعی امور کی سختی سے پابندی کرتے تھے بروز جمعہ ۲۴ رجب ۱۰۹۳ھ کو انتقال ہوا۔ نوشہرہ سے چھ میل دور دفن ہیں۔ آپ کا جہاں مزار ہے وہ جگہ زیارت کاکا صاحب کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت خواجہ مویدالدین کرئ

بزرگ (ولادت ۶۶۸ھ وفات ۷۲۶ھ) علاؤالدین خلجی جب کرہ کا حاکم مقرر ہوا تو کرئ اُس کے مصاحبین میں تھے۔ بعد میں دہلی جاکر شیخ نظام الدین اولیاء سے بیعت ہوئے اور دنیاوی امور سے کنارہ کش ہوکر اپنی زندگی دینی خدمت کے لئے وقف کردی جب علاؤالدین خلجی تخت نشین ہوا تو اُس نے شیخ نظام الدین اولیاء کے ذریعے دوبارہ خواجہ کرئ کو اپنے ساتھ وابستہ رکھنے کی کوشش کی لیکن شیخ نے اجازت نہ دی خواجہ کرئ کا مزار شیخ نظام الدینؒ کے پائیں میں دہلی میں ہے۔

حضرت گل باباؒ

سرحد کے صوفی اور بزرگ گھرانے کے چشم وچراغ ولادت ۱۷۹۴ء بمقام انبار علاقہ منڈلٹر میں حضرت خانزادہ کے ہاں ہوئی۔ نام محمد افضل تھا لیکن گل بابا کے نام سے مشہور ہوئے آپ کے دادا ازوار اور والد بھی بزرگ شخصیت تھے۔ گل باباؒ نے ظاہری اور باطنی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور والد ہی کے دستِ حق پرست پر بیعت کرنے کے بعد سلوک کی منازل طے کیں اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ والد کی وفات کے بعد گدی نشین ہوئے اور رشد وہدایت میں معروف ہوگئے دینی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ قائم کیا۔ اتباعِ شریعت کے بہت پابند تھے۔ حج بیت اللہ کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر بیمار ہوئے اور ملتان میں وفات پائی۔

Marfat.com

اپنے والد سے حاصل کی اور والد کی وفات کے بعد مدرسہ غوثیہ میں ارشاد و تلقین پر مامور ہوئے۔ بے شمار خلقت خدا نے آپ کے فیض و کمال سے استفادہ کیا۔ ۶۱۳ھ میں انتقال فرمایا۔ اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

حضرت سید عبداللطیف شاہؒ (امام بری)

۱۰۲۶ھ میں پیدا ہوئے۔ صوفی بزرگ۔ پیدائش موضع چولیاں ضلع جہلم میں ہوئی۔ پیدائشی ولی تھے۔ سنِ شعور کو پہنچ کر والد نے کام کاج میں لگانا چاہا لیکن آپ ریاضت اور عبادت میں مشغول رہے۔ والد نقل مکانی کر کے راولپنڈی کے ضلع باغ کلاں گاؤں میں آپ کو ہمراہ لے کر چلے گئے۔ آپ نے تعلیم کیمبل پور میں حاصل کی اور حج پر تشریف لے گئے واپس آکر تبلیغ اور ہدایت میں مصروف ہو گئے۔ آپ کی کوششوں سے ڈھونڈا اور ستی نام کی دو غیر مسلم قوموں نے اسلام قبول کیا اور آپ کے فیض سے راولپنڈی کے قریب وہ قصبہ جو پہلے چور پور کہلاتا تھا نور پور کے نام سے مشہور ہوا۔ وفات ۱۱۱۷ھ میں ہوئی۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ

سلسلہ نقشبندیہ کے صوفی بزرگ۔ اسم گرامی احمد تھا۔ پیدائش ۹۷۱ھ میں سرہند میں ہوئی۔ سلسلہ نسب حضرت عمر فاروقؓ سے جا ملتا ہے۔ ابتدائی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا سترہ سال کی عمر میں تمام علومِ دینی سے فارغ ہو گئے۔ آگرہ تشریف لائے تو ابوالفضل اور فیضی سے اکبر اعظم کے دینِ الٰہی کے متعلق علم ہوا۔ آپ نے دہلی آکر اس فتنے کے خلاف جدوجہد کی جس کے باعث عتاب شاہی کا نشانہ بنے۔ جہانگیر بھی ابتداء میں آپ کا مخالف تھا اس لئے مدت تک آپ کو قلعہ گوالیار میں قید رکھا۔ لیکن بعد میں آپ کا معتقد ہو گیا۔ اکبر کے عہد میں مسلمانوں میں ایک فرقہ پیدا ہو گیا تھا جن کا نظریہ تھا کہ اسلام کی تعلیم صرف ایک ہزار سال تک کے لیے تھی لہٰذا ہزار سال پورے ہو چکے ہیں اب اس کی ضرورت نہیں۔ شیخ احمد سرہندی نے اس عقیدے کا بطلان کیا۔ ہزاروں مسلمانوں کو گمراہی سے نکال کر صراطِ مستقیم پر لا کھڑا کیا اسلام کی تعلیمات کو از سرِ نو زندہ کیا کہ ایک ہزار سال تک زندہ اور تابندہ رہ سکتی ہے اسی لیے آپ کو مجدد الف ثانیؒ کے نام سے پکارا گیا۔ یعنی ہزار سال کا مجددؒ (پرانے کو نیا کرنے والا) آپ اسی لقب سے مشہور ہیں۔ آپ نے ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو وفات پائی۔

Marfat.com

حضرت ممشاد علو دینوریؒ

(وفات ۲۹۹ھ) سلسلہ عالیہ چشتیہ کے جلیل القدر بزرگ۔ غوث اور قطب تھے۔ موضع دینور (مغربی کوہستان) میں پیدائش ہوئی۔ پرورش بغداد میں ہوئی۔ اصل نام علو اور لقب کریم الدین تھا۔ خواجہ جنید بغدادیؒ کے احباب میں سے تھے۔ اس وقت کے مشہور بزرگوں سے فیض حاصل کیا۔ حضرت جبیرۃ البصریؒ سے بیعت ہوئے۔

خواجہ قطب الدینؒ

بزرگ (۴۳۰ھ تا ۵۲۷ھ) خاندانِ چشت کے اکابر میں سے تھے۔ مادر زاد ولی تھے۔ خواجہ ابو یوسف چشتی کے فرزند تھے۔ سات سال کی عمر میں والد کی وفات کے بعد مسند نشین ہوئے۔ والد سے بیعت ہوئے تو بیس برس تک گوشہ نشینی کی زندگی گزاری۔ بخارا جاکر شیخ المشائخ خواجہ نجم الدین عمرؒ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ شیخ احمد المنامقی سے بھی آپ نے فیض حاصل کیا۔ خواجہ مودود کا ہر قول و فعل شریعت کے عین مطابق تھا۔ عبادت کا یہ حال تھا کہ تیس سال تک شبِ بیداری میں بسر کئے۔ ستانوے برس کی عمر میں رجب کے مہینے میں وفات پائی۔ مزار چشت میں ہے۔

حضرت میاں میر لاہوریؒ

صوفی بزرگ مغل شہنشاہ شاہ جہاں کے عہد کے اولیاء اللہ جنہیں عوام کے علاوہ درباری حلقوں میں بھی عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اصل نام میاں میر محمد تھا۔ پیدائش سندھ کے مشہور شہر سیہون شریف میں ہوئی۔ سلسلہ نسب حضرت عمر فاروقؓ سے جا ملتا ہے اس لئے آپ فاروقی کہلاتے ہیں۔ ہندوستان میں قادریہ سلسلے کو انہی کے دم قدم سے دوبارہ فروغ حاصل ہوا۔ سات سال کی عمر میں والد وفات پاگئے۔ والدہ نے سلسلۂ قادریہ میں تعلیم دلائی۔ سن بلوغت کو پہنچے علم و عرفان کی کئی منازل طے کرلیں۔ آپ گوشہ نشین اور ہر وقت مجاہدے میں رہتے تھے۔ حضرت خضر سہوستانی کے مرید ہوگئے۔ ۲۵۔

Marfat.com

سال کی عمر میں لاہور آتے۔ جہانگیر آپ کا بڑا عقیدت مند تھا۔ شاہ جہاں نے بھی دو مرتبہ حاضری دی۔ دارا شکوہ عقیدت مندوں میں شمار ہوتا تھا۔ اس نے اپنی کتاب "سکینۃ الاولیاء" میں حضرت کے خلفاء کے حالات اور آپ کی کرامات کا ذکر کیا ہے۔ اورنگ زیب نے مقبرہ تعمیر کروایا۔ سکھوں کے گرو ارجن دیو کی درخواست پر امرتسر میں دربار صاحب کی بنیاد میاں میر صاحب نے ہی رکھی۔ ۱۰۴۵ ہجری کے قریب ۶۲ برس کی عمر میں وفات پائی آپ کا مزار لاہور چھاؤنی کے قریب ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ

صوفی بزرگ (۶۳۶ ہجری تا ۷۲۵ ہجری) سلطان المشائخ اولیائے اکرام میں سے تھے محبوب الٰہی لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ شمس الملک کا لقب غیاث الدین بلبن بادشاہ دہلی نے دیا تھا۔ آپ کا نسب حضرت علیؓ سے ملتا ہے۔ اجداد بخارا سے ہجرت کر کے بدایوں آکر آباد ہوئے۔ اور یہیں ولادت باسعادت ہوئی۔ پانچ برس کی عمر میں شفقت پدری سے محروم ہو گئے مولانا علاؤالدین اصولی سے قدوری پڑھی۔ قرآن پاک ختم کیا۔ علم لغت میں مشق حاصل کی۔ سولہ برس کی عمر میں مزید حصول علم کی خاطر والدہ کے ساتھ دہلی چلے آئے اور مولانا شمس الدین کی شاگردی اختیار اور حریری کے چالیس مقامات پڑھے۔ مولانا کمال الدین سے حدیث پڑھی پھر فقہ۔ اصول۔ تفسیر اور ہندسہ ہیئت وغیرہ کے حصول کے بعد بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے پاس پاک پتن جاکر بیعت کی اور خلافت حاصل کی۔ بعد ازاں دہلی آکر رشد و ہدایت کا سرچشمہ جاری کیا اور ہزاروں بندگان خدا کو صراط المستقیم سے آشنا کیا آپ کے شاگردوں میں امیر خسروؒ۔ رفیع الدین ہارونؒ۔ سید حسین کرمانیؒ۔ سید محمد امامؒ اور امیر حسن سنجریؒ کے نام قابل ذکر ہیں۔ فوائد الفواد۔ فضل فواد۔ راحت المحبین اور سید الاولیاء چار مشہور تصانیف ہیں۔

حضرت وارث شاہؒ

پنجابی صوفی شاعر مشائخ قادریہ سید قطب شاہ کے بیٹے۔ ہیر رانجھا کے مصنف۔ ۱۱۴۰ء میں ضلع شیخوپورہ جنڈیالہ شیر خان میں پیدائش ہوئی۔ تحصیل علم کے لیے قصور جاکر مولانا محی الدین سے فیض حاصل کیا۔ اس کے بعد حضرت بلھے شاہ کے ساتھ مولانا غلام مرتضیٰ قصوری کے شاگرد ہوتے یہاں سے ٹھٹھہ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ یہیں وارث شاہ اور بھاگ بھری کی معاشقہ داستان

Marfat.com

لکھیں۔ یہاں سے پاک پاکپٹن کے قریبی گاؤں ملکہ ہانس چلے گئے۔ قصہ "ہیر رانجھا" یہاں تکمیل کیا اور پھر لاہور قصور سے ہوتے ہوئے واپس پنڈ جنڈیالہ شیر خان چلے گئے۔ وہیں وفات پائی۔ پنجابی کے بلند پایہ شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی کتاب "ہیر رانجھا" کو پنجابی ادب میں کلاسیکل کا درجہ حاصل ہے۔

امام مالک بن انسؒ

فقیہ عالم۔ (۷۱۵ء تا ۷۹۵ء) پورا نام ابو عبداللہ مالک بن انس الاصبحی المدنی ہے۔ پیدائش مدینہ میں ہوئی دینی علوم میں نمایاں مقام پیدا کیا۔ حدیث کے علم میں سند اور حجت تسلیم کئے گئے فقہ میں ایک مکتب فکر کے بانی قرار پائے جو فقہ مالکی کے نام سے مشہور ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام مالک نے خلیفہ منصور عباسی کی بیعت توڑنے اور آل علی کے ایک بزرگ محمد بن عبداللہ کی بیعت کا فتویٰ دیا۔ اس وقت مدینے کا گورنر خلیفہ منصور کا چچا جعفر بن سلیمان تھا جس نے اس فتویٰ سے برہم ہو کر امام مالکؒ کو برہنہ کر کے ستر درے لگوائے لیکن امام صاحب پھر بھی اپنی رائے پر قائم رہے بہر حال کچھ عرصہ بعد اس نے معافی مانگ لی خلیفہ مہدی اور ہارون الرشید دونوں نے امام موصوف سے تحصیل علم کیا۔ امام مالکؒ کی مشہور کتاب "الموطا" ہے جو مالکی فقہ کی حیثیت رکھتی ہے مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ ان کے مسلک پر عمل کرتا ہے۔

امام غزالیؒ

پورا نام ابو حامد محمد بن حامد الغزالی ۱۰۵۹ء کے قریب پیدائش طوس (خراساں) میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کرنے کے بعد نیشا پور آ کر امام الحرمین ابو المعالی سے ظاہری اور باطنی علوم کی تکمیل کی۔ استاد کی وفات کے بعد ملک شاہ کے وزیر نظام الملک طوسی کے پاس گئے اس نے عزت افزائی کرتے ہوئے مدرسہ بغداد میں صدر مدرس مقرر کر دیا۔ امام صاحب درس و تدریس کے علاوہ فلسفے اور مذہب کے عمیق مطالعے میں مصروف ہو گئے اور بالآخر فلسفانہ نظریات و عقائد کی مخالفت کرتے ہوئے اسلام کی حمایت کی اور حجۃ الاسلام کا لقب پایا۔ آپ نے تصوف میں کمال حاصل کرنے کے بعد طریقت کے اصولوں کے فروغ کے لئے شام بیت المقدس۔ حجاز اور مصر کا سفر کیا اور واپس آ کر وطن میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا۔ آپ کی تصنیفات "کتاب البسیط والوسیط والوجیز" (فقہ شافعی کے متعلق) "کتاب احیاء علوم الدین" (تصوف پر) تہافت الفلاسفہ" اور "مقاصد الفلاسفہ" (یہ دونوں کتابیں یونانی

Marfat.com

فلسفے پر لکھی گئی ہیں) "نسخہ کیمیا" شامل ہیں۔ آپ نے ۱۱۱۸ء میں وفات پائی۔

امام احمد بن حنبلؒ

بغداد میں پیدا ہوئے۔ اصل نام احمد بن محمد بن حنبل تھا۔ آپ کا دور ۷۸۰ء تا ۸۵۵ء تک کا ہے۔ سنت والجماعت کے چار معروف مکاتیب فکر و فقہ میں سے حنبلی فقہ کے بانی تھے۔ احادیث رسول جمع کرنے کے لئے شام، یمن اور حجاز کا سفر کیا اور اہل علم سے بے شمار احادیث جمع کیں۔ بڑے راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ خلیفہ مامون کے عہد میں بغداد میں معتزلہ کو عروج حاصل ہوا اور خلقِ قرآن کی بحث چھڑی۔ امام صاحب نے معتزلہ کے خیالات کی پُر زور مخالفت کی۔ معتزلہ کو خلیفہ وقت کی حمایت حاصل تھی۔ اس لئے مامون کے حکم سے قید کر لیا گیا۔ رہائی متوکل کے زمانہ... خلافت میں ہوئی۔ کیونکہ وہ خلیفہ مامون کے نظریہ کے خلاف اور امام کے حق میں تھا۔ آپ کی مشہور تصنیف جس میں تیس ہزار احادیث جمع ہیں "المسند" کے نام سے مشہور ہے۔

امام ابنِ تیمیہؒ

اصل نام اور شجرہ حسب ذیل ہے..... تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن محمد بن الحرانی الحنبلی۔

ساتویں پشت میں ان کی ایک دادی تیمیہ علم و فضل میں صاحبِ کمال تھیں۔ اس لئے اس خاندان کا ہر شخص ابنِ تیمیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ امام ابن تیمیہ بمقام حران پیدا ہوئے یہ موصل اور شام کے درمیان چھوٹا سا شہر ہے۔ بیس سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہو کر علمائے کبار میں شمار ہونے لگا فقیہہ اور مجدد کے مقام پر فائز ہوئے آپ کا دور ۱۲۶۳ء ... ۱۳۲۸ء وہ دور تھا جب مسلمانوں میں متعدد فرقے قائم ہو گئے تھے اور مسلمان پیر پرستی، قبر پرستی وغیرہ کی بدعات کا شکار تھے۔ ان تمام باطل عقائد کے خلاف آپ نے نہ صرف زبان بلکہ قلم سے بھی جہاد کیا۔ مخالفین نے آپ کو بہت اذیتیں دیں۔ ۱۳۰۵ء میں سلطان مصر کے حکم سے گرفتار کر لئے گئے مگر تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ دو سال بعد رہا ہوئے۔ لیکن ۱۳۲۵ء میں دوبارہ قید کر دیئے گئے۔ اور زندان ہی میں وفات پائی۔ تفسیر، حدیث، فقہ، لغت، ہیئت، جبر و مقابلہ ریاضی، علوم عقلی و نقلی اور علوم اہل کتاب کے فاضل تھے۔ تین سو کے قریب تصنیفات ہیں۔

ابنِ ماجہؒ

محدث: ان کا پورا نام ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی تھا۔ ان کا عہد ۸۲۴ء سے ۸۸۶ء تک کا ہے۔ ان کو احادیث

Marfat.com

جمع کرنے کا بہت شوق تھا۔ جس کے سلسلے میں عراق۔ عرب۔ شام اور مصر کا سفر کیا۔ جن چھ محدثین کو سب سے زیادہ معتبر اور مستند تسلیم کیا جاتا ہے اُن میں ابن ماجہ کا بھی شمار ہوتا ہے۔ ان کی تصنیف کا نام سُنن ابن ماجہ ہے۔ بقول ابنِ خلکان ابن ماجہ نے تفسیر بھی لکھی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ

نعمان بن ثابت نام ابو حنیفہ کنیت تھی۔ آپ کا عہد ۶۹۹ء سے ۷۶۷ء تک کا ہے والد کوفہ کے ایک تاجر تھے۔۔۔ امام صاحب نے مختلف مقامات کی سیاحت کی اور جید علماء سے قرآن اور حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ مسلمانوں کے چار مکاتب فقہ۔ شافعی، مالکی، حنبلی اور حنفی میں سے آپ حنفی فقہ کے بانی تھے۔ آپ کے ہم عصر علماء بالعموم احکام کی ظاہری شکل کو واجب الاتباع سمجھتے تھے مگر آپ احکام کی علّت کو اہمیت دیتے ہیں۔ مکّے اور مدینے کے ظاہر پرست علماء اور فقہا کی مخالفت کے باوجود آپ کے مسلک کو عروج حاصل ہوا۔ مشرق قریب وسطیٰ ایشیا اور برِّعظیم پاک و ہند کے مسلمانوں کی اکثریت فقہ حنفی کی پیرو ہے۔ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں امام ابو یوسف اور امام محمد شیبانی بہت مشہور ہیں۔ کیونکہ ان شاگردوں نے ہی استاد کے نظریات اور فتوؤں کو مدون کیا۔ خلیفہ منصور نے آپ کو قاضی کا عہدہ پیش کیا جسے آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ منصور کے حکم سے آپ قید کر دیئے گئے۔ بقایا عمر قید خانے میں گزاری اور وہیں وفات پائی۔

امام ابو داؤدؒ

سلیمان بن الاشعث السجستانی نام ہے۔ ابو داؤد کنیت ہے۔ بغداد میں پیدا ہوئے۔ بصرے میں درس وتدریس کا سلسلہ تادمِ مرگ قائم رہا۔ یہیں وفات پائی اور دفن ہوئے۔ آپ امام احمد بن حنبل کے شاگرد رشید تھے۔ آپ کا زمانہ ۸۱۷ء سے ۸۸۸ء تک کا ہے۔ محدّث بھی تھے اور مؤرخ بھی۔ آپ کی اہم تصنیف کتاب السنن ہے۔ جو سُنن ابو داؤد کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں انہوں نے معروف احادیث جمع کی ہیں کتاب کا موضوع فقہی مسائل تک محدود ہے۔ البتہ اس میں احادیث کی صحت پرکھنے کے اصولوں پر بھی بحث کی گئی ہے۔ کتاب "السنن" "صحاح ستہ" میں شمار ہوتی ہے۔ وفات ۲۷۵ھ کو ہوئی۔

امام ابو یوسفؒ

(۷۳۱ء - ۷۹۸ء) امام ابو حنیفہ کے شاگرد۔ حنفی مذہب کے ایک امام اصل نام یعقوب تھا۔ ابو یوسف کنیت تھی۔ آپ نے اپنے مرشد بھائی علامہ محمد شیبانی کے ساتھ مل کر حنفی فقہ کو مدون کیا۔ خلیفہ ہادی، مہدی اور

ہارون رشید کے عہد میں قضا کے محکمے پر فائز رہے۔ تاریخ اسلام میں پہلے شخص ہیں جن کو قاضی القضاۃ بنایا گیا۔ آپ کی مشہور تصنیف "کتاب الخراج" فقہ حنفی کی مستند کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔

امام شافعیؒ

(۷۶۷ء تا ۸۲۰ء) اہل سنت والجماعت کے چار مکاتیب فقیہہ میں سے ایک کے بانی۔ اصل نام ابوعبداللہ محمد بن ادریس تھا۔ چونکہ شافع آپ کے اجداد میں تھے اس لئے شافعی کہلاتے۔ آپ قریش اور ہاشمی تھے۔ پیدائش عسقلان میں ہوئی۔ حدیث اور فقیہہ کی تعلیم مکہ مکرمہ میں حاصل کی۔ مابعد ۸۰۴ء تک مدینہ منورہ جاکر امام مالکؒ بن انس کی صحبت میں رہے اور اُن کی وفات کے بعد یمن میں سرکاری عہدے پر فائز ہوئے۔ لیکن جلد ہی انہیں علویوں کی حمایت کے شبہ میں گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن بعد تحقیق خلیفہ ہارون الرشید نے رہا کر دیا۔ رہائی کے بعد پہلے مکہ میں رہے۔ لیکن بعد میں ۸۱۰ء کو مصر جاکر حلقہ درس قائم کیا۔ آپ کی لکھی ہوئی فقہی مسائل پر کتاب "الرسالۃ" میں فقیہہ کے اصول اور استدلال پر بڑی جامع بحث کی گئی ہے اور اس کتاب کی بدولت آپ اصول فقیہہ کے بانی قرار پائے۔ امام حنبلؒ فرمایا کرتے تھے کہ فقہہ کا قفل کھولنے والے امام شافعیؒ ہیں۔ آپ کے مسلک کا آغاز نویں صدی عیسوی کے شروع میں بغداد اور قاہرہ میں ہوا۔ موجودہ دور میں بھی مصر، عرب، مشرقی افریقہ کے اکثر مسلمان شافعی ہیں۔

امام زہریؒ

(۶۷۰ء تا ۷۴۱ء) مورخ۔ محدث۔ فقیہہ۔ آپ کا نام امام محمد بن مسلم بن شہاب زہری تھا۔ قریشی الاصل تھے۔ آپ نے غزوات کے متعلق پہلی مستند کتاب لکھی جس سے بعد میں علامہ واقدی۔ ابن سعد اور علامہ طبری نے استفادہ کیا۔ آپ حدیث اور روایات مرتب کرنے کے لئے مدینہ منورہ میں گھر گھر گئے۔ بنو امیہ کا خلیفہ عبدالملک بن مروان آپ کی بہت قدر کرتا تھا۔ ہشام بن عبدالملک کے بچوں کی تربیت آپ کے زیر سایہ ہی ہوئی تھی۔

امام ترمذیؒ

۸۹۱ء کے دور کے مشہور محدث۔ پورا نام ابوعیسیٰ محمد بن سورہ بن شداد تھا۔ آپ نے حدیث کا درس

اپنے دور کے مشہور اماموں۔ امام احمد بن حنبل۔ امام بخاری اور ابو داؤد سے حاصل کیا بعدازاں احادیث جمع کرنے کے لئے خراسان، حجاز اور عراق کا سفر اختیار کیا اور احادیث کا ایک مجموعہ جامع ترمذی کے نام سے مرتب کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک پر بھی ایک کتاب "شمائل ترمذی" تالیف کی۔ یہ دونوں کتابیں بہت... مستند شمار ہوتی ہیں۔ ان کے علاوہ " انساب کنیت" اور " اسماء الرجال" بھی ترتیب دیں۔ لیکن یہ کتابیں ناپید ہیں۔ بلخ سے تھوڑی دور شہر ترمذ جو دریائے آمو کے کنارے واقع ہے۔ ان کا انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ آخری عمر میں نابینا ہو جانے کی وجہ سے تالیف میں اضافہ نہ ہو سکا۔

امام بخاریؒ

(۲۰ جولائی ۸۱۰ء تا ۳۱ اگست ۸۷۰ء) حضرت محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ الجعفی پورا نام۔ جائے پیدائش بخارہ۔ والد حدیث کے ثقہ راویوں میں سے تھے۔ ابھی بچے تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ لہٰذا والدہ کی نگرانی میں... پرورش پائی۔ سترہ سال کی عمر میں والدہ کے ساتھ حج کو گئے۔ تو حصول علم کے لئے وہیں سکونت اختیار کر لی۔ ابتدائی تعلیم بخارا کے جلیل القدر اساتذہ محمد بن سلام بیکندی، محمد بن یوسف بیکندی، عبداللہ بن محمد مسندی اور ابراہیم بن الاشعث سے حاصل کی۔ سولہ سال کی عمر میں عبداللہ بن المبارک اور وکیع ابن الجراح کی کتابوں کو حفظ کیا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں کتاب قضایائے صحابہؓ و تابعینؒ تصنیف کی مدینہ منورہ جا کر آنحضرتؐ کے روضہ مبارک کے پاس بیٹھ کر تاریخ کبیر تالیف کی۔ لیکن جس کتاب نے امام صاحب کا نام تمام دنیا میں روشن کیا وہ حدیث کی مستند کتاب "صحیح بخاری" ہے۔ آپ نے اس کتاب کی تالیف اور تدوین کے لئے مختلف مسلم ممالک کا سفر کیا اور اسی ہزار اشخاص سے حدیثیں جمع کیں۔ آپ کو چھ لاکھ کے قریب احادیث یاد تھیں۔ ان میں سے مکررات اور غیر صحیح احادیث حذف کرنے کے بعد ۹ ہزار احادیثیں صحیح بخاری میں درج فرمائیں۔ کتاب ۱۸ سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی۔ اسے قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب تصور کیا جاتا ہے۔ آپ نے ۱۸، ۱۹ کتابیں مزید تصنیف کیں۔ آخری عمر میں بخارا واپس آ گئے اور یہیں انتقال ہوا۔

حضرت امام جعفر صادقؒ

اہل تشیع کے بارہ اماموں میں سے چھٹے امام۔ جلیل القدر تبع تابعی۔ کنیت ابو عبداللہ ـــــــ

والد کی طرف سے سلسلہ نسب حضرت علیؓ سے اور والدہ کی طرف سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کی پیدائش مدینہ منورہ میں ۲۱ اپریل ۷۰۲ء کو ہوئی۔ آپ چودہ سال تک اپنے دادا امام

Marfat.com

زین العابدینؒ اور چونتیس سال تک آپنے والد امام محمد باقرؒ اور ستائیس سال تک اپنے نانا قاسمؒ کے زیرِ سایہ تربیت حاصل کرتے رہے۔ امام جعفرؒ نے والد کے توسط سے طریقت میں حضرت علیؓ سے اور والدہ کی طرف سے بتوسط حضرت قاسم بن محمد ابوبکرؓ سے فیض حاصل کیا تھا چنانچہ آپ علم و فضل سے آراستہ ہو کر مسندِ ارشاد و نصیحت پر فائز ہوئے۔ بلادِ اسلامیہ کے علماء فضلاء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فیض حاصل کیا آپ نے اپنی تمام صلاحیتوں کو علم پھیلانے نیکی و تقویٰ کو عام کرنے میں صرف کیا۔ آپ ساری عمر سیاست سے کنارہ کش رہے اور وقت عبادت اور خدمت خلق میں گزارا۔ آپ نے کبھی کسی بھی خلافت میں کوئی تنازعہ نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ فقہی مذہب کے اعتبار سے اثنا عشری شیعہ اپنے آپ کو جعفریہ کہتے ہیں۔

آپ اہلِ مدینہ اور اہلِ عراق دونوں سے کسب علم کے قائل تھے اور بے تعصبی ان کا شیوہ تھا۔ امام جعفرؒ کو علم کلام میں بھی ایک بلند مقام حاصل تھا۔ آپ نے زنادقہ سے بھی مناظرے کیے۔ علم کیمیا طب فال، جفر وغیرہ کے علوم بھی آپ سے منسوب کیے جاتے ہیں۔ آپ نے عمر کا زیادہ حصہ مدینہ منورہ میں بسر کیا۔ اگرچہ کئی مرتبہ عباسیوں کے طلب و اصرار پر عراق بھی جانا پڑا لیکن عراق آپ کا وطن نہ بن سکا۔ آپ نے ۶۸ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں اپنے دادا اور والد کے پاس دفن ہوئے۔

امام فخر الدّین رازی

(۱۱۴۹ء تا ۱۲۰۹ء) فلسفی، محدّث اور فقیہہ۔ پورا نام علامہ فخر الدین ابو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسینی تھا۔ پیدائش ایران کے شہر "رے" میں ہوئی۔ آپ کے والد یہاں خطیب تھے ضیاء الدین عمر نام تھا۔ اس لئے آپ کو ابن الخطیب بھی کہا جاتا ہے۔ شافعی اور اشعری عقیدہ رکھتے تھے۔ خوارزم میں معتزلہ عقائد کے خلاف تبلیغ کے لئے گئے۔ لیکن انہیں ثمرقند اور بخارا جانے پر مجبور کر دیا گیا۔ ۱۱۹۰ء میں غزنی اور پنجاب کا دورہ کیا۔ ہرات میں سکونت اختیار کرتے ہوئے ایک مدرسے میں شیخ الاسلام کی حیثیت سے درس دینے لگے۔ لیکن حاسدوں نے آپ کو زہر دے دیا۔ جس سے انتقال ہوا۔ آپ نے علوم دین کو فلسفیانہ پیرائے میں پیش کیا۔ ابن سینا اور فارابی کے معترف لیکن امام غزالی کے خلاف تھے۔ علم الکلام پر تصنیف "اساس التقدیس" اور دوسری "مفاتیح الغیب" ہے۔

Marfat.com

علمائے کرام

ابنِ عربی

عالم دین : نام شیخ ابوبکر محمد بن علی محی الدین الحاتم الطائی الاندلسی ہے ۔ ۱۱۶۴ء میں اندلس کے شہر مرسیہ میں پیدا ہوئے ۔تعلیم سے فارغ ہو کر تیس سال تک اشبیلیہ میں قیام کیا ۔پھر مختلف ممالک کی سیاحت کرتے ہوئے دمشق پہنچے ۔ اسلام میں وحدت الوجود کا تصور سب سے پہلے انہوں نے پیش کیا ۔ ان کا کہنا ہے باطنی نور خود انسان کی رہبری کرتا ہے ۔بعض علمائے کرام نے ان کے اس عقیدے سے اختلاف کرتے ہوئے اسے الحاد و زندقہ سے تعبیر کیا ۔ مگر صوفیا اکرام انہیں شیخ الاکبر کہتے ہیں ۔ انہوں نے تین سو کے قریب تصنیفات چھوڑی ہیں جن میں " الفتوحات المکیہ " بہت مشہور ہے ۔ جو ۵۶۰ ابواب پر مشتمل ہے ۔کتب تصوف میں اس کا درجہ بہت بلند ہے ۔ ابن عربی شاعر بھی تھے ۔ ان کی عارفانہ نظموں کا مجموعہ " ترجمان الاشواق " کے نام سے شائع ہوا ۔ ڈاکٹر نکلسن نے ان کا انگریزی ترجمہ کیا ۔ وفات ۱۲۴۰ء کو ہوئی ۔

ابوالکلام آزاد

عالم دین و سیاستدان : اصلی نام محی الدین احمد ۔کنیت ابوالکلام ۔ ۱۸۶۹ء میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد دہلی کے رہنے والے تھے ۔جب کہ والدہ ماجدہ کا تعلق مکہ معظمہ سے تھا ۔ پندرہ سال کی عمر تک فاضل اور عالم استادوں کے علاوہ جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم حاصل کی ۔ آپ جید عالم صاحب طرز انشا پرداز اور قادر الکلام مقرر تھے ۔ تحریر اور تقریر دونوں میں لاجواب تھے ۔ وسعت مطالعہ اور قوت حافظہ غیر معمولی تھا ۔ ہندوستان آنے کے بعد کلکتہ سے ایک اخبار " الہلال " کے نام سے جاری کیا جو جنگ کے دوران بند کر دیا گیا تو " البلاغ " شائع کیا ۔ اس کے علاوہ قرآن پاک کے درس کے لئے ایک مدرسہ قائم کیا جس کا نام " دار الارشاد " تھا ۔ تحریک " ترک موالات " میں سرگرم حصہ لینے کے جرم میں کئی دفعہ قید ہوئے ۔ علم و ادب میں مہارت کا یہ حال تھا کہ بارہ سال کی عمر میں شعر کہا

Marfat.com

کرتے تھے اور اٹھارہ سال کی عمر میں روزنامہ "وکیل" کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ترجمان القرآن، تذکرہ، غبار خاطر اور آزادی ہند ان کی مشہور تصانیف ہے۔ ۱۹۶۸ء میں انتقال ہوا۔ تقسیم ہند کے بعد ہندوستان کے وزیر تعلیم بھی رہے۔

احتشام الحق تھانوی

ممتاز عالم دین، مفسر۔ کیرانہ (یو پی) کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوتے۔ حضرت مولانا اشرف تھانوی سے ذہنی... وابستگی کی وجہ سے تھانوی کہلاتے۔ مولانا اشرف علی تھانوی اور شیخ التفسیر شبیر احمد عثمانی سے وابستہ رہنے کے سبب سیاسی طور پر قائد اعظم اور مسلم لیگ کی حمایت کرتے رہے اور تحریک پاکستان کے زمانے میں شاندار خدمات سرانجام دیں۔ واعظ اور تبلیغ کے ذریعے مسلمانوں کی زبردست خدمت سرانجام دی۔ ان کا درس قرآن ریڈیو پاکستان سے عرصہ تک نشر ہوتا رہا۔ ان کی تفسیر "روزنامہ جنگ" میں باقاعدگی سے قسط وار شائع ہوتی رہی۔ ٹنڈو یار کا دینی مدرسہ انہوں نے ہی قائم کیا۔ مرکزی جمعیت العلماء اسلام کے سربراہ بھی رہے۔ صدر ایوب کے خلاف تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ رویت ہلال کے مسئلے پر چند ماہ نظر بند بھی رہے۔ پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین رہے۔ لیکن ۱۹۷۷ء میں مستعفی ہوگئے۔ ۱۱ راپریل ۱۹۸۰ء کو وفات پائی۔

مولانا احمد علی

۱۸۸۷ء میں قصبہ جلال آباد ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوتے۔ مولانا عبدالحق اور مولانا عبیداللہ سندھی سے دینی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں مولانا سندھی اپنے ہمراہ دہلی لے گئے اور اپنی جانشینی کی سند عطا کی۔ آپ کا دور ۱۸۸۷ء تا ۱۹۶۲ء تک کا ہے۔ ۱۹۱۷ء میں دوبارہ لاہور آکر بیرون شیرانوالہ سکونت اختیار کی اور مسجد سبحان خاں میں درس قرآن شروع کیا۔ ۱۹۲۱ء میں ہجرت کرکے کابل چلے گئے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد آکر دوبارہ درس و تدریس میں مصروف ہوگئے۔ ۱۹۲۴ء میں مدرسہ قاسم العلوم کی بنیاد رکھی۔ مفسرین قرآن میں پاکستان و بیرونی ملکوں میں مولانا کا مقام بہت بلند ہے۔ پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک کے چار یا پانچ ہزار علماء نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ ایک پرچہ خدام الدین کے نام سے بھی شائع کیا۔ آپ کی تفسیر قرآن چند ان تفسیروں میں سے ہے جنہیں مستند سمجھا جاتا ہے۔ لاہور میں ۱۹۶۲ء میں وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر!

عالم دین اور سیاستدان ۱۹۴۵ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوتے۔ ابتدائی تعلیم سیالکوٹ ہی میں حاصل کی۔

Marfat.com

پھر جامع اسلامیہ گوجرانوالہ اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے فاضل مدینہ یونیورسٹی سے کیا۔ ایم۔ اے عربی، اسلامیات، پولیٹیکل سائنس اور فارسی میں کر چکے تھے۔ عملی زندگی کا آغاز صحافت سے کیا۔ "الاعتصام" اور ہفت روزہ "اہل حدیث" کے ایڈیٹر رہے۔ بعدازاں ترجمان الحدیث کے ایڈیٹر اور جنرل سیکرٹری جمعیت اہل حدیث پاکستان رہے۔ تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفےٰ میں حصہ لیا۔ تصانیف۔ القادیانیۃ۔ الشیعہ و السنۃ۔ البابیہ۔ ۱۹۸۷ء میں لاہور کے جلسۂ عام میں بم کے دھماکے سے انتقال ہوا۔

حضرت شاہ اسماعیل شہید

آپ کا عہد ۲۹ اپریل ۱۷۸۴ء سے شروع ہو کر ۶ مئی ۱۸۳۱ء تک کا ہے۔ شاہ ولی اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالغنی کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے قلم اور تلوار دونوں سے اسلام کی خدمت کی۔ سید احمد شہید نے سکھوں کے خلاف جو جہاد کیا۔ اس میں آپ ان کے دستِ راست رہے۔ بالاکوٹ ضلع ہزارہ میں سکھوں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ آپ مسلمانوں میں ذہنی، دینی اور سیاسی شعور پیدا کرنا چاہتے تھے۔ بالاکوٹ میں ہی مزار ہے۔ آپ کی تصنیفات میں "تقویۃ الایمان" کے علاوہ رسالہ اصول فقہ، منصبِ ایمان، صراط المستقیم طبقات، مثنوی سلک نور اور تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین بہت مشہور ہیں۔

حضرت مولینا اشرف علی تھانوی

(۱۸۶۳ء سے ۱۹۴۳ء) عالم دین حکیم الامت مجدد الملت۔ تھانہ بھون ضلع مظفر گڑھ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم میرٹھ میں پائی۔ مولانا فتح محمد سے عربی کی ابتدائی تعلیم اور فارسی کی متعدد کتابیں پڑھیں۔ بعدازاں دیوبند جا کر نصاب کی تکمیل کی۔ چودہ برس تک کانپور میں درس و تدریس میں مصروف رہے۔ دو مرتبہ حج کی سعادت پائی۔ پہلی بار حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے حکم پر مستقل سکونت تھانہ بھون میں اختیار کی۔ آخری عمر تک تصنیف و تالیف میں مصروف رہے۔ آٹھ سو کے قریب کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان میں سے بہشتی زیور نے مقبولیت عام حاصل کی۔ بڑا کارنامہ قرآن حکیم کا ترجمہ اور تفسیر بارہ جلدوں میں ہے۔

امین الحسینی الحاج مفتیٔ اعظم

یروشلم میں پیدا ہوئے ازہر یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ آپ کا عہد ۱۸۹۳ء سے ۱۹۷۴ء تک کا ہے۔

Marfat.com

عرب کے مذہبی اور سیاسی قائد۔ ۱۹۱۷ء میں یروشلم میں قائم شدہ عرب تحریک میں شامل ہوئے۔ جس کا مقصد فلسطین میں یہودیوں کی ریاست قائم ہونے کے خلاف تھا۔ اس ولولہ انگیز قیادت کی وجہ سے اپریل ۱۹۲۰ء میں دس سال کی قید ہوئی۔ لیکن اردن فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ ایک سال بعد جب عام معافی کا اعلان ہوا تو واپس آ گئے اور ہائی کمیشن کے حکم پر مفتی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ بعد ازاں مفتی اعظم کا لقب عطا ہوا اور آپ فلسطینی عربوں کے قائد بن گئے۔ دوسری جنگ عظیم کے آغاز میں عراق میں رشید گیلانی نے جو بغاوت کی اور جو بعد میں ناکام ہوئی مفتی صاحب اس میں اہم کردار ادا کرنے کے لئے عراق جا پہنچے اور ناکامی کے بعد برلن کا رخ کیا۔ جہاں ہٹلر نے انہیں عرب بیورو قائم کرنے کی اجازت دے دی۔ ہٹلر کی شکست کے بعد مصر جا پہنچے اور عرب لیگ کی قائم کردہ فلسطینی عربوں کی کمیٹی کے صدر بنائے گئے۔ ۱۹۴۸ء کی عرب اسرائیل جنگ میں عرب نیشنل گارڈز کی قیادت کی۔ ۱۹۵۱ء میں عالمی مسلم کانفرنس جو کراچی میں منعقد ہوئی اور ۱۹۵۲ء میں علمائے اسلام کانفرنس کراچی کی صدارت کی۔ ۱۹۶۰ء میں آخری آخری بار کراچی تشریف لائے۔ آخری عمر میں سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ بیروت میں انتقال ہوا۔

برخوردار حافظ

ان کا شمار عہدِ عالمگیری کے جدید علماء میں ہوتا ہے۔ ۱۶۲۰ء میں جاٹوں کے ایک قبیلہ رانجھا میں پیدا ہوئے جائے پیدائش پنڈ مسلمانی ضلع سرگودھا ہے۔ قرآن پاک کے حافظ تھے۔ عربی اور فارسی کی تعلیم سیالکوٹ جا کر اپنے وقت کے مشہور اساتذہ سے حاصل کی اور بعد میں شاعری کو اظہارِ خیال بنایا۔ ان کی تصنیفات میں یوسف زلیخا۔ سسی پنوں اور مرزا صاحباں قابلِ ذکر ہیں۔ جن میں عام بول چال کے علاوہ مذہبی معلومات بھی حاصل ہوتی ہیں۔

مولانا نور بخش توکلیؒ

۱۸۷۷ء سے ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء آپ کا عہد ہے۔ عالم دین مصنّف جائے پیدائش موضع چک قاضیاں ضلع لدھیانہ تھا۔ بزرگانِ دین سے ارادتمندی اور عقیدت آپ کو ورثہ میں ملی تھی۔ اپنی ذہانت، محنت اور شریف النفسی کے باعث علی گڑھ سے ایم۔ اے عربی کی ڈگری حاصل کی۔ کچھ عرصہ ۱۸۹۳ء میں محمڈن اسکول چھاؤنی انبالہ میں ہیڈ ماسٹر رہے۔ بعد ازاں میونسپل بورڈ کالج امرتسر میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ مولانا غلام رسول قاسمی سے آپ نے فقہ حدیث، تفسیر اور معقولات کی تعلیم حاصل کی۔ سائیں توکل شاہ کی وفات کے بعد مولوی مشتاق احمد محدث انبہوٹی سے بیعت ہوئے۔ بعد ازاں لاہور آ کر گورنمنٹ کالج میں عربی کے پروفیسر مقرر رہے۔ ایک

Marfat.com

عرصہ تک انجمن نعمانیہ کی دینی درس گاہ کے ناظم امور تعلیمات رہے۔ ریٹائر ہونے کے بعد چک قاضیاں میں ایک مدرسہ تو کلیہ اسلامیہ کی بنیاد رکھی۔ جس سے بہت سے طالب علم فیض یاب ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد فیصل آباد (لائلپور) میں سکونت اختیار کی اور آخری عمر تک تصنیف و تالیف سے وابستہ رہے۔ آپ کی تصانیف میں سیرت رسولِ عربی۔ عید میلاد النبیؐ۔ معجزات النبیؐ۔ اعجاز القرآن۔ شرح قصیدہ بردہ (عربی و اُردو) غزوات النبیؐ۔ حلیۃ النبیؐ۔ شرح ہدایہ۔ کتاب البرزخ۔ مقدمہ تفسیر القرآن۔ امام بخاری و شافعی۔ تفسیر سورۃ فاتحہ۔ سورۃ البقرہ۔ تذکرہ غوث الاعظم وغیرہ مشہور ہیں۔

ثعلبی

اصلی نام احمد بن محمد بن ابراہیم، ابو اسحاق نیشاپوری آپ مشہور عالم دین، امام اور مفسر تھے۔ تاریخ پیدائش کے متعلق معلومات نہیں البتہ وفات ۱۰۳۵ء میں ہوئی۔ آپ کی مشہور تصنیف تفسیر "الکشف والبیان عن تفسیر القرآن" ہے۔ اس تفسیر میں آپ نے طبری کے علاوہ تقریباً ایک سو ماخذوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔ دوسری مشہور تصنیف "قصص انبیاء" جو "تاج العرائس" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب میں انبیاء کے بارے میں تمام واقعات تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری

۱۸۶۸ء سے ۱۹۴۸ء کے زمانے کے عالم دین مصنف۔ امرتسر (بھارت) میں پیدائش ہوئی۔ آباؤاجداد کشمیر سے تعلق رکھتے تھے اس لئے جدی وطن کشمیر تھا۔ مولانا غلام رسول قاسمی۔ مولانا احمد اللہ امرتسری مولانا احمد حسن کانپوری۔ حافظ عبدالمنان وزیر آبادی اور میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ مسلکاً اہلِ حدیث تھے۔ اپنے مسلک کی ترویج کے لئے تمام زندگی کوشاں رہے۔ بہت سے کامیاب مناظرے کئے۔ ایک اخبار "اہلِ حدیث" بھی جاری کیا۔ بہت سی کتابوں کے مصنف تھے جن میں تفسیر القرآن بکلام عبدالرحمٰن (عربی) ہے۔ دوسری تفسیر ثنائی (اردو) ہے تقسیم ملک کے بعد سرگودھا میں سکونت اختیار کی اور بعارضہ فالج وفات پائی۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی

۱۷۳۰ء سے ۱۸۱۰ء کے دور کے عالم دین ۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت عثمانؓ سے جا ملتا ہے ۔ پیدائش ۱۷۳۰ء میں پانی پت میں ہوئی ۔ بہترین مفسر، مصنف اور عالم دین تھے ۔ سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا بعد میں دوسرے علوم میں دسترس حاصل کی ۔ آپ حصول علم کے لیئے دہلی گئے ۔ جہاں شاہ ولی اللہ محدثؒ سے حدیث سُنی ۔ کم عمری میں ہی شاہ محمد عابد لاہوری سے نقشبندی سلسلہ میں بیعت کی ۔ ان کی وفات کے بعد مرشد کے حکم پر مرزا مظہر جان جاناں کی خدمت میں حاضر ہوکر علم طریقت اخذ کیا ۔ علم کے حصول کے بعد واپس وطن آگئے بقیہ عمر تصنیف و تالیف اور نشر علوم میں گزار دی ۔ کچھ عرصہ پانی پت میں قاضی کے عہدے پر بھی فائز رہے ۔ آپ کے مرشد مرزا جان جاناں کہا کرتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے روز حشر پوچھا " ہماری بارگاہ میں کیا تحفہ لاتے ہو ؟" تو عرض کروں گا " ثناء اللہ پانی پتی لایا ہوں " شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے آپ کو بیہقی وقت کا خطاب دیا ۔ فقہ و اصول میں آپ مرتبہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے ۔ تفسیر وکلام و تصوف میں آپ کو یدطولیٰ حاصل تھا ۔ آپ کی تیس سے زیادہ تصنیفات ہیں ۔ جن میں مندرجہ بالا مشہور ہیں ۔ تفسیر مظہری ۔ دس جلدوں پر مشتمل ہے ۔ مالا بدمنہ وصیت نامہ ارشاد الطالبین ۔ جواہر القرآن، حقوق الاسلام، شہاب ثاقب، تذکرۃ الموتی والقبور، تذکرہ المعاد، السیف المسلول، پانی پت میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے ۔

حضرت ثناء اللہ قادری

۱۸۰۹ء سے ۱۸۷۹ء کے عہد کے صوفی ۔ عالم دین اور مصنف ۔ دین طلنگاہ ضلع بلند میر میں پیدا ہوئے ۔ اپنے نانا شاہ عبدالغفور کے زیر سایہ تربیت حاصل کی ۔ اوائل عمر میں رفوگری کا کام سیکھا اور پشمینہ کی تجارت کے سلسلہ میں ایران، کابل اور ہندوستان کے دور دراز علاقوں کے سفر کئے ۔ پہلے اپنے نانا سے بیعت ہوئے ۔ اس کے بعد شاہ محمد صادق کے دست مبارک پر بیعت کی اور تیس سال تک مرشد کی خدمت میں گزار دیئے ۔ پھر لاہور آکر حضرت میاں میر صاحب سے روحانی فیض حاصل کیا ۔ کلکتہ میں حضرت عبدالوہاب کے حلقہ ارادت میں رہے ۔ کشمیر میں حضرت طیب سے فیض حاصل کیا ۔ بعدازاں کابل جاکر شاہ قلندر کی صحبت سے فیض یاب ہوئے ۔ ان کے بعد حضرت غلام الدین خراسانی سے بھی کسب فیض کیا ۔ آپ نے اپنی زندگی کے پچاس سال بزرگان دین سے فیوض و برکات حاصل کرنے میں گزارے ۔ آخری عمر میں جلال پور جٹاں ضلع

Marfat.com

گجرات میں سکونت اختیار کی ۔ اور یہیں وفات پائی اور دفن ہوئے ۔ آپ نے ایک سو سے زائد کتب تصنیف کیں جو نثر اور نظم دونوں میں ہیں چند کتابوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں ۔

دیوان خرا باتی ۔ شمع العارفین ۔ جنت العارفین ۔ بحر الانوا ۔ ضرر نامہ ۔ مجمع البرکات ۔ تذکرہ الواصلین سراج الطالبین ۔ دلیل العارفین ۔ حقیقت الافعال ۔ صراط المستقیم ۔ حقیقتِ اولیاء ۔ تذکرۃ الکاملین ۔

جابر بن زید رح

۶۴۲ ء سے ۷۱۱ ء کے دور کا محدث اور فقیہہ جس کا تعلق فرقہ اباضیہ سے تھا ۔ ابو الشعثاء البصری نام تھا ۔ عمان میں نزدی کے مقام پر پیدا ہوا ۔ حدیث اور فقہ میں کمال حاصل تھا ۔ بہت بڑے عالم تھے بے شمار حدیثیں یاد تھیں ۔ اگرچہ آپ قاضی نہ تھے ۔ لیکن بصرے میں آپ کو قاضی ہی سمجھا جاتا تھا ۔ ایک روایت کے مطابق عبداللہ بن اباض کی وفات پر بصرے کی اباضی جماعت کا سربراہ انہیں تسلیم کیا گیا ۔
جابر کے امویوں سے دوستانہ تعلقات تھے ۔ الجماع سے بھی اچھے مراسم تھے ۔ جب حجاج نے اباضیہ کو دبانے کے لئے جبر و تشدد سے کام لیا تو انہیں بھی پہلی صدی ہجری کے اختتام پر کئی دوسرے اباضی سرداروں کے ساتھ جزیرۃ العرب کے جنوبی علاقے میں جلا وطن کر دیا گیا ۔ عامل بصرے سے انہیں بعض سیاسی .... معاملات میں اختلاف تھا ۔ بصرے میں آپ کے علم و فضل کی بہت شہرت تھی ۔ قرآن پاک کی تفسیر کے بارے میں آپ کا قول سند مانا جاتا تھا ۔ چنانچہ امام حسن بصری کی غیر حاضری میں جابر سے فتویٰ طلب کیا جاتا تھا ۔ بعض کے نزدیک جابر اباضیوں میں سے نہیں تھے ۔ مثلاً ابو نعیم نے "حلیہ" میں جہاں ان کا ذکر ہے لکھا ہے کہ ان پر اباضیت کا الزام تھا ۔ ان کی وفات ۷۱۱ ء میں ہوئی ۔

مولانا جان محمد

عالم دین ۔ قابل مدرس خوش بیان واعظ اور مشہور فقیہہ ۔ سکھ دورِ حکومت میں آپ کی پیدائش ہوئی ۔ غوث محمد والد کا نام تھا ۔ سکھ دورِ حکومت میں ہی علم دین میں دسترس حاصل کی ۔ بعد میں آپ سے ہزاروں طلبہ نے فیض حاصل کیا اور علم دین کی روشنی پائی ۔ آپ تحریر و تقریر و علوم ظاہری و باطنی میں دسترس رکھتے تھے ۔ بقول مولوی فقیر محمد جہلمی صاحب "حدائق الحنفیہ" جان محمد علوم مروجہ کی ہر شاخ پر دسترس رکھتے تھے ۔ آپ کی درس گاہ میں طالب علموں اور تشنگان علوم دینیہ کے جمگھٹے لگے رہتے تھے ۔ دور دور سے لوگ علم حاصل کرنے آتے جو کوئی بھی آپ کا وعظ سنتا گناہ سے توبہ کر لیتا ۔ آپ کے شاگرد علم و عمل کے پیکر بن کر پورے

پنجاب میں پھیلے ہوئے تھے۔ آپ کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔ زبدۃ التفاسیر۔ شرح قصیدہ بردہ۔ شرح قصیدہ امالی۔ رسالہ اثبات خلافت امیر معاویہؓ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ وفات ۱۰ محرم ۱۲۶۸ ہجری میں ہوئی۔

حضرت عبدالرحمٰن جبرتی

۵۳، ۱۷ء سے ۱۸۲۵ء کے عہد کا ایک عالم دین اور بلند پایہ مورخ۔ شہر جبرت میں ایک حنفی المذہب خاندان میں پیدا ہوا۔ جو زہد و تقشف میں نہایت اونچا مقام رکھتا تھا اور یہی چیز اُس کے کردار اور تصور حیات کو بنانے اور سنوارنے کا سبب بنا۔ جبرتی اپنے دور کے جن استاذوں سے متاثر ہوا۔ ان میں مرتضیٰ الزبیدی، حسن العطار اور اسماعیل الخشاب قابل ذکر ہیں۔ جملوک کے عہد میں گوناگوں تفصیلی اور صحیح تاریخی ماخذ کی وہ فراوانی ہے کہ عالم اسلام کا کوئی دوسرا خطہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جبکہ اس کے برعکس مصر کے اسلامی دور حکومت میں اس قسم کے ہم عصر ماخذ کی بڑی کمی ہے جو خود اہل مصر نے تصنیف و تالیف میں کئے ہیں سترھویں صدی عیسوی کے آخر میں تاریخ نگاری کا مصر میں کچھ احیاء ہوا۔

جبرتی نے اپنی وقائع نگاری کی ابتداء ۱۶۸۸ء سے کی ہے۔ اگرچہ اس عہد تک اس کی اسلامی اور مصری تاریخ میں معلومات بہت کم ہیں لیکن ان تمام تر کمزوریوں کے باوجود اس نے ایک ایسے صوبے کی تاریخ تصنیف کی جو وسیع و عریض سلطنت کا حصہ تھا۔ "عجائب الآثار فی التراجم والاخبار" جبرتی کی سب سے بڑی تاریخی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں چونکہ جبرتی نے محمد علی اور اس کی حکومت پر تنقید کی تھی۔ اس وجہ سے اس کتاب کی اشاعت عرصے تک ممنوع رہی۔ ۱۸۷۹ء میں یہ کتاب مکمل طور پر شائع ہوئی۔ یہ کتاب اس پورے عہد کے لئے بے حد اہم ہے۔ جبرتی نے مصر کی اس دور کی جو تاریخ پیش کی ہے اس سے اس زمانے کی واضح تصویر نظر آتی ہے۔ کتاب کے آخری حصہ میں فرانسیسی قبضے کا ذکر ہے۔ جبرتی کی دوسری تصانیف "مظہر التقدیس بذہاب دولتہ الفرنسیہ" قابل ذکر ہے۔ اس کے والد کے ممالیک اور آل عثمان کے حکمران طبقہ اور علماء سے گہرے تعلقات تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مصر اور قاہرہ میں جو واقعات رونما ہوتے ہیں ان کے بارے میں صحیح معلومات جبرتی کی تصانیف میں موجود ہیں اسی وجہ سے جبرتی بہت بڑا مورخ مانا جاتا ہے جسے اسلامی تاریخ میں ایک یکتا مقام حاصل ہے۔

جعفر بن بشر

۸۴۸ء کے دور کے ایک دبستانِ بغداد کے معتزلی عالم، القصبی، الشقفی القبات سے معروف

Marfat.com

تھا۔ ابوموسیٰ المردار کا شاگرد تھا۔ اس نے بھی اپنے پیش روؤں کی طرح متزالی عقائد سے لوگوں کو روشناس کرایا اور اس سلسلہ میں دوسرے حلیف عالم بشیر بن غیاث المریسی سے مناظرے بھی کئے۔ بعد کے زمانے میں ملاحدہ کے سیرت نگاروں نے اس کے اور جعفر بن حرب کے شاگردوں کو جعفریہ کے نام سے معتزلہ بغداد کی یہ شاخ قرار دیا۔

جعفر حسین مفتی

۱۹۱۴ء سے ۱۹۸۳ء کے دور کے ممتاز شیعہ عالم دین محقق۔ گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد حکیم چراغ دین ایک طبیب اور مقبول شخصیت تھے۔ چودہ برس کی عمر میں مفتی صاحب نے ناظمیہ عربی کالج لکھنؤ میں داخلہ لیا اور یہاں بارہ برس تک تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اس اثناء میں انہوں نے فاضل حدیث اور فاضل ادب سمیت متعدد اسناد حاصل کیں۔ بعد ازاں عراق چلے گئے جہاں پانچ برس تک مشہور درس گاہ "حوزہ علمیہ" میں تعلیم حاصل کی اور مفتی و مجتہد کی اسناد حاصل کیں۔

وطن واپس آکر سادات مراد آباد کی دینی درسگاہ کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۴۹ء میں تعلیمات اسلامیہ بورڈ کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۳ء کراچی میں مختلف مکاتب فکر کے ۳۱ علماء کی کانفرنس میں شرکت کرکے متفقہ طور پر اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں ۲۲ نکات مرتب کئے۔ اس کانفرنس میں مفتی صاحب نے حافظ کفایت حسین سمیت فقہ جعفریہ کی نمائندگی کی تھی۔ مفتی صاحب نے پیپلز پارٹی کے دور میں اسلامی نظریاتی کونسل پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے مستعفی ہوگئے۔ موجودہ حکومت میں وہ دوبارہ نظریاتی کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ لیکن ۱۹۷۸ء میں پھر مستعفی ہوگئے۔ ۲۹ اگست ۱۹۸۳ء کو ستر سال کی عمر میں لاہور میں وفات پائی۔

حضرت جعفر شاہ پھلواریؒ

عالم دین۔ والد کا نام شاہ محمد سلیمان پھلواری تھا۔ ان کے دادا حکیم محمد داؤد لکھنؤ اور گورکھپور میں شاہی طبیب تھے۔ آپ کا زمانہ ۱۹۰۲ء سے ۱۹۸۰ء تک کا ہے۔ ان کے دادا ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شریک تھے۔ جب گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوئے تو فرار ہوکر پھلواری کے ایک قریبی گاؤں میں سکونت پذیر ہوگئے۔ حضرت جعفر شاہ کی پیدائش پھلواری شریف ضلع پٹنہ میں ہوئی جو تقریباً آٹھ صدیوں سے علم اور تصوف دونوں کا مرکز چلا آرہا تھا۔ ان کا گھرانہ علم و ادب کا گہوارہ تھا جس میں بڑے بڑے جیّد

Marfat.com

علما موجود تھے۔ اس لئے ان کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ ۱۹۱۹ء میں ندوۃ العلما میں داخل ہوئے اور ۱۹۲۴ء میں وہاں سے سند حاصل کی۔ اساتذہ میں مولانا حیدر حسن خان، مولانا حفیظ اللہ جیسے جید عالم تھے۔ تعلیم سے فارغ ہو کر پھلواری شریف ہمایونی کی جامع مسجد میں خطیب مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں کپور تھلہ کی "مراکش مسجد" کی خطابت سنبھالی۔ ۱۹۴۶ء میں سلیمانیہ پھلواری شریف کے سجادہ نشین بنائے گئے۔ قیام پاکستان پر لاہور آگئے چند ماہ پولیس میں سب انسپکٹر رہے۔ ۱۹۴۸ء میں اسلامک ری کنسٹرکشن میں ریسرچ سکالر کی حیثیت سے علامہ لیوپولڈ اسد نے بلالیا۔ محکمہ ختم ہونے پر ریڈیو کراچی اور لاہور سے اسلامی تقاریر کا سلسلہ جاری کیا۔ ۱۹۷۳ء میں اسلام آباد میں "بورڈ آف گورنرز" کا رکن بنایا گیا۔ بعد میں کراچی چلے گئے جہاں سابق سفیر عراق سید عبدالقادر گیلانی مرحوم کے قائم کردہ مرکز قادری کا شیخ المرکز بنایا گیا۔ آپ کی تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں۔

مقام سنت، انتخاب حدیث، اسلام، اسلام اور فطرت، اجتہادی مسائل، مسئلہ تعداد ازدواج اسلام اور خاندانی منصوبہ بندی، رویت ہلال، اسلام اور موسیقی، مجمع البحرین، پیغمبر انسانیت، مقالات ان جعفر شاہ، الفخری۔ (یہ شعبہ مورخ ابن طقطقی کی مشہور تاریخ آلاداب السلطانیہ والادل الاسلامیہ) کا اردو ترجمہ ہے۔

حضرت جعفر شریف

بن علی شریف قریشی ناگوری۔ عالم دین اور مصنف اور طبیب۔ مدراس کے ضلع کسٹنہ میں ایلور میں پیدا ہوئے۔ اس کے بعد بطور منشی ایسٹ انڈیا کمپنی مدراس میں ملازمت اختیار کی۔ ۱۸۳۲ء سے قبل اس نے ڈاکٹر ہرکلوتس کی فرمائش پر ایک کتاب قانون اسلام لکھی۔ یہ کتاب دکنی اردو میں لکھی گئی جو ایسٹ انڈیا کمپنی کی مالی اعانت سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں ایام حمل سے لے کر مرنے کے بعد کی رسوم تک جنوبی ہند کے مسلمانوں کی مذہبی اور معاشرتی زندگی کا تذکرہ شامل ہے پورے سال میں ہونے والی خانگی رسوم۔ تقریبات اور تہواروں کا ذکر شامل ہے چنانچہ یہ کتاب ہندوستان اور خاص طور پر دکن کے عوام میں جو رسوم و رواج تھے کے بارے میں ایک بڑی قیمتی دستاویز ہے۔

حضرت علی بن محمد جرجانی

۱۲۳۹ء سے ۱۴۱۳ء کے دوران کے عالم دین و مصنف۔ کنیت ابوالحسن۔ سید شریف کے نام سے

مشہور ہوئے۔ الہ آباد کے قریب تاجو میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۶۵ء میں وہ قطب الدین الرازی التحتانی سے علم حاصل کرنے کی غرض سے ہرات گئے۔ لیکن انہوں نے اپنے شاگرد مبارک شاہ جو مصر میں مقیم تھے سے تعلیم حاصل کرنے کا مشورہ دیا۔ ۱۳۶۸ء تک ہرات میں مقیم رہ کر قرمان چلے گئے اور محمد انصاری کی شاگردی اختیار کی بعد میں ان کے ہمراہ مصر کا سفر اختیار کیا جہاں مبارک شاہ اور اکمل الدین کے درس سے مستفیض ہوئے ۱۳۷۴ء میں قسطنطنیہ کا سفر کیا اور وہاں سے شیراز جا پہنچے۔ یہاں ۱۳۷۷ء میں شاہ شجاع نے انہیں معلم مقرر کیا۔ جب تیمور نے شیراز فتح کیا تو سید شریف کو اپنے ساتھ سمرقند لے گیا تیمور کی وفات کے بعد دوبارہ شیراز آ گئے۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر پچاس سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں متکلم کی حیثیت سے انہوں نے فلسفے کو بہت بڑا مقام دیا۔ فارسی زبان میں منطق، صرف و نحو میں کتابیں تحریر کیں۔ سید شریف کے زمانے میں متقدمین کی کتب پر شرحیں لکھنے کا زمانہ تھا انہوں نے ایجی کی "المواقف" پر شرح لکھی۔ فقہ میں سجاوندی کی تصنیف "الفرائض السراجیہ" کی شرح "تفتازانی کی شرح" "المطول" پر تعلیقات حواشی لکھے۔ انہوں نے اپنی تصنیف "تعریفات" میں سہل اور سادہ زبان اختیار کی۔ بقول بدرالدین العینی سید جرجانی عالم الشرق اور علامہ دہر تھے۔ فن مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ان کے تلامذہ کی ایک کثیر تعداد تھی۔

شیخ جزولی ابو عبداللہ

محمد بن سلیمان بن ابی بکر۔ ۱۴۶۵ء کے دور میں مراکش سوس کے قبیلہ جزولہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شمار صوفی اور فقیہہ میں ہوتا ہے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی۔ بعد میں فاس چلے گئے۔ اور مدرسہ صفارین میں تعلیم حاصل کی۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وطن آئے تو اہل قبیلہ کو خون خرابے سے بچانے کے لئے ایک ایسے جرم کا اقرار کر لیا جو انہوں نے نہیں کیا تھا لہٰذا مجبوراً شمالی مراکش کی طرف چلے جانا پڑا اور پھر وہاں سے سمندر کے راستے بلاد مشرق کا رخ کیا اور چالیس سال یہیں گزار دیئے۔ اس دوران میں وہ مکہ مدینہ اور بیت المقدس میں بھی رہے۔ آخر واپس فاس لوٹ آئے اور یہاں قیام کے دوران انہوں نے اپنی کتاب "دلائل الخیرات" تالیف کی۔ اس کے بعد سلسلہ شاذلیہ میں بیعت کی اور دنیا سے چودہ سال تک کنارہ کش رہ کر عبادت اور ریاضت میں گزار دیئے۔ چودہ سال کے بعد خلوت سے اسفی سکونت اختیار کی۔ یہاں لوگ جوق در جوق ارادت مندوں میں شامل ہوتے گئے ان کی بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھ کر حاکم شہر نے انہیں شہر چھوڑنے پر مجبور کر دیا اور اس خوف سے کہ یہ مہدی ہیں انہیں زہر دیا۔ جس مقام پر وفات ہوئی وہ آفوغال تھا۔ ان کے ایک مرید سلیمان السیاف نے نبوت کا دعویٰ کرتے

Marfat.com

ہوئے اپنے مرشد کا انتقام لینے کا منصوبہ بنایا اور اپنے مرشد کی لاش کو مسلسل تابوت میں ڈال کر بیس سال تک ضلع سوس کو تاخت و تاراج کرتا رہا۔ لیکن اس کے قتل کے بعد جزولی کی نعش کو حاحتہ کے علاقے میں دفن کر دیا گیا۔ ستر سال بعد جب سلطان ابوالعباس احمد امرج مراکش میں داخل ہوا تو اُس نے شیخ جزولی ابوعبداللہ کی نعش کو قبر سے نکلوایا اور اس کے ساتھ ہی سلطان کے والد کی نعش بھی نکلوائی گئی اور انہیں مراکش لے جاکر ریاض العروس کے مقبرے میں دفن کیا۔ عوام میں جزولی سیدی ابن سلیمان کے نام سے مشہور ہیں اور ان کا شمار مراکش کے اولیاء کبار میں ہوتا ہے۔

جزولی تصوف کے جید عالم ہونے کے علاوہ فقیہہ بھی تھے۔ ابن الحاجب کی " مدونۃ " اور " المحۃ الفرائع " انہیں ازبر تھیں۔ اگرچہ تصوف کے موضوع پر کئی کتابیں لکھیں لیکن صرف مندرجہ ذیل کتب دستیاب ہیں " دلائل الخیرات وشوارق الانوار فی ذکر الصلوٰۃ علی النبی المختار "، " حزب الفلاح "، " حزب الجزولی "، " حزب الدائم "، " لا ینزول " کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت ابو محمد جنیری

۸۷۰ یا ۸۱۱ء کے دور کے عالم دین۔ الرابیع بن سلیمان بن داود الاعراج اصل نام تھا۔ جنیری امام شافعی کے پیرو تھے۔ ان کے بلا واسطہ شاگرد تھے۔ وہ بہت سے قدیم شوافع کی طرح مالکی اور عبداللہ بن عبدالحکم کے شاگرد تھے۔ شافعی مسلک اختیار کرنے کے بعد جنیری " کتاب الام " کو کامل صحت سے جمع و تالیف کرنے میں مشغول ہو گئے۔ جو شافعی مسلک کا ایک شاہکار ہے۔ نیز شافعی مسلک کی یہ کتاب جو جنیری کی تالیف ہے اور البویطی کا تالیف کیا ہوا نسخہ بہت معتبر خیال کئے جاتے ہیں۔ جنیری کا تالیف شدہ نسخہ شافعی فقہ کے دوسرے دور کا ترجمان خیال کرنا چاہیئے جسے مصری دور کہتے ہیں۔ جنیری نے مصر میں وفات پائی اس کے شاگردوں میں ابو داؤد اور النسائی معروف ہیں۔ بقول ابن خلکان جنیری نہایت صالح اور منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے۔

حضرت ابو علی جوانی

۱۱۳۱ء سے ۱۱۹۲ء تک کے عرب نساب مورخ عالم دین۔ نام محمد بن اسعد چونکہ ان کا دعویٰ تھا کہ وہ عبداللہ بن حسینؓ کے ایک بیٹے کے واسطے سے حضرت علیؓ کی اولاد سے ہیں اسی لئے ابو علی کہلائے پیدا مصر میں ہوئی وہیں پر تعلیم حاصل کی۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد مصر، دمشق اور حلب میں حدیث پڑھائی

ایک بار مصر میں علوی سردار بھی مقرر ہوتے۔ ان کا شوق اور مشغلہ انساب اور تاریخ کا مطالعہ تھا۔ ابوعلی ایوبیوں کے دور میں ہوا۔ ہمیشہ اُن کا منظورِ نظر رہا۔ صلاح الدین نے مدینہ منورہ کے قریب موضع جوانیہ جاگیر کے طور پر عطا کیا۔ مقریزی نے جوانی کی اٹھارہ تصانیف کا ذکر اپنی کتاب المقضیٰ میں کیا ہے۔ ان کتابوں میں حضرت علیؓ کے شجرہ نسب اپنے والد کے شجرہ نسب کی تحقیق منطالب کی سوانح عمریوں۔ طالبی ماہرین النساب۔ بنوالارقط اور بنوادریس کا ذکر شامل ہے۔ اس نے عام نوعیت کی تاریخی اور نصابی کتب بھی مرتب کی ہیں جن میں "الجواہر المکنون فی ذکر القبائل والبطون"، "النبقط علی الحلط"، "التحفتہ الشریفتہ"، "التحفتہ انطریفتہ"، "اصول الحساب و فصول الالنساب" شامل ہیں۔

حضرت مولانا جوزجانیؒ

عالم دین، مصنف اور مورخ۔ اصل نام ابوعمر و منہاج الدین عثمان۔ المعروف مولانا منہاج سراج۔ والد کا نام سراج الدین محمد تھا۔ ان کے بزرگ امام عبدالخالق (۵۱۴ھ سے ۴۹۲ھ) میں جوزجان میں تشریف لائے اسی مناسبت سے جوزجانی بھی مشہور رہیں۔ ان کی پیدائش لاہور میں ہوئی۔ والدہ کا نام تولک تھا جو ہرات کے مشہور علمی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے خاندان کا تعلق چونکہ غوز خاندان سے تھا چونکہ اس لئے کہ امام عبدالخالق نے سلطان ابراہیم غزنوی کی صاحبزادی سے نکاح کیا تھا۔ اس لئے منہاج الدین عثمان کی تربیت فیروزکوہ ملوک غور کے دربار میں ہوئی۔ سب سے پہلے انہیں قرآن پاک حفظ کروایا گیا۔ ... ۱۲۱۴ء تک اسی دربار میں زندگی گزاری۔ ۱۲۱۶ء میں سلاطین غوز کی طرف سے دربار سیستان میں پہلی بار سفیر بنا کر بھیجے گئے۔ ۱۲۲۰ء میں جب چنگیز نے حملہ کیا تو منہاج عثمان ہرات میں ہی مقیم تھے۔ ۱۲۲۱ء میں گزیو اور تمران کا سفر کیا اور وہیں شادی کر کے سکونت اختیار کی۔ بعد ازاں ہندوستان کا سفر کیا۔ یہاں سلطان ناصرالدین قباچہ کی طرف سے مدرسہ فیروزی کا اہتمام اور لشکر میں عہدہ قضا تفویض کیا۔ ۱۲۲۸ء میں شمس الدین التمش نے اُچ فتح کیا تو منہاج عثمان اُس کے دربار سے وابستہ ہو گئے۔ سلطان نے دہلی لے جا کر خطیب و امام محتسب جمیع امور شرعیہ مقرر کیا۔ ۱۲۳۶ء میں رضیہ سلطانہ کے دربار سے وابستہ ہوتے۔ بیرام شاہ کے عہد میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز ہوتے بعد میں غیاث الدین بلبن کے زمانے تک مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۲۶۰ء میں وفات پائی۔ مولانا، عالم دربار دار، فقیہہ، شاعر، ادیب اور مورخ تھے۔ مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے انہیں اہل تصوف اور صاحب وجد و سماع لکھا ہے۔ آپ نے سلطان ناصرالدین پر "ناصری نامہ" اور "طبقاتِ ناصری" تحریر کیں۔ جن میں فارس۔ چین اور عرب کے قدیم بادشاہوں کے حالات اسلام کی تاریخ اور مظہور اسلام

Marfat.com

سے اپنے عہد تک کے حالات تحریر ہیں۔ یہ کتاب تین جلدوں میں مشتمل ہے۔

ابو نصر جوہری

عالم دین اور مصنف۔ وفات ۱۰۰۸ء یا ۱۰۱۰ء۔ نعت نویس اسماعیل بن حماد نام تھا۔ پیدائش فاراب کے صوبے میں ہوئی۔ ترکی النسل تھے۔ اپنے ماموں ابو ابراہیم اسحاق فارابی سے گھر پر تعلیم حاصل کی۔ بعد میں بغداد جاکر ابو سعید حسن بن عبداللہ سیرافی اور ابو علی حسن بن احمد کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ انہوں نے عربی میں تبحر پیدا کرنے کے لئے عراق، شام اور حجاز تک گئے۔ اس کے بعد انہوں نے مشرق کا رخ کیا۔ کچھ عرصہ وامغان میں جو المرے سے نیشاپور جانے والی سڑک کے کنارے ایک قصبہ میں ابو علی حسن بن علی کے پاس گزارا۔ بعد ازاں خراساں کے دارالحکومت جاکر انہوں نے عربی زبان نحو اور خطاطی کی تعلیم دی۔ انہوں نے خطاطی میں اتنی شہرت حاصل کی کہ ان کے خط اور مشہور ابن مقلہ کے خط میں کوئی امتیاز باقی نہ رہا۔ آخری عمر میں جنونی کیفیت طاری ہوگئی تھی۔ اسی حالت میں مکان کی چھت سے گر کر وفات پائی۔ جوہری کو شعر و شاعری سے بھی شغف تھا۔ ثعالبی اور یاقوت نے ان کے بعض اشعار بھی نقل کئے ہیں۔ ان کی تصانیف میں "المقدمہ فی النحو" "عروض الورقہ" "تاج اللغتہ وصحاح العربیہ" "دیوان الادب فی اللغتہ" "لغت اعزدن" "صحاح" مشہور ہیں۔

حضرت ابو المعالی جوینی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷ر فروری ۱۰۲۸ء تا ۲۰ر اگست ۱۰۸۵ء ایک مشہور عالم دین جن کا تعلق اشاعرہ سے تھا عبدالملک نام الحرمین لقب تھا مشہور شافعی عالم دین ابو محمد عبداللہ جوینی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ بشتنکان نامی گاؤں نیشاپور کے نواح میں پیدائش ہوئی۔ انیس سال کی عمر میں اپنے والد کی وفات کے بعد ان کا سلسلہ درس و تدریس سنبھالا۔ جب طغرل بیگ سلجوق کے وزیر عمید الملک کندری نے اشاعرہ کی مخالفت کی اور منبروں سے بھی ان کی مخالفت شروع ہوئی تو ابو القاسم قشیری کی طرح جوینی بھی بغداد چلے گئے۔ پھر ۱۰۵۸ء میں مکہ مدینہ میں چار سال تک درس دیتے رہے۔ اسی لئے انہیں امام الحرمین کہا جاتا ہے۔ جب سلجوقیوں کے وزیر نظام الملک کو اقتدار حاصل ہوا وہ اشاعرہ کا طرفدار تھا۔ اس نے تمام تارک الوطن کو واپس بلا لیا۔ جوینی بھی نیشاپور واپس آگئے اور ایک مدرسہ قائم کیا جس کا نام مدرسہ نظامیہ رکھا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں اس مدرسے میں معلم رہے۔ جوینی آخر عمر میں بیمار ہوکر اپنے پیدائشی

Marfat.com

گاؤں چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔
جوینی نے اس دور میں قلم اُٹھایا جو قدیم اشعری دبستان اور دبستان کے درمیان کا زمانہ تھا جسے ابنِ خلدون نے جدید دبستان قرار دیا ہے۔ جوینی کی تحقیقات اصول فقہ اور علم الکلام کے درمیان بٹی ہوئی تھی۔ ان کی تصانیف میں "کتاب الورقات فی اصول الفقہ" جس کی شرحیں ۱۱ صدی ہجری یا سترہ صدی عیسوی تک برابر لکھی جاتی رہیں۔"کتاب البرھان فی اصول الفقہ"۔ علم کلام پر "الشامل" جو عظیم تصنیف ہے "کتاب الارشاد والی قواطع الادلۃ فی اصول الاعتقاد" شامل ہیں۔

مُلا احمد جیونؒ

۱۶۴۷ء سے ۱۷۱۸ء کے دور کے عالم دین۔ بن ابی سعید بن عبداللہ بن عبدالرزاق بن مخدوم عالم دین ومفسر قرآن حکیم۔ آپ کی پیدائش لکھنؤ کے قریب امیٹھی میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حافظہ عطاء کیا تھا سات برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ سولہ سال کی عمر میں عقلی اور نقلی علوم کی تکمیل کر لی تھی۔ آپ کے اساتذہ میں محمد صادق الستر کھی اور لطیف اللہ کوڑا آبادی ہیں۔

آپ نے اکیس برس کی عمر میں اپنی تفسیر مکمل کر لی۔ اورنگ زیب عالمگیر شہنشاہ ہند نے انہیں اپنے اساتذہ میں شامل کر لیا تھا اور آپ کی بہت عزت و تکریم کرتا تھا۔ شاہ عالم بہادر شاہ اول بھی اپنے والد اورنگ زیب کی طرح آپ کی بہت عزت کرتا تھا۔ آپ کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو فقہ میں خاص مہارت حاصل تھی یہ ایسے احکام شرعیہ سے بحث کرتی ہے جنہیں فقط قرآن حکیم سے ہی مستخرج کیا گیا ہے۔
علم سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے آبائی شہر میں پڑھانا شروع کر دیا۔ ۱۶۷۶ء میں آپ دہلی اور اجمیر روانہ ہوتے اور وہاں پر کافی عرصہ قیام کیا۔ اس زمانے میں آپ وعظ و نصیحت تعلیم و تدریس اور اشاعتِ اسلام میں مصروف رہے۔ ۱۶۹۰ء میں پہلی مرتبہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور پانچ سال تک وہاں قیام کیا۔
۱۶۹۵ء میں ہندوستان آ کر سرکاری ملازمت اختیار کر لی۔ ۱۷۰۴ء میں واپس امیٹھی پہنچے اور دورانِ قیام اپنے شیخ ساسین بن عبدالرزاق قادری سے خرقہ تصوّف عطا ہوا۔ اس کے بعد آپ نے بہت سے شاگردوں کے ساتھ دہلی کا رُخ کیا۔ اجمیر میں شاہ عالم اوّل سے ملاقات ہوئی وہ ساتھ لاہور لے گیا۔ شاہ عالم کی وفات کے بعد دہلی آ کر دوبارہ درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ آپ نے امیٹھی میں ایک مدرسہ بھی قائم کیا۔

Marfat.com

آپ کا انتقال دہلی کی جامع مسجد میں اپنے زاویے میں ہوا۔ پہلے یہیں دفن ہوئے بعد میں لاش کو نکال کر امیٹھی میں دفن کیا گیا۔

آپ کی تصنیفات میں "التفسیرات الاحمدیہ فی بیان آلایات الشرعیہ"، "نور الانوار"، "منار الانوار"، "السوانح"، "مناقب الاولیاء"۔ خاص طور پر مشہور ہیں۔ ایک اور کتاب "آداب احمدی" جو تصوف و صوفیاء کے مقامات پر ہے۔ آپ کی اوائل عمر کی تصنیف ہے۔

حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی

۱۳۷۲ء سے ۱۴۴۹ء کے دور کے محدث جو علم حدیث میں سند شمار ہوتے ہیں۔ پیدائش مصر میں ہوئی۔ شافعی عقیدہ کے نامور مورخ سمجھے جاتے ہیں اس سلسلے میں کئی بار شام، حجاز، مصر اور یمن کا سفر کیا اور اس شوق کی بدولت حافظ عصر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ یوں تو ان کی تصنیفات میں ڈیڑھ سو کتب بتائی جاتی ہیں۔ لیکن ان میں دو بہت مشہور ہیں۔ ایک "فتح الباری فی شرح البخاری" اور دوسری "الاصابہ فی تمیز الصحابہ"۔

حاکم نیشاپوری

۹۳۳ء سے ۱۰۱۴ء کے عالم دین۔ نام محمد بن عبداللہ بن محمد تھا۔ کنیت ابو عبداللہ تھی۔ لیکن آپ ایک ممتاز محدث ابن البیع کے نام سے مشہور تھے۔ علم حدیث کی تحصیل کے لئے مختلف ممالک کا سفر کیا آپ نے تقریباً دو ہزار شیوخ سے احادیث سنیں۔ آپ چونکہ کچھ عرصہ قاضی بھی رہے۔ اس لئے حاکم کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ نے بہت سی کتابیں تحریر کیں۔ بقول ذہبی ان کی تعداد ایک ہزار ہے۔ ان تصانیف میں "معرفتہ علوم الحدیث"، ایک اہم کتاب ہے۔ اگرچہ آپ کی علمیت کی بڑی قدر کی جاتی تھی۔ بہت سے علماء آپ کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔ تاہم آپ کی تصانیف بھی تنقید سے نہ بچ سکیں۔ بعض مورخین نے آپ کو شیعہ لکھا ہے جس کی سبکی نے پرزور تردید کی ہے۔ ذہبی نے اپنی تصنیف "تذکرۃ الحفاظ"، میں آپ کو محدثین کا امام لکھا ہے۔ ابن حجر نے اپنی کتاب "لسان المیزان"، میں لکھا ہے کہ آپ کا شمار ضعیف محدثین میں نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کی تصانیف میں "المستدرک علی الصحیحین"۔ "المدخل فی اصول الحدیث"، "معرفتہ علوم الحدیث"، "تاریخ نیشاپور"، اور کتاب "مزکی الاخیار"، خاص طور پر مشہور ہیں۔

حامد رضا خان قادری

۱۸۷۶ء تا ۱۹۴۵ء مشہور عالم دین۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی کے بڑے فرزند۔ حامد رضا خان نام۔ ظاہری علوم اپنے والد سے سیکھے۔ انیس برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ علوم ادبیہ کے علاوہ آپ تفسیر، حدیث، اصول، فقہ، منطق، فلسفہ اور ریاضی میں بھی یکتائے روزگار تھے۔ بڑے منکسر مزاج اور عمدہ اخلاق کے مالک تھے۔ طلباء، حاجت مندوں، درویشوں اور فقراء پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ آپ نے سال ہا سال دارالعلوم منظر الاسلام میں درس حدیث دیا۔ آپ کے خلفاء میں شیخ الحدیث مولانا سردار احمد قادری، مولانا ابراہیم رضا خان، مفتی اعجاز ولی خان۔ ابوالحسنات محمد احمد قادری جیسی... شخصیات شامل ہیں۔ آپ نے ستر سال کی عمر میں وفات پائی اور اپنے والد کے جوار میں دفن ہوئے۔

مولانا حامد علی خان

۱۹۰۶ء سے ۱۹۸۰ء کے عالم دین۔ والد کا نام مولوی شیدا علی تھا۔ پیدائش رام پور ہوئی۔ مدرسہ عالیہ رامپور کے اساتذہ مولانا معز اللہ خان۔ مولانا نذیر الدین۔ مولانا وجیہہ الدین اور مولانا حمایت اللہ سے درس نظامی کی کتابیں پڑھیں۔ حصول تعلیم کے بعد ۱۹۳۲ء میں مدرسہ اسلامیہ خیر المصادر رہتک میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۶ء میں پاکستان آئے اور ملتان میں سکونت اختیار کی اور خیر المعاد کے نام سے درس گاہ قائم کی۔ آپ نے پاکستان میں اُٹھنے والی ہر اسلامی تحریک کا ساتھ دیا۔ تحریک ختم نبوت اور پیپلز پارٹی کے خلاف عوامی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ آپ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ پیر طریقت بھی تھے۔ مولانا عنایت اللہ رامپوری نے آپ کو سلسلہ نقشبندی مجددیہ میں خلافت سے نوازا تھا۔ جنوری ۱۹۸۰ء کو انتقال فرمایا۔ شاہ رکن عالم کے مزار کے سامنے تکیے میں دفن ہوئے۔

مولانا حامد میاں

دسمبر ۱۹۲۶ء میں پیدائش ہوئی۔ پاکستان کے جیّد عالم دین۔ تاریخی نام سعید اختر۔ والد کا نام محمد میاں خاندان سادات میں سے تھے۔ والدہ کی طرف سے عثمانی اور والد کی طرف سے حضرت امام حسین علیہ السّلام سے جا ملتے ہیں۔ آپ کے اجداد ساتویں صدی ہجری میں سید حسین حمص سے کیا ترک وطن کر کے ہندوستان تشریف لائے اور بہاؤالدین ذکریا ملتانی سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ مولانا حامد میاں دیوبند میں پیدا ہوئے تعلیم کا آغاز دیوبند سے ہوا۔ قاری اصغر علی استادِ اوّل تھے۔ چونکہ آپ کے والد جامعہ قاسمیہ

Marfat.com

المعروف مدرسہ شاہی مراد آباد میں تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ چنانچہ بقایا تعلیم اسی مدرسے میں حاصل کی اور اپنے والد محترم عبدالحق مدنی، مولانا عبدالاحد، مولانا اسمٰعیل سنبھلی وغیرہ سے تحصیل علم کی۔ اس کے بعد دیوبند میں داخلہ لے کر حدیث، تفسیر اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا حسین احمد مدنی سے ۱۹۴۸ء میں بیعت کی۔ ۱۹۵۲ء میں پاکستان آ گئے۔ چند ماہ جامعہ اشرفیہ میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۵۵ء میں مسلم مسجد لوہاری گیٹ لاہور میں جامعہ مدینہ کی بنیاد رکھی۔

اور بعد ازاں جامعہ مدینہ امیر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ آپ کی تصانیف میں تصوف پر "ذکرِ جمیل"، نحو پر "تسہیل الصرف" اور "تسہیل النحو" ہیں۔ تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری ہے۔ ۳ مارچ ۱۹۸۸ء کو آپ کا انتقال ہوا۔

مولانا حبیب الرحمٰن

۱۸۹۲ء تا ۱۹۵۶ء کے عہد کے عالم دین، سیاستدان پیدائش لدھیانہ میں ہوئی۔ والد مولانا زکریا بھی ممتاز عالم دین تھے۔ مولانا حبیب الرحمان مجلس احرار کے سرگرم رکن تھے۔ انہوں نے تحریک خلافت اور بعد میں تحریک احرار میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ متعدد بار قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ بڑے اچھے مقرر اور آزاد خیال رہنما تھے۔ انتقال دہلی میں ہوا۔

مولانا حسین احمد مدنی

۱۸۷۸ء تا ۱۹۵۷ء کے عالم دین۔ شیخ الہند ضلع اناؤ (بھارت اتر پردیش) کے ایک گاؤں میں پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم دیوبند میں پائی۔ اور حضرت مولانا محمود حسن شیخ الہند سے کسب فیض کیا شیخ الہند کی صحبت میں آپ کے دل میں حب الوطنی کے جذبات پیدا ہوئے۔ آپ نے سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ ۱۹۱۳ء کے اواخر میں حجاز تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ کے دارالحدیث میں تعلیم میں ہی شامل تھے۔ خواجہ خواجگان لقب تھا۔ آپ کی پیدائش حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام موسیٰ راعی تھا جو زیدؓ بن ثابت انصاری کے آزاد کردہ غلام تھے۔ والدہ ماجدہ اُم المومنین حضرت اُم سلمہؓ کی لونڈی تھیں۔ ابتدا میں آپ جواہرات کی تجارت کرتے تھے اور پیشے سے سے آپ نے بہت سارا روپیہ کمایا۔ اسی پیشے کے اعتبار سے حسن لولوئی کے نام سے مشہور ہوئے۔ لیکن جب عشق الٰہی کا جذبہ دل میں پیدا ہوا تو تمام مال و متاع خدا کی راہ میں تقسیم کر دیا اور عبادت و ریاضت میں

Marfat.com

مشغول ہو گئے۔ سنتِ رسولؐ کی سختی سے پیروی کرتے تھے۔ خوفِ الٰہی سے ہر وقت روتے رہتے تھے۔ کثرتِ گریہ سے آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے تھے۔ مزاج میں انکسار حد سے زیادہ تھا۔ آپ کے نزدیک زہد کی بنیاد حزن والم ہے۔ تصوف میں خوف والم کا مسلک آپ سے ہی منسوب ہے۔ تمام اکابر صوفیا آپ کو شیخ الشیوخ مانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی جباریت و قہاریت سے آپ ہر وقت لرزہ براندام رہتے۔ خوفِ الٰہی سے گریہ زاری کرنا اور گناہوں کے خیال سے مضطرب الحال رہنا آپ کا معمول تھا آخری عمر میں بصرہ میں مکمل گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ ۱۱۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت خطیب بغدادی

(۱۰ مئی ۱۰۰۲ء تا ۵ ستمبر ۱۰۷۱ء) ابوبکر احمد بن علی بن ثابت۔ مشہور محدّث اور خطیب۔ بغداد کے جنوب میں درزجان میں پیدائش ہوئی۔ انہوں نے لڑکپن کا زمانہ حدیث کی جستجو میں سفر کرنے میں گزارا۔ وہ بصرے، نیشاپور، اصفہان، ہمدان اور دمشق گئے۔ بالآخر انہوں نے بغداد میں سکونت اختیار کی اور خطیب کے عہدے پر فائز رہے اسی بناء پر خطیب بغدادی مشہور ہوتے۔ علم حدیث میں متبحرانہ دسترس رکھنے کی وجہ سے بہت شہرت حاصل ہوئی۔ شروع میں حنبلی رہنے کے بعد ان کا شافعی مسلک کو ترجیح دینا ان کے فقیہانہ نظریے (جن پر اشعریت کا اثر غالب تھا) ان سب باتوں نے امام احمد کے شاگردوں کو ان سے متنفر کر دیا۔ لیکن حنبلیوں کی مخالفت کے باوجود خلیفہ القائم اور وزیر ابن مسلمہ کی تائید اور حمایت سے المنصور کی مسجد میں حدیث کے متعلق سلسلہ درس جاری کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ البساسیری کی کامیاب بغاوت ابن مسلمہ کی تباہی کا باعث ہوئی تو خطیب بغدادی نے دمشق میں پناہ لی۔ دمشق کے فاطمی خلیفہ نے انہیں گرفتار کر لیا۔ لیکن یہ فرار ہو کر صور اور حلب کی طرف نکل گئے۔ سلجوقیوں نے بغداد میں امن و امان قائم کیا تو خطیب بغدادی واپس بغداد آ گئے۔ اس کے ایک سال بعد انہیں وفات پائی۔ ان کے سوانح نگاروں کے مطابق ان کی کتابوں کی تعداد ایک سو کے قریب ہے جن میں سب سے مشہور "تاریخ بغداد" ہے۔

امام آیت اللہ خمینی

(۱۹۰۰ء) ایران کے مذہبی رہنما، بانی اسلامی جمہوریہ ایران۔ آیت اللہ العظمیٰ امام روح اللہ

Marfat.com

الموسوی الخمینی۔ پیدائش قم میں ہوئی۔ ایران۔ عراق اور ہندوستان میں دینی علوم کی تکمیل کی۔ ۱۹۵۳ء میں رضا شاہ کے خاص جرنیلوں نے قوم پرست وزیر اعظم ڈاکٹر محمد مصدق کی حکومت کا تختہ الٹ دیا تو پارٹی کے ہزاروں ارکان کو قتل کر دیا گیا۔ ایرانی علماء نے درپردہ شاہ کے خلاف مہم جاری رکھی اور چند سال بعد آیت اللہ خمینی ایرانی سیاست کے افق پر ایک عظیم رہنما بن کر ابھرے۔

۴/ نومبر ۱۹۶۴ء کو شہنشاہ ایران نے آپ کو ملک بدر کر دیا خمینی پہلے ترکی پھر عراق اور بالآخر انہیں فرانس میں جا کر پناہ ملی اور وہیں ۱۹۷۸ء کو قصبہ نوشل لوشاتو میں سکونت اختیار کی۔ اس سارے عرصے میں شاہ ایران کے خلاف تحریک میں شامل لوگوں کی رہنمائی کرتے رہے۔ ۱۷ جنوری ۱۹۷۹ء کو بالآخر شہنشاہ ایران کو ملک چھوڑ کر جانا پڑا۔ نوفل آیت اللہ

خمینی ایران میں واپس آئے اور شہر قم میں رہائش اختیار کرتے ہوئے ایران کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا اور سیاسی قیادت سنبھال لی۔ ۴ جون ۱۹۸۹ء کو آپ کا انتقال ہوا۔

مولانا سید داؤد غزنوی

(۱۸۹۵ء سے ۱۹۶۲ء) عالم دین۔ مدبر۔ سیاستدان اور ممتاز راہنما۔ پیدائش امرتسر میں ہوئی والد سید عبدالجبار غزنوی عالم دین اور صوفی بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مدرسہ تقویت الاسلام کے بانی بھی تھے۔ مولانا نے ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی اور پھر دہلی جا کر حدیث کی تکمیل کی اور والد کے مدرسے میں مدرس مقرر ہوئے۔ بعد ازاں تحریک خلافت میں بھرپور حصہ لیا اور ایک جماعت جمعیت العلمائے ہند قائم کی جس کے نائب صدر بھی رہے۔ ۱۹۱۹ء میں انگریزوں کے خلاف بغاوت کے جرم میں تین سال کی سزا ہوئی۔ ۱۹۲۵ء میں رہا ہوئے اور سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے دوبارہ گرفتار ہوئے۔ ۱۹۲۷ء میں سائمن کمیشن کے خلاف تحریک میں حصہ لینے کے جرم میں قید ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں ہم خیال رہنماؤں کے تعاون سے ایک جماعت احرار اسلام قائم کی۔ ۱۹۴۲ء میں کانگریس کی تحریک "ہندوستان چھوڑ دو" میں حصہ لینے کے جرم میں قید و بند میں کچھ عرصہ گزارا۔ ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ آپ شعلہ بیان خطیب بلند پایہ صحافی اور بالغ النظر سیاست دان بھی تھے۔ وفات لاہور میں ہوئی۔

Marfat.com

داؤد بن علی

(۸۸۴ء) بن خلف اصفہانی فرقہ ظاہریہ (داؤدیہ) کے امام فقہ تھے۔ ان کا مسلک یہ تھا کہ قرآن حکیم اور حدیث کے ظاہری یا لغوی معنی لینے چاہئیں۔ داؤد نے اجماع کے تصور کو بھی صحابہؓ تک محدود کر دیا۔ صرف ایک امام کی تقلید کو رد کر دیا۔ آپ کی پیدائش کوفہ میں ہوئی۔ بصرہ۔ بغداد اور نیشاپور کے مشہور اساتذہ سے حدیث پڑھی اور بعد ازاں بغداد میں رہائش اختیار کی۔ بغداد میں مفتی یا معلّم کی حیثیت سے ان کی بڑی قدر کی جاتی تھی۔ آپ کے والد حنفی تھے۔ لیکن داؤد کو شافعیؒ کا "متعصب" مقلد بیان کیا جاتا ہے۔

راغب اصفہانی

(وفات ۱۱۰۸) ابو القاسم حسین بن محمد بن مفضل دینی علوم کے مشہور اور ممتاز عربی مصنف امام فخر الدین رازی نے اپنی کتاب "اساس التقدیس" میں ان کے اہل السنت اور صحیح العقیدہ ہونے کی ... توثیق کی ہے۔ راغب کی تصنیفات تفسیر القرآن ادب اور ثقافت کے متعلق ہیں۔ ان کی جامع "التفاسیر" قابل ذکر ہے۔ انہوں نے قرآن حکیم کا ایک لغت "المفردات کے نام سے تصنیف کیا ہے" ہے۔ ان کی المفردات کا اردو ترجمہ مفردات القرآن کے عنوان سے محمد عبدہ الفلاح فیروز پوری نے ۱۹۶۲ء میں لاہور سے شائع کیا۔ امام راغب نے اس سے قبل اخلاقیات پر اپنی کتاب "الذریعۃ الی مکارم الشریعت" امام راغب کی مقبول ترین ادبی تصنیف "المحاضرات" جو عام ادبی موضوعات پر مشتمل ہے۔

حافظ زین الدین عراقی

(۱۳۵۶ء تا ۱۴۲۵ء) صوفی عالم دین بزرگ۔ اصل نام ابو بکر محمد بن حونفی تھا۔ آپ زینیہ فرقے کے بانی تھے۔ آپ نے خرقہ مصر سے حاصل کیا اور پھر وسطِ ایشیاء میں سکونت اختیار کی۔ دمشق مصر اور بیت المقدس کا سفر کر کے اپنے نظریات کی اشاعت کی اور لوگوں کو بیعت کیا۔ آپ نے بہت سی تصنیفات یادگار چھوڑی ہیں۔ جن میں "رسالۃ الوصایا" بہت مشہور ہے۔ ان کے ایک ... نے جو شہنشاہ بابر کے ہمراہیوں میں سے تھے نے تزکِ بابری کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ آپ کا انتقال مالین میں ہوا۔ لیکن وہاں سے آپ کا جسدِ خاکی پہلے درویش آباد آیا اور بعد میں عید گاہ ہرات میں منتقل کر

Marfat.com

دیا گیا۔

سالم بن محمد

(وفات ۷/اکتوبر ۱۶۰۶ء) نامور مقری مالکی فقیہہ اور محدّث۔ جا تے پیدائش سنہور اکیس برس کی عمر میں قاہرہ آتے اور مالکیوں کے مفتی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ آپ اپنے زمانے میں مخزنِ علوم تھے۔ مصر، شام اور حرمین کے بیشمار لوگوں نے آپ سے علمِ حدیث حاصل کیا ان کی متعدد تصانیف میں سے صرف شیخ خلیل کی "المختصر" پر "حاشیہ" باقی بچی ہے۔

سالم محمد امین

ترک فقیہہ۔ ان کے والد مرزا غلام مصطفےٰ آفندی شیخ الاسلام تھے۔ ان کی وفات کے بعد استنبول میں پیدا ہوئے۔ ابتدا میں معلّمی کا پیشہ اختیار کیا۔ مابعد محکمہ قضا کے مختلف عہدوں پر فائز رہے ۱۷۲۲ء میں مکّہ کے قاضی مقرّر ہوئے۔ ۱۷۳۰ء میں استنبول کے قاضی اور اناطولی کے قاضی بنائے گئے لیکن ۱۷۳۵ء میں سافز کی طرف جلا وطن کر دیئے گئے۔ ۱۷۳۶ء میں انہیں دوبارہ مکّہ کا قاضی مقرّر کیا گیا۔ بعد میں انہیں دمشق بھیج دیا گیا۔ اپریل ۱۷۳۹ء میں دمشق جاتے ہوئے راستے میں مفرق کے مقام پر انتقال ہوا انہوں نے کئی فقہ کی کتابوں کے تراجم کئے۔ ترکی فارسی لغت لکھی۔ جہاد پر ایک کتاب "نیل الرشاد فی اسرار الجہاد" تحریر کی۔ عینی کی "تاریخ عالم" "عقد الجمان فی تاریخ اہل الزمان" کا ترکی میں ترجمہ کیا جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ان کی مشہور کتاب "تذکرہ شعراء" ہے ۴۱۰ شعراء پر مشتمل ہے۔

سردار احمد خان تپانی

عالم دین ہے۔ آپ قبیلہ تپانی جو جام پور سے ڈیڑھ میل دور ایک گاؤں لنڈی تپانی میں آباد ہے کے سردار تھے جو بلوچی ہیں۔ زمیندار ہونے کے باوجود آپ دردمند دل پہلو میں رکھتے تھے اور ان کے دل میں اسلام کی تبلیغ کا جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ ان دنوں ڈیرہ غازی خان میں جہالت بدعت کی ظلمت اور تاریکی چھائی ہوئی تھی آپ نے اسلام کی تبلیغ کا بیڑا اٹھایا اور آریہ سماج کے برہمنوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ جب مناظرہ شروع ہوا تو مسلمانوں کی جانب سے اکیلے مولانا لال حسین صاحب نے ہی آریہ سماج کے چوٹی کے افراد کو شکست دی۔ سردار صاحب نے تبلیغ کے

Marfat.com

کام کو منظم کرنے کے لئے لاہور۔ دیوبند اور دہلی کا سفر کیا اور مختلف علماء سے اس موضوع پر تبادلہ خیال کیا اور واپس آکر باقاعدہ تبلیغ اسلام کا آغاز ۱۲/دسمبر ۱۹۴۲ء کو ڈیرہ غازی خاں میں کیا اس دن بہت سے دین کے مبلغوں کا اجتماع آپ کے دولت خانہ پر ہوا۔

وفات سے ایک سال پہلے آپ کو ہلکا بخار رہنے لگا مقامی حکیموں اور ڈاکٹروں کے علاج سے کوئی افاقہ نہ ہوا۔ بالآخر ۲۵/نومبر ۱۹۶۰ء کو جمعہ کے روز انتقال ہوا۔

آپ نے ترکہ میں تقریباً پون لاکھ روپیہ چھوڑا جو آن کی وصیت کے مطابق تعلیمی اور تبلیغی اداروں میں تقسیم کر دیا گیا۔

سلیمان پھلواری

عالم دین آپ عظیم آباد پٹنہ کے قریب موضع پھلواری میں ۱۸۵۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محمد داؤد سے حاصل کی بعد میں لکھنؤ جا کر مولانا عبدالحیٔ فرنگی سہارنپور میں مولانا احمد علی محدث اور دہلی میں سید نذیر حسین مونگیری سے کسب فیض کیا۔ آپ ہر سال انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں لاہور شرکت کے لئے آیا کرتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۹۳۵ء میں ہوئی اور موضع پھلواری میں ہی دفن ہوئے۔ آپ کے مکتوبات ۱۹۴۵ء میں کراچی سے "شمس المعارف" کے نام سے شائع ہوئے۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ

۲۵ رمضان ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بڑے فرزند۔ مشہور محدث۔ مفسر اور عالم دین۔ پیدائش دہلی میں ہوئی۔ سترہ سال کی عمر میں تفسیر۔ حدیث اور فقہ میں فارغ التحصیل ہو گئے اور حدیث کا درس دینا شروع کر دیا۔ آپ حدیث کے علاوہ فقہ میں بھی دستگاہ رکھتے تھے اور مشکل مسائل کو چشم زدن میں حل کر دیا کرتے تھے۔ فن عروض کے ماہر تھے۔ استاد ابراہیم ذوق نے ابتداء میں آپ سے ہی اصلاح سخن لی تھی آپ شاعر بھی تھے۔ چند عربی نظمیں یادگار ہیں۔ آپ کی مشہور یادگار تصنیف "تفسیر عزیزی" ہے ان سے پہلے مسلمان انگریزی تعلیم کو ناجائز تصور کرتے تھے لیکن آپ نے ہی اس کے جواز کا فتویٰ دیا۔ شیعہ عقائد کی تردید میں بھی کتابیں تصنیف کیں۔ ایک مجموعہ فتاویٰ بھی شائع کیا۔ دہلی میں دفن ہوئے۔ شوال

Marfat.com

۱۲۳۹ھ کو انتقال فرما گئے۔ وقت وفات آپ کی عمر نواسی سال کے قریب تھی۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ

عالم دین۔ (۱۱۶۷ھ تا ۱۲۳۰ھ) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے تیسرے فرزند۔ آپ نے دین کی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ آپ کو علم فقہ و حدیث میں کمال حاصل تھا۔ تمام عمر اکبرآبادی مسجد میں واقع ایک حجرے میں گوشہ نشینی میں گزار دی۔ آپ پہلے عالم دین ہیں جنہوں نے قرآن پاک کا بامحاورہ اردو میں ترجمہ کیا اور اس کا نام "موضح القرآن" رکھا۔ ترجمہ مفصل اور تحشیٰی ہے۔ مطالب القرآن کو اچھی طرح واضح کرتا ہے اور اردو کی بلند پایہ تصنیف بھی تصور کیا جاتا ہے آپ نے وفات دہلی میں پائی۔

عامر بن شراحیل الشعبیؒ

ریاضی دان شاعر۔ نام عمر۔ کنیت ابو عمر۔ قبیلہ الشعبی۔ ۱۹ھ میں پیدائش ہوئی۔ آپ کی والدہ جلولہ کے قیدیوں میں سے تھیں جو آپ کے والد شراحیل کے حصہ میں آئیں۔ آپ کو ابتدائی عمر میں ہی بے شمار صحابہ اکرامؓ سے ملنے جلنے کا موقعہ ملتا تھا۔ اس لئے آپ نے سب سے علمی استفادہ حاصل کیا۔ فقہ اور حدیث پر عبور حاصل کر لیا اور اپنے وقت کے امام کہلائے۔ آپ قرآن کے اعلیٰ قاری ہونے کے ساتھ ساتھ ریاضی اور شاعری میں بھی دسترس رکھتے تھے۔ عہد اموی میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں کوفے کے قاضی بنائے گئے ،، برس کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت عبدالعزیز پرہاروی

عالم دین۔ علامہ حافظ عبدالعزیز بن محمد بن حامد۔ ۱۲۰۹ھ میں بستی پرہار کوٹ اَدو پیدا ہوئے۔ قرآن مجید والد سے حفظ کیا۔ بقایا علوم و فنون حضرت حافظ جمال ملتانی سے حاصل کئے جو حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کے خلیفہ تھے۔ آپ علماء اور فقراء سے بے حد محبت کرتے مطالعے کا شوق بے حد تھا۔ رشد و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا شوق بھی رکھتے

تھے۔ان کی چند تصانیف۔کوثر النبی۔السر المکتوم ما اخفاء المتقدمون مرام الکلام فی عقائد الاسلام مشہور ہیں۔آپ علوم دینیہ کی تدریس۔بیعت وارشاد اور طب کا کام بیک وقت کرتے تھے۔حیرت یہ ہے کہ عمر صرف تیس برس تھی۔۱۲۳۹ھ میں انتقال ہوا۔

مولانا عطاء اللہ حنیف

(۱۹۱۰ء پیدائش) کنیت ابو طیب۔پیدائش بھوجیاں ضلع امرتسر۔۱۹۲۵ء میں دہلی جاکر مولانا ابو سعید شرف الدین دہلویؒ اور مولانا عبدالرحمٰن سے حدیث و دیگر علوم پڑھے۔ان کے علاوہ مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی حافظ محمد محدث گوندلوی اور عطاء اللہ لکھوی سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا۔دہلی سے تکمیل علم کے بعد پنجاب آگئے۔ان دنوں جمعیت اہل حدیث کی تکمیل ہو چکی تھی۔لہٰذا جماعت کے پہلے مدرسے میں بطور شیخ الحدیث نامزد ہوئے۔اسی دوران میں مشہور کتاب سنن نسائی پر حاشیہ لکھا۔ایک رسالہ "الاعتصام" کے نام سے جاری کیا۔امام ابن تیمیہؒ سے خصوصی شغف رکھتے تھے پروفیسر ابو زہرہ کی کتاب "حیات ابن تیمیہ" کا ترجمہ رئیس احمد جعفری سے کروایا۔بیس برس سے لاہور کی جمعیت کے امیر چلے آرہے (وفات پائی) ۔مولانا نے مبارک مسجد اسلامیہ کالج گراؤنڈ میں اکتیس برس خلافت کے فرائض سرانجام دیئے۔غرضیکہ مولانا عطاء اللہ حنیف جماعت اہل حدیث کے بلند پایہ محققین میں سے ہیں آپ نے بڑی بڑی کتابوں پر حواشی تحریر کرکے اپنے ادارے سے شائع کیا۔نادر نایاب کتب کی جستجو کرکے منظر عام پر لائے۔سنن نسائی" پر حاشیہ التعلیقات السلفیہ کے نام سے اسی ادارے نے شائع کیا۔

حضرت زمخشریؒ

مصنف (۱۰۷۵ء تا ۱۴ جون ۱۱۴۴ء) نام ابوالقاسم محمود بن عمر۔فقہ۔کلام اور لسانیات کے ایرانی عالم۔پیدائش خوارزم میں ہوئی اس نے اپنی اہم ترین تصنیف تفسیر قرآن مجید "الکشاف عن حقائق التنزیل" ۱۱۳۴ء میں تکمیل کرکے شہرت حاصل کی یہ معتزلی نظریہ رکھتے ہوئے حدیث سے کم از کم استفادہ کرتے تھے۔ابن خلدون نے انہیں دوسرے مفسرین پر فضیلت دی ہے عربی قواعد میں زمخشری کی کتاب "المفصل" قابل ذکر ہے۔اس نے علم نحو میں بھی دو رسالے "المفرد والمؤلف"

Marfat.com

فی النحو" اور الالموذج فی النحو" تصنیف کئے جو بے حد مقبول ہوئے۔ اس نے "مقدمۃ الادب" اور فارسی میں اس کی شرح لکھ کر عربی زبان والوں کے لئے ایک وسیع ذخیرہ مہیا کیا۔ لغت حدیث میں اس نے "کتاب الفائق" لکھی۔ ایک اور کتاب جو ضرب الامثال کا مجموعہ ہے "المستقصیٰ فی الامثال" کے نام سے تحریر کی۔ حدیث میں ان کی دو کتب مختصر المواقف بین آل البیت والصحابہؓ اور خصائص العشرہ الکرام البدرۃ" قابلِ ذکر ہیں۔

سید سلیمان ندویؒ

(۱۸۸۴ء تا ۱۹۵۳ء) عالم دین۔ مورخ۔ پیدائش موضع دیسنہ صوبہ بہار میں ہوئی۔ عربی کی اعلیٰ تعلیم کے لیے دار العلوم ندوہ میں داخل ہوئے اور یہاں مولانا شبلی نعمانی سے فیض حاصل کیا۔ بعد ازاں ادارہ الہلال کلکتہ سے وابستہ ہو گئے جس کے ایڈیٹر مولانا آزاد تھے۔ حجاز میں شریف حسین کی حکومت کے بعد ابن سعود برسر اقتدار آیا تو دوسرے علماء کے طلب کرنے پر یہ بھی وہیں گئے اور شاہ پر زور دیا کہ اسلامی نظام کے تحت جمہوری حکومت کی بنیاد رکھی جائے۔ ۱۹۱۴ء میں اپنے استاد شبلی نعمانی کی یاد میں دار المصنفین اعظم گڑھ کی بنیاد رکھی۔ افغانستان پر نادر شاہ کے قبضے کے بعد شاہ کی دعوت پر علامہ اقبالؒ، سر راس مسعودؒ کے ہمراہ افغانستان گئے۔ ان کی تصنیفات میں علامہ شبلی کی ادھوری تصنیف "سیرۃ النبیؐ"۔ "عربوں کی جہاز رانی"۔ "خطبات مدراس"۔ "عرب اور ہند کے تعلقات"۔ "خیام"۔ "یرید فرنگ"۔ "نقوش سلیمانی"۔ "سیرۃ عائشہؓ"۔ "ارض القرآن"۔ "لغات جدید"۔ وغیرہ شامل ہیں۔ ۱۹۵۰ء میں پاکستان لیاقت علی خان کے زمانے میں آکر دستور ساز اسمبلی کے مشیر مقرر ہوئے۔ انتقال کراچی میں ہوا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

عالم دین۔ پٹنہ میں ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوئے۔ آبائی گاؤں موضع ناگڑیاں ضلع گجرات تھا۔ آپ کے والد مولوی سید ضیاء الدین احمد نے تبلیغ اسلام کے لئے پٹنہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ سید صاحب کو طالب علمی کے ہی زمانہ میں سیاسی تحریکوں میں حصہ لینے کا شوق

اور یہ شعور اُن کے والد کا ہی بخشا ہوا تھا جو عالم دین ہونے کے علاوہ مسلمانوں کے اندر مذہبی، ملی اور سیاسی بیداری کے خواہاں تھے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۱۸ء میں کانگریس

Marfat.com

اور مسلم لیگ کے مشترکہ جلسے سے ہوا۔ جو تحریکِ خلافت کی حمایت میں امرتسر میں منعقد ہوا اُس کے بعد سے آپ نے تحریکِ آزادی کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر لیا۔ اور اس آرزو میں اٹھارہ سال قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ابتدا میں مسلم لیگ کے پُرجوش حامی تھے۔ لیکن بعد میں چند اختلافات کی وجہ سے اپنے مخلص اور سرفروش ساتھیوں کے ساتھ علیحدگی اختیار کر کے ایک نئی جماعت مجلس احرارِ اسلام کی بنیاد رکھی اور کئی سال اس کے صدر رہے۔ قدرت نے خطابت کا بے پناہ ملکہ عطا کر رکھا تھا اور اس فن میں آپ کا ثانی مشکل سے ہی کوئی دوسرا ہو گا۔ خود شاعر تھے ندیم تخلص کرتے تھے۔ اُردو اور فارسی کے ہزاروں اشعار حافظے میں محفوظ تھے۔ آپ کا مجموعۂ کلام "سواطع الالہام" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ برّصغیر کی تقسیم سے قبل امرتسر میں قیام پذیر تھے۔ تقسیم کے بعد ملتان میں سکونت اختیار کی اور اسی شہر میں ۲۱ / اگست ۱۹۶۱ء کو وفات پائی۔

سیّد ابوالاعلیٰ مودودی

عالمِ دین جماعت اسلامی کے بانی اور سابق امیر۔ ۲۵ / ستمبر ۱۹۰۳ء کو اورنگ آباد (حیدرآباد) میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اورنگ آباد ہی میں حاصل کی۔ پھر دہلی آ کر ممتاز علماء کرام سے دینی تعلیم حاصل کی۔ جمعیت العلماء ہند کے اخبار "الجمعیت" کے ایڈیٹر بن کر صحافتی زندگی کا آغاز کیا۔ ۱۹۲۹ء میں "الجمعیت" سے الگ ہوئے۔ ۱۹۳۳ء میں ایک ماہنامہ "ترجمان القرآن" جاری کیا۔ ۲۵ / اگست ۱۹۴۱ء کو جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور سزائے موت کا حکم ہوا لیکن جلد ہی رہا کر دیئے گئے۔ قرآنِ مجید کی تفسیر "تفہیم القرآن" ۱۹۴۱ء میں شروع کی اور ۱۹۷۲ء میں مکمل ہوئی جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے ۱۳۸۰ کے قریب کتابیں لکھیں۔ ۱۹۷۹ء میں وفات پائی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث رح

(۱۷۰۳ء تا ۱۷۶۲ء) عالم دین۔ مترجم و مفسرِ قرآن۔ آپ کا نسب حضرت عمرؓ سے جا ملتا ہے آپ کے والد شاہ عبدالرحیم جید عالم تھے۔ درس و تدریس ہی ان کا شغل تھا لہٰذا شاہ ولی اللہ نے تعلیم اپنے والد سے ہی حاصل کی۔ سات سال کی عمر سے روزہ اور نماز کی پابندی اختیار کی پھر سترہ برس

کی عمر میں مسندِ فیض ہوئے۔ دو مرتبہ مدینہ منورہ جا کر حدیث کا علم حاصل کیا اور فریضہ حج بھی ادا کیا۔ ۱۷۳۲ء میں دہلی آکر اپنے والد کے مدرسے "رحیمیہ" میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۷۳۷ء میں آپ نے قرآن پاک کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا عربی میں ایک تفسیر "الفوز الکبیر" لکھی۔ اس کے علاوہ فقہ اور اجتہاد اور تصوف پر متعدد کتابیں تحریر کیں۔ آپ کی سب سے زیادہ مشہور تصنیف "حجۃ اللہ البالغہ" ہے جس میں شریعت اسلامی کے رموز و اسرار بیان کئے گئے ہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

۱۸۸۵ء میں بجنور میں پیدا ہوئے۔ جید عالم دین شیخ الاسلام۔ تعلیم بجنور میں ہوئی تعلیم فقہ حدیث۔ فلسفہ، منطق اور ادب مدرسہ دیوبند سے حاصل کیا۔ آپ شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد دہلی کی مسجد فتح پوری میں کچھ عرصہ درس دیتے رہے پھر دیوبند میں استاد مقرر ہوئے۔ دیوبند میں کانگرس کا بہت زور تھا لیکن مولانا مسلم لیگ کے حامی تھے۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں بھی مسلم لیگ کی حمایت کی۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی رہائش اختیار کی۔ شرح صحیح مسلم (تین جلدیں) اور شیخ الہند کے ترجمہ قرآن کے حواشی آپ کی یادگار ہیں۔ ۱۹۴۹ء میں کراچی میں وفات پائی۔

شمس الحق افغانی

(۱۹۰۱ء تا ۱۹۸۳ء) عالم دین ضلع پشاور کے گاؤں ترنگ زئی میں پیدائش ہوئی۔

والد مولانا غلام حیدر خود بھی عالم دین تھے۔ ابتدائی تعلیم اُن سے حاصل کی۔ دارالعلوم دیوبند جا کر حدیث کا درس لیا۔ ۱۹۲۲ء میں کراچی کے مشہور مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ میں صدر مدرس کی حیثیت سے پڑھاتے رہے۔ ۱۹۳۹ء اور پھر ۱۹۴۷ء میں ریاست قلات کے وزیر معارف مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۳ء میں جامع اسلامیہ بہاول پور کے شیخ التفسیر بنائے گئے۔ ملازمت کے علاوہ تبلیغ دین کی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔ مسئلہ انکار حدیث۔ مسئلہ ختم نبوت۔ د اشتراکیت کے علاوہ مناظروں میں آریہ سماجیوں کو بھی شکست دی۔ آپ کی تصنیفات میں "شرح ضابطہ

Marfat.com

دیوانی"، علوم القرآن۔ سوشلزم اور اسلام، عالمی مشکلات اور ان کا قرآنی حل احکام القرآن، حقیقت زماں و مکاں۔ اسلامی جہاد مفردات القرآن اور ترقی اور اسلام قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت صدرالدین عارفؒ

(۶۱۲ھ تا ۶۸۴ھ) ملتان کے اکابر اولیاء میں سے تھے۔ شیخ بہاؤالدین ذکریاؒ کے فرزند۔ تربیت ان سے ہی حاصل کی۔ عارف لقب تھا۔ والد کی وفات کے بعد لاکھوں روپیہ ترکے میں ملا لیکن آپ نے تمام مال و دولت کو خدا کی راہ میں خرچ کردیا۔ لوگوں نے اعتراض کیا تو فرمایا: "میرے والد دنیا پر غالب تھے اس لئے مال و دولت انہیں غلط راہ پر نہ ڈال سکتی تھی مگر میں دولت سے ڈرتا ہوں اس لیئے اسے اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتا۔ آپ درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ آپ کے خوارق اور کرامات کی بہت سی کہانیاں مشہور ہیں "تاریخ فرشتہ" اور مولانا ضیاءالدین برنی کی تاریخ "فیروز شاہی" میں آپ کے حالات درج ہیں۔ آپ نے ایک علمی یادگار "کنوز الفوائد" چھوڑی ہے جو ملفوظات کا مجموعہ ہے اور جسے ان کے مرید خواجہ ضیاءالدین نے مرتب کیا ہے۔ آپ اپنے والد حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ کے پہلو میں ملتان میں دفن ہوئے۔

حضرت سیدنا طاہر سیف الدینؒ

(۱۸۸۸ء تا ۱۹۶۵ء) داؤدی بوہرہ فرقے کے ۵۱ ویں سربراہ اسلامی علوم کے فاضل، عربی کے باکمال شاعر اور انشاپرداز۔ فارسی زبان پر مکمل دسترس پورا نام سیدنا ابو محمد طاہر سیف الدین ہے پیدائش سورت میں ہوئی۔ آپ کے والد سیدنا ابو طیب محمد برہان الدین نے اعلیٰ تعلیم کے لیئے آپ کو سید عبدعلی بھائی صاحب محی الدین کی نگرانی میں دیدیا۔ ۱۷ برس کی عمر میں آپ کو سیف الدین کا خطاب ملا۔ آپ کا شمار دنیائے اسلام کے ان چند رہنماؤں میں ہوتا ہے جنہوں نے صیہونی تحریک کا خطرہ پہلے سے ہی محسوس کرلیا تھا۔ ان کی ہی تحریک پر ۱۹۳۰ء بمبئی میں فلسطین کانفرنس منعقد ہوئی۔ آپ علی گڑھ یونیورسٹی کے چانسلر بھی رہے۔

مولانا عبدالغفور ہزارویؒ

عالمِ دین۔ (۱۹۱۵ء تا ۱۹۷۰ء) شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی بن مولانا عبدالحمید۔ پیدائش موضع چنبہ پنڈ ضلع ہزارہ میں ہوئی۔ جدِ امجد محمد عالم ہزاروی نے اپنے مرشد حضرت عبدالغفور اخوند سوات کی مناسبت سے عبدالغفور نام رکھا۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی بعدازاں مولانا محب النبی۔ مولانا احمد الدین۔ مولانا یار محمد بندیالوی۔ مولانا قطب الدین غورغشتوی مولانا عبدالحق غورغشتوی۔ مولانا مشتاق احمد کانپوری سے علوم و فنون کی کتابیں پڑھیں اور پھر بریلی جاکر حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ فراغت کے بعد ۱۹۳۵ء میں وزیرآباد آکر سکونت اختیار کی اور خطابت کے فرائض انجام دیئے۔ مولانا ظفر علی خان کے ساتھ عملی سیاست میں حصہ لیا اور مسلم لیگ سے وابستہ ہو گئے۔ قراردادِ پاکستان کے اجلاس میں شریک تھے۔ گورنر پنجاب مسٹر ڈگلس نے پنجاب مسلم لیگ کے ارکان کو باغی قرار دیا تو گوجرانوالہ سے سب سے پہلے آپ نے ہی گرفتاری دی۔ حضرت خواجہ معین الدین گولڑوی کے حکم سے آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں شرکت کی۔ اور مطالبہ پاکستان کی حمایت میں تقریر کی۔ تحریکِ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں حصہ لیا اور گرفتار ہوئے۔ ۹/اکتوبر ۱۹۷۰ء کو ایک حادثے میں انتقال فرمایا۔ دفن وزیرآباد میں ہوئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالعزیزؒ

فنِ مغازی کے یکتائے روزگار۔ امام زہری کے شاگردِ خاص۔ مولانا شبلی نعمانی امام زہری کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ وہ اپنے زمانے کے اعلم العلماء تھے۔ فقہ و حدیث میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں۔ عبدالرحمٰن بھی امام زہری کے شاگرد رشید ہیں۔ ان شاگردوں میں سے جنہوں نے بالخصوص فنِ مغازی میں بڑا نام پیدا کیا اور اس فن کے درس و تدریس میں اپنی عمر صرف کر دی۔

مولانا عبیداللہ سندھیؒ

(۱۸۷۲ء تا ۱۹۴۴ء) برصغیر کے ممتاز عالم دین و سیاسی رہنما۔ ضلع سیالکوٹ میں پیدائش ہوئی

Marfat.com

آبائی پیشہ زرگری تھا۔ والد رام سنگھ کا انتقال مولانا کی پیدائش سے قبل ہو چکا تھا لہٰذا ماموں کی سرپرستی میں جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان میں تعلیم حاصل کی۔ اسلام کا غلبہ دل و دماغ پر ایسا گھر کر گیا کہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور پندرہ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ بعد ازاں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہو گئے۔ تکمیل علم کے بعد ۱۹۱۵ء میں افغانستان جا کر کابل میں کانگریس کمیٹی کی بنیاد رکھی اور اس کا الحاق ہندوستان کی کانگریس جماعت سے کیا۔ افغانستان سے ترکی اور وہاں سے روس جا پہنچے۔ انہوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو متحد کرنے کی بہت کوشش کی مگر یہ کام تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ ۱۹۳۹ء کو وطن واپس آکر دین پور (خان پور) میں دینی مدرسہ قائم کیا اور وہیں رحلت فرمائی۔

سیّد ابوبکر غزنویؒ

عالم دین مولانا داؤد غزنوی کے فرزند۔ خاندانِ غزنویہ کے آخری علمی فرزند۔ سابق وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور۔ امرتسر میں ۲۲ مئی ۱۹۲۷ء کو پیدائش ہوئی۔ تعلیم دینی اپنے والد مولانا داؤد غزنوی۔ محمد گوندلوی اور مولانا شریف اللہ سے حاصل کی۔ ۱۹۵۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے عربی میں ایم۔ اے کیا۔ اس کے بعد ایل ایل۔ بی کی ڈگری حاصل کی۔ کچھ عرصہ بعد اسلامیہ کالج لاہور میں لیکچرار مقرر ہوئے۔ شعبہ عربی اور اسلامیات کے سربراہ بنائے گئے۔ ان کے ساتھ ساتھ انٹر کالج میں جدید ادب بھی اعزازی طور پر پڑھاتے رہے۔ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں شعبہ علوم اسلامی کا اجراء کیا تو اس کی سربراہی کے لیئے بھی آپ ہی منتخب ہوئے ۱۹۶۲ء میں والد کی وفات کے بعد وسیع علم و فضل کے باعث مرکزی جمعیت اہلِ حدیث کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ افکار سلفیہ میں امام ابن تیمیہ ابن حزم۔ شاہ۔ تصوف میں امام غزالیؒ سید عبدالقادر جیلانیؒ مجدد الف ثانیؒ حدیث میں امام حنبلؒ سید نذیر حسین دہلوی۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کے پیروکار تھے۔ خطابت میں مولانا ابوالکلام آزاد۔ ظفر علی خان محمد علی جوہر کی صف میں شامل ہوتے ہیں۔ آپ لندن میں ہونے والی اسلامک فیسٹیول میں حکومت کے اصرار پر گئے ۴ اپریل کو ایک حادثے میں زخمی ہو گئے۔ دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں ایک ماہ بعد وہیں انتقال ہوا۔ میّت لاہور لائی گئی اور میانی صاحب کے قبرستان میں اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

سید عبداللہ غزنوی

عالم دین (۱۸۱۱ء تا ۱۸۷۹ء) خاندانِ غزنوی کے بانی۔ علم دین۔ تصوف۔ عارف۔ زاہد اور مجاہد۔ پیدائش قلعہ بہادر خیل میں ہوئی۔ والدین نے محمد اعظم نام رکھا لیکن آپ نے عبداللہ کو اپنے اسم کے طور پر پسند کیا۔ والد کا شمار اولیاء میں ہوتا تھا جن کا اسم محمد تھا اور جو خاندانِ سادات سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم غزنی میں حاصل کی لیکن خداداد ذہانت اور تیز فہمی کے باعث اکثر اساتذہ تفسیر و حدیث میں ان کی تسلی و تشفی نہ کر پاتے تھے لہٰذا آپ کو الہام ہوا کہ حضرت شیخ حبیب اللہ قندھاری سے رجوع کرو لہٰذا عبداللہ دور دراز کا سفر طے کرکے حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے استفادہ حاصل کیا کچھ عرصہ بعد پھر حاضر ہوئے تو حضرت شیخ قندھاریؒ نے فرمایا۔ دینی مسائل کو جس طرح تم سمجھتے ہو میں بھی سمجھ نہیں پاتا اب اگر کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اتنا دور دراز کا سفر اختیار نہ کرنا خدا نے چاہا تو دیوار سے ہی جواب مل جایا کرے گا بعد میں معجزانہ طور پر حدیث و تفسیر کی کتابیں ان کے پاس افغانستان پہنچنے لگیں اور آپ نے حکم خداوندی سے ہر خاص و عام کو سنت و حدیث کی دعوت دینی شروع کردی تو علماء کی ایک جماعت نے فتویٰ صادر کرکے امیر دوست محمد والئی افغانستان سے شکایت کی جس پر انہیں ملک بدر کر دیا گیا۔ آپ کچھ عرصہ پشاور میں گزارنے کے بعد امرتسر تشریف لے گئے کتاب اور سنت کی تبلیغ اور اشاعت میں مصروف ہو گئے ۱۸۷۹ء میں وفات پائی۔ امرتسر میں دفن ہوئے۔

حضرت غلام مصطفیٰ نوشاہیؒ

(۱۸۹۰ء تا ۱۹۶۵ء) جید عالم اور بزرگ کامل عربی، فارسی، اردو اور پنجابی کے شاعر نثر نگار کنیت ابوالشریف۔ تخلص و لقب نوشاہی تھا۔ والد کا نام سید حافظ محمد شاہ نیک اختر تھا۔ آپ اپنے والد کے مرید۔ خلیفہ اور سجادہ نشین تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ مولانا محمد شیخ احمد سے صرف اور نحو منطق وغیرہ کا علم سیکھا۔ علم تجوید کے قواعد حافظ عالم دین اگر دیدولے سے حاصل کئے۔ اس طرح تفسیر۔ فقہ۔ حدیث اور تصوف میں آپ نے ملکہ حاصل کیا۔ تبلیغی خدمات

Marfat.com

کے ساتھ ساتھ آپ کی علمی، ادبی اور تاریخی خدمات بھی یادگار ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں فیض محمد شاہی (دس جلدیں) گنج بخش نوشاہی۔ ترجمہ گلستانِ سعدیؒ۔ دیوان شاہی۔ ترجمہ بوستان سعدی کا یادگار ہیں۔ آپ کا مزار بمقام ساہن پال ضلع گجرات میں ہے۔

ملّا محمود فاروقی

(۱۵۸۵ء تا ۱۶۵۲ء) ملا محمود بن محمد بن شاہ محمد جونپوری۔ ہندوستان کے ایک عظیم عالم اور مفتی ابتدائی تعلیم اپنے والد اور استاد الملک محمد افضل جونپوری سے حاصل کی۔ سترہ برس کی عمر میں فلسفہ اور منطق کی تکمیل کی۔ ان کی شہرت جب عام ہوئی تو مغل بادشاہ شاہ جہاں نے انہیں درباری علماء میں شامل کر لیا۔ لاہور کے شاہی دورے کے دوران ملا شاہ بدخشی نے ملا محمود سے کہا۔ دنیاداری میں الجھ گئے ہو بادشاہ کی نوکری ترک کر دو۔ لہٰذا ملا محمود نے شاہی نوکری چھوڑ دی اور اپنے گاؤں آکر درس وتدریس میں مصروف ہو گئے۔ فلسفے اور علم البلاغت پر ایک عظیم سند کی حیثیت سے انہیں بلند عالم مانا جاتا ہے۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے ان کا شمار قدیم شیعی فقہا میں کیا ہے۔ جونپور میں مقبرہ موجود ہے ان کی تصنیفات "الشمس البازغہ"۔ "الفرائد فی شرح الفوائد"۔ "الفرائد المحمودیہ"۔ "حاشیہ الآداب الباقیہ"

حضرت حمید الدین فراہیؒ

(۱۲۸۰ھ تا ۱۳۴۹ھ) برعظیم کے ممتاز عالم دین ضلع اعظم گڑھ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ مولانا شبلی نعمانی کے ماموں زاد بھائی تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی قرآن پاک حفظ کیا۔ اس کے بعد فارسی زبان کی تحصیل کر کے اتنی مہارت حاصل کی کہ شعر کہنے لگے۔ عربی زبان کی تحصیل زیادہ تر مولانا شبلی نعمانی سے کی۔ فقہ کی تعلیم مولانا ابوالحسنات عبدالحئی لکھنوی فرنگی محلی سے حاصل کی۔ لکھنؤ چھوڑ کر لاہور آئے اور مشہور ادیب مولانا فیض الحسن سہارنپوری کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اورنیٹل کالج میں پروفیسر تھے اور عربی ادب میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ خود مولانا شبلی بھی ان کے شاگرد تھے۔ ان سے ادب کی تحصیل کے بعد انگریزی زبان کی تحصیل کے لیے علی گڑھ کالج میں داخل ہوئے۔ مولانا نے انگریزی اور دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ فلسفہ کی تعلیم مشہور انگریز مستشرق ڈاکٹر آرنلڈ سے حاصل کی۔ بی اے

Marfat.com

کی ڈگری الہ آباد یونیورسٹی سے حاصل کی۔ ۱۹۰۰ء میں ہندوستان کے وائسرائے لارڈ کرزن کے ساتھ مولانا شبلی کے اصرار پر مترجم کی حیثیت سے ملازم ہوئے اور عرب و خلیج فارس کا سفر کیا بعد ازاں الہ آباد یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ اس کے بعد نظام حیدرآباد کے دار العلوم کے پرنسپل نامزد ہوئے اسی دوران میں انہوں نے عثمانیہ یونیورسٹی کا خاکہ بنایا جو بعد میں عملی صورت میں ظاہر ہوا۔ مولانا ملازمت سے استعفا دے کر وطن لوٹ آئے اور فرصت ملتے ہی مدرستہ الاصلاح اور دار المصنفین کی طرف متوجہ ہوئے لیکن کچھ ہی عرصہ بعد ایک بیماری کے آپریشن کے سلسلہ میں مبتلا گئے۔ آپریشن ناکام رہا اور نومبر ۱۹۳۰ء کو وفات پا گئے۔ آپ نے پندرہ سے زیادہ مطبوعہ کتب یادگار چھوڑی ہیں جن میں قرآن پاک کی تفسیر اور مولانا کے فارسی کلام کا دیوان۔ دیوان حمید بھی شامل ہے۔

حضرت سید فرید الدینؒ

ایک عالم باطل۔ والدہ کا انتقال ہونے کے سبب آپ کے والد پیر سید معز الدین نے تربیت کی۔ آپ نے تعلیم سے فارغ ہو کر لاہور مزنگ میں قیام فرمایا اور ایک مجمع عام میں عیسائی مشنری کے پادری کو مناظرے میں شکست دی۔ آپ ہندی اور سنسکرت پر بھی دسترس رکھتے تھے تقریر بڑی پُر اثر اور دلپذیر ہوتی تھی۔ کسی مرشد کامل کی تلاش کے لئے متعدد مزاروں پر حاضری دی بالآخر غیبی اشارے پر پاکپتن بابا فرید الدینؒ گنج شکر کے مزار پر مرشد کامل سے ملاقات ہوئی سینے سے لگاتے ہی روح منور ہو گئی۔ کچھ عرصہ پاکپتن میں قیام کیا اور پھر مرشد کے حکم پر لاہور چلے آئے۔ سکھوں کے عہد میں آپ نے مزنگ میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا اور رشد و ہدایت میں مصروف ہوئے۔ بعد میں انگریزوں کے دور میں بھی مصروف عمل رہے شہر لاہور کے انگریز حاکم نے آپ کی علمیت کا احترام کرتے ہوئے آپ کو قاضی مقرر کرنے کی پیش کش کی جسے آپ نے اہل مزنگ کے اصرار پر عدالت کی رائے طلبی پر جج کو شریعت سے آگاہ کرنا منظور کر لیا۔ جس کا وہ کوئی معاوضہ نہیں لیتے تھے۔ آپ کے فیصلوں کو تمام علماء قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ کو تصنیف و تالیف کا بھی شغف تھا یادگار کتابوں میں "تشریح غوثیہ" اور "انتخابات خمسہ" قابل ذکر ہیں۔ داتا گنج بخشؒ کے مزار پر جو قطعہ ہے وہ آپ کے ہی فکر رسا کا نتیجہ ہے۔ آپ کا مزار جھنڈے وال مزنگ لاہور میں واقع ہے۔

Marfat.com

حضرت فریدالدین ناگوریؒ

بزرگ۔ نام شیخ محمود دین علی بن حمید سعیدی سوالی ناگوری اپنے لقب فریدالدین سے ہی مشہور ہوئے۔ پیدائش ناگور میں ہوئی۔ اپنے والد سے جو عالم اور صوفی تھے تعلیم حاصل کی اور حدیث کی اجازت لی۔ اپنے دور کے جلیل القدر فقیہہ اور عالم تھے۔ مشائخ میں بھی شمار کئے جاتے تھے۔ اور ان سے شیخ ضیاء الدین نخشبی اور بہت سے حضرات نے فیض حاصل کیا۔ ۷۵۲ھ میں دہلی میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

حضرت فضل عثمان مجددیؒ

بزرگ (۱۳۱۹ھ تا ۱۳۹۳ھ) پیدائش شور بازار کابل میں ہوئی۔ والد حضرت نور المشائخ فضل عمرؒ دینی رہنما اور سیاسی رہبر تھے۔ آپ کی ابتدائی پرورش آپ کے دادا غلام قیوم قدوس سرہ نے کی جو سلسلہ مجددیہ کے برگزیدہ بزرگ اور وقت کے قطب تھے۔ فضل عثمانؒ نے قلیل عرصے میں علوم معقول۔ منقول اور فقہ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد علوم باطنی اپنے والد نور المشائخ سے حاصل کرنے کے بعد طریقہ نقشبندیہ۔ مجددیہ۔ معصومیہ قیومیہ میں بیعت کی اور قلیل عرصے میں علم سلوک کو مکمل کر کے زینت بخش مسند ارشاد ہوئے۔ جب افغانستان کے بادشاہ غازی امان اللہ خان نے آزادی حاصل کرنے کے لیے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا تو آپ نے اپنے والد کے ہمراہ سرگرم حصہ لیا۔ بعد ازاں سقہ بچہ کی بغاوت میں یہ باغیوں کے خلاف اور امان خان کے حق میں لڑے۔ سقہ بچہ کے برسر اقتدار آنے پر آپ کو پھانسی دینے کا حکم جاری ہوا لیکن عین وقت پر نادر شاہ نے بچہ سقہ کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور فضل عثمان اس سزا سے بچ گئے۔ نادر شاہ نے آپ کو وزارت الفاق میں امور شرعیہ کا رکن نامزد کیا کچھ عرصہ بعد آپ نے اس عہدے سے استعفیٰ دے دیا اور فریضہ حج کو روانہ ہو گئے۔ واپسی پر مجدد الف ثانی کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے سرہند تشریف لے گئے پھر مریدوں کے اصرار پر کاٹھیاوار بمبئی۔ کلکتہ اور مشرقی پاکستان کی سیاحت کے بعد لاہور آکر گلبرگ میں سکونت اختیار کی اور تبلیغ اسلام۔ اعلائے حکمتہ اللہ اور اشاعت سلوک مجددیہ میں مشغول ہو گئے اور ہزاروں طالبان وحدت کو اپنی فیوض و رشد و ہدایت سے فیض یاب فرمایا۔ ۷۲ برس کی عمر میں ۱۹ اپریل

Marfat.com

۱۹۷۳ء کو وفات پائی۔ وصیت کے مطابق کابل میں دفن ہوئے۔

فضل حق رامپوری

عالم دین (۱۸۷۸ء تا ۱۳۵۸ھ) پیدائش رامپور میں ہوئی۔ والد ماجد سے قرآن حکیم حفظ کیا۔ حکیم احسن رامپوری، مولانا عبدالرحمٰن قندھاری۔ مولانا عبدالعزیز سہارنپوری، مولانا عبدالکریم رامپوری۔ مولانا لطیف اللہ علی گڑھی، مولانا ہدایت علی بریلوی۔ مولانا عبدالحق خیرآبادی سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ مدرسہ طالبیہ بریلی۔ مدرسہ سلیمانیہ بھوپال۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ مدرسہ عالیہ رامپور کے عرصہ دراز تک پرنسپل رہے۔ درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ دی۔ چند کتابوں کے نام الظفر الحامدی۔ حاشیہ حمداللہ حاشیہ میر زاہد۔ حاشیہ تاریخ و توضیح وغیرہ۔ رام پور میں انتقال ہوا اور یہیں دفن ہوئے۔

مولانا فضل حق خیرآبادی

(۱۷۹۶ء تا ۱۸۶۱ء) عالم دین۔ آپ کے جد امجد بہاؤالدین اپنے بھائی شمس الدین کے ہمراہ ہندوستان آئے شمس الدین کی اولاد میں شاہ ولی اللہ اور بہاؤالدین کی اولاد میں مولوی فضل حق نے جنم لیا۔ آپ کے والد فضل امام صدر الصدور تھے۔ آپ نے انہی کی نگرانی میں علوم دینی حاصل کئے۔ کچھ عرصہ جھجر اور ٹونک کے درباروں سے وابستہ رہے آٹھ سال رامپور کے دربار میں گزارے اور پھر لکھنؤ آ گئے۔ عربی اور فارسی میں شعر کہتے تھے۔ مرزا غالب کے دوستوں میں سے تھے۔ آپ ہی کی تحریک پر غالب نے اپنا اردو کلام شائع کروایا۔ اور مشکل پسندی کی جگہ سادگی اپنائی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے فتویٰ پر دستخط کرنے کی پاداش میں انگریزوں نے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی۔ وہیں انتقال ہوا۔ آپ کے شاگردوں میں بڑے بڑے قابل اور جید علماء کا نام شامل ہے۔ تصنیفات کی خاصی تعداد چھوڑی ہے۔

فقیر شمس الدین ؒ

(۱۷۰۳ء تا ۱۷۶۹ء) دہلی کے ایک عالم۔ ادیب اور شاعر۔ علمی۔ ادبی اور دینی گھرانے میں پیدائش ہوئی۔ ۱۱۴۷ھ میں دکن چلے گئے جہاں گوشہ نشین رہے۔ پانچ سال بعد دہلی

Marfat.com

آگئے دوبارہ گوشہ نشین ہو کر آگرہ میں رہے۔ ۱۱۷۵ھ میں لکھنؤ گئے اور وہاں سے ۱۱۸۰ھ میں نجف و کربلا کی زیارت کے لیئے روانہ ہوئے۔ زیارتِ مقاماتِ مقدسہ سے واپسی پر کشتی کے ایک حادثے میں انتقال کر گئے۔ شمس الدین فقیر برصغیر پاک و ہند میں معانی۔ بیان و عروض کے استاد کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔ ان کی تصنیفات میں حدائق البلاغتہ۔ خلاصتہ البدیع۔ الوافیہ فی العروض والقافیہ۔ مثنوی شمس الضحیٰ۔ مثنوی در مکنون مثنوی حسن و عشق شامل ہیں۔ حدائق البلاغتہ مدتوں سول سے نصاب میں داخل ہے۔

صاحبزادہ فیض الحسن آلو مہاروی ؒ

عالم دین۔ (ولادت ۱۹۱۱ء) والد کا نام محمد حسین تھا جو آلو مہار ضلع سیالکوٹ کے گدی نشین تھے قرآن پاک مولانا لطیف اللہ کانپوری سے۔ عربی اور فارسی کی کتب مولانا حبیب اللہ سنبھل سے پڑھیں۔ مرے کالج سیالکوٹ اور اسلامیہ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی اور والد کی مسند ارشاد پر بیٹھے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ کی قیادت میں احرار کے اسٹیج سے قادیانی نبوت کے خلاف بھرپور جدوجہد کی اور اپنے زورِ خطابت، قادر الکلامی و خوش بیانی کی وجہ سے پنجاب کے علاوہ پورے ہندوستان میں معروف ہو گئے۔ ۱۹۳۷ء اور ۱۹۴۰ء میں گرفتار ہوئے تحریک آزادی ہند میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۷ء تک آلو مہار میں رہے بعد میں گوجرانوالہ میں سکونت اختیار کی قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار سے علیحدگی اختیار کر کے علمائے اہل سنت کی تنظیم کے لیئے کام کرنا شروع کر دیا۔ مولانا ابو الحسنات کی وفات کے بعد جمعیت علمائے پاکستان کے صدر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مجلس عمل کے اہم رکن تھے مارشل لاء حکام نے آپ کو گرفتار کر لیا۔ بعد میں ایوب خان کے دور میں ان کی کھلم کھلا حمایت کی وفات ۱۹۸۴ء میں ہوئی۔

حضرت فیض الحسن سہارنپوری

(۱۸۱۶ء تا ۱۸۸۷ء) برصغیر میں عربی ادب کے امام۔ پیدائش سہارنپور کے ایک زمیندار گھرانے میں ہوئی بچپن کھیل کود اور پہلوانی میں گزرا۔ تیرہ سال کی عمر سے پڑھائی کا شوق پیدا ہوا۔ فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں اپنے والد خلیفہ علی بخش سے پڑھیں جو عربی فارسی کے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ حافظِ قرآن بھی

Marfat.com

تھے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ کی شادی کر دی گئی لیکن مولانا کو علم حاصل کرنے کا شوق دہلی لے آیا۔ مفتی صدر الدین آرزدہ صدر الصدور دہلی اور شاہ احمد سعید مجددی سے اکتساب علم کیا۔ آخون صاحب ولائتی سے حدیث کی سند حاصل کی۔ مولانا فضل حق خیر آبادی سے معقولات ادب اور فلسفہ کے علوم سیکھے۔ مشق سخن مولوی امام بخش صہبائی سے کی۔ آپ شیفتہ۔ مومن۔ ذوق اور غالب کے ہمعصر تھے طب کی تعلیم حکیم امام الدین شاہی سے حاصل کی۔ اس کے بعد رام پور اور لکھنؤ کے معروف علماء اور اساتذہ سے فقہ۔ اصول۔ معانی اور منطق میں دسترس حاصل کی۔ بائیس سال کی عمر میں شہرت حاصل کرنے کے بعد دہلی آئے۔ تو سر سید احمد خان نے مقامات حریری کے چند حصے اور معلقہ کے چند قصائد فیض الحسن سے پڑھے عربی ادب میں مولانا شبلی نعمانی۔ مولانا حمید الدین فراہی آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی میں مولانا پہلے سہارنپور آئے کچھ عرصہ حکمت کی اس کے بعد علی گڑھ چلے گئے۔ اکتوبر ۱۸۷۰ء میں لاہور آکر اورنٹیل کالج میں عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے آپ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت تھے۔ بقول مولانا سید سلیمان ندوی خاکِ ہند نے شاید ہی کوئی صدیوں میں اتنا بڑا امام الادب پیدا کیا ہو۔ آپ کی تصنیفات میں۔ شرح سبعہ معلقہ (عربی فارسی۔ اردو) شرح حماسہ۔ فیضیہ دیوانِ حسان کی ترتیب۔ التعلیقات۔ علی الجلالین۔ عروض المفتاح۔ وغیرہ مشہور ہیں۔ اکہتر برس کی عمر میں وفات لاہور میں ہوئی دفن سہارنپور میں ہوئے۔

فیض عالم صدیقی

عالم دین۔ محقق اور اہل قلم۔ تحریکِ آزادیِ کشمیر کے سرگرم رکن۔ ۱۸/ اپریل ۱۹۱۸ء کو فتح پور کے مضافات راجوری (مقبوضہ کشمیر) میں پیدا ہوئے۔ والد قاضی محمد دین علاقے کی معروف شخصیت تھے۔ ابتدائی تعلیم فتح پور میں حاصل کی۔ لکھنے کا شوق ابتداء سے تھا۔ اسی لئے دورانِ تعلیم ہی کشمیر کے جرائد چاند۔ حق۔ جاوید۔ پاسبان۔ ملت۔ جواہر وغیرہ میں لکھا کرتے تھے ۱۹۳۶ء میں بھرتی ہوئے۔ بعد ازاں ۱۹۴۲ء میں الہ آباد سے ادیب کامل۔ ۱۹۴۵ء میں پنجاب سے فارسی فاضل کی ڈگریاں حاصل کیں۔ طب میں بھی دسترس حاصل کی قیام پاکستان کے بعد مشہور کشمیری رہنما چوہدری غلام عباس کے معتمد خاص کی حیثیت سے کام شروع کیا۔ ان کی باقاعدہ تصنیفات "اختلاف امت کا المیہ" ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی۔ اس کا دوسرا حصہ حکومت نے ضبط کر لیا۔ اس کے علاوہ مقام صحابہؓ۔ واقعہ کربلا۔ شہادت ذوالنورین۔ مختصر تاریخ راجو خلیفہ مروان بن الحکم و دیگر بہت سی تصنیفات بہت مشہور ہیں۔

Marfat.com

مولوی فیروز الدین

عالم دین۔ (۱۸۶۴ء تا ۱۹۴۹ء) پاکستان کے سب سے بڑے اشاعتی ادارے فیروز سنز کے بانی۔ پیدائش لاہور میں ہوئی۔ آپ مہاراجا شیر سنگھ والی پنجاب کے متبنیٰ کے اتالیق مولوی جان محمد صاحب کے چھوٹے صاحبزادے تھے اردو اور فارسی کی تعلیم والد اور چچا سے حاصل کی۔ کچھ عرصہ اورنٹیل کالج میں زیرِ تعلیم رہے۔ علم و ادب سے فطرتی لگاؤ کے باعث آپ نے نہایت قلیل سرمائے سے کتابوں کا کاروبار شروع کیا اور اپنی محنت، دیانت اور ذہانت سے شہر کے بڑے تاجروں میں شمار ہونے لگے۔ آپ بلند پایہ ادیب۔ صوفی اور قومی کارکن بھی تھے۔ آپ نے لاتعداد علمی ادبی۔ درسی۔ مذہبی کتب تصنیف و تالیف کیں جس میں فیروز اللغات۔ تاریخ دربار اسلام الہام منظوم (ترجمہ مثنوی روم) تجرید بخاری اور سید علی ہجویری کی کشف المحجوب۔ کشف الاسرار قابل ذکر ہیں۔ مسلمانوں کی ترجمانی کے لئے پنجاب پنچ میلیز ہند اور ایسٹرن ٹائمز جاری کئے ۱۹۴۴ء میں عوام الناس کی بہبود کے لیئے دولاکھ روپے سے فیروز سنز ٹرسٹ قائم کیا۔ وفات کے بعد سید علی ہجویری کے مزار کے زیر سایہ دفن ہوئے۔

سیّد قاسم رضوی

عالم دین۔ (وفات ۱۹۶۴ء) حیدرآباد دکن کی رضاکار تحریک کے قائد۔ آبائی وطن اودھ تھا۔ تعلیم علی گڑھ میں حاصل کی۔ قانون کی ڈگری لے کر عثمان آباد میں وکالت شروع کی۔ نواب بہادر یار جنگ نے ریاست حیدرآباد میں "اتحاد المسلمین" کی بنیاد ڈالی تو قاسم رضوی بھی اس میں شامل ہو گئے اور علاقہ لاتور ضلع عثمان آباد شاخ کے صدر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۴ء میں نواب بہادر یار جنگ کی وفات کے بعد سید ابوالحسن اور مولوی مظہر علی کامل کے بعد قاسم رضوی "اتحاد المسلمین" کے صدر منتخب ہوئے اور بڑی محنت اور جانفشانی سے رضاکاروں کی تنظیم بنائی۔ بھارت کے حیدرآباد پر حملے کے وقت رضاکاروں نے ہی سارا جنگ کا بوجھ اٹھایا اور سب سے زیادہ جانی اور مالی نقصان ان کو ہی پہنچا۔ قاسم رضوی گرفتار ہوئے اور ان پر مقدمہ چلایا گیا اور مختلف الزامات کے تحت قید کی سزا دی گئی۔ قاسم رضوی رہائی کے بعد پاکستان آ گئے اور یہیں وفات پائی۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی

(۱۲۴۸ھ تا ۱۲۹۷ھ) عالم دین ۔ پیدائش نانوتہ (یو۔پی) میں ہوئی ۔ گیارہ برس کی عمر میں مولانا مملوک علی نانوتوی کے ہمراہ دہلی جاکر دینی تعلیم حاصل کی ۔ مولانا عبدالغنی دہلوی سے حدیث پڑھی ۔ حاجی امداد اللہ سے بیعت کی ۔ کچھ عرصہ اینگلو عربک سکول دہلی میں پڑھایا ۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں مکہ معظمہ چلے گئے ۔ واپس آکر میرٹھ میں منشی ممتاز علی کے پریس میں کام کیا ۔ انہی دنوں قصبہ دیوبند ضلع سہارنپور میں ایک مدرسہ قائم ہوا ۔ مولانا اس مدرسے سے وابستہ ہوگئے مناظروں میں بڑی شہرت پائی ۔ انتقال دیوبند میں ہوا ۔

قاضی ابو یوسفؒ

(۱۱۳ھ تا ۱۸۲ھ) امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد رشید جو تدوین فقہ میں ان کے دائیں بازو کہے جاتے ہیں آپ نے کئی مسائل میں اپنے استاد سے اختلاف کیا اور اپنی الگ رائے پیش کی ۔ تفسیر مغازی اور ایام العرب کے حافظ تھے ۔ بقول ذہبی قاضی ابو یوسفؒ حافظ حدیث سمجھے جاتے تھے ۔ امام احمدؒ آپ کے ہی شاگرد تھے اور آپ کو منصف فی الحدیث کہا کرتے تھے ۔ آپ قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز رہے ۔ اسلامی قانون کی جتنی جزئیات آپ کی تصانیف سے ملتی ہیں دوسری کسی تصنیف سے نہیں ملتیں ۔

مولانا قاضی عبدالاحد خانپوری صاحب

(۱۸۵۲ء تا ۱۹۲۸ء) مسلک اہل حدیث کے ایک ممتاز عالم ۔ آپ کی پیدائش ۱۸۵۲ء میں مولانا قاضی محمد حسین کے گھر میں ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی ۔ بعد میں مولانا عبداللہ غزنوی سے امرتسر جاکر استفادہ کیا ۔ درس حدیث کی تکمیل مولانا نذیر حسین محدث دہلوی سے کی ۔ علم طب کی تحصیل حکیم نورالدین بھیروی سے کی ۔ کچھ عرصہ خانپور میں درس دیتے رہے بعد ازاں راولپنڈی جاکر مطب کے ساتھ ساتھ تدریس کے فرائض بھی انجام دیئے ۔ مرزا غلام احمد کی اشد مخالفت کی ۔ ۸ دسمبر ۱۹۲۸ء کو راولپنڈی میں وفات پائی ۔ اٹھارہ کتابوں کے مصنف ہیں ۔ جن میں "البیان والاشاعہ" "اقامۃ البرہان علی بطلان التبیان" "صمصام الموحدین"

استفتاء مسائل عشرہ" وغیرہ مشہور ہیں۔

امام قدوریؒ

آپ کا پورا نام احمد بن محمد بن جعفر اور کنیت ابوالحسن ہے۔ بغداد کے ایک محلہ قدور کے تعلق کی وجہ سے قدوری مشہور ہوئے۔ آپ نے علم فقہ کی تعلیم اپنے وقت کے جلیل القدر فقیہہ محمد بن یحییٰ جرجانی سے حاصل کی۔ آپ کا شمار فقہائے احناف میں بہت بلند ہے آپ کی تصنیفات میں "مختصر القدوری" کتاب "التجرید" اور کتاب "التقریب" مشہور ہیں۔ رجب ۴۲۸ھ میں بغداد میں وفات پائی اور ابوبکر خوارزمی کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔

حضرت جلال الدینؒ قزوینی

عالم دین۔ آباؤ اجداد قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز رہ چکے تھے۔ بیس سال کی عمر میں آپ دمشق کے ایک مقام پر قاضی مقرر ہوئے۔ بعد میں اپنے بھائی امام الدین قزوینی جو دمشق کے قاضی تھے کے ساتھ بطور نائب کام کرتے رہے۔ بھائی کی وفات کے بعد ۷۰۲ھ میں نجم الدین بن مصری کے نائب رہے لیکن ۷۰۵ھ میں اختلاف کی بناء پر مستعفی ہو گئے اور مسجد اموی میں خطابت شروع کی اور جلد ہی خطیب دمشق کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ۷۲۴ھ میں مصر کے سلطان ناصر محمد کے بلاوے پر مصر جا کر شاہی قلعے کی مسجد میں بلیغ خطبہ دیا جس سے متاثر ہو کر سلطان نے آپ کو شام کی عدالت میں مامور کیا جسے آپ نے بڑی دیانتداری سے نبھایا۔

حضرت مولانا عبدالقادر قصوریؒ

عالم دین (وفات ۱۶/ نومبر ۱۹۴۲ء) تحریک خلافت۔ تحریک ترک موالات اور تحریک شہید گنج کے نامور سپاہی معروف عالم دین اور سیاست دان۔ پیدائش قصور علمی و دینی گھرانے میں ہوئی جن کا مسلک اہل حدیث سے منسلک تھا۔ اس لئے اتباع سنت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ نے دینی تعلیم کے علاوہ اعلیٰ عصری تعلیم بھی حاصل کی۔ وکالت پاس کرنے کے بعد قصور میں وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔ آپ کی علمی۔ دینی اور ادبی خدمات سے مولانا ابوالکلام آزاد۔ مولانا محمد علی جوہر وغیرہ بھی متاثر تھے۔ تبلیغ اسلام کے لئے آپ

Marfat.com

نے ایک ادارہ جمعیت دعوتِ تبلیغ قائم کیا جس کی مالی ذمہ داری آپ کے بڑے فرزند محمد علی جو بمبئی میں تجارت کرتے تھے کے ذمہ تھی۔ ابتداء میں آپ نے کانگریس میں شمولیت اختیار کی لیکن جلدی ہی مسلمان اکابرین میں ایک دوسرے کے لئے حریفانہ جذبات محسوس کرتے ہوئے سیاست سے کنارہ کش ہو گئے۔ آخری ایام میں بیماری کی حالت میں آپ اپنے چھوٹے بیٹے میاں محمود علی قصوری جو مشہور وکیل تھے کے پاس لاہور آ گئے۔ انتقال لاہور میں ہوا دفن قصور میں ہوئے۔

حضرت مولانا غلام دستگیر قصوریؒ

عالم دین۔ آپ اندرون موچی دروازہ لاہور کے مقیم حسن بخش صدیقی کے ہاں پیدا ہوئے۔ قرآن ناظرہ اپنے بھائی مولانا محمد بخش سے پڑھا۔ ابتدائی اور دینی تعلیم اپنے ماموں غلام محی الدین سے حاصل کی۔ ان کی وفات کے بعد ماموں زاد بھائی صاحبزادہ غلام رسول قصوری سے حصولِ تعلیم کیا جو اپنے وقت کے نامور عالم تھے بعد ازاں ماموں کی بیٹی سے شادی ہوئی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد علمی حلقوں میں جلد ہی مشہور ہو گئے۔ آپ کی قابلیت اور ذہانت کے پیشِ نظر ہی جب انجمن حمایت اسلام نے درسی کتب کی اشاعت کا کام شروع کیا تو مولانا غلام دستگیر کو شعبہ تصنیف کا انچارج مقرر کیا۔ مناظروں میں بھی نام پیدا کیا۔ شاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ ۱۳۱۵ھ کو جہان فانی سے رخصت ہوئے۔

حضرت مولانا غلام اللہ قصوریؒ

عالم دین (۱۸۵۰ء تا ۱۹۲۲ء) ابتدائی تعلیم اور حصولِ علم کے بعد آپ نے ایک رسالہ "نور الہدیٰ" کے نام سے جاری کیا جس کے ذریعے آپ کی قابلیت اور اعلیٰ ذہانت کی شہرت اطراف میں پھیل گئی۔ مہاراجہ فرید کوٹ نے آپ کو مشیر مال کے عہدے پر فائز کیا لیکن کچھ عرصہ بعد آپ مستعفی ہو گئے۔ دوبارہ تحصیل وتکمیل علوم کے خیال سے لاہور آ کر خلیفہ حمید الدین اور مولانا فیض الحسن سہارنپوری سے استفادہ کیا۔ ۱۸۸۴ء میں خلیفہ حمید الدین کے چند مخلص احباب کے تعاون سے انجمن حمایتِ اسلام کی بنیاد ڈالی تو اس کے اول مدرس مولانا غلام اللہ

Marfat.com

مقرر ہوئے۔ بعد ازاں خان محمد شاہ رئیس امرتسر کے بلانے پر مدرسہ اسلامیہ میں ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے وہاں سے ایک رسالہ "الواعظ" ۱۸۸۶ء میں جاری کیا۔ گیارہ سال امرتسر میں گزارنے کے بعد ۱۸۹۶ء میں فیروزپور چلے گئے اور فیروزپور ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۰۴ء میں چیف کالج لاہور میں دینیات اور عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ سترہ سال کی ملازمت کے بعد جنوری ۱۹۲۲ء کو ریٹائر ہوئے۔ حضرت عیسیٰ کو بے پدر بیٹا نہ ماننے والوں کے تردید میں ایک کتاب "تحقیق الکلام فی ولادت المسیح" لکھی۔ عیسائیوں کی طرف سے اسلام کے اعتراضات کے جواب میں "تائید اسلام" کتاب لکھی۔ اس کے علاوہ تصنیفات میں "غزوات النبی" اور "حرمت سود" شامل ہیں۔

حضرت غلام محی الدین قصوری

عالم (۱۲۰۲ھ تا ۱۲۷۰ھ) ایک سال کی عمر میں یتیم ہوگئے تو چچا حافظ محمد نے پرورش کی۔

ابتدائی تعلیم بھی چچا سے حاصل کی جنہیں قادریہ سلسلہ سے خرقۂ خلافت ملا تھا۔ اپنے چچا کے ساتھ ہی بریلی اور دہلی کا سفر کیا جہاں نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ کے معروف بزرگ شاہ غلام علیؒ سے ملاقات ہوئی چچا کے انتقال کے بعد آپ قصور سے دہلی چلے گئے اور حضرت شاہ غلام علیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مرشد نے روحانی تربیت کی اور پھر اُن کے حکم سے قصور لوٹ آئے اور رشد و ہدایت و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا اور لوگوں کو فیض یاب کیا آپ کو شعر و ادب میں بھی کمال حاصل تھا۔ آپ کا کلام فارسی۔ عربی اور اردو ادب کا بہترین حصہ ہے آپ نے "تحفہ رسولیہ" اور "عربی خطبات" میں جس بلند خیالی کا مظاہرہ کیا ہے آپ کے معاصرین کے ہاں بہت کم ملتا ہے۔ ۲۱ ذلیقعد ۱۲۷۰ھ کو قصور میں انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔

خواجہ قمر الدین سیالوی

عالم دین (ولادت ۱۵ جمادی الاول ۱۳۲۴ھ) ضلع سرگودھا میں خواجہ محمد ضیاء الدین کے ہاں پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم سیال شریف میں خانقاہ کے مدرسہ ضیاء شمس الاسلام میں اپنے والد و دیگر اساتذہ سے حاصل کی۔ بعد میں اجمیر جا کر دار العلوم صوفیہ مولانا معین الدین سے تلمذ حاصل کیا۔ ۱۳۵۱ھ میں تکمیل درسیات کے بعد سندِ فراغت حاصل کی۔ آپ نے مسلمانوں کی روحانی

Marfat.com

تربیت کے علاوہ سیاسی رہنمائی بھی فرمائی۔ ہر چند کہ انگریز حکومت نے انہیں عہدوں کا لالچ بھی دیا لیکن آپ نے ہر پیش کش کو ٹھکرا دیا اور مسلم کاز کے لئے بھرپور جدوجہد میں مصروف رہے ۱۹۴۶ء میں بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس میں تحریک پاکستان کی حمایت کی۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے ساتھ مکمل تعاون کیا۔ اسلامی آئین کے نفاذ اور تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں ملک بھر کے دورے کئے۔ جون ۱۹۷۰ء کو آل پاکستان سُنی کانفرنس میں جو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں منعقد ہوئی آپ کو جمعیت علمائے پاکستان کا صدر منتخب کیا گیا لیکن ۱۹۷۳ء میں آپ نے استعفا دے دیا۔ آپ کے لاکھوں مرید ہیں۔ حکومت پاکستان کی طرف سے اسلامی قانون کی تیاری کے لئے قائم کردہ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن رہے اور خانقاہ سیال شریف کے سجادہ نشین تھے۔ وفات ۱۴۰۱ھ میں ہوئی۔

سید آیات اللہ کاشانی

ایران کے مذہبی رہنما۔ مذہبی تعلیم نجف اور عراق میں حاصل کی۔ ۱۹۲۰ء میں برطانیہ کے خلاف ایرانی بغاوت میں حصہ لیا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران قید کر دیئے گئے۔ ۱۹۴۸ء میں فدایانِ اسلام تنظیم کی۔ ۱۹۴۸ء میں شاہ پر حملے کے سلسلے میں گرفتار ہو کر جلاوطن کئے گئے۔ جلاوطنی کا زمانہ بیروت میں گزارہ۔ اپنی غیر موجودگی میں تہران سے رکن مجلس منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں تہران واپس آگئے۔ ۱۹۵۲ء میں ایرانی مجلس کے سپیکر منتخب ہوئے۔ ڈاکٹر مصدق کی حکومت کے خاتمے کے بعد سیاست سے کنارہ کش ہو گئے۔

مولانا احمد سعید کاظمی

(۱۹۱۳ء تا ۱۹۸۶ء) امروہہ میں پیدا ہوئے۔ سلسلۂ نسب امام موسیٰ کاظمؒ تک پہنچتا ہے سولہ برس کی عمر میں علوم دینیہ کی تکمیل کی اور حضرت شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی نے دستِ مبارک سے دستارِ فضیلت باندھی لاہور آکر حضرت سید محمد دیدار علی شاہ سے کسب فیض کیا۔ ۱۹۳۱ء میں لاہور سے جاکر چار سال تک حضرت محمد خلیل صاحب کی سرپرستی میں تدریس کا فریضہ سرانجام دیا۔ وہاں کامیاب مناظرے بھی کئے۔ ۱۹۳۵ء میں ملتان چلے آئے اور وہاں مسجد حافظ شیر میں

Marfat.com

قرآن پاک کا درس دینے لگے۔ ملتان میں انوار العلوم کے نام سے درس گاہ قائم کی۔ ۱۹۴۶ء میں قرار دادِ پاکستان کی توثیق کے لئے بنارس میں جو اہم کانفرنس منعقد ہوئی اُس میں سرگرم حصہ لیا۔ ان کے ایماء پر مارچ ۱۹۴۸ء میں جمعیت علمائے پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۴ء تک جامعہ اسلامیہ بہاول پور میں شعبہ حدیث کے سربراہ رہے۔

مفتی کفایت اللہ دہلوی

(۱۸۷۵ء تا ۱۹۵۳ء) آپ کے اجداد عرب سے نقل مکانی کر کے شاہ جہان پور میں منتقل ہوئے۔ آپ کی ولادت اسی شہر میں شیخ عنایت اللہ کے گھر میں ہوئی قرآن حفظ کرنے اور ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد کچھ عرصہ مراد آباد کے شاہی سکول میں بھی مزید تعلیم حاصل کی۔ مابعد دیو بند میں جا کر کئی معروف اساتذہ سے استفادہ کیا۔ مولانا عبد العلی میرٹھی شیخ الحدیث سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ یہاں سے مولانا واپس وطن آ کر اپنے استاد مولانا عبدالحق کے مدرسہ میں مدرس اور دفتری امور کے ناظم مقرر ہوئے۔ شاہ جہاں پور کے قیام کے دوران آپ نے ایک ماہوار رسالہ "البرہان" شائع کیا (فتنۂ قادیانیت کی تردید کے لئے) عیسائیوں سے دو مناظرے کئے جس سے آپ کو بہت شہرت ملی۔ یہاں سے دہلی گئے جہاں آپ کے ایک رفیق نے اپنے مدرسے میں صدر مدرس مقرر کیا۔ دہلی کے لوگ آپ کی علمی قابلیت سے بہت متاثر ہوئے اور آپ کی شہرت میں مزید اضافہ ہوا۔ ۱۹۳۰ء میں سول نافرمانی شروع ہوئی تو آپ نے ملک کی آزادی کے لئے تقریروں کا سلسلہ شروع کیا۔ چھ ماہ کی سزا ہوئی۔ اس کے بعد متعدد بار ملک و قوم کی خدمت میں سزا کاٹی۔ فتوے صادر کئے۔ آپ کی مشہور تصنیف "تعلیم الاسلام" ہے۔ ۳۱/دسمبر ۱۹۵۲ء کو انتقال ہوا اور خواجہ بختیار کاکیؒ کے احاطہ کے قریب دہلی میں دفن ہوئے۔

Marfat.com

مولانا مفتی محمد حسنؒ

(۱۸۸۸ء تا ۱۹۶۱ء) عالم دین۔ پیدائش حسن ابدال کے قریب گاؤں میں ہوئی۔ والد صوفی اللہ دادؒ عالم باعمل تھے اس لئے ابتدائی تعلیم گھر پہ ہوئی۔ جامع المعقول مولانا محمد معصوم سے پڑھی۔ امرتسر جاکر سید عبدالجبار غزنوی سے بھی تحصیل علم کیا پھر مولانا محمد عالم عاصی سے عربی کی تعلیم حاصل کی۔ علامہ سید انور شاہؒ سے بھی اکتسابِ فیض کیا پہلے مدرسہ نعمانیہ کے مدرس اور اور بعد میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۱ء میں حضرت مولانا اشرف تھانوی سے بیعت ہوئے اور خلافت پائی تقسیم ملک کے بعد لاہور چلے آئے اور آپ کی سعی اور توجہ سے مثالی درس گاہ جامعہ اشرفیہ قیام عمل میں آئی۔ انتقال کراچی میں ہوا اور وہیں سپردِ خاک ہوئے۔

حضرت مسلم بن حجاج نیشاپوریؒ

(۸۱۱ء تا ۸۷۵ء) محدّث۔ پورا نام مسلم بن حجاج ابوالحسن قیشری نیشاپوری تھا۔ امام الحدیث صحیح مسلم کی وجہ سے مشہور ہیں۔ امام بخاریؒ کے بعد محدثین میں انہیں کا درجہ ہے۔ حدیث کی تحقیق و تدوین کے سلسلے میں مصر عراق۔ شام اور عرب کے سفر کئے۔ امام حنبلؒ۔ امام شافعیؒ اسحاق بن راحبہ کے جانشین حرملہ سے علم فقہ و حدیث حاصل کی۔ ان کی جمع شدہ احادیث کی تعداد تین لاکھ کے قریب ہے۔ فقہ پر متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ اسناد کے بیان میں خاص اہتمام فرمایا ہے۔ اپنی مرتب کردہ کتاب صحیح مسلم میں آپ نے سیر حاصل دیباچہ علم الحدیث کے بارے میں تحریر کیا ہے اور آخر میں کتاب تفسیر کے ساتھ کتاب الایمان کا بھی اضافہ فرمایا ہے۔

Marfat.com

مولانا مفتی محمود

(۱۹۱۴ء تا ۱۹۸۰ء) ممتاز عالم دین و سیاسی رہنما۔ آپ کے والد خلیفہ محمد صدیق افغانستان سے پنیالہ ڈیرہ اسماعیل خان میں آکر سکونت پذیر ہوتے تھے مفتی صاحب نے میٹرک کا امتحان پنیالہ سے پاس کیا۔ ۱۹۴۱ء میں دارالعلوم دیوبند جاکر سندِ فضیلت حاصل کی جس وقت آپ جمعیت علمائے ہند کے کونسلر تھے سیاست میں حصہ لیتے ہوئے "ہندوستان چھوڑ دو" کی تحریک میں حصہ لیا۔ ۱۹۵۱ء میں مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں ناظمِ تعلیمات مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں تحریکِ ختم نبوت میں حصہ لیا اور ایک سال قید رہے۔ ۱۹۵۲ء میں ڈیرہ اسماعیل خان سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں جمعیت العلمائے اسلام کے نائب صدر بنائے گئے۔ ۱۹۷۲ء میں صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۶ء میں حزب اختلاف کی ۹ پارٹیوں پر مشتمل قومی اتحاد کی قیادت کی جس کے نتیجے میں پیپلز پارٹی کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ اور جولائی ۱۹۷۷ء کو ملک میں مارشل لار نافذ کر دیا گیا۔

ملّا علی قاری

(وفات ۱۶۰۵ء) برّعظیم پاک و ہند کے نامور محدّث اور فقیہہ جن کی کتب درسِ نظامیہ میں شامل ہیں۔ حنفی مسلک کے متبحّر عالم۔ آپ ممتاز محدّث میر کلاں اکبر آبادی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ پیدائش ہرات میں ہوئی۔ علوم مروجہ علمائے وقت سے حاصل کر کے مکہ معظمہ گئے اور وہاں کے علماء ابوالحسن بکری۔ سیّد زکریا حسینی۔ شیخ عبداللہ مکی اور قطب الدین مکی سے مزید تحصیلِ علم کیا۔ آپ نے اکتیس کتب اسلامی لکھ کر علم و ادب و مذہب کی بہت بڑی خدمت سرانجام دی ہے۔

حضرت موسیٰ کاظم

(۷۴۵ء تا ۷۹۹ء) اہل شیعہ کے فرقہ اثنا عشریہ کے ساتویں امام۔ ہارون الرشید نے انہیں گرفتار کر کے پہلے بصرہ اور پھر بغداد بھیجا۔ بغداد میں بحالت قید وفات پائی۔ مزار کاظمین میں ہے۔

Marfat.com

مولانا جلال الدّین رُومیؒ

عالم دین۔ صوفی شاعر۔ آپ ۱۲۰۷ء میں پیدا ہوئے۔ نام جلال الدّین والد کا نام بہاؤالدین جو اپنے زمانے کے مشہور عالم تھے۔ پیدائش بلخ میں ہوئی۔ مولانا ابھی خورد سال ہی تھے کہ ان کے والد علاؤالدّین محمد خوارزم شاہ سے اختلاف کے باعث نقل مکانی کر کے پہلے نیشاپور آئے جہاں مشہور بزرگ فریدالدّین عطار سے ان کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مولانا رُوم کو گود میں لے کر دعاؤں سے نوازا۔ اس کے بعد ان کے والد ترکی کے شہر قونیہ چلے آئے اور وہیں رہائش اختیار کی۔ رُوم میں سکونت اختیار کرنے کی وجہ سے رُومی کے نام سے شہرت ہوئی۔

مولانا رُوم نے ابتداء میں برہان الدّین ترمذی کی شاگردی کی لیکن بعد میں ایک صوفی درویش شمس تبریزیؒ سے والہانہ عقیدت ہوگئی اور رات دن ان کی صحبت میں گزارنے لگے۔ شمس تبریزیؒ رُومی کے بیٹوں اور شاگردوں سے تنگ آکر قونیہ سے چلے گئے تو مولانا نے ان کے فراق میں جو غزلیں کہیں وہ دیوانِ شمس تبریزؒ کے نام سے مشہور ہیں۔ ۱۲۴۵ء میں شمس تبریزؒ کی وفات پر مولانا نے صوفیانہ درویشی کا ایک سلسلہ ان کی یاد میں قائم کیا۔ جو چیز ان کی شہرت کا باعث بنی وہ مثنوی ہے جس میں مثال تصوّف کو حکایات اور نصیحت آموز کہانیوں سے حل کیا ہے وفات ۱۲۷۲ء میں قونیہ میں ہوئی۔

مولانا غلام محمد ترنم

مقرر، مبلغ اور عالم دین۔ غلام محمد نام۔ ترنم تخلص لکھا کرتے تھے۔ امرتسر کے ایک غریب کشمیری گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے آباؤ اجداد کی طرح شالوں پر پٹہ گیری کا کام سیکھا۔ لیکن طبیعت کا رجحان تعلیم کی طرف مائل تھا۔ لہٰذا حصولِ علم کا شوق ہی انہیں علامہ فیروزالدین طغرائی کی خدمت میں لے گیا جن کی توجہ سے پہلے منشی فاضل اور پھر ادیب فاضل کے امتحانات پاس کئے۔ عربی اور دینیات کی تعلیم انہوں نے مولانا مفتی عبدالصمد صاحب سے حاصل کی۔ اور ان دونوں استادوں کی توجہ سے آپ لاثانی خطیب بن گئے۔ تقسیم سے قبل مسلم ہائی سکول امرتسر میں دینیات کے مدرس رہے۔ اس کے علاوہ آپ فارغ وقت میں مطب بھی کیا کرتے تھے۔ ایک عرصہ تک جامع مسجد رانی بازار شریف پورہ اور کوچہ قاصداں کی جامع مسجد

Marfat.com

میں خطیب کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تقسیم ملک کے بعد لاہور میں سکونت اختیار کی اور سول سیکرٹریٹ لاہور کی جامع مسجد میں جمعہ کا خطبہ دیتے رہے۔ جو رحلت کے وقت تک جاری رہا۔ وفات کے بعد میانی صاحب کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

مولانا احمد تھانیسریؒ

عالم دین۔ صوفی۔ والد کا نام محمد تھا۔ جائے پیدائش دہلی تھی۔ ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی۔ اور بعد ازاں تعلیم باطنی کے لئے قاضی رکن الدین عبدالمتقدر کے سامنے شرفِ تلمذ طے کیا۔ طریقت میں شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے مرید ہوئے اور تصوف میں کمال حاصل کیا۔ آپ علم و فضل زہد و تقویٰ کے باعث بہت مشہور ہوئے۔ جب تیمور نے دہلی پر حملہ کرنے کا قصد کیا تو دہلی کے اکثر علما نکل کھڑے ہوئے لیکن آپ مع مریدوں کے دہلی میں موجود رہے۔ بعد میں تیمور نے انہیں مریدوں سمیت گرفتار کر لیا۔ لیکن جونہی آپ کی عظمت اور بزرگی کا پتہ چلا آپ کو رہا کر کے اپنے دربار میں جگہ دی۔ تیمور کے واپس جانے کے بعد اجڑی ہوئی دہلی میں دل نہ لگا تو مولانا احمد تھانیسریؒ نے دہلی کو خیر باد کہا اور کالپی میں سکونت اختیار کر لی اور تصنیف و تالیف میں مصروف ہو گئے۔ تصنیفات میں قصیدہ دالیہ جو نعت ہے بہت مشہور ہوا۔ وفات کالپی میں ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔

مولانا غلام غوث ہزاروی

عالم دین ۱۸۹۶ء کو ہری پور ہزارہ کے ایک گاؤں بفہ میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم دیوبند میں مکمل کی۔ ۱۹۲۰ء میں انگریزوں کے خلاف تحریک میں شامل ہوئے۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ۱۹۳۴ء میں مجلس احرار میں شامل ہوئے۔ ۱۹۳۵ء میں آل انڈیا احرار پولیٹیکل کانفرنس سیالکوٹ کے صدر منتخب ہوئے۔ بالآخر آل انڈیا مجلس احرار کے نائب صدر چنے گئے۔ صوبائی اسمبلی کے ممبر رہے۔ احرار پارٹی سے علیحدگی اختیار کی اور جمعیت علمائے اسلام میں شامل ہوئے۔ بعد ازاں جمعیت علمائے اسلام کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۸۱ء میں وفات پائی۔

یحییٰ بن عبداللہ

علوی تحریک کے بانیوں میں سے ہیں۔ خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں سے ہیں۔ ان کے بھائی

Marfat.com

محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ عباسی خلیفہ ابوجعفر نے نفس ذکیہ اور ان کے بھائی منصور کو بالترتیب مدینہ و کوفہ میں شہید کر دیا۔ عمر کے آخری ایام میں یحییٰ بن عبداللہ کو خلیفہ ہارون الرشید نے قید کر لیا۔ قید میں ہی وفات پائی۔

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی

عالم دین۔ ۱۹۳۰ء میں کھیم کرن (مشرقی پنجاب) بھارت میں پیدا ہوئے۔ حافظ کرم الٰہی سے قرآن مجید حفظ کیا۔ مولانا غلام علی اوکاڑوی اور علامہ سید احمد سعید کاظمی سے دینی تعلیم حاصل کی۔ قیام پاکستان کے بعد اوکاڑہ پنجاب میں رہائش اختیار کی۔ ۱۹۶۵ء میں پاک بھارت جنگ میں مختلف محاذوں پر مہاجرین و متاثرین کی استعانت فرمائی۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں قومی اسمبلی کا انتخاب لڑا۔ کچھ عرصہ جامع مسجد ساہیوال میں خطیب رہے پھر کراچی میں خطابت کے فرائض سر انجام دیئے۔ ۱۹۸۴ء میں وفات پائی۔

مولانا محمد مالک کاندھلوی

عالم دین ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے۔ والد مولانا محمد ادریس کاندھلوی۔ ابتدائی تعلیم حیدرآباد دکن میں پھر اپنے والد کے قائم کردہ مدرسہ (نصرت الاسلام کاندھلہ) میں ابتدائی دینی علوم میں داخلہ لیا۔ یہاں حافظ عبدالمجید خلف حضرت اشرف تھانوی جیسے استاد ملے۔ بعدازاں دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی۔ تکمیل علوم کے بعد جامع العلوم بہاولنگر میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں بعدازاں جامعہ اشرفیہ لاہور میں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ مجلس شوریٰ کے ممبر بھی رہے۔ تصانیف تجدید صحیح مسلم۔ اصول تفسیر۔ تاریخ حرمین۔ اسلامی معاشرت۔ پردہ اور مسلم خاتون وغیرہ۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو لاہور میں وفات پائی۔

Marfat.com

مشاهیر

ابنِ باجہ

دانشور، فلسفی، پورا نام ابوبکر محمد ابن یحییٰ سرقسطی سرقسط اندلس میں پیدا ہوئے۔ فلسفہ، طب، کیمیا، ہیئت پر متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ اب ان کے صرف لاطینی اور عبرانی ترجمے یورپ کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ جوانی میں ہی کسی نے زہر دے دیا تھا۔ ۱۱۳۸ء میں وفات پائی۔ ابن باجہ نے مخزن الادویہ پر بھی بہت کچھ لکھا طب کی کتاب "تقویم الابدان" بہت مشہور ہوئی۔

اے۔ کے۔ بروہی

پاکستان کے ماہر قانون۔ اصلی نام۔ اللہ بخش کے بروہی ہے۔ جائے پیدائش گڑھی یاسین ضلع سکھر ہے۔ جہاں ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۹ء میں ایم۔ اے اور ایل۔ ایل۔ بی ایک ساتھ کیا اور ۱۹۵۱ء میں صوبہ سندھ کے ایڈووکیٹ جنرل مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں اقوام متحدہ کی اقتصادی و معاشرتی کونسل اور ۱۹۵۱ میں چلی (جنوبی امریکہ) میں پاکستانی وفد کی قیادت کی۔ بعدازاں انہیں راولپنڈی کونسپریسی کیس کا استغاثہ بنانے پر مامور کیا گیا۔ ۵۳ء تا ۱۹۵۴ء مرکز میں وزیر قانون رہے۔ ۱۹۵۵ء میں اقوام متحدہ کی اسمبلی کے دسویں اجلاس میں پاکستان کے وفد کی قیادت کی۔ ۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۱ء ہندوستان میں پاکستان کے ہائی کمشنر رہے۔ اقتصادیات، عمرانیات، نفسیات اور فلسفے قانون پر دسترس حاصل کی۔ پاکستان کے دستور پر ایک تحقیقاتی اور ضخیم کتاب انگریزی میں تحریر کی ہے۔ اگست ۱۹۷۸ء میں دوبارہ وفاقی وزیر قانون مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۷ء میں انتقال ہوا۔

ڈاکٹر محمد دین تاثیر!

۱۹۰۲ء سے ۱۹۵۰ء کے زمانے کے شاعر۔ نقاد اور ماہر تعلیم محمد دین نام تاثیر تخلص انبالہ ضلع امرتسر

Marfat.com

میں پیدائش ہوئی۔ ۱۹۰۴ء کی وبائے طاعون میں والد اور والدہ دونوں وفات پاگئے تو ان کے خالو میاں نظام الدین رئیس لاہور نے اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ ۱۹۲۴ء میں فورمین کرسچین کالج لاہور سے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ بعدازاں اسلامیہ کالج لاہور میں لیکچرار کی حیثیت سے ملازمت کی لیکن جلد ہی مستعفی ہوکر محکمہ اطلاعات سے وابستہ ہوگئے۔ ۱۹۳۴ء میں انگلستان جاکر کیمبرج یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کیا۔ اور واپس وطن آکر امرتسر کے ایم۔ اے۔ او کالج میں پرنسپل مقرر ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران حکومت ہند کی ملازمت اختیار کی۔ اور مختلف شعبوں سے وابستہ رہے۔ ۱۹۴۷ء میں کشمیر گئے۔ اور پاکستان کے قیام پر آزاد کشمیر کے محکمہ نشر و اشاعت کے انچارج بنا دیئے گئے۔ لیکن ایک سال بعد ہی سبکدوش ہوکر اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل مقرر کئے گئے۔ اور تادم مرگ اسی عہدے پر فائز رہے۔ ادبی زندگی کا آغاز طالب علمی کے زمانے سے ہوا۔ ۱۹۲۴ء تک ادبی دنیا میں کافی شہرت حاصل کر لی۔ مختلف ادبی رسائل میں ان کے مضمون اور نظمیں چھپتی رہیں۔ "نیرنگِ خیال" ایک ادبی ماہنامے کے ایڈیٹر بھی رہے۔ ۱۹۳۶ء میں انجمن ترقی پسند مصنفین عالم وجود میں آئی۔ یہ اس جماعت کے بانیوں میں سے تھے۔ شاعری میں آزاد نظم کو اظہار خیال بنایا۔ تصانیف میں ایک ناول "کنول" اور ایک شاعری کا مجموعہ "آتشکدہ" موجود ہے۔

ثمامہ بن اشرسؒ

عالم دین: خلیفہ مامون، معتصم اور واثق کے عہد کے متکلم جو معتزلہ شیوخ میں سے تھے اور دربارِ خلافت سے وابستہ تھے۔ نہایت عالم اور فاضل شخصیت کے مالک تھے۔ جس سے متاثر ہوکر خلیفہ مامون نے اس کی ذہنی قابلیت تبحر علمی کے باعث دربار میں حاضری کی دعوت دی۔ یہ قدامت پسندانہ نظریات پر کڑی تنقید کرتے تھے۔ اس سے قدامت پسند نظریات رکھنے والا طبقہ ان کا دشمن ہوگیا۔ اور پھر جب متوکل باللہ کے دورِ حکومت میں قدامت پسندوں کا اثر و رسوخ ہوگیا تو انہوں نے اس کی شہرت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔

ثمامہ کی رائے میں علم انسانی وہ چیز ہے جس کی ابتداء وقت میں ہوتی ہے۔ لیکن جس کی...... کوئی علت اولیٰ نہیں ہے۔ جو وقت میں کام کر رہی ہو۔ نفس انسانی خود اسے پیدا نہیں کر سکتا کیونکہ اس صورت میں وہ گویا ایک ایسا فعل سرانجام دے گا۔ جو خدا کا فعل ہے۔

ہمارے پاس جو کچھ ہے اور ہمیں جس چیز پر اختیار حاصل ہے وہ صرف ہماری قوتِ ارادی کا باط فعل ہے۔ اس فعل کے نتائج اس میں شامل ہیں۔ ہماری فطرتی عقل ہمارے افعال کی اخلاقی اق

Marfat.com

طے کرتی ہے اور ان اقدار کی تعین اللہ تعالیٰ کی طرف سے آمرانہ رنگ میں نہیں ہوتی۔
غرض کہ اس کے خیالات کے مطابق جس نے اطمینان کے ساتھ منطق کے زور سے اللہ کو نہیں مانا وہ اللہ کو پہچاننے کا مکلّف نہیں ہے۔
ثمامہ کی شہرت کو نقصان پہنچانے کے لئے بعد میں اس کے نظریات میں ایسی تبدیلیاں کر کے اس سے وابستہ کی گئیں۔ جن کا اس کے نظریات سے دُور کا بھی تعلق نہیں تھا۔
"مثلاً یہود اور النصارا اور ان جیسے لوگ کفار اور بچے جنہیں معرفتِ اشیاء کی طاقت نہیں ہوتی یہ سب عنقریب مٹی ہو جائیں گے۔ انہیں آگ کا عذاب نہ ہو گا"
لیکن خیاط معتزلی نے اس کی سختی سے تردید کی ہے اور کہا ہے کہ ثمامہ مانتا ہے کہ یہود و نصارا اور کافروں کو آگ کا عذاب حاصل ہو گا کیونکہ ان لوگوں تک یہ احکام پہنچائے گئے ہیں کہ خدا نے کس کام کو کرنے اور کسے نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

جلال زادہ مصطفےٰ چلبی

۱۴۹۰ء سے ۱۵۶۷ء کے دَورِ عہد عثمانیہ کا مورخ۔ باپ کا نام قاضی جلال الدین تھا۔ مصطفےٰ چلبی پیری پاشا اور اس کے جانشین ابراہیم پاشا کا کاتب رہا۔ احمد پاشا کی بغاوت کے بعد مصر کے معاملات کو معمول پر لانے میں اس نے بڑی ذہانت کا مظاہرہ کیا جس کے صلے میں اسے رئیس الکتاب کے عہدے پر فائز کیا گیا۔
۱۵۳۵ء میں اسے نشانچی بنا دیا گیا۔ اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی سرکاری دستاویزات اور رائج کردہ کئی القابات کئی سال تک نمونے کا کام دیتے رہے۔ ۱۵۶۷ء میں اس کا انتقال ہوا۔ اس کی تصانیف میں "مواہب الخلاق مراتب الخلاق" "دلائل نبوت محمدیؐ" "معارج النبوۃ" "ہدیۃ المومنین" "جواہر الاخبار فی خصائل الاخیار" "قانون نامہ" وغیرہ مشہور ہیں اور ترکی میں محفوظ ہیں۔

جمال الدّین آق سرای

ترکی کے فلسفہ دان اور متکلم۔ آق سرای کے مقام پر پیدائش ہوئی۔ یہ امام فخر الدین رازی کا پوتا اور جمالی کے نام سے مشہور تھا۔ فارغ التعلیم ہونے کے بعد آق سرای کے ایک مدرسہ زنجری میں مدرس مقرر ہوا۔ اس کے شاگرد کثیر تعداد میں تھے جنہیں اس نے تین گروہوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ پہلی جماعت یا گروہ کو مشائیون کہا جاتا تھا۔ یہ شاگرد اس کے گھر کے دروازے پر جمع ہوتے تھے اور اس کے ساتھ مدرسہ تک جاتے تھے

Marfat.com

اور جمال الدین انہیں چلتے چلتے درس دیا کرتا تھا، دوسری جماعت کو " رزاقون" کہا جاتا تھا۔ یہ لوگ مدرسے کے ستونوں کے نیچے جمع ہوتے تھے جہاں ان کا استاد انہیں کھڑے کھڑے سبق دیتا تھا۔ ان سے فارغ ہو کر وہ ان شاگردوں کے پاس جاتا تھا۔ جو مدرسے کے بڑے کمرے میں منتظر ہوتے تھے۔ حسام الدین نے اپنی کتاب جس کا نام " اماسہ تاریخی" ہے۔ میں جلال الدین کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ حاجی شادگلدی کے ہاں قاضی عسکری کے عہدے پر فائز تھا۔ جب حاجی شادگلدی میواس کے امیر کو قاضی برہان الدین کے ہاتھوں شکست ہوئی تو ۱۳۸۲ء کو جمال الدین آق سرای چلا گیا۔ ۱۳۸۸ء میں وفات ہوئی۔ ان کی تصنیفات میں " اخلاقِ جمالی" " شرح الفاتیہ القصوئی" " شرح الیایضاح" " شرح مشکلات القرآن الکریم" " حال" " الموجز" " حاشیہ" " الملتقی اشرح اللباب" " المسمی بکشف الاعراب" وغیرہ شامل ہیں۔

پروفیسر یوسف سلیم چشتی

(۱۸۹۵ء تا ۱۹۸۴ء) ادیب، مؤرخ۔ مدرس۔ محمد یوسف خان نام۔ جائے پیدائش بریلی (بھارت) ۱۹۱۸ء میں الٰہ آباد یونیورسٹی سے فلسفے میں بی۔ اے (آنرز) کیا۔ ۱۹۲۴ء میں احمد آباد یونیورسٹی سے فلسفے میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ ابتدائیں کانپور شہر کے ایک کالج اور بعد میں ایف۔ سی کالج لاہور میں لیکچرار مقرر ہوئے۔ ڈاکٹر علامہ اقبال اور ڈاکٹر غلام بیگ نیرنگ کی مساعی سے لاہور میں " اشاعتِ اسلام" کالج قائم ہوا تو پروفیسر چشتی ۱۹۲۹ء سے ۱۹۴۳ء تک اس کالج کے پرنسپل رہے۔ دوسری جنگِ عظیم کے دوران یہ کالج بند ہو گیا۔ تو ریاست منگرول اور بعد میں کوروائی چلے گئے۔ ۱۹۴۸ء میں کراچی آ کر تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا۔ چشتی صاحب سولہ سال تک علامہ اقبال کی صحبت میں رہے۔ آپ نے علامہ کی تمام اردو، فارسی کتب کی شرحیں لکھی ہیں۔ اس کے علاوہ تاریخ، فلسفہ، تصوّف، سوانح اور مذہب پر متعدد کتابیں تحریر کی ہیں۔

مُحرّم علی چشتی

۱۸۶۴ء سے ۱۹۳۴ء کے دَور کے ماہرِ قانون۔ صحافی۔ سیاست دان۔ پیدائش لاہور میں ہوئی۔ کانگریس کے زبردست حامی، مسلم لیگ ..... اور سر سید احمد خان کے سخت مخالف تھے۔ سر سید کے نظریات کے خلاف کئی مضامین لکھے۔ ۱۸۸۴ء میں لاہور سے ایک اخبار " رفیقِ ہند" کے نام سے جاری

Marfat.com

کیا جو اپنے زمانے کا موقر اور با اثر اخبار شمار ہوتا تھا۔ ایک کتاب "اسلامی زندگی کا دنیاوی پہلو" یادگار چھوڑی ہے۔

حضرت درجینیؒ

ابوالعباس احمد بن سعید بن سلیمان بن علی ایخلف اباضی فقیہہ، شاعر اور مورخ۔ ان کا تعلق علماء کے بربر اباضی خاندان سے تھا۔ ان کے جد ایخلف اور دادا سلیمان اپنے زمانے کے مشہور فقیہہ میں شمار ہوتے تھے۔ ان کے والد سعید بن سلیمان ممتاز محدث تھے۔ درجینی نے اباضی علماء کی درخواست پر اباضیوں کے متعلق تاریخی اور سوانحی کتاب "طبقات المشائخ" تحریر کی بحیثیت ایک فقیہہ انہوں نے تقسیم وراثت کے متعدد مسائل کا تصفیہ کیا جو بعد میں کتابی صورت میں مرتب ہوا۔ بحیثیت شاعر ان کا ایک "دیوان" اور منظوم خطوط یادگار ہیں۔

مولانا ذکاء اللہ خان

(۱۸۳۲ء تا ۱۹۱۰ء) مورخ۔ مترجم۔ ریاضی دان اور ماہر سیاسیات۔ پیدائش دہلی میں ہوئی۔ قدیم دہلی کالج میں حصولِ تعلیم کے بعد وہیں ریاضی کے پروفیسر مقرر ہوئے اور ترقی کرتے ہوئے ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدے پر جا پہنچے۔ ۲۶ برس کی ملازمت کے بعد پنشن پائی۔ تعلیم نسواں کی خدمات کے صلے میں گورنمنٹ سے خلعت پایا۔ علمی اور تاریخی خدمات کے پیشِ نظر حکومت کی طرف سے پندرہ سو روپے انعام خان بہادر اور شمس العلماء کے خطابات سے نوازے گئے۔ عربی، فارسی، تاریخ، جغرافیہ، طبیعات، کیمیا اور سیاسیات کے بھی ماہر شمار ہوتے تھے۔ ڈیڑھ سو کتابوں کے مصنف تھے جن میں تاریخِ ہند دس جلدوں پر مشتمل تھی۔ وفات دہلی میں ہوئی۔

سعادت یار خان رنگین

(۱۷۵۵ء تا ۱۸۳۴ء) ریختی کے موجد۔ پیدائش سرہند میں ہوئی۔ تعلیم دہلی میں پائی۔ پیشہ ور سپاہی تھے۔ پہلے شہزادہ سلیمان شکوہ کے دربار سے اور بعد میں نظام حیدر آباد کی فوج میں توپ خانہ کے افسر رہے۔ آخر ملازمت ترک کر کے گھوڑوں کی تجارت شروع کر دی۔ سید انشاء کے ہمعصر اور دوست تھے۔ شاعری میں پہلے شاہ حاتم کے شاگرد ہوئے۔ بعد میں محمد امان نثار سے

Marfat.com

بھی اصلاح لیتے رہے۔ عاشق مزاج۔ عیش و عشرت کے دلدادہ اور خوبصورت آدمی تھے۔۔۔ عیش و عشرت نے ہی غزل سے ریختی کی طرف مائل کیا۔ وفات لکھنؤ میں پائی اور چار اردو دیوان چار عناصر رنگین کے نام سے یادگار چھوڑے۔ پہلا دیوان (۱۸۲۸ء) ریختہ۔ دوسرا بیختہ۔ تیسرا آمیختہ اور چوتھا۔ آنگیختہ رہے۔

زاہد حسین

(۱۸۹۵ء تا ۱۹۵۷ء) پاکستان کے ممتاز ماہر اقتصادیات۔ اعلیٰ تعلیم علی گڑھ یونیورسٹی سے حاصل کرنے کے بعد چیف الیکشن کمشنر کی حیثیت سے تقرر ہوا۔ ۱۹۴۵ء میں حیدرآباد دکن میں وزیر مالیات کے عہدے پر فائز رہے۔ تقسیم ملک کے بعد پاکستان آتے اور ۱۹۴۷ء میں ہندوستان میں پہلے پاکستانی ہائی کمشنر مقرر ہوتے ایک سال بعد انہیں پاکستان اسٹیٹ بنک کا پہلا گورنر ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ۱۹۵۳ء تا ۱۹۶۵ء تک منصوبہ بندی بورڈ کے صدر بنائے گئے۔ جنہوں نے ملکی معیشت کے لئے زرعی اصلاحات نافذ کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔ چونکہ زرعی اصلاحات کا تعلق پاکستان کے بااثر طبقہ سے تھا اس لئے انہیں اس منصب سے ہٹا کر محصولات کی تحقیقاتی کمیٹی کا صدر بنا دیا گیا۔ اس عہدے پر وہ مرتے دم تک فائز رہے۔

جسٹس میاں عبدالرشید

قانون دان پہلے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے۔ باغبانپورہ لاہور کے مشہور میاں خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ انگلستان میں بی اے اور پھر بار ایٹ لاء کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ۱۹۱۱ء کو لاہور میں وکالت شروع کی تھی۔ انہیں حکومت پنجاب نے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل اور پھر لاہور ہائی کورٹ کا جج مقرر کر دیا۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان کے قائم ہوتے پر لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس بنا دیئے گئے۔ قیام پاکستان کے موقع پر کراچی میں قائداعظم محمد علی جناح سے بطور گورنر جنرل کے عہدے کا حلف لینے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ ۱۹۴۹ء میں پاکستان فیڈرل کورٹ کے پہلے چیف جسٹس مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں کچھ عرصے کے لئے قائم مقام گورنر جنرل رہے۔ ۱۹۵۴ء میں ملازمت سے ریٹائر ہو گئے۔ ۶ نومبر

Marfat.com

۱۹۸۱ء کو وفات پائی۔

حضرت شعبی

ابو عمرو بن شراحیل بن عمرو الشعبی محدث۔ اسلام کے اُن مشاہیروں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے شہرت دوام بخشی۔ آپ میں دُبلے پتلے اور مختصر ہونے کے علاوہ دوسرے علمائے دین کے برعکس ظرافت بھی موجود تھی۔ بقول شعبی انہوں نے ۵۰۰ صحابہ اکرامؓ سے احادیث سنیں امام ابو حنیفہؒ ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔ اگرچہ انہوں نے خود کبھی فقیہہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا لیکن کوفے کے فقیہہ مشورے کے لئے ان کے پاس آتے تھے۔

عبدالرحمٰن بارکر

ماہر تعلیم، مشہور نو مسلم مستشرق۔ پیدائش واشنگٹن امریکہ میں ہوئی والد محکمۂ تعلیم میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ انہوں نے بیٹے کی تعلیم پر پوری توجہ دی۔ مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۵۰ء میں فلبرائٹ سکالرشپ پر بھارت آئے یہاں اُن کا مقصد مختلف النسل باشندہ کی لسانی و تہذیبی تاریخ و روایات پر تحقیق کرنا تھا یہاں پانچ سال گزار کر پہلے امریکہ اور پھر کینیڈا آئے یہاں مشہور مستشرق مسٹر سمتھ کی زیرنگرانی مختلف مذاہب پر کام کرتے رہے ریڈ انڈین قبائل پر تحقیق کرکے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی ۱۹۵۹ء فورڈ فاؤنڈیشن کی تحریک پر پاکستان آئے۔ اورنٹیل کالج لاہور میں اور ایک خاص شعبہ قائم کیا جس کے ڈاکٹر بارکر صدر مقرر ہوئے۔ آخر قرآن مجید کا ایک انگریزی ترجمہ اُن کے مطالعے میں آیا۔ سورۃ الکوثر پڑھی۔ دل پر ایسا اثر ہوا کہ اسلام قبول کر لیا۔

علی مردان خان

ایک ترک جرنیل اور باکمال انجنیئر شاہ عباس والیٔ ایران کی طرف سے قندھار کا صوبیدار تھا۔ شاہجہان کے عہد میں اپنے آقا اسمٰعیل سے رنجش کی بناء پر شاہجہان کے حوالے قندھار

کر کے خود ہندوستان آگیا۔ ہندوستان میں عہد شاہ جہان کی خوبصورت عمارتیں اس کی مرہون منت اور شہرت کا سبب ہیں۔ چنیوٹ میں شاہ برہان کا مقبرہ۔ لاہور میں شالا مار باغ اور کشمیر میں واقع کئی عمارتیں اس کی بنوائی ہوئی ہیں۔

محترمہ فاطمہ جناح

(۱۸۹۴ء تا ۱۹۶۷ء) مادرِ ملت۔ خاتونِ پاکستان مس فاطمہ جناح بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی چھوٹی ہمشیرہ تھیں۔ پیدائش کراچی میں ہوئی۔ بمبئی سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ کلکتہ سے دانتوں کی سرجری کا ڈپلوما حاصل کیا۔ اور ایک سال پریکٹس بھی کی۔ پہلی گول میز کانفرنس میں شرکت کرنے قائداعظم کے ہمراہ ۱۹۳۰ء میں انگلستان گئیں۔ یورپی ممالک کی سیاحت کر کے ۱۹۳۵ء میں ہندوستان آئیں۔ حصولِ پاکستان کی تحریک میں قائداعظم کا ساتھ دیا کئی خیراتی۔ تعلیمی اور معاشرتی اداروں کی سرپرست تھیں ۱۹۶۵ء کے صدارتی انتخابات میں فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے مقابلے میں امیدوار تھیں لیکن ناکام رہیں۔ انتقال کراچی میں ہوا اور قائداعظم کے مقبرے کے احاطے میں دفن ہوئیں تقاریر کا مجموعہ انگریزی اور اردو میں چھپ چکا ہے۔

فرہاد پاشا

سلطان سلیمان قانونی ۱۵۶۶ء کے عہد میں شاہی سواروں کا افیسر اعلیٰ اور چرخی فوج کا سپہ سالار مامور تھا ۱۵۸۲ء میں اسے روم ایلی کا بیگلر بیگی بنایا گیا۔ تھوڑے عرصے بعد وزارت کے منصب پر فائز ہوا اور ۱۵۸۴ء ایران کے خلاف جنگ میں سپہ سالار رہا۔ عثمان پاشا کی وفات کے بعد اس نے ترکی کے محاذ پر فوجی خدمات انجام دیتے ہوئے کئی علاقوں کو فتح کیا۔ ۱۵۹۱ء میں فرہاد پاشا صدرِ اعظم مقرر ہوا۔ لیکن فوج میں بغاوت کی وجہ سے ۱۵۹۲ء میں عہدے سے معزول ہو گیا۔ ۱۵۹۳ء میں جب صدرِ اعظم قوم سنان پاشا سلطنت عثمانیہ اور آسٹریا کی جنگ کے موقعے پر ہنگری کے محاذ پر گیا تو اس کی غیر موجودگی میں فرہاد پاشا اس کے قائم مقام کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔ ۱۵۹۵ء میں سلطان محمد ثالث کی تخت نشینی کے تھوڑے عرصہ بعد

Marfat.com

فرہاد پاشا کو دوبارہ صدرِ مقرر کیا گیا۔ لیکن اس کے حریف قوجہ سنان پاشا نے سازش سے اسے جولائی ۱۵۹۵ء میں عہدے سے علیحدہ کروایا اور بعد میں اکتوبر ۱۵۹۵ء میں سلطان کے حکم سے اسے سزائے موت دی گئی۔

فہیم پاشا

بادشاہ (۱۸۷۳ء تا ۱۹۰۸ء) پیدائش استنبول میں ہوئی سلطان عبدالحمید ثانی کے رضاعی بھائی کا بڑا بیٹا تھا اس تعلق کی وجہ سے اس نے مکتبہ حربیہ میں تعلیم پائی ۱۸۹۴ء میں کپتان کے عہدے پر فائز ہوا۔ دو سال بعد ترقی کر کے "یاور شہریاری" بن گیا۔ ۱۸۹۸ء میں اسے پاشا کا خطاب عطا ہوا۔ فہیم پاشا ایک طویل عرصہ تک سلطان عبدالحمید ثانی کی خفیہ پولیس کا سربراہ رہا بعض وجوہات کی بنا پر ۱۷ فروری ۱۹۰۷ء کو اسے برطرف کر کے برسہ کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔ ۱۹۰۸ء کے انقلاب کے بعد برسہ کے نزدیک ینی شہر میں عوام کے ایک مشتعل ہجوم نے اسے قتل کر دیا۔

قاضی محمد عیسیٰ

(۱۹۱۳ء تا ۱۹۷۶ء) تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما۔ پشین (بلوچستان) میں پیدائش ہوئی والد ریاست قلات کے وزیر اعظم تھے۔ ابتدائی تعلیم کوئٹہ میں پائی ۱۹۲۹ء میں لنکن ان (انگلستان) سے قانون کی ڈگری لی۔ کچھ عرصہ بمبئی میں وکالت کی جہاں محمد علی جناح سے ملاقات ہوئی تو سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ بلوچستان میں مسلم لیگ کو مقبول عام بنانے کا سہرا قاضی عیسیٰ کے ہی سر ہے۔ قائد اعظم کے ایماء پر نو عمری کے باوجود آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے رکن منتخب ہوئے۔ قیام پاکستان پر گورنر جنرل کے ایجنٹ کے مشیر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ چند سال برازیل میں پاکستان کے سفیر کی حیثیت سے نامزد ہوئے آپ انجمن اسلامیہ کوئٹہ کے صدر بھی تھے۔ آپ کی کوشش سے ہی انٹرمیڈیٹ کالج کوئٹہ کو ڈگری کالج کا درجہ دیا گیا۔ اس کے علاوہ بلوچستان میں پہلا زنانہ کالج قائم ہوا۔ وفات کے وقت آپ بلوچستان مسلم لیگ (قیوم گروپ) کے صدر تھے۔

Marfat.com

مولانا حکیم قاری احمد

(۱۹۱۱ء تا ۱۹۷۶ء) مولانا حکیم قاری احمد بن مولانا عبدالاحد بن مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی پیدائش ۱۹۱۱ء میں ہوئی۔ مولانا عبدالحیٔ پیلی بھیتی۔ مولانا محمد غازی خان گولڑوی۔ مولانا افضال الحق رامپوری اور مفتی کفایت اللہ دہلوی سے علوم اسلامیہ کی تحصیل کی۔ طبیہ کالج لکھنؤ سے طب کی سند حاصل کی۔ اعلیٰ حضرت مجدد گولڑوی سے بیعت طریقت ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ میں کارکن کی حیثیت سے شمولیت کی۔ ۱۹۳۸ء میں پیلی بھیت میں مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۵ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس پیلی بھیت کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی آکر جمعیت علماء پاکستان صوبہ سندھ کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے تصنیفات میں تاریخ انبیاء تاریخ مصطفےٰ۔ تاریخ اسلام خلفائے راشدین۔ تاریخ بنو امیہ۔ تاریخ ہند و پاک مشہور ہیں۔ ماہنامہ "پیام حق"، کراچی کے ایڈیٹر رہے وہیں وفات پائی اور کراچی میں ہی دفن ہوئے۔

قتیبہ بن مسلم

خاندان بنو امیہ کے پانچویں خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانے کا ایک نامور جرنیل جس نے اپنی شجاعت اور جرأت سے وسط ایشیا کے علاقوں کو فتح کیا۔ اسے حجاج بن یوسف والیٔ عراق کی سفارش پر ۷۰۴ء میں خراسان کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ اس کا دارالحکومت مرو کا شہر تھا اور اس کی کمان میں بصرے کی چالیس ہزار عرب فوج۔ کوفے کی سات ہزار عرب فوج اور سات ہزار موالی تھے۔ اس نے طخارستان۔ بلخ۔ بخارا۔ فرغانہ، سمرقند۔ خوارزم کے علاقے فتح کیے۔ ۷۱۵ء میں کاشغر۔ (واقع چینی ترکستان) مسخر کیا۔ لیکن جب ولید بن عبدالملک کی وفات کے بعد سلیمان بن عبدالملک تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے چند غلط فہمیوں کی وجہ سے قتیبہ بن مسلم کو معزول کرنا چاہا جس کی وجہ سے اس نے بغاوت کر دی اور آخرکار لڑتا ہوا مارا گیا۔

جسٹس ایم۔ آر کیانی

(۱۹۰۲ء تا ۱۹۶۲ء) پاکستانی قانون دان۔ ضلع کوہاٹ کے گاؤں شاہ پور میں پیدائش ہوئی۔

Marfat.com

گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔اے کرنے کے بعد انڈین سول سروس کے لئے منتخب ہو گئے قیام پاکستان کے بعد حکومت پنجاب کے قانونی مشیر بنائے گئے۔ ۱۹۴۹ء میں ہائی کورٹ کے جج مقرر ہوئے۔ چند سال بعد چیف جسٹس بن گئے خوش بیان مقرر۔ بذلہ سنجی اور نکتہ آفرینی میں کمال حاصل تھا۔ آپ کے خطبات "افکارِ پریشاں" آپ کی زندگی میں شائع ہو گئے تھے۔ ۱۵/نومبر ۱۹۶۲ء کو مشرقی پاکستان کا دورہ کر رہے تھے کہ چاٹگام میں حرکتِ قلب بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا۔ انگریزی۔ فارسی اور اردو خطوط کے مجموعے وفات کے بعد شائع ہوئے۔ دفن آبائی گاؤں شاہ پور میں ہوئے۔

جسٹس محمد منیر

سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس ۳ مئی ۱۸۹۵ء میں پنجاب کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوتے آپ کے والد ڈاکٹر تھے ابتدائی تعلیم پٹیالہ میں حاصل کی اور مہندرا کالج پٹیالہ سے بی اے کرنے کے بعد لاہور آ گئے۔ یہاں گورنمنٹ کالج سے ایم۔اے اقتصادیات کیا بعد ازاں پنجاب یونیورسٹی لاء کالج سے ایل ایل بی کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ ۱۹۲۱ء میں امرتسر میں وکالت شروع کی۔ ۱۹۲۳ء میں لاہور واپس آ گئے۔ چند سال کی وکالت کے بعد بطور افسر بکار خاص پنجاب سرکاری ملازمت اختیار کر لی۔ انہیں حکومت ہند کے قانون مجریہ ۱۹۲۵ء کے تحت "پنجاب لاز" کی تدوین کا کام تفویض ہوا۔ ۱۹۳۷ء میں پنجاب کے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مقرر کئے گئے۔ ۱۹۴۲ء میں لاہور ہائی کورٹ کے جج مقرر ہوتے۔ ۱۹۴۷ء کو لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس بنا دیئے گئے۔ ۱۹۴۸ء میں کچھ عرصہ کے لئے فیڈرل کورٹ کے جج کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم خان لیاقت علی خان کے قتل کی تحقیقاتی کمیٹی کے رکن مقرر ہوتے۔ ۱۹۵۱ء میں بین الاقوامی عدالت سے متعلق اقوام متحدہ کی کمیٹی کے نائب صدر منتخب ہوتے۔ ۱۹۵۳ء میں احمدیوں کے خلاف تحریک چلی تو تحقیقاتی کمیٹی کے سربراہ بنے۔ جون ۱۹۵۴ء میں آپ کو پاکستان کا چیف جسٹس کیا گیا۔ ۱۹۶۰ء میں چیف جسٹس ... کے عہدے سے ریٹائر ہوتے۔ ۱۹۶۲ء میں وزیر قانون کی حیثیت سے کچھ عرصہ خدمات انجام دیں آخری تصنیف "فرام جناح ٹو ضیاء" ہے۔ ۲۸/جون ۱۹۸۱ء کو وفات پائی۔

Marfat.com

شیخ منظور قادر

(۱۹۱۳ء تا ۱۹۷۴ء) پاکستانی ماہر قانون۔ سر عبدالقادر کے فرزند۔ سر فضل حسین کے داماد۔ پیدائش لاہور میں ہوئی۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ اے کیا۔ ۱۹۳۵ء میں لنکنز ان لندن سے قانون کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۳۶ء میں لاہور ہائی کورٹ میں وکالت شروع کی۔ قیام پاکستان کے بعد پاک و ہند کے درمیان اثاثوں کی تقسیم کے ٹریبونل کے رکن مقرر ہوئے۔ راولپنڈی سازش کیس ۱۹۵۱ء تا ۱۹۵۲ء میں وکیل صفائی تھے۔ ۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۲ء وزیر خارجہ مقرر ہوتے۔ آئین ۱۹۶۲ء مرتب کیا۔ اسی سال مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مقرر ہوئے۔ اگرتلہ سازش کیس ۱۹۵۸ء میں حکومت کی وکالت کی۔ وفات سے کچھ عرصہ قبل پنجاب ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر منتخب ہوتے تھے۔

ہاشم

آپ عبدالمناف کے فرزند اور حضرت عبدالمطلب کے والد تھے۔ ان کے ہی نام سے ان کی اولاد ہاشمی کہلواتی ہے۔ بااثر سردار تھے۔ عبدالدار کے خاندان سے حاجیوں کو کھانا کھلانا اور پانی پلانے کا کام واپس لے کر اسے خود بڑی خوبی سے سرانجام دیا۔ قیصر روم سے یہ رعایت لے کر دی کہ ان کے ملک میں قریش تجارت کے لیے آئیں تو ان سے ٹیکس نہ لیا جاتے۔ شاہ حبش سے بھی اسی قسم کی رعائتیں لے کر دیں۔ عرب کے قبائل سے معاہدہ کیا کہ وہ قریش کے تجارتی قافلوں کو نہ لوٹیں گے۔ آپ عبدالمطلب کی وفات سے قبل ہی وفات پا چکے تھے۔

محمود علی قصوری

سیاست دان اور ماہر قانون۔

۳۱/ اکتوبر ۱۹۱۰ء کو قصور میں معروف دینی و سیاسی رہنما مولانا عبدالقادر قصوری کے گھر پیدا ہوتے۔ ابتدائی تعلیم قصور اور بمبئی میں حاصل کی۔ پونا سے میٹرک اور اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور سے بی اے کیا۔ بمبئی یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کی اور اسی دوران عملی سیاست

Marfat.com

میں شریک ہوتے۔ ۲۶/جنوری ۱۹۳۰ء کو کانگریس کی جانب سے پہلے یوم آزادی کے سلسلے میں بمبئی میں گرفتار ہوئے اور چار ماہ قید کی سزا ہوئی۔ اسی سال بمبئی کانگریس کے سیکرٹری منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۲ء میں لندن گئے۔ وہاں کنگ کالج سے ایل ایل ایم کی ڈگری حاصل کی اور اس کے بعد بار کے امتحان میں اوّل آنے والے پہلے ایشیائی کا اعزاز حاصل کیا۔ ۱۹۴۰ء میں آپ آل انڈیا مسلم لیگ میں شامل ہوئے وہ تحریکِ پاکستان کے سرگرم رکن تھے قیام پاکستان کے بعد مسلم لیگ کے خلاف پہلی اپوزیشن جماعت آزاد پاکستان پارٹی کے ۱۹۵۰ء میں پہلے صدر ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں پارٹی نیشنل پارٹی میں مدغم ہوئی تو وہ نیشنل پارٹی مغربی پاکستان کے صدر ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں عوامی لیگ سے مولانا بھاشانی کی علیحدگی کے بعد نیپ کے قیام پر نیپ میں شامل ہوئے نیپ کے دو حصوں میں تقسیم ہونے پر وہ نیپ ولی خان گروپ میں آئے۔ ۱۹۷۰ء میں محمود علی قصوری ــــ پیپلز پارٹی میں شامل ہوتے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے سینئر وائس چیئرمین مقرر ہوتے۔ لاہور سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوتے۔ ذوالفقار علی بھٹو کی پہلی کابینہ میں وزیر قانون بنے ۱۹۷۳ء کے آئین کا بنیادی مسودہ تیار کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو سے سیاسی اختلافات کی بناء پر وزارت سے مستعفی ہو گئے۔ پیپلز پارٹی کے بعد وہ تحریکِ استقلال میں شامل ہوئے۔ وہ اپنی وفات کے وقت تحریکِ استقلال کے سینئر نائب صدر تھے۔

میاں صاحب لاہور ہائی کورٹ بار کے دو مرتبہ صدر منتخب ہوتے۔ پاکستان بار کونسل اور مغربی پاکستان بار کونسل کے چیئرمین اور وائس چیئرمین ہوتے۔ وہ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن کے نائب صدر تھے۔ ۱۳/اپریل ۱۹۸۷ء کو وفات پائی۔

حکیم محمد اجمل خان

طبیب اور مصلح۔ دہلی میں پیدا ہوتے۔ مورثِ اعلیٰ شہنشاہ بابر کے ساتھ ہرات سے آتے تھے.....

حکیم اجمل خان نے قرآن حفظ کرنے کے بعد اپنے بڑے بھائی واصل خان سے طب پڑھی۔ اس میں اتنی دست گاہ حاصل کی کہ ملک کے طول و عرض میں مشہور ہو گئے۔ ۱۸۹۲ء میں نواب رام پور کے معالج مقرر ہوتے۔ ۱۹۰۶ء میں طبی کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ اسی سال مسلم لیگ کے قیام کی تائید کی۔ ۱۹۰۸ء میں حکومت ہند نے حاذق الملک کا خطاب دیا۔ دو مرتبہ یورپ کا سفر کیا۔ ۱۹۱۶ء میں طبیہ کالج قائم کیا۔ ۱۹۲۰ء میں جامعہ ملیہ کے منتظم اعلیٰ مقرر ہوتے۔ کانگریس کی مجلس عاملہ نے سول نافرمانی کی تحریک آپ ہی کی صدارت میں منظور کی۔ ۱۹۲۱ء میں خلافت کانفرنس کی صدارت کی۔ قوم نے آپ کو...

Marfat.com

مسیح الملک کا خطاب دیا۔ آپ دہلی کے بے تاج بادشاہ کہلواتے تھے۔ اور ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ ملکی سیاست میں آپ کی رائے خاص اہمیت رکھتی تھی۔ سیاسی مضامین کے علاوہ طب پر کئی کتابیں تصنیف کیں وفات ۲۸ دسمبر ۱۹۲۷ء میں ہوئی۔

حکیم محمد حسن قرشی

(۱۸۹۶ء تا ۱۹۷۵ء) طبیب۔ پیدائش گجرات میں ہوئی۔ لاہور میں طبی تعلیم کا آغاز کیا اور پھر دہلی جاکر طبیہ کالج سے تکمیل کی اور وہیں پروفیسر مقرر ہوتے۔ ۱۹۲۰ء میں لاہور آ گئے اور انجمن حمایت اسلام کالج سے منسلک ہو گئے اور بیس سال تک پرنسپل رہے۔ متعدد طبی کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں "جامع الحکمت"، اور طبی فارماکوپیا" قابل ذکر ہیں۔ آپ پنجاب طبی کانفرنس کے بانی ہیں۔ اور عرصہ دراز تک صدارت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۵۱ء میں حکومت پاکستان نے انہیں طبی رجسٹریشن کمیٹی کا رکن مقرر کیا۔

حکیم نیّر واسطی

(۱۸۹۹ء تا ۱۹۸۱ء) طبیب۔ ادیب۔ شاعر۔ حکیم سید علی احمد نیّر واسطی۔ پیدائش ضلع بجنور میں ہوئی۔ السنۂ شرقیہ کی تعلیم بجنور۔ دہلی اور لکھنؤ میں حاصل کی۔ ۱۹۲۳ء میں تکمیل الطب کی سند لکھنؤ کالج سے حاصل کی۔ ۱۹۲۱ء میں لاہور آ گئے۔ ۱۹۲۵ء میں انجمن حمایت اسلام کے طبیہ کالج میں لیکچرار مقرر ہوئے ۱۹۲۸ء میں جمعیت مجلس الاطباء نے آپ کو صدر منتخب کیا۔ ۱۹۵۲ء میں پنجاب یونیورسٹی نے آپ کو طبیہ کالج لاہور کی معائنہ کمیٹی کا رکن اور ہائی جین نیٹو میڈیسن کے انسٹی ٹیوٹ لاہور کی ہیلتھ اسسٹنٹ کلاس میں دیسی طب کا پروفیسر نامزد کیا۔ ۱۹۵۴ء ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور نے آپ کی مشہور کتاب "طب العرب"، شائع کی تو پنجاب یونیورسٹی کی چانسلر کمیٹی نے اعلیٰ ادبی اور سائنسی تصنیف قرار دیا۔ ۱۹۵۸ء میں آپ کو ترکی کی استنبول یونیورسٹی سے ادارہ تاریخ طب کی طرف سے "پروفیسر ہسٹری آف میڈیسن"، کا اعزازی ڈپلوما دیا۔ ۱۹۶۱ء میں حکومت پاکستان نے ستارہ خدمت کا اعزاز عطا کیا۔

Marfat.com

راشد منہاس شہید

(۱۹۵۱ء تا ۱۹۷۱ء) پاکستان ایئر فورس کے پائلٹ آفیسر۔ پیدائش کراچی میں ہوئی۔ ۱۹۶۸ء میں سینٹ پیٹرک اسکول کراچی سے سینئر کیمبرج کیا۔ خاندان کے متعدد افراد کا تعلق پاکستان آرمی سے تھا۔ راشد نے اپنے ماموں ونگ کمانڈر سعید سے جذباتی وابستگی کی بنا پر فضائیہ میں شرکت کرنے کا فیصلہ کیا لہٰذا تربیت کے لئے پاکستان ایئر فورس اکیڈمی رسالپور بھیجے گئے۔ فروری ۱۹۷۱ء میں پشاور یونیورسٹی سے انگریزی، ایئر فورس لاء ملٹری ہسٹری، الیکٹرونکس، موسمیات، جہاز رانی، ہوائی حرکات وغیرہ میں۔ بی۔ ایس۔ سی کیا اور ۱۹۷۱ء میں پائلٹ افسر بن گئے۔ ۲۰ اگست ۱۹۷۱ء کو راشد کی تیسری تنہا پرواز تھی وہ ٹرینر جیٹ طیارے میں سوار ہوتے ہی تھے کہ ان کا انسٹرکٹر سیفٹی فلائیٹ آفیسر غدار مطیع الرحمان خطرے کا سگنل دے کر ان کے ساتھ طیارے میں داخل ہوگیا اور طیارے کو پرواز کر کے اُس کا رُخ بھارت کی طرف کر دیا۔ راشد نے ماری پور کنٹرول ٹاور سے رابطہ قائم کر کے صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ اُسے حکم ملا۔ طیارے کو ہر صورت میں اغوا ہونے سے بچایا جاتے"۔ لہٰذا راشد اور انسٹرکٹر کے درمیان کش مکش شروع ہوگئی اور اسی کش مکش میں طیارہ زمین پر گر کر تباہ ہوگیا راشد نے شہادت کا درجہ پایا اور اس عظیم کارنامے پر انہیں سب سے بڑا فوجی اعزاز "نشان حیدر" دیا گیا۔

سوار محمد حسین شہید

(۱۸/ جنوری ۱۹۴۹ء تا ۱۹۷۱ء) نشان حیدر۔ پیدائش چکوال کے گاؤں ڈھوک ملہار میں ہوئی۔ ۱۹۶۵ء میں دلیوی ہائی سکول سے میٹرک کرنے کے بعد ۱۹۶۶ء میں فوج میں رنگروٹ بھرتی ہوئے۔ ابتدائی تعلیم نوشہرہ میں پائی۔ دسمبر ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ میں آرمرڈ کور کی ۲۰ لانسر میں ٹینک اور بکتر بند گاڑی کے ڈرائیور تھے۔ شکر گڑھ ایریا میں محاذِ جنگ پر اسلحہ پہنچانے پر مامور تھے لیکن وطنِ پاک کی محبت میں اپنے کمانڈر سے اجازت لے کر اپنے مورچوں سے دور اپنی رجمنٹ کی ٹینک ٹرولس کو دشمن کی صحیح پوزیشن سے آگاہ کرتے رہے جس سے دشمن کو کافی نقصان پہنچا۔ ایسے ہی ایک موقعے پر اگلی صفوں میں دادِ شجاعت دے رہے تھے کہ دشمنوں کے ایک ٹینک کے فائر سے شہید ہو گئے ۱۷ جنوری ۱۹۷۲ء کو انہیں پس مرگ نشانِ حیدر کا اعزاز دیا گیا۔

Marfat.com

میجر شبیر شریف شہید

(۱۹۴۳ء تا ۱۹۷۱ء) آپ کنجاہ ضلع گجرات میں ایک راجپوت گھرانے میں پیدا ہوئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد فوج میں بھرتی ہو گئے۔ ۱۹۶۴ء میں ملٹری اکیڈمی کاکول سے کمیشن لیا اور بعد میں شمشیر اعزازی حاصل کی جنگ ۱۹۶۵ء میں چھمب جوڑیاں محاذ پر دادِ شجاعت دے کر ستارۂ جرأت حاصل کیا اور میجر کے عہدے پر ترقی ملی۔ ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ میں سلیمانکی فاضلکا سیکٹر میں گرمکھیڑا کے مقام پر دشمن سے نبرد آزما رہے اور ۶/دسمبر کی سہ پہر مادرِ وطن کا دفاع کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ جنوری ۱۹۷۲ء میں انہیں نشانِ حیدر کا اعزاز عطاء ہوا۔

میجر چوہدری طفیل محمد شہید

(۱۹۱۴ء تا ۱۹۵۸ء) پیدائش موضع کھرکاں ضلع ہوشیار میں ہوئی۔ ۱۹۳۲ء میں ایف۔ اے کرنے کے بعد فوج میں بھرتی ہوئے۔ ۱۹۴۳ء میں انڈین ملٹری اکیڈمی دہرہ دون سے کمیشن حاصل کیا۔ ۱۹۴۴ء میں لیفٹیننٹ۔ ۱۹۴۵ء میں کیپٹن اور ۱۹۴۷ء میں میجر کے عہدے پر مامور ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں ایسٹ پاکستان رائفلز میں ونگ کمانڈر مقرر ہوئے ۲/ اگست ۱۹۵۸ء کو ہندوستانی فوج نے پاکستانی علاقے برہمن باڑیہ کے ایک سرحدی گاؤں لکشمی پور پر قبضہ کرتے ہوئے ایک بلند ٹیلے پر مورچہ سنبھال لیا۔ ۶/ اگست کو میجر طفیل نے تین پلاٹونوں کی مدد سے دشمن پر حملہ کیا اور قیادت کے فرائض میں آگے ہونے کی وجہ سے دشمن کی مشین گنوں کی گولیوں سے شدید زخمی ہوئے لیکن اس کے باوجود پیٹ کے بل پیش قدمی جاری رکھی اور دشمن کے مورچے پر ہینڈ گرنیڈ پھینکتے رہے چند گھنٹوں بعد دشمن سے علاقہ خالی کروالیا اور پاکستانی پرچم لہرا دیا۔ کومیلا کے ہسپتال میں دو روز تک موت سے نبرد آزما رہنے کے بعد داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور شہید ہو گئے اس بہادری کے صلے میں (بعد مرگ) نشانِ حیدر عطا کیا گیا۔

میجر راجا عزیز بھٹی شہید

(۱۹۲۳ء تا ۱۹۶۵ء) پاکستانی فوجی آفیسر۔ نشانِ حیدر۔ پیدائش چین میں ہوئی جہاں اُن

Marfat.com

کے والد محمد عبداللہ بھٹی تعینات تھے۔ عزیز بھٹی نے ۱۹۵۰ء میں ملٹری اکیڈمی کاکول سے کمیشن حاصل کیا بعدازاں فارمن گولڈ میڈل اور اعزازی شمشیر مرحوم لیاقت علی خاں سے حاصل کی۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں میجر کی حیثیت سے برکی سیکٹر میں ایک کمپنی کی کمان ان کے سپرد تھی۔ میجر عزیز بھٹی اپنے وطن کے دفاع کی خاطر فرنٹ لائن میں موجود ہوکر دشمن کا مقابلہ کرتے رہے۔ ۱۰-۱۱ ستمبر کو انہیں حکم ملا کہ بیدیاں نہر کو پار کر کے واپس دوسرے کنارے پر آجائیں اس کوشش میں انہیں اور ان کے سپاہیوں کو دشمن کا گھیرا توڑ کر نہر عبور کرنی پڑی۔ عزیز بھٹی اس وقت تک دفاع کرتے رہے جب تک کہ ان کا آخری سپاہی بھی نہر پار نہ کر گیا۔ ۱۲ ستمبر کو دشمن نے ٹینکوں سے ان کی کمپنی پر حملہ کیا۔ خونریز معرکے میں ٹینک کا ایک گولہ ان کے کندھے پر لگا اور وطنِ عزیز کے دفاع کی خاطر شہید ہو گئے۔ بعد از مرگ انہیں "نشانِ حیدر" کے اعزاز سے نوازا گیا۔

میجر محمد اکرم شہید

(۱۹۳۸ء تا ۱۹۷۱ء) پاکستانی فوجی افسر۔ پیدائش گجرات کے قریب موضع ڈنگہ میں ہوئی۔ فوج میں بطور لانس نائیک رنگروٹ بھرتی ہوئے اور مختلف منازل کو طے کرتے ہوئے ہمت اور استقلال کے ساتھ بالآخر میجر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۲۱ نومبر ۱۹۷۱ء کو بھارت نے مشرقی پاکستان پر حملہ کیا تو میجر محمد اکرم شہید ۴ فرنٹیئر فورس رجمنٹ سے وابستہ تھے۔ ان کو دیناج پور کی اہم چوکی کی حفاظت پر مامور کیا گیا۔ ۱۳ دسمبر کو دشمن نے ایک پوری پلٹن اور ایک اسکواڈرن ٹینکوں سے حملہ کیا۔ میجر محمد اکرم نے کوئی مزاحمت کیے بغیر دشمن کو قریب آنے دیا اور پھر اچانک ہی مورچوں سے نکل کر اپنے ساتھیوں کی ہمراہی میں دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ دست بدست لڑائی میں دشمن کی پلٹن کا خاتمہ کرتے ہوئے خود بھی جامِ شہادت نوش کر گئے۔ اسی جرأت اور بہادری کے مظاہرے کے صلے میں انہیں بعد از شہادت "نشانِ حیدر" دیا گیا۔

کیپٹن راجا محمد سرور شہید

(۱۹۱۰ء تا ۱۹۴۸ء) نشانِ حیدر اعزاز یافتہ پاکستانی فوجی افسر۔ موضع سنگوری ضلع راولپنڈی میں پیدائش ہوئی۔ ۱۹۲۷ء میں میٹرک پاس کر کے فوج میں بھرتی ہوئے اور ۱۹۴۷ء تک ترقی کر کے کیپٹن

Marfat.com

کے عہدے پر فائز ہوتے۔ ۱۹۴۸ء میں بھارتی فوج کے ایک دستے نے روڑی (آزاد کشمیر) کے علاقے میں گھس کر فوجی اہمیت کی ایک پہاڑی پر قبضہ کر لیا۔ اس پہاڑی کو واپس لینے کے لئے پنجاب رجمنٹ کی جس کمپنی کو حکم ملا اس کے کمانڈر کیپٹن محمد سرور تھے۔ ۲۷ رجولائی ۱۹۴۸ء کو صبح ساڑھے تین بجے وہ کمپنی کو لے کر دشمن کے مورچے کی طرف بڑھے اور اپنے چھ ساتھیوں کے ہمراہ خاردار تار عبور کر کے دشمن پر حملہ کر دیا۔ دشمن کے جوابی حملے سے ان کا سینہ چھلنی ہو گیا۔ ان کی شہادت نے ان کے ساتھیوں میں آگ سی لگا دی اور انہوں نے اس بے جگری سے حملہ کیا۔ کہ دشمن زبردست جانی نقصان اُٹھا کر پسپا ہو گیا۔ اس عظیم کارنامے کی بدولت کیپٹن سرور کو شہادت کے بعد پہلا نشانِ حیدر دیا گیا۔

لانس نائیک محمد محفوظ شہید

(۱۹۴۴ء تا ۱۹۷۱ء) پاکستانی فوجی۔ پنڈ ملکاں نزد راولپنڈی پیدائش ہوئی۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد ۱۹۶۲ء میں فوج میں بھرتی ہوئے۔ نومبر ۱۹۷۱ء میں بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا۔ موضع سانگے اور دبیرا کے نواح میں ۱۵ پنجاب رجمنٹ کے دشمن کے علاقے پُل کنجری پر قبضہ کر لیا اسی رجمنٹ میں لانس نائیک محمد محفوظ بھی تھے۔ ۱۶ دسمبر کو جنگ بندی کا اعلان ہونے کے باوجود رات کی تاریکی میں دشمن نے اپنا کھویا ہوا علاقہ حاصل کرنے کے لیے پاکستانی مورچے پر حملہ کر دیا اس مورچے میں محمد محفوظ نے بڑی شجاعت کے ساتھ دشمن کی پیش قدمی کو روکا۔ لڑائی میں ایک گولہ ان کی ٹانگ پر لگا۔ لیکن اس کے باوجود گھسٹتے ہوئے دشمن کے مورچے کی طرف بڑھے پھر دشمنوں کی ایک گولی ان کے سینے میں لگی۔ لیکن مادرِ وطن کے اس جیالے نے موت کو پسِ پشت ڈال کر گولی چلانے والے دشمن کی گردن اُس کے مورچے میں داخل ہو کر دبوچ دی۔ لیکن اس دوران میں ایک بزدل دشمن سپاہی نے پُشت پر ان کے سنگین اُتار دی جس سے وہ شہید ہو گئے۔ اس کارنامے کے صلے میں پس از شہادت نشانِ حیدر کا اعزاز دیا گیا۔

Marfat.com

اُدَبا و شعراء کرام

آرزو لکھنوی !

آپ کا اصل نام سیّد انور حسین تھا۔ آرزو تخلص ہے۔ اُردو شاعر پیدائش لکھنؤ میں ہوئی اور زمانہ ۱۸۷۲ء سے ۱۹۵۱ء کا ہے۔ بارہ سال کی عمر میں جلال لکھنوی کی شاگردی اختیار کی اور ان کے انتقال پر جانشین مقرر ہوئے۔ معاشی پریشانی سے لکھنؤ چھوڑ کر کلکتہ چلے گئے اور پھر وہاں سے بمبئی کا رُخ کیا۔ جہاں فلموں کے لئے گیت لکھتے رہے۔ وفات کراچی میں پائی۔ کلام کے تین مجموعے "فغانِ آرزو" "جہانِ آرزو" اور "سریلی بانسری" شائع ہو چکے ہیں۔ خیال کی سادگی ان کے کلام کی خصوصیت ہے۔ ہندی کے نرم دھیمے اور رسیلے الفاظ کثرت سے استعمال کئے ہیں۔

آزاد بلگرامی میر غلام علی

۱۷۰۴ء سے ۱۷۸۶ء کے دور کے شاعر۔ مورخ اور تذکرہ نگار۔ آپ ۱۷۴۸ء تا ۱۷۵۰ء تک نواب ناصر جنگ والی حیدر آباد دکن کے استاد رہے۔ بلگرام سے اورنگ آباد آکر دربار سے وابستہ ہو گئے۔ عربی، فارسی، اردو، ہندی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں "سبحۃ المرجان" (علماء ہند کا تذکرہ) "ید بیضا" (عام شعراء کا تذکرہ) "خزانۂ عامرہ" (صلہ یافتہ شعراء کا تذکرہ) "سرو آزاد" (ہندی نواز شعراء کا تذکرہ) "مآثر الکرام" (علماء بلگرام کا تذکرہ) اور "روضۃ الاولیاء" (اولیاء اورنگ آباد کا تذکرہ) زیادہ مشہور ہیں۔

آزردہ، مفتی صدر الدین خان

۱۷۸۹ء سے ۱۸۶۸ء کے دور کے عالم اور شاعر۔ والد کا نام مولوی لطف اللہ کشمیری تھا۔ پیدائش دہلی

میں ہوئی۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ اور مولانا فضل امام سے تعلیم حاصل کی اور صدر الصدور کے عہدے پر فائز ہوئے .... درس و تدریس کا شغل بھی جاری رہتا تھا .... نواب یوسف علی خان والئ رام پور .... نواب صدیق حسن خان رئیس بھوپال اور سرسید احمد خان ان کے شاگردوں میں سے تھے۔

نواب آصف الدولہ

۱۷۴۸ء سے ۱۷۹۷ء والئ اودھ اور اردو شاعر نواب شجاع الدولہ کے فرزند تھے۔ باپ کی وفات پر ۱۷۷۵ء فیض آباد میں مسند نشین ہوئے۔ بعدازاں لکھنؤ کو دارالحکومت بنایا۔ تعمیرات کا بہت شوق تھا۔ لکھنؤ کا شاہی محل اور امام باڑہ مشہور عمارتیں ہیں۔ شعر و شاعری و دیگر علوم و فنون کے قدردان تھے۔ دہلی کے مشہور شعراء مرزا محمد رفیع سودا، میر تقی میر اور سید محمد میر سوز ان کے عہد میں لکھنؤ آئے اور دربار سے وابستہ ہوئے۔ آپ اردو، فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے میر سوز سے مشورہ سخن کرتے تھے۔ لکھنؤ میں وفات پائی اور اپنے بنائے ہوئے امام باڑے میں دفن ہوئے ایک دیوانِ یادگار ہے۔ جس میں غزلیں، رباعیاں، مخمس اور ایک مثنوی شامل ہے۔

آغا حشر

مشہور ڈرامہ نگار۔ ۱۸۷۹ء میں امرتسر میں پیدا ہوتے۔ عربی۔ فارسی اور دینیات کی تعلیم یہیں پائی۔ ڈرامہ کے علاوہ بلند پایہ شاعر بھی تھے ڈرامہ کے ہی شوق میں انگریزی زبان میں دستگاہ پیدا کی۔ سنِ شعور کو پہنچ کر ڈرامہ نگاری شروع کی۔ بمبئی جاکر نیوالفریڈ کمپنی سے وابستہ ہو گئے۔ بعض ڈرامے مشہور انگریز ڈرامہ نگار شیکسپیئر کے اردو میں اس خوبی سے ترجمہ کئے کہ انڈین شیکسپیئر کہلائے۔ جس طرح شیکسپیئر میں ڈرامہ نگاری کے قدرتی اوصاف موجود تھے اسی طرح آغا حشر میں بھی یہ قدر مشترک تھی اور ڈرامہ نگاری میں یہ کمال حاصل تھا کہ رات بھر میں ڈرامہ تصنیف کر دیتے جو بے حد کامیاب ثابت ہوتا اسی کامیابی کو اور اپنی شہرت کو مدِنظر رکھ کر اپنی ذاتی کمپنی شیکسپیئر تھیٹریکل کمپنی قائم کی لیکن یہ زیادہ دیر تک منافع بخش ثابت نہ ہوئی اور بالآخر سیالکوٹ کے مقام پر اس کا دیوالیہ نکل گیا لیکن ان کی شہرت میں کمی نہ آئی۔ اس لئے آخری وقت تک اسی فن سے وابستہ رہے۔ لاہور میں ایک فلم بناتے آئے اور اسی جگہ ۱۹۳۵ء میں انتقال ہوا اس وقت ان کی عمر چھپن سال تھی۔ قبرستان میانی صاحب میں دفن ہوئے۔ خوبصورت بلا۔ سفید خون۔ شہید ناز۔ اسیر حرص۔ ان کے مشہور ڈرامے ہیں۔

Marfat.com

ابراہیم جلیس

ادیب اور صحافی۔ حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے پاس کیا۔۔۔
۱۹۴۸ء میں مہاجر ہو کر پاکستان آگئے۔ روزنامہ "جنگ" میں کالم نویس کی حیثیت سے شامل ہوئے۔
۱۹۷۲ء میں روزنامہ "حریت" کراچی اور ۱۹۷۵ء میں روزنامہ "مساوات" کراچی کے مدیر مقرر ہوئے۔
ادبی زندگی کا آغاز زمانہ طالب علمی میں چودہ سال کی عمر سے ہوا۔ جب ان کا ایک مضمون "رہبر" دکن میں شائع ہوا۔ تصانیف میں افسانوں کے پانچ مجموعے "چالیس کروڑ بھکاری" "آزاد غلام" "دو ملک ایک کہانی" "جیل کے دن جیل کی راتیں" "زمین جاگ رہی ہے"۔ اس کے علاوہ روس، چین اور امریکہ کے سفرنامے اور ایک سٹیج ڈرامہ "اجالے سے پہلے" قابلِ ذکر ہے۔ چند فلموں کی کہانیاں بھی تحریر کیں۔ کراچی میں وفات پائی۔۔۔
۲۶ اکتوبر ۱۹۷۷ء تاریخ وفات ہے۔

ابنِ انشاء

۱۹۲۷ء سے ۱۹۷۸ء کے عہد کے شاعر، ذکاہت۔ نگارنام شیر محمد خان۔ پیدائش جالندھر کے ایک نواحی گاؤں میں ہوئی۔ ۱۹۴۶ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی اے، ۱۹۵۳ء میں کراچی یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔ ۱۹۶۲ء میں نیشنل بک کونسل کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ ٹوکیو بک ڈویلپمنٹ پروگرام کے وائس چیئرمین اور ایشین کو پبلیکیشن پروگرام ٹوکیو کی مرکزی مجلس ادارت کے رکن تھے۔ روزنامہ جنگ کراچی اور روزنامہ امروز لاہور کے ہفت روزہ ایڈیشنوں اور ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی میں ہلکے پھلکے فکاہیہ کالم لکھتے تھے۔ دو شاعری مجموعے "چاند نگر" ۱۹۵۵ء اور "اس بستی کے کوچے میں" ۱۹۷۶ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۹۶۰ء میں چینی نظموں کا منظوم اردو ترجمہ "چینی نظمیں" شائع ہوا۔ یونیسکو کے مشیر کی حیثیت سے متعدد یورپی اور ایشیائی ممالک کا دورہ کر چکے ہیں۔ جن کا احوال اپنے سفرنامے "چلتے ہو تو چین کو چلئے" "آوارہ گرد کی ڈائری" "دنیا گول ہے" اور "ابنِ بطوطہ تعاقب میں" اپنے مخصوص طنزیہ و فکاہیہ انداز میں تحریر کیا۔ دل وحشی۔ خمار گندم۔ چاند نگر۔ اس بستی کے اک کوچے میں۔ ۱۹۷۸ء میں لندن میں وفات پائی۔

ابنِ خلکان

پورا نام شمس الدین ابن خلکان بن یحییٰ بن خالد برمکی۔ جائے پیدائش اربلیہ۔ تعلیم دمشق۔ حلب اور قاہرہ

Marfat.com

ہیں حاصل کی۔ درس و تدریس کے علاوہ محکمہ قضا کے منصب پر بھی فائز رہا۔ وجہ شہرت اس کی تصنیف کردہ کتاب۔ "وفیات الاعیان و انباء الزمان"۔ اس کتاب میں اس نے اپنے عہد ۱۲۱۱ء تا ۱۲۸۲ء کی نامور شخصیات کا جامع تذکرہ کیا ہے۔

ابوالحسن اشعری

اشعریین کے بانی :- اصلی نام ابوالحسن علی بن علی بن اسحاق ہے۔ علم کلام کے بانی تھے۔ بصرے میں پیدا ہوئے۔ چالیس برس تک معتزلی عقائد کے حامی رہے۔ لیکن مسئلہ قدر کے بارے میں اختلاف ہونے پر معتزلہ کے خلاف کئی کتابیں تصنیف کیں۔ عروج اسلام کے زمانے میں دو مکاتیب فکر کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ ایک مکتبۂ فکر معتزلہ کے نام سے مشہور ہوا اور دوسرا اشاعرہ یا اشعریین کے نام سے۔ اشاعرہ یا اشعریین کے بانی ابوالحسن اشعری ہی تھے۔ اپنی تمام تصنیفات میں معتزلہ کے دلائل کو بے بنیاد ثابت کیا ہے۔ ان کی بے شمار تصنیفات ضائع ہوگئیں۔ دستیاب تصانیف میں۔

"الابانۃ عن اصول الدیانۃ" اور دوسری کتاب "اللمع فی الرد علی الزیغ والبدع" بہت مشہور ہے۔ جس میں دوسری کتاب کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ اشعری مکتب فکر کے مبلغین میں امام الغزالی کا نام سرفہرست ہے۔ وفات بغداد میں پائی ۸۷۳ء سے ۹۳۵ء تک آپ کا عہد ہے۔

ابوالفراج بن اسحاق

اس کا پورا نام الفراج محمد بن اسحاق المعروف الندیم ہے۔ بغداد کا رہنے والا تھا۔ عربی زبان کی سب سے پہلی انسائیکلوپیڈیا کا مصنف تھا جس میں بے شمار مصنفین کی ان کتابوں کا ذکر ہے جو اب ناپید ہیں۔

سید احتشام حسین

(۱۹۱۲ء - ۱۹۷۲ء) اردو ادب کے مارکسی نقاد قصبہ ماہل ضلع اعظم گڑھ وطن ہے۔ ۱۹۳۶ء میں الہ آباد سے ایم۔اے کر کے لکھنؤ یونیورسٹی میں اردو کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۲ء میں امریکہ کی ایک انجمن نے وہاں کے ذہنی رجحانات کا مطالعہ کرنے کے لئے مدعو کیا۔ ایک سال بعد امریکہ اور لندن سے واپسی پر اپنے مشاہدات "ساحل اور سمندر" کے نام سے کتاب کی صورت شائع کئے۔ تنقیدی مضامین کے آٹھ مجموعے چھپ چکے ہیں۔ جن میں تنقیدی جائزے، روایت اور بغاوت، تنقید و عملی تنقید اور اعتبار نظر خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ایک افسانوں کا مجموعہ "ویرانے"

Marfat.com

کے عنوان سے بھی چھپ چکا ہے۔

احسان دانش

۱۹۱۲ء - ۱۹۸۲ء۔ اردو شاعر۔ احسان الحق نام۔ کاندھلہ ضلع مظفر نگر میں پیدائش ہوئی۔ غربت کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم نہ حاصل کر سکے۔ تاہم ذاتی طور پر فارسی اور عربی میں مہارت حاصل کی۔ تلاش معاش میں لاہور آ گئے۔ اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ شاعری کا شوق بچپن سے تھا۔ ابتدا میں اپنے ہم وطن ذکی سے اصلاح لی پھر اپنے... وجدان شعری کو ہی اپنا رہنما بنایا نظم اور غزل دونوں میں طبع آزمائی کی۔ حسب ذیل مجموعے شائع ہو چکے تھے... "حدیثِ ادب" "دردِ زندگی" "تفسیر فطرت" "زخم و مرہم" "شیرازہ مقامات" اور گورستان" چند کتابیں نثر میں بھی لکھیں۔ لاہور میں انتقال ہوا اور یہیں دفن ہوئے۔

اختر شیرانی

۱۹۰۵ء سے ۱۹۴۸ء کے دور کے اردو شاعر۔ محمد داود خان نام۔ ٹونک میں پیدائش ہوئی۔ والد محمود شیرانی اورنٹیل کالج لاہور میں فارسی کے استاد تھے۔ شاعری کا شوق بچپن سے تھا۔ اس لئے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ والد کی کوشش کے باوجود تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ اور شعر و شاعری کو پیشہ بنا لیا "ہمایوں" اور "سہیلی" کی ادارت کے بعد اپنا رسالہ "انتخاب" پھر "خیالستان" نکالا۔ بعد ازاں "رومان" جاری کیا "شاہکار" کی ادارت بھی کی۔ اُردو شاعری میں اختر پہلا رومانی شاعر ہے جس نے اپنی شاعری میں عورت کو خطاب کیا۔ عالم جوانی ہی میں شراب کی لت پڑ گئی تھی جو آخر کار جان لیوا ثابت ہوئی۔ انتقال لاہور میں ہوا اور میانی صاحب قبرستان میں دفن ہوئے۔

اسماعیل میرٹھی

ادیب اور شاعر تھے۔ میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ سولہ برس کی عمر میں محکمہ تعلیمات میں ملازم ہوئے۔ ۱۸۹۹ء میں پنشن لے کر تصنیف و تالیف میں زندگی گزار دی۔ آپ کا بڑا کارنامہ بچوں کے لئے درسی کتابیں ہیں... آپ بچوں کے صحیح معنوں میں ادیب ہیں..... آزاد شاعری کی ابتداء ان سے ہوئی۔ مجموعہ کلام کلیات اسماعیل کے نام سے شائع ہوئی۔ یکم نومبر ۱۹۱۱ء کو وفات پائی۔

Marfat.com

اصغر گونڈوی

۱۸۸۴ء سے ۱۹۳۶ء کے دور کے شاعر۔ آباؤ اجداد گورکھ پور سے نقل مکانی کر کے گونڈے آ گئے تھے۔ ان کے والد مفتی تفضل حسین گونڈے میں چشمہ سازی کا کاروبار کرتے تھے۔ ابتدا میں اصغر بھی اس کاروبار سے منسلک ہوئے۔ لیکن بعد میں بسلسلہ ملازمت الہ آباد میں قیام کیا۔ وہاں ہندوستان اکادمی کے سہ ماہی رسالہ "ہندوستانی" کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ صوفی منش بزرگ تھے۔ کلام کا پہلا مجموعہ "نشاطِ روح" ۱۹۲۵ء میں اور دوسرا "سرودِ زندگی" ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا۔

اکبر الٰہ آبادی

اردو کے شاعر الٰہ آباد کے مقام پر پیدا ہوئے۔ ۱۸۶۹ء میں مختاری کا امتحان پاس کیا۔ نائب تحصیلدار ہوئے۔ ۱۸۷۰ء میں ہائیکورٹ کی مثل خوانی کی جگہ ملی۔ ۱۸۸۲ء وکالت کا امتحان پاس کیا۔ پہلے وکالت کی بعد میں منصف مقرر کئے گئے۔ ۱۸۹۴ء میں عدالتِ خفیفہ کے جج بنا دیئے گئے۔ ۱۸۹۸ء میں خان بہادر کا خطاب ملا۔ ۱۹۰۳ء میں ملازمت سے ریٹائر ہو گئے۔ مشرقی قدروں کے امین۔ مغربی تہذیب کی تقلید کے سخت خلاف تھے۔ کلام میں طنز و مزاح کی چٹکیاں معاشرے کو راہِ راست پر لانے کے لئے موجود تھیں۔ مخزن لاہور نے لسان العصر کا خطاب دیا۔ کلام تین کلیات پر مشتمل ہے۔ ۱۹۲۱ء میں انتقال ہوا۔

جی اے الانا

نام غلام علی الانا۔ جائے پیدائش کراچی۔ شاعر محقق۔ سیاستدان۔ ماہر معاشیات ۱۹۴۲ء میں سندھ مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے کچھ عرصہ کراچی کے میئر بھی رہے۔ قیام پاکستان کے بعد فیڈریشن آف چیمبر اینڈ انڈسٹری کی تشکیل کی۔ اور کئی سال اس کے صدر رہے۔ نو سال تک انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کی گورننگ باڈی کے رکن رہے۔ ۱۹۵۶ء میں متفقہ طور پر انٹرنیشنل آرگنائزیشن آف ایمپلائرز کے رکن چنے گئے۔ ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۶ء تک اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے کمیشن میں پاکستان کی نمائندگی کی۔ ۱۹۷۵ء میں مذکورہ کمیشن کے چیئرمین منتخب ہوئے۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ جو انگریزی میں تحریر کی گئی ہیں۔ ان میں قائد اعظم جناح۔ تحریک پاکستان۔ ہمارے مجاہدین آزادی اور... پاکستان کی جدوجہد آزادی کی داستان خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ آخری کتاب "کچھ یادیں کچھ باتیں" ۱۹۸۵ء میں وفات پائی۔

حضرت امیر خسروؒ

فارسی۔ ہندی کے مشہور شاعر، ماہر موسیقی، نام ابوالحسن یمین الدولہ لقب تھا۔ والد ترک سردار تھے۔ جو منگول کے حملے کے وقت ہندوستان آئے۔ ہندوستانی عورت سے شادی کر لی اور آگرہ میں سکونت اختیار کی۔ جہاں امیر خسرو پیدا ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد والد نقل مکانی کر کے دہلی چلے گئے۔ امیر خسرو نے سلطنتِ دہلی کے خاندانِ غلاماں، خلجی اور تغلق کے آٹھ بادشاہوں کا زمانہ دیکھا اور برصغیر میں اسلامی سلطنت کے ابتدائی دور کی سیاسی سماجی اور ثقافتی زندگی میں سرگرم حصّہ لیا۔ امیر خسرو نے ہر صنفِ شعر، مثنوی، قصیدہ، غزل، ہندی دوہے، کہہ مکرنیاں، دو سخنے، پہیلیاں، گیت وغیرہ میں طبع آزمائی کی۔ غزل میں پانچ دیوان چھوڑے۔ ہندوستانی موسیقی میں ترانہ، قول اور قلبانہ انہی کی ایجاد ہے۔ بعض ہندوستانی راگنیوں میں ایرانی آمیزش کی۔ راگنی ایمن کلیان جو شام کے وقت گائی جاتی ہے۔ ان ہی کی ایجاد ہے۔ ستار پر تیسرے تار کا اضافہ انہوں نے کیا۔ خواجہ نظام الدین اولیاؒ سے بڑی عقیدت تھی۔ اُن کے مرید تھے اُن کے وصال کے بعد ان کے قدموں میں دفن ہوئے۔

پطرس بخاری

مزاح نویس، ماہر تعلیم:۔ ۱۸۹۸ء میں پشاور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم پشاور میں حاصل کی۔ بعد ازاں گورنمنٹ کالج لاہور اور کیمبرج یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ آپ اُردو کے صاحبِ طرز مزاح نویس اور ماہر تعلیم شمار ہوتے تھے۔ ۱۹۲۲ء میں سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ چھ برس بعد گورنمنٹ کالج میں ادبیات انگریزی کے پروفیسر بنائے گئے اور اسی زمانے میں انہوں نے پطرس کے نام سے طنزیہ مزاحیہ مضامین لکھے۔ پنجاب کے جن زندہ دل نوجوان ادیبوں نے یو پی کے بعض ادیبوں سے جو ادبی جنگ لڑی پطرس اُن میں پیش پیش تھے۔ انہوں نے انگریزی ادب پاروں کے متراجم کی حیثیت سے بڑا نام پیدا کیا۔ گالز وردی کے ناولٹ "سیب کا درخت" کا ترجمہ منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ ادب۔ فلسفہ۔ فنونِ لطیفہ پر کئی مضامین لکھے۔ ۱۹۳۷ء میں آل انڈیا ریڈیو قائم ہوا تو پطرس نائب کنٹرولر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۰ء میں ریڈیو کے کنٹرولر جنرل کے عہدے پر فائز ہوئے قیام پاکستان کے بعد گورنمنٹ کالج کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ انڈیا آفس لائبریری کی تقسیم کے سلسلہ میں پاکستان کی طرف سے گفت و شنید کے سلسلہ میں انہیں انگلستان بھیجا گیا۔ ۱۹۴۹ء میں انہیں اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کی کمیٹی میں پاکستان کے نمائندے کی حیثیت سے شرکت کی۔ ۱۹۵۰ء میں انہیں اقوام متحدہ میں پاکستان کا مستقل نمائندہ مقرر کیا گیا۔ ۱۹۵۴ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔ ۱۹۵۲ء میں اقوام متحدہ کے

Marfat.com

شعبہ اطلاعات میں ڈپٹی سیکرٹری جنرل مقرر کئے گئے۔ یہ پہلے ایشیائی تھے جنہیں یہ اعزاز حاصل ہے۔ ۱۹۵۸ء کے آخر میں اس عہدے سے سبکدوش ہو کر لمبیا یونیورسٹی میں انگریزی ادبیات کے پروفیسر کی حیثیت سے فرائض سنبھالنے والے تھے کہ پیغام اجل آ گیا اور ۱۹۵۸ء میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ مزاحیہ و طنزیہ مضامین کا مجموعہ زندگی میں ہی شائع ہو گیا تھا۔

ابوعثمان جاحظ

۷۷۶ء سے ۸۶۸ء کے عہد کا مصنف عربی نثر نگار۔ نام عمرو بن بحر الفقیمی حبشی النسل تھا۔ پیدائش بصرہ میں ہوئی۔ آنکھ کے ڈھیلے چونکہ باہر کو نکلے ہوتے تھے اس لئے لقب جاحظ سے مشہور ہوا تعلیم کا بیحد شوق اُسے لسانی تحقیق کی مجالس میں لے گیا جہاں اس نے الاصمعی، ابوعبیدہ، ابوزید جیسے علمائے لسانیات اور شعر العرب کے فاضل ترین استادوں کے حلقہ درس میں زانوئے تلمذ طے کیا۔ اس نے عربی زبان میں حقیقی مہارت حاصل کی اور اپنی تصنیف "امامت" کے موضوع پر لکھ کر مامون سے خراج تحسین حاصل کیا اور خلیفہ کے دربار میں مقام حاصل کیا۔ جن تصانیف کی وجہ سے اسے دربار میں شہرت کے علاوہ برسر اقتدار اور سربراہ شخصیتوں کے ساتھ ربط ضبط حاصل ہوا ان میں مسئلہ خلافت پر بحث کی گئی تھی اور عباسیوں کے برسر اقتدار آنے کو جائز قرار دیا گیا تھا۔ یوں تو اس کی تصانیف کی تعداد دو سو کے قریب ہے۔ لیکن چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

کتاب الحیوان۔ کتاب البغال۔ کتاب البیان والتبین۔ کتاب البخلاء۔ کتاب مفاخرۃ الجواری والغلمان المعاد والمعاش۔ السر وحفظ اللسان۔ کتاب العثمانیہ۔ کتاب تعویب علی فی تحکیم الحکمین۔ رسالہ فی نبی اُمیہ۔ رسالہ فی نفی التشبیہ۔ کتاب الرد علی النصاریٰ۔ رسالہ فی مناقب الترک۔ اور کتاب البربیع والتدبیر۔ جاحظ معتزلی نظریات کا مالک تھا۔ بقول ابوحیان توحیدی۔ وہ فصاحت بلاغت کا بڑا ماہر اور معتزلہ کے ایک

دبستان کا بانی تھا۔ آخری عمر میں فالج سے آدھا دھڑ مفلوج ہو جانے سے وہ بغداد سے بصرہ لوٹ آیا تھا۔ اور یہیں اس نے وفات پائی۔

مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ

نورالدین عبدالرحمٰن نام تھا۔ بہت بڑے عالم دین۔ صوفی۔ بلند پایہ فارسی شاعر تھے۔ آپ کا زمانہ، ۷ نومبر ۱۴۱۴ء سے ۹ نومبر ۱۴۹۲ء کے دوران کا ہے۔ خراسان کے ضلع جام کے قصبہ خرجرد میں پیدائش ہوئی۔ والد کا نام نظام الدین احمد دشتی تھا۔ آپ نے بچپن ہی میں اپنے والد کے ساتھ تحصیل علم

Marfat.com

کے لئے ہرات اور سمرقند کا سفر کیا جو ان دونوں علم و ادب کا گہوارہ تھے۔ وہاں آپ نے علوم اسلامی تاریخ اور ادب کی تعلیم حاصل کی علوم ظاہری حاصل کرنے کے بعد باطنی علوم کے لئے سعدالدین محمد کاشغری کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔ اور بیعت کی۔ یہ سلسلہ نقشبند کے بانی حضرت بہاؤالدین نقشبندی کے مرید اور خلیفہ تھے چنانچہ مولانا جامی نے آپ کی بدولت تصوف میں کمال حاصل کیا اور مرشد کی وفات کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوئے، ۱۴۷۲ء میں حج بیت اللہ سے شرف یاب ہوئے اور واپسی پر ہمدان، کردستان بغداد، کربلا، نجف شریف، دمشق، حلب اور تبریز کے علاقوں کی سیاحت کرتے ہوئے وطن لوٹے اور سارا وقت مطالعے، شعر و شاعری اور روحانی مجاہدات میں صرف کیا۔ زندگی بھر نہ کسی دربار سے وابستہ ہوئے اور نہ ہی کسی حاکم وقت کی خوشامد کی۔ آپ کی زیادہ تصنیفات نثر میں ہیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ شہرت شعری تخلیقات کی بنا پر ہوئی۔ آپ کے تین دیوان ہیں جن میں جوانی سے لے کر آخر عمر تک کی غزلیات شامل ہیں۔ ان کے نام فاتحۃ الشباب۔ واسطۃ العقد اور خاتمۃ الحیات ہیں۔ مثنویوں میں جو ہفت اورنگ کے نام سے مشہور ہیں یہ ہیں۔ مثنوی سلسلۃ الذہب۔ مثنوی سلامان و ابسال، مثنوی تحفۃ الاحرار، مثنوی سبحۃ الابرار، مثنوی یوسف زلیخا، مثنوی لیلیٰ مجنوں، مثنوی خرد نامہ سکندری۔ ان کے علاوہ نثر میں مندرجہ ذیل ہیں۔

تفسیر، شرح فصوص الحکم، رسالہ فی الوجود، رسالہ لا الٰہ الا اللہ، شواہد النبوۃ، اشعۃ اللمعات، شرح رباعیات، رسالہ تحقیق مذہب صوفی و متکلم و حکیم، رسالہ مناسک حج، مناقب، نفحات الانس، آپ کے شاگردوں میں خواجہ عبداللہ انصاری وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ آپ نے ہرات میں وفات پائی۔ حاکم ہرات نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے مرشد سعدالدین کے مقبرے کے قریب دفن ہوئے۔

شیخ قلندر بخش جرأت

(۱۸۱۰ء) اردو شاعر۔ اصلی نام یحییٰ امان تھا۔ والد کا نام حافظ امان۔ دہلی کے رہنے والے تھے اس لئے ولادت بھی دہلی میں ہی ہوئی۔ کم سنی میں ہی شاعری کرتے تھے۔ فیض آباد جا کر جعفر علی حسرت سے کلام پر اصلاح لی۔ علم نجوم اور موسیقی پر بھی مہارت حاصل تھی۔ ستار خوب بجاتے تھے۔ پہلے حافظ رحمت خان کے صاحبزادے نواب محبت خان کی رفاقت میں رہے پھر ۱۸۰۰ء میں لکھنؤ آکر شہزادہ سلیمان شکوہ کے دربار سے وابستہ ہوگئے۔ آخری عمر میں کسی حادثے کی وجہ سے نظر جاتی رہی اور لکھنؤ میں ہی وفات پائی۔ تصنیف میں ایک دیوان ہے جس میں غزلیں۔ رباعیاں مخمس۔ مسدس۔

ہفت بند۔ ترجیع بند۔ فردیات و اسوخت۔ تاریخیں۔ ہجویات۔ سلام۔ مرثیے۔ فالنامہ سب کچھ شامل ہے۔ ایک مثنوی برسات کی ہجو میں ۱۷۸۱ء میں لکھی۔ مثنوی حسن و عشق ۱۸۱۱ء میں تحریر کی جس میں ایک بزرگ خواجہ حسن اور لکھنؤ کی ایک طوائف بخشی کے عشق کا ذکر ہے۔

جُرجی زیدان

۱۸۶۱ء سے ۱۹۱۴ء کے عہد کا مصری ادیب۔ مؤرخ اور افسانہ نگار۔ اس کا باپ ایک عرب پادری تھا اس نے ابتدائی تعلیم بیروت کے ایک کلیسا اور بعد میں ایک مدرسے میں حاصل کی۔ ۱۸۹۱ء میں اس نے شادی کی اور پھر قاہرہ میں سکونت اختیار کرنے کے بعد ۱۸۹۲ء میں ایک اخبار "الہلال" کا اجراء کیا اور تادمِ آخر اس کا مدیر رہا۔ اس کی تصانیف میں "تاریخ التمدن الاسلامی" اور "تاریخ آداب اللغۃ العربیہ" بہت مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ اس نے بہت سے تاریخی ناول بھی تحریر کئے۔ وفات قاہرہ میں ہوئی۔

اسمٰعیل بن الحسین جرجانی

اصل نام زین الدین ابوالفضائل حسینی تھا لیکن طبیب اور مصنّف کے طور پر اسماعیل کے نام سے مشہور تھا۔ وہ خوارزم کے سلطان قطب الدین محمد خوارزم شاہ کے دربار سے وابستہ تھا اس نے عربی اور فارسی میں متعدد کتب چھوڑی ہیں۔ اس نے اپنی کتاب "ذخیرہ خوارزمشاہی" قطب الدین محمد خوارزم سے ہی معنون کی ہے۔ بعد میں وہ اتسز ابن محمد کے دربار سے وابستہ ہو گئے۔ اس کے حکم سے اُس نے کتاب "الخفی العلائی" کی تصنیف کا کام شروع کیا۔ اس کی تصانیف میں "ذخیرہ خوارزم شاہ" عمدہ تصنیف ہے اسے فارسی زبان کا پہلا دائرۃ المعارف کہنا بجا ہوگا اس میں ساڑھے چار لاکھ کے قریب الفاظ ہیں۔ اس کا ترجمہ عربی اور ترکی زبان میں ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ درجن بھر اور تصانیف بھی ہیں۔ عربی زبان میں دنیا کی بے ثباتی پر اس کا ایک رسالہ "المنبتۃ" بھی ہے۔

جگر مرادآبادی

۱۸۹۰ء سے ۱۹۶۰ء کے دَور کے اردو شاعر۔ اصل نام علی سکندر تھا۔ پیدائش مرادآباد میں ہوئی۔ والد کا نام علی نظر تھا جو خود بھی شاعر تھے۔ جگر تیرہ برس کی عمر میں شعر کہنے لگے۔ پہلے اپنا کلام اپنے والد

Marfat.com

کو دکھایا پھر داغ دہلوی سے اصلاح لی۔ چند غزلوں پر منشی امیر اللہ خان تسلیم لکھنوی سے بھی اصلاح کی۔ آخر میں اصغر گونڈوی سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ ابتدا میں بڑے رنگین مزاج اور بلا نوش تھے۔ لیکن آخری عمر میں توبہ کرلی اور زاہدانہ زندگی اپنالی۔ کلام میں حسن و عشق و کیف و سرور اتنا رچا بسا ہوا تھا اور ترنم اس قدر والہانہ تھا کہ پورے برصغیر میں مقبول ہوگئے۔ آخر میں گونڈے میں مستقل رہائش اختیار کرلی تھی اس لئے یہیں انتقال کے بعد سپردِ خاک ہوئے۔ تین دیوان "داغِ جگر" "شعلۂ طور" "آتشِ گل" یادگار چھوڑے ہیں۔

جوش ملسیانی

۱۸۸۴ء سے ۱۹۷۶ء کے اردو شاعر۔ مدرس۔ مدیر۔ نام پنڈت لبھو رام تھا۔ جائے پیدائش جالندھر کا قصبہ ملسیان تھی۔ فارسی اور اردو کے اعلیٰ امتحانات پاس کرنے کے بعد جالندھر کے ڈسٹرکٹ بورڈ کے شعبۂ تعلیم میں بطور مدرس ملازم ہوگئے۔ تمام عمر اسی پیشے سے وابستہ رہ کر گزاری۔ شاعری میں داغ دہلوی سے اصلاح لیتے رہے اور بہت جلد ممتاز شاگردوں میں شمار ہونے لگے۔ تقسیم ہند کے بعد دہلی چلے گئے اور کچھ عرصہ سرکاری ماہنامہ "آج کل" کی ادارت کی۔ نکودر ضلع جالندھر میں انتقال ہوا۔ کلام کے چار مجموعے اور ادبی تنقید کی تین کتابیں یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ حکومتِ ہند نے پدم شری کے خطاب سے بھی نوازا تھا۔

جوش ملیح آبادی

۱۸۹۴ء سے ۱۹۸۲ء کے زمانہ کے جلیل القدر۔ شاعرِ انقلاب۔ اصل نام شبیر حسین خان تھا۔ ملیح آباد کے ایک تعلقہ دار گھرانے میں پیدائش ہوئی۔ والد نواب بشیر احمد خان بھی شاعر تھے۔ سیتاپور اور لکھنؤ میں تعلیم پائی۔ باپ کی وفات کے بعد آبائی جائیداد کے انتظام میں مصروف ہوگئے۔ شاعری کا شوق طالب علمی کے زمانے سے تھا۔ بعد ازاں جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کے دارالترجمہ میں بحیثیت ناظرِ ادبی ملازم ہوگئے۔ نظام کے خلاف ایک نظم لکھنے پر معتوب ہوئے اور دہلی کا رخ کیا۔ وہاں سے ایک ادبی رسالہ کلیم جاری کیا۔ کچھ عرصہ بعد ۱۹۴۲ء میں شالیمار فلم کمپنی پونا سے وابستہ ہوگئے اور پانچ سال تک اس کمپنی میں بحیثیت گیت نگار ملازم رہے۔ تقسیم ہند کے بعد حکومت

ہند کے شعبۂ نشریات میں اردو کے اعلیٰ نگران مقرر ہوئے حکومت ہند نے پدم بھوشن کا خطاب دیا۔ ۱۹۵۹ء میں پاکستان چلے آئے اور کراچی میں سکونت اختیار کی۔ ترقی اردو بورڈ کی طرف سے حکومت نے انہیں اُردو لغت کا نگران مقرر کیا۔ جوش ابتدا میں غزلیں لکھتے رہے لیکن جلد ہی رجحان نظم کی طرف ہو گیا اور شاعرِ انقلاب کہلاتے۔ پہلا مجموعہ عالم شباب میں "روح ادب" کے نام سے شائع ہوا۔ اس کے بعد نظموں کے پانچ مجموعے "شعلہ و شبنم" "نقش و نگار۔ فکر و نشاط۔ جنون و حکمت اور شاعری کی راتیں شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۹۵۶ء میں سوانح حیات "یادوں کی بارات" کے نام سے شائع ہوئی۔ انتقال کراچی میں ہوا۔ اور وہیں دفن ہوئے۔

شیخ ظہور الدّین حاتم

۱۶۹۹ء سے ۱۷۹۱ء کے دور کے اُردو شاعر۔ شیخ فتح الدّین باپ کا نام تھا۔ پیدائش دہلی میں ہوئی۔ آبائی پیشہ سپاہ گری تھا۔ شاہ محمد امین کے مرید تھے۔ ابتدا میں الہ آباد کے صوبیدار نواب امیر خان کی رفاقت میں رہے۔ بعد ازاں ہدایت علی خان۔ مراد علی خان، فاخر علی خان جیسے امرا ان کی امداد کرتے رہے۔ اُردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ فارسی میں مرزا صائبؔ اور اُردو میں ولی دکنی کو استاد مانتے تھے۔ رفتہ رفتہ خود ان کا شمار استادوں میں ہونے لگا۔ مشہور شاعر محمد رفیع سودا ان کے ہی شاگرد تھے۔ دہلی میں وفات پائی اور دہلی دروازہ کے باہر دفن ہوئے۔

خواجہ الطاف حسین حالی

۱۸۳۷ء تا ۱۹۱۴ء کے زمانہ کے شاعر، ادیب، نقاد، والد کا نام خواجہ ایزد بخش تھا۔ پیدائش پانی پت میں ہوئی۔ نو برس کی عمر میں والد کے سائے سے محروم ہو گئے۔ وطن میں ہی قرآن مجید ختم کیا۔ فقہ، حدیث، منطق اور فلسفہ کی تعلیم کے .... دوران شادی ہو گئی۔ تلاش روزگار کے لئے لاہور آئے جہاں سررشتۂ تعلیم میں پندرہ روپے ماہوار پر انگریزی ترجموں کی اُردو عبارت درست کرنے پر ملازم ہوئے۔ یہاں ماہانہ مشاعروں میں مولانا محمد حسین آزاد کے ایماء پر قومی نیچرل نظمیں پڑھیں بعد ازاں دہلی چلے گئے۔ جہاں سرسیّد سے ملاقات ہوئی اور ان کی تحریک پر اپنی مشہور نظم "مسدسِ حالی" تحریر کی۔ ۱۸۸۰ء میں سرسیّد کے کہنے پر نواب سر آسمان جاہ نظام نے پچھتر روپے ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ جو بعد ازاں سو روپے ماہوار ہو گیا۔ حالیؔ نے جدید شاعری کی طرف اہلِ ملک کی توجہ دلائی۔ سوانح نگاری کے نمونے تیار کئے۔ تنقید کے اصول قائم کئے۔ خود کئی کتابیں تصنیف کیں۔ نثر میں "حیاتِ جاوید" "حیاتِ سعدی" "یادگارِ غالب" "مقدمہ شعر و شاعری اور نظم میں ایک دیوانِ غزل کا مسدس" مدوجزرِ اسلام اور کئی مثنویاں

ہیں۔ مرزا غالب کے شاگرد تھے۔ اُن کی موت کے بعد اُن کے ضخیم دیوان کو مختصر کر کے مرتب کیا۔ پانی پت میں ،، برس کی عمر میں وفات پائی۔

حافظ شیرازی

۱۳۲۵ء تا ۱۳۸۸ء کے عہد کے فارسی شاعر و عالم دین۔ اصل نام خواجہ شمس الدین محمد تھا۔ والد کا نام بہاؤالدین تھا جو اصفہان کے ایک تاجر تھے۔ جائے پیدائش شیراز ہے لیکن والد سلفری اتابکوں کے زمانے میں ہجرت کر کے شیراز چلے آئے۔ باپ کا انتقال بچپن میں ہو جانے کی وجہ سے انہوں نے ایک خمیر ساز کے ہاں آٹا گوندھنے کی نوکری کر کے بسر اوقات کی۔ تعلیم کا شوق بچپن سے تھا لہٰذا پہلے قرآن پاک حفظ کیا۔ اسی وجہ سے حافظ شیرازی کہلائے۔ بعد میں شاعری کے شوق میں شیخ محمود عطار سے اصلاح لیتے رہے اور فارسی شاعری میں بڑا نام پیدا کیا اور تخلص حافظ رکھا۔ جب ۱۳۵۳ء میں شیراز پر آلِ مظفر کے بانی محمد مبارزالدین کا قبضہ ہو گیا۔ مبارزالدین کا بیٹا شاہ شجاع اور اس خاندان کا آخری حکمران شاہ منصور، (۱۳۸۷ء تا ۱۳۹۲ء) حافظ کے ممدوح رہے۔ سلطان احمد جلائر نے آپ کو بغداد آنے کی دعوت دی۔ لیکن انہوں نے معذرت کر لی۔ سلطان محمود شاہ بہمنی والیٔ دکن کے بلاوے پر بھی نہ گئے۔ ۱۳۸۷ء میں جب تیمور شیراز آیا تو اُس نے خاص طور پر حافظ سے ملاقات کی۔ وفات شیراز میں ہوئی اور اپنی پسندیدہ سیرگاہ مصلیٰ میں دفن ہوئے۔ دیوان ان کے شاگرد محمد گل اندام نے مرتب کیا جو غزلیات۔ قصائد۔ قطعات اور رباعیات پر مشتمل ہے۔ کلام کے ترجمے مختلف زبانوں میں ہو چکے ہیں۔

حاجی پاشا

۱۴۱۷ء عثمانی دورِ عہد فقیہہ اور طبیب۔ نام خضر بن علی بن خطاب ہے۔ یہ سلطان بایزید یلدرم کے ہمعصر تھے۔ تعلیم قاہرہ میں حاصل کی۔ شیخ مبارک شاہ سے دینیات اور فقہ کا نصاب مکمل کیا۔ شیخ اکمل الدین اور شیخ بدرالدین بہاری ان کے ہم سبق تھے۔ آپ نے طب کا مطالعہ کیا اور آخرکار اس فن میں کمال حاصل کر کے قاہرہ کے شفاخانے "مارستانِ مصر" کا رئیس الاطباء مقرر ہوتے اوغلو محمد بے کی دعوت پر برگی میں سکونت اختیار کی اور یہیں وفات پائی۔ اپنی حیات میں امیر تیمور کے طبیبوں کو بھی تعلیم دی اور کچھ عرصہ شہزادہ سلیمان کی ملازمت میں دربار سے بھی وابستہ رہے ان کی دینیات اور فقہ پر لکھی ہوئی مشہور تصنیفات میں "تفسیر مجمع الانوار فی جمع الاسرار" (دو جلدوں میں) "شرح بیضاوی شریف" طب میں ایک کتاب "الشفاء" مشہور ہیں۔

Marfat.com

حاجی خلیفہ

(مارچ ۱۶۰۸ء تا ۲۶ ستمبر ۱۶۵۷ء) مصطفیٰ بن عبداللہ نام بعرف کاتب چلبی مشہور ترکی مصنف پیدائش قسطنطنیہ میں ہوئی۔ چودہ برس کی عمر میں سلحداروں کے چیدہ فوجی دستے میں بھرتی ہوگیا۔ تقریباً اسی دور میں اسے اناطولی کے دفتر محاسبہ میں ایک ادنیٰ منشی کی جگہ مل گئی۔

وہ ۱۰۲۳ ہجری سے ۱۰۴۵ ہجری تک برابر عساکر سلطانی کے ہمراہ ایشیائے کوچک کی مشرقی سرحد پر سوائے دو مختصر وقفوں کے مقیم رہا۔ والد کی وفات کے بعد وہ سوار فوج کے انتظامی دفتر میں منشی مقرر ہوا۔ بعد ازاں سلطان مراد رابع کی سرکردگی میں ایران کے خلاف مہم میں حصّہ لیا۔ جب فوج حلب میں موسم سرما گزار رہی تھی حاجی خلیفہ نے حج بیت اللہ کیا۔ قسطنطنیہ واپس آنے پر اُسے ایک بڑی جائیداد ورثے میں ملی۔ لوگ اسے حاجی خلیفہ پکارنے لگے۔ بعد ازاں ملازمت چھوڑ کر تصنیف و تالیف میں مصروف ہوتے پچاس سال کی عمر میں قسطنطنیہ میں وفات پائی۔ ان کی تصانیف میں "قذلکہ" جو تقریباً ڈیڑھ سو فرمانرواؤں کی مختصر تاریخ ہے عربی زبان میں ہے۔ فقہ کے متعلق علی قوشجی کے رسالہ "المحمدیہ کی شرح" "تقویم التواریخ" "مسلم الوصول لی طبقات الفحول" جو مشاہیر کے سوانح کی قاموس ہے اور عربی زبان میں ہے۔ "تحفۃ الاخیار فی الحکم والامثال والاشعار" "کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون" یہ عربی میں معروف دائرۃ المعارف اور مصنّف کی سب سے اہم تصنیف ہے "رونق السلطنۃ" یہ تاریخ قسطنطنیہ ہے۔ "تحفۃ الکبار فی اسفار البحار" یہ عثمانی تجربہ کی تاریخ ہے "میزان الحق فی اختیار الحق" یہ مصنّف کی کی آخری تصنیف ہے۔ خاص طور پر مشہور ہیں۔

خواجہ حسن نظامی

۱۸۷۹ء تا ۱۹۵۵ء کے دَور کے اُردو ادیب۔ دہلی میں پیدا ہوئے۔ حضرت نظام الدینؒ اولیاء کی ہمشیرہ کی اولاد سے تھے۔ زندگی کی ابتداء اخبار فروشی سے ہوئی اور انتہا کتابیں اور مضامین لکھنے پر ہوئی اپنے اخبار منادی میں روزنامچہ بھی لکھتے تھے۔ مصر، شام، عرب کی سیاحت کی۔ جامع اظہر مصر میں عربی کی تعلیم حاصل کی۔ کتابوں اور ادویات کا کاروبار تھا۔ ادبی خدمات کے صلہ میں حکومت برطانیہ نے شمس العلماء کا خطاب دیا۔ اناسی سال کی عمر میں دہلی میں انتقال ہوا۔ درگاہ نظام الدین اولیاء میں دفن ہوئے تصنیفات ۵۰ سے زائد ہیں۔ جن میں کرشن بیتی۔ غدر دہلی کے افسانے، بیگمات کے آنسو۔ سیپارۂ دل اور محرم نامہ بہت مشہور ہیں۔

Marfat.com

چراغ حسن حسرت

۱۹۰۴ء سے ۱۹۵۵ء کے دوران کے اردو ادیب و صحافی۔ پیدائش ریاست پونچھ کشمیر میں ہوئی۔ تعلیم لاہور میں پائی۔ حصولِ تعلیم کے بعد شملہ جاکر ایک اسکول میں مدرس ہوگئے۔ وہاں سے کلکتہ جاکر مولانا ابوالکلام آزاد کے اخبار پیغام میں ملازمت کرلی۔ ۱۹۲۸ء میں مولانا ظفر علی خان کلکتہ گئے تو انہیں اپنے ساتھ لاہور لے آئے۔ اور حسرت زمیندار اخبار کے ادارے سے منسلک ہوگئے۔ بعد ازاں احسان۔ انصاف۔ احرار اور شہباز میں کام کیا۔ ایک ہفت روزہ شیرازہ کے نام سے بھی جاری کیا۔ بعد میں آل انڈیا ریڈیو میں ملازمت کرلی۔ ۱۹۳۹ء میں فوجی اخبار کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ اور ترقی کرکے میجر کے عہدے پر پہنچ گئے۔ فوج سے سبکدوش ہونے کے بعد روزنامہ امروز لاہور کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ۱۰/جولائی ۱۹۵۱ء کو کراچی جاکر ریڈیو پاکستان میں قومی پروگرام مرتب کرنے لگے۔ متعدد کتابیں تحریر کیں۔ جن میں مردم دیدہ۔ دو ڈاکٹر۔ کیلے کا چھلکا اور پربت کی بیٹی مشہور ہیں۔ علالت کے باعث کراچی سے لاہور آگئے اور یہیں انتقال ہوا۔

حسرت موہانی

۱۸۷۸ء سے ۱۹۵۱ء کے دور کے شاعر۔ سیاسی رہنما۔ نام سید فضل الحسن تھا۔ والد کا نام سید اظہر حسین تھا۔ پیدائش موہان ضلع اناؤ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں اور ۱۹۰۳ء میں علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے کی سند حاصل کی۔ مولانا ظہور اسلام سے عربی اور مولانا نیاز فتحپوری کے والد سے فارسی پڑھی۔ آپ سید سجاد حیدر یلدرم اور مولانا شوکت علی کے ساتھیوں میں سے تھے۔ بی۔ اے کرنے کے بعد علی گڑھ سے رسالہ اردوئے معلی جاری کیا کانگریس کے سرگرم رکن تھے۔ انگریزوں کے خلاف مضامین کے علاوہ عملی مخالفت بھی کی اور قید و بند میں چکی کی مشقت بھی کرنی پڑی۔ پہلے تحریک خلافت میں حصہ لیا بعد میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے لیکن تقسیم ملک کے بعد ہندوستان چلے گئے۔ شاعری میں منشی امیر اللہ خان لکھنوی کے شاگرد تھے۔ ان کا ادبی کارنامہ یہ بھی ہے کہ اساتذہ اردو کا غیر مطبوعہ کلام تلاش کرکے انتخاب شائع کیا۔ تصانیف میں شرح دیوانِ غالب۔ نکاتِ سخن۔ دیوانِ حسرت دس جلدوں میں شائع ہوچکے ہیں۔ چھتّر برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ انوارِ باغ لکھنؤ میں اپنے پیر و مرشد مولانا عبدالوہاب فرنگی محل کے پائیں دفن ہوئے

حفیظ جالندھری

(۱۹۰۰ء سے ۱۹۸۲ء) اردو شاعر۔ ابوالاثر اور فردوسی الاسلام خطاب۔ پیدائش جالندھر (بھارت)

Marfat.com

میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم جالندھر میں ہی حاصل کی۔ شروع سے ہی ادبی ذوق رکھتے تھے لہٰذا شاعری میں مولانا غلام قادر گرامی سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ لاہور میں ہونہار بک ڈپو قائم کر کے کتابوں کی اشاعت شروع کر دی دوسری جنگِ عظیم میں حکومت برطانیہ نے انہیں دہلی میں سانگ پبلسٹی آرگنائزیشن کا ڈائریکٹر مقرر کیا۔ تقسیم ملک کے بعد پاکستان کے ماتحت کشمیر پبلسٹی کے کاموں میں نگران مقرر کیے گئے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ شاہنامہ اسلام ہے۔ جس سے انہوں نے اسلامی روایات کا احیاء کیا اور اسی پر انہیں فردوسیٔ اسلام کا خطاب ملا۔ پاکستان کا ترانہ بھی ان کا ہی تحریر کردہ ہے۔ نظموں کا پہلا مجموعہ "نغمہ زار" ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا۔ بعدازاں "تلخابہ شیریں" ، "سوز و ساز" بھی طبع ہو چکے ہیں۔ نثر میں سات طبع زاد افسانوں کا مجموعہ "ہفت پیکر" بھی چھپ چکا ہے۔ انتقال لاہور میں ہوا اور یہیں دفن ہوئے۔

سید حیدر بخش حیدری

پیدائش ۱۷۶۸ء کے قریب ہوئی۔ اردو ادیب پیدائش دہلی میں ہوئی۔ والد سید ابوالحسن بسلسلہ روزگار بنارس منتقل ہو گئے۔ وہاں نواب علی ابراہیم خان خلیل جج مؤلف "تذکرہ گلزارِ ابراہیم" کے زیر سایہ تعلیم و تربیت پائی۔ قاضی عبدالرشید سے عربی و فارسی اور مولوی غلام حسین سے فقہ۔ حدیث۔ تفسیر پڑھی۔ آخر میں فورٹ ولیم کالج کلکتہ میں ملازم ہو گئے۔ ۱۸۱۴ء تک تمام منشیوں سے زیادہ کتب تالیف کیں۔ شاعر بھی تھے لیکن دیوان مرتب نہیں ہوا۔ تالیفات اور متراجم میں "توتا کہانی" ، "آرائش محفل" ، "قصہ لیلیٰ مجنوں" (۱۸۰۲ء) گلزارِ دانش۔ ہفت پیکر۔ (۱۸۰۵ء) تاریخ نادری قابلِ ذکر ہیں۔ وفات ۱۸۲۳ء میں بنارس میں ہوئی۔

حمید نظامی

۱۹۱۸ء تا ۱۹۶۲ء کے دور کے صحافی۔ پیدائش شیخوپورہ میں ہوئی۔ اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔ اے اور ایف۔ سی کالج سے ایم۔ اے پاس کیا۔ ۱۹۳۷ء میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر منتخب ہوئے۔ شیرازہ، ہمایوں اور ادبی دنیا میں مضامین وغیرہ لکھ کر شہرت حاصل کی۔ صحافتی زندگی کا آغاز ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کی ملازمت سے ہوا۔ بعد میں اورینٹ پریس سے منسلک ہوئے۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں لاہور سے ہفتہ وار نوائے وقت جاری کیا۔ جو بعد میں روزنامہ بنا دیا گیا۔ ۱۹۵۱ء میں حکومتِ وقت پر نکتہ چینی کے باعث نوائے وقت بند کر دیا گیا۔ بندش کے زمانہ میں انہوں نے "جہاد" اور "نوائے پاکستان" شائع کیے۔ بعد میں "نوائے وقت" سے پابندی اٹھالی گئی۔ لیکن ۱۹۶۲ء کو انتقال کر گئے اور لاہور میں دفن ہوئے۔

Marfat.com

خدیجہ مستور

(۱۹۳۰ء تا ۱۹۸۲ء) افسانہ نگار۔ پیدائش لکھنؤ میں ہوئی۔ وہیں تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ بمبئی میں قیام رہا اور پھر لاہور آ گئیں۔ تقسیم ملک کے بعد۔ افسانوں کے تین مجموعے "کھیل"، "بوچھاڑ"، "چند روز اور" چھپ چکے ہیں۔ ناول "آنگن" پر آدم جی انعام ملا تھا۔ دوسری کتابیں نہ مین۔ ٹھنڈا میٹھا پانی۔

خضر بیگ

(۱۶ اگست ۱۴۰۷ء تا ۱۴۵۹ء) عثمانی عالم اور شاعر۔ ان کا والد سیوری حصار کا قاضی تھا۔ خضر بیگ تحصیلِ علم کے بعد اپنے آبائی شہر میں پہلے قاضی اور پھر مدرس مقرر ہوئے۔ اس کے بعد برد گہ میں پروفیسر انیثول میں قاضی، اور نہ میں مدرس اور بالآخر قسطنطنیہ کی فتح کے بعد وہاں کے پہلے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ خضر بیگ علوم اسلامیہ کے ماہر۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی ادبیات کے متعلق وسیع علم کے مالک تھے۔ خضر نے بحر بسیط میں ایک واعظانہ نظام بعنوان "النونیہ العقائد" لکھی۔ ان کی اور بھی متعدد تصنیفات ہیں جو بیشتر منظوم ہیں۔ خضر بیگ کا انتقال استنبول میں ہوا۔

ابو عبداللہ محمد خوارزمی

مصنف: (وفات ۹۹۷ء) مسلمانوں کے قدیم ترین دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) "مفاتیح العلوم" کا مصنف۔ اس کتاب کو اس نے سامانی بادشاہ نوح ثانی (۹۷۶ء تا ۹۹۷ء) کے وزیر ابوالحسن عبیداللہ بن احمد ابی العتبی کے نام سے معنون کی۔ یہ تصنیف دو مقالوں میں منقسم ہے۔ مقالہ اول میں شریعت اور اس سے متعلق علوم فقہ، کلام، عروض، تاریخ اور دوسرے مقالے میں فلسفہ منطق، طب، ہندسہ، فلکیات، موسیقی، میل اور کیمیا سے بحث کی گئی ہے۔ مختلف مباحث کے متعلق معلومات کے سلسلے یہ کتاب بڑی قدر و قیمت رکھتی ہے۔

خوشحال خان خٹک

(۱۶۱۳ء تا ۱۶۸۹ء) قبیلہ خٹک کا ایک نامور ہیرو اور پشتو زبان کا شاعر۔ باپ شہباز خان خٹک قبیلے کا سردار اور مغلوں کی جانب سے علاقے کا جاگیردار تھا۔ خوشحال خان اکوڑا گاؤں میں پیدا ہوا۔ اوائل

Marfat.com

عمر میں ہی یوسف زئی قبیلے کے معرکے میں شریک رہا۔ ۱۶۴۱ء میں باپ کی وفات پر سردار بنا۔ اورنگ زیب کے پاس اس کی شکایتیں پہنچیں۔ تو اسے گرفتار کر لیا گیا۔ چار برس کی قید کے بعد جب وطن واپس آیا تو دل میں مغلوں سے انتقام لینے کی آگ بھڑک رہی تھی۔ اس نے یوسف زئی قبیلے کے ساتھ مل کر مغل فوج کو زک پہنچانا شروع کر دی بالآخر اورنگ زیب کو خود مقابلے پر آنا پڑا۔ خوشحال خان نے شکستیں کھانے کے بعد آفریدیوں کے علاقے میں پناہ لی۔ لیکن آخری زمانہ بڑی مصیبت میں گزرا اس نے تقریباً چالیس ہزار اشعار یادگار چھوڑے ہیں جن میں تغزل سے بڑھ کر واقعاتی رنگ نمایاں ہے۔ ان میں بیشتر رجزیہ اشعار ہیں۔

خواجہ حیدر علی آتش

۱۷۷۸ء میں پیدا ہوئے اردو شاعر۔ خواجہ حیدر علی نام۔ آتش تخلص۔ پیدائش فیض آباد میں ہوئی بچپن میں والد کا سایہ اٹھ جانے سے تعلیم مکمل نہ ہو سکی۔ نواب مرزا محمد تقی خان کی ملازمت اختیار کی۔ جو ترقی تخلص کرتے تھے۔ اور ان کے ہمراہ لکھنؤ چلے گئے۔ یہاں انشاء اور مصحفی کے ملاقاتوں سے ان کا شاعری کا شوق ہوا اور مصحفی کے شاگرد ہوئے۔ ایسی مشق بہم پہنچائی کہ خود استاد ہو گئے۔ تاجدار اودھ کی طرف سے اسی روپے ماہوار ملتے تھے۔ پندرہ روپے گھر بھیج کر باقی راہ خدا میں بانٹ دیتے تھے۔ بزرگوں میں پیری مریدی تھی یہی اثر ان پر غالب تھا وضع قطع اسی قسم کی بنا رکھی تھی شاعری میں زبان کی چاشنی۔ برمحل محاورات اور تصوف کا رنگ نمایاں تھا۔ تصانیف میں دو دیوان ہیں۔ ایک زندگی میں شائع ہو گیا تھا دوسرا ایک شاگرد علی خلیل نے موت کے بعد مرتب کر کے پہلے دیوان میں شامل کر دیا۔ غزل کے علاوہ کوئی اور صنف سخن دیوان میں نہیں ہے۔ آخری عمر میں بینائی جاتی رہی۔ ۱۸۴۷ء میں لکھنؤ میں انتقال کیا۔

نواب مرزا خان داغ

(۱۸۳۱ء تا ۱۹۰۵ء) اردو شاعر۔ باپ کا نام نواب شمس الدین تھا جنہیں انگریزوں نے دار پر چڑھا دیا تھا۔ داغ نے فارسی کی تعلیم احمد حسین سے حاصل کی۔ شاعری میں ابراہیم ذوق کے شاگرد ہوئے تلاش روزگار کے لئے رامپور چلے گئے۔ جہاں نواب یوسف علی خان نے انہیں اپنے فرزند کلب علی خان کا مصاحب اور داروغہ اصطبل بنا دیا۔ ۱۸۸۶ء میں کلب علی خان کی وفات کے بعد حیدر آباد چلے گئے جہاں

محبوب علی خان نظام دکن کے اُستاد مقرر ہوئے۔ پیدائش دہلی میں ہوئی تھی۔ وفات بعارضہ فالج حیدرآباد میں ہوئی۔ دو ہزار سے زیادہ شاگرد تھے۔ تصانیف میں چار دیوان۔ گلزارِ داغ۔ آفتابِ داغ مہتابِ داغ اور یادگارِ داغ ہیں۔ مجموعہ یادگارِ داغ۔ انتقال کے بعد شائع ہوا۔

خواجہ میر درد

(۱۷۲۱ء تا ۱۷۸۵ء) صوفی۔ عالم۔ شاعر۔ پیدائش دہلی میں ہوئی۔ باپ کا نام محمد ناصر عندلیب تھا جو خود بھی متقی پرہیزگار اور عالم دین تھے۔ ان کے دادا عہد عالمگیر میں بخارا سے دہلی آئے تھے۔ شجرہ نسب باپ کی طرف سے خواجہ بہاؤالدین نقشبندی اور والدہ کی طرف سے حضرت غوث اعظم تک پہنچتا ہے۔ قرآن۔ حدیث۔ فقہ اور تفسیر میں مہارت حاصل تھی۔ موسیقی کو بھی خوب سمجھتے تھے۔ پیشے کے اعتبار سے سپاہی تھے۔ لیکن والد کے حکم پر نوکری چھوڑ کر درویشی اختیار کر لی۔ اور ۲۹ سال کی عمر میں والد کی وفات پر ان کے سجادہ نشین ہوئے۔ خاندان میں پیری مریدی پہلے سے ہوتی تھی۔ اُردو شاعری میں کمال حاصل ہونے کی وجہ سے شاعری کے چار ستونوں میں سے ایک مانے جاتے ہیں۔ ۶۴ برس کی عمر میں وفات پائی۔ تصنیفات میں "رسالہ اسرار الصلوٰۃ" پندرہ برس کی عمر میں لکھا "وارداتِ درد" اس میں تصوف کے متعلق درج ہے ۲۹ برس کی عمر میں تخلیق کیا۔ علم الکتاب (۱۱۱ رسالوں پر مشتمل ہے) "نالۂ درد" ۱۷۷۰ء میں لکھا تھا "آہ سرد" ۱۷۸۰ء میں تحریر ہوا۔ ان کے علاوہ "دردِ دل"، "شمع محفل" میں ایک دیوان اُردو اور ایک فارسی کا بھی یادگار چھوڑا ہے۔

البنّا دمیاطی

(وفات ۱۷۰۵ء) احمد بن محمد بن احمد بن عبدالغنی دمیاطی۔ مصر کا مشہور مصنّف سلسلہ نقشبندیہ کے رکن رکین کی حیثیت سے مشہور تھا۔ دمیاطی نے قاہرہ سے اطراحی اور شبراملسی سے علم القرأت۔ حدیث اور شافعی فقہ پڑھی۔ بعد ازاں مکہ معظمہ فریضہ حج ادا کر کے الکورانی سے علم حدیث حاصل کیا اور وطن واپس آکر اپنی مشہور کتاب اتحاف فضلاء البشر شائع کی۔ اس کتاب میں ابن محیص المکی النبریدی البصری اور اعمش کوفی کی قرأتیں جمع ہیں۔ اس میں علم قرأت پر ایک مقالہ بطور مقدمہ بھی شامل ہے۔ دمیاطی نے مشہور کتاب "السیرت الحلبیہ" کا ایک جلد میں ملخص بھی تیار کیا اور روز قیامت کی نشانیوں

Marfat.com

کے متعلق رسالہ "الذخائر المہمات" بھی تالیف کیا۔ مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

شیخ محمد ابراہیم ذوق

(۱۷۸۹ء سے ۱۸۵۴ء) اُردو شاعر۔ والد کا نام شیخ محمد رمضان تھا۔ جو ایک غریب سپاہی تھے۔ ذوق کی پیدائش دہلی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم حافظ غلام رسول سے حاصل کی جو خود بھی شاعر تھے۔ ان ہی سے متاثر ہو کر شاعری کا ذوق پیدا ہوا۔ شروع میں ان سے اصلاح لی۔ بعد میں شاہ نصیر کے شاگرد ہوئے۔ ولی عہد بہادر شاہ ظفر کی غزلوں کی اصلاح شاہ نصیر اور میر کاظم حسین بیقرار کے بعد آپ کرتے رہے کیونکہ یہ دونوں استاد دکن چلے گئے تھے شاعروں میں نام پیدا کیا اکبر شاہ ثانی نے ایک قصیدے پر خاقانی ہند کا خطاب دیا۔ قصیدے اور زبان کے استاد مانے جاتے تھے۔ ان کا کلام ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں تلف ہو گیا لیکن بعد میں ان کے شاگردوں آزاد۔ حافظ ویران ظہیر اور انور نے کلام اکٹھا کر کے ایک دیوان ترتیب دیا جس میں غزلوں کے علاوہ قصیدے۔ رباعیاں مخمس اور ایک نا تمام عشقیہ مثنوی بھی شامل ہے۔

راشد الخیری

(۱۸۶۸ء تا ۱۹۳۶ء) اُردو کے مشہور ناول نویس جنہیں مصورِ غم کا خطاب دیا گیا۔ پیدائش دہلی میں ہوئی۔ آباؤ اجداد میں ایک بزرگ مولانا ابوالخیر خیر اللہ تھے۔ اُن کی نسبت سے خیری کہلاتے۔ المیہ ناول و افسانے لکھنے میں مہارت رکھتے تھے۔ ان کا موضوع زیادہ تر عورتوں کی تعلیم و تربیت انکی دُکھ بھری زندگی اور اسلامی معاشرے کی برتری تھے جن پر انہیں ملکہ حاصل تھا۔ ان کی تصنیفات میں "صبح زندگی"، "شام زندگی"، "نوحہ زندگی"، "عروسِ کربلا"، "الزہرا"، "شرابِ مغرب بہت مشہور ہیں۔

رشید احمد صدیقی

(۱۸۹۶ء تا ۱۹۷۷ء) ادیب۔ معلم۔ طنز نگار۔ جونپور (بھارت) کے ایک گاؤں مڑہا میں پیدائش ہوئی علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم۔ اے کرنے کے بعد وہی ملازمت اختیار کر لی۔ عرصہ تک شعبہ اردو کے صدر رہے اور پھر ریٹائر ہوئے۔ جوانی میں طنز نگاری میں مقام پیدا کر لیا تھا۔ ان کی اہم تصنیفات

"مضامین رشید"، "گنج ہائے گراں مایہ"، "خنداں" (مضامین کے مجموعے) "طنزیات و مضحکات" (اردو کے ممتاز مزاح نگاروں کا تذکرہ) قابل ذکر ہیں۔

رئیس امروہی

(پیدائش ۱۹۱۴ء) شاعر، صحافی۔ پیدائش امروہہ میں ہوئی۔ نو سال کی عمر میں شعر کہنے لگے۔ ۱۹۳۱ء میں ماہنامہ "حیات" امروہہ کے عملہ ادارت میں شامل ہوئے قیام پاکستان کے بعد کراچی سکونت اختیار کی۔ ۱۹۴۷ء سے روزنامہ جنگ کراچی سے وابستہ ہوئے اخبار میں سیاسی معاشرتی قطعات لکھتے تھے۔ ۱۹۵۸ء میں منتخب قطعات کا ایک مجموعہ شائع ہوا غزلوں اور نظموں کا ایک مجموعہ "الف" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ رئیس صاحب کو مابعد الطبیعات سے بھی گہرا لگاؤ تھا۔ روحانی موضوعات پر متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ اس سلسلہ میں ، عالمی ڈائجسٹ کراچی میں بھی آپ کے مضمون چھپتے رہتے ہیں۔ ۲۳ ستمبر ۱۹۸۸ء کو گولی لگنے سے انتقال ہوا۔

ریاض خیرآبادی

(۱۸۵۳ء تا ۱۹۳۴ء) اُردو شاعر۔ ریاض احمد نام۔ خیرآباد ضلع سیتاپور (بھارت) میں پیدائش ہوئی اور اسی مناسبت سے خیرآبادی کہلوائے۔ تعلیم حاصل کرنے کے دوران ہی شاعری کا شوق ہوا۔ اور اسیر لکھنوی کے شاگرد ہوئے۔ اسیر کے انتقال کے بعد کلام پر اصلاح امیر مینائی سے لیتے رہے۔ ۱۸۷۲ء میں خیرآباد میں "مطبع درخشاں" قائم کیا۔ چند ماہ بعد ریاض الاخبار جاری کیا۔ جس کا دفتر جلد ہی خیرآباد سے لکھنو لے گئے۔ پھر روزنامہ "تار برقی" نکالا۔ ۱۸۷۹ء میں "گلکدہ ریاض" جاری کیا لکھنو کے دوران قیام میں کلب علی خان والی رامپور نے اپنے ہاں طلب کیا لیکن تھوڑا عرصہ رہ کر واپس آ گئے۔ آخری عمر میں خانہ نشین ہو گئے۔ راجا صاحب محمود آباد نے ۱۹۰۷ء میں وظیفہ مقرر کر دیا۔ ۷۰ سال کی عمر میں وفات خیرآباد میں ہوئی اور آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ دیوان "ریاض رضوان" کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ خیام ہند کا خطاب اہل دانش کی طرف سے دیا گیا۔ چند انگریزی ناولوں کے ترجمے بھی کئے۔

ساحر لدھیانوی

(۱۹۲۲ء تا ۱۹۸۰ء) اصل نام عبدالحئی تھا۔ نامور اردو شاعر ہونے کا فخر حاصل ہے۔

Marfat.com

پیدائش لدھیانہ میں ہوئی۔ ۱۹۳۸ء میں خالصہ ہائی سکول لدھیانہ سے میٹرک پاس کر کے گورنمنٹ کالج میں داخلہ لیا۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب ہندوستان کے لوگ انگریزوں کے طوقِ غلامی کو اتار پھینکنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ ساحر نے بھی ملکی سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ ۱۹۴۲ء میں جب بی۔ اے کے فائنل سال میں تھے۔ انہیں علم ہوا کہ انگریز دشمنی کی وجہ سے انہیں کالج سے نکال دینے کا حکم نافذ ہونے والا ہے۔ لہٰذا یہ خود ہی لدھیانہ چھوڑ کر لاہور چلے آئے اور اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لے لیا۔ لیکن چند نامعلوم وجوہات کی بنا پر تعلیم ترک کر کے کچھ عرصہ ادب لطیف (ماہنامہ) پھر "شاہکار" اور "سویرا" کی ادارت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اس دوران میں بحیثیت شاعر انہوں نے اپنا مقام پیدا کر لیا تھا۔ ان کی کتاب "تلخیاں" شائع ہو چکی تھی۔ وہ یہاں ترقی پسند ادب کی تحریک سے وابستہ تھے۔ تقسیم ہند کے بعد بمبئی چلے گئے اور فلمی دنیا میں بطور نغمہ نگار کے وابستہ ہونے کے ساتھ ساتھ ادبی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے "گاتا جاتے بنجارہ" اور "کلیاتِ ساحر" کو تکمیل کر کے شائع کروایا۔ آخر ۱۹۸۰ء کو ان کی زندگی کا سورج غروب ہو گیا۔

پروفیسر علم الدین سالک

(۱۸۹۸ء تا ۱۹۷۳ء) ادیب، محقق، معلم، صحافی۔ پیدائش لاہور میں ہوئی۔ مسلم یونیورسٹی سے ایم۔ او۔ ایل۔ کی ڈگری حاصل کی۔ تحریکِ عدم تعاون کے دوران کئی مرتبہ تعلیم کا سلسلہ منقطع ہوا۔ ۱۹۲۷ء میں دیو سماج کالج میں لیکچرار ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں اسلامیہ کالج لاہور چلے ۱۹۶۶ء میں وائس پرنسپل بنائے گئے۔ علمی و ادبی زندگی کا آغاز ۱۹۲۰ء سے شروع ہوا۔ آپ کے علمی اور تحقیقی مضامین ملک کے تمام ممتاز رسائل میں شائع ہوتے رہے۔ آپ کا سب سے اہم کارنامہ "دیوانِ غالب" اور "دیوانِ حالی" کی مفصل تمہیدیں اور حواشی ہے

مولانا عبدالمجید سالک

(۱۸۹۴ء تا ۱۹۵۹ء) ادیب، صحافی، شاعر۔ پیدائش بٹالہ ضلع گورداسپور میں ہوئی۔ والد غلام قادر پٹھان کوٹ میں میونسپل کمیٹی میں ملازم تھے اس لئے ان کی ابتدائی تعلیم پٹھان کوٹ میں ہوئی۔ انیس سال کی عمر میں ۱۹۱۴ء کو ایک ادبی رسالہ "فانوسِ خیال" پٹھانکوٹ سے شائع کیا۔

Marfat.com

۱۹۱۵ء میں لاہور نقل مقانی کرتے ہوتے رسالہ "تہذیب نسواں" اور "پھول" بچوں کے رسالے کے ایڈیٹر مقرر ہوتے۔ ۱۹۲۰ء میں روزنامہ "زمیندار" کے ادارے سے منسلک ہوگئے۔ ۱۹۲۰ء میں روزنامہ انقلاب جاری کیا۔ شاعری میں حیات بخش رسا رامپوری کے شاگرد تھے ٹیگور کی دو کتابوں کا ترجمہ کیا۔ سرگزشت کے عنوان سے اپنے حالاتِ زندگی تحریر کئے۔ اردو فارسی نظموں کا ایک مجموعہ راہ و رسم منزلہا ۱۹۲۲ء میں طبع ہوا۔ آخری عمر میں ہم عصر مشاہیر کی سوانح پر ایک کتاب "یارانِ کہن" مرتب کرکے شائع کی۔

سبطِ حسن

(۱۹۱۶ء تا ۲۰/اپریل ۱۹۸۶ء) ادیب صحافی۔ سیاسی لیڈر۔ پیدائش اعظم گڑھ (یوپی بھارت) میں ہوئی۔ تعلیم اعظم گڑھ۔ الہ آباد یونیورسٹی اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے بعد کولمبیا یونیورسٹی نیویارک میں حاصل کی۔ تعلیم سے فارغ ہوکر پہلے بمبئی کرانیکل اور بعد میں حیدرآباد دکن کے روزنامہ پیام میں کام کیا۔ ۱۹۲۹ء میں نیشنل ہیرلڈ لکھنؤ کے عملۂ ادارت سے وابستہ رہے۔ مجاز اور علی سردار جعفری کی رفاقت سے ماہنامہ "نیا ادب" جاری کیا۔ ۱۹۴۲ء میں آل انڈیا کمیونسٹ پارٹی میں شمولیت اختیار کی اور پارٹی کے اخبار "قومی جنگ" کے ایڈیٹر بنائے گئے۔۔۔۔ اپریل ۱۹۵۱ء میں لاہور آکر سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی پاداش میں نظر بند رہے۔ رہائی کے بعد ۱۹۵۶ء میں "لیل و نہار" کے ایڈیٹر نامزد ہوتے۔ اپریل ۱۹۸۶ء میں لکھنؤ ہونے والی انجمن ترقی پسند مصنفین کی پچاس سالہ تقریب میں حصہ لینے کے لئے بھارت گئے جہاں ۲۰/اپریل ۱۹۸۶ء کو دہلی میں حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال ہوگیا۔ ان کی مشہور تصنیفات شہر نگاراں۔ ماضی کے مزار۔ پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء۔ موسیٰ سے مارکس تک شائع ہو چکی ہیں۔

منشی سجاد حسین

(۱۸۵۶ء تا ۱۹۱۵ء) صحافی۔ ظرافت نگار۔ ناول نویس۔ پیدائش کاکوری میں ہوئی میٹرک کیننگ کالج لکھنؤ سے پاس کیا۔ ابتداء میں مختلف ملازمتیں کیں اور پھر ۱۸۷۷ء میں ذاتی مزاحیہ اخبار "اودھ پنچ" جاری کیا۔ اس اخبار کی وجہ سے بہت جلد ہم مذاق ادیبوں کا ایک حلقہ بنالیا اور ظریفانہ اخبار نکالتے ہوتے۔ ملکی سیاست، معاشرت اور ادب کی خدمت انجام دی۔ ناولوں میں حاجی بغلول، طرحدار لونڈی، پیاری دنیا، احمق الذھی، میٹھی چھری، کایا پلٹ، حیاتِ شیخ چلی ان

Marfat.com

کی طرزِ تحریر کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ۱۹۱۲ء میں پنچ اودھ بند ہوگیا۔ تو تین برس بعد خود فوت ہو گئے۔

سجاد حیدر یلدرم

(۱۸۸۰ء تا ۱۹۴۰ء) اردو ادیب۔ پیدائش نہٹور ضلع بجنور میں ہوئی۔ ۱۹۰۱ء میں علی گڑھ سے بی۔اے پاس کیا۔ عربی اور ترکی زبان میں بھی دسترس حاصل تھی۔ یہ پہلے ہندوستانی ادیب تھے جنہوں نے دوسرے ملکوں کے افسانوں کی اردو میں ترجمہ کی بنیاد ڈالی۔ سب سے پہلے انہوں نے ترکی افسانوں کا اردو میں ترجمہ کیا۔ کئی طبع زاد افسانے بھی لکھے۔ آخری عمر میں علی گڑھ یونیورسٹی کے رجسٹرار نامزد ہوئے اور وہیں وفات ہوئی۔ افسانوں کا ایک مجموعہ "خیالستان" یادگار چھوڑا ہے۔

سجاد ظہیر

(۱۹۱۲ء تا ۱۹۷۳ء) ادیب اور سیاسی کارکن لکھنؤ کی ایک ممتاز شخصیت سر وزیر حسن کے فرزند تھے۔ تعلیم لکھنؤ یونیورسٹی سے حاصل کی۔ دورانِ تعلیم ہی کمیونسٹ تحریک سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۳۴ء میں لندن سے بیرسٹری کی ڈگری حاصل کی۔ اور واپس آکر الٰہ آباد میں قیام کیا۔ ۱۹۳۵ء میں ہم خیال ادیبوں ڈاکٹر رشید جہاں، ڈاکٹر عبد العلیم، پروفیسر ڈی، پی مکرجی، کالی پرشاد اور احمد علی، کی اعانت سے کل ہند ترقی پسند مصنفین کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۵۰ء میں پاکستان آئے اور کمیونسٹ پارٹی کی تنظیم نو کی۔ ۱۹۵۱ء میں حکومت کا تختہ الٹنے کے الزام میں گرفتار ہوئے اور چار برس تک مختلف جیل خانوں میں رہے۔ بعد ازاں رہا ہو کر ہندوستان چلے گئے اور وہیں کی شہریت اختیار کر لی۔ تصانیف میں لندن کی ایک رات (ناولٹ)، روشنائی (ترقی پسند مصنفین کی ابتدائی سرگرمیوں کا جائزہ) ذکر حافظ (حافظ شیرازی کے فکر و فن پر)، پگھلا نیلم (نثری نظم)، مارکسی نظامِ فکر کے قائل تھے اور مرتے دم تک رہے۔

نواب سعادت علی خان

دورِ حکومت (۱۷۹۸ء سے ۱۸۱۴ء) نواب اودھ۔ شاعر۔ والد کا نام شجاع الدولہ تھا۔ سوتیلے بھائی نواب آصف الدولہ کی وفات کے بعد انگریزوں کی کوشش سے ۱۷۹۸ء میں تخت نشین ہوا اور اس کے بدلے میں اپنا نصف ملک انگریزوں کے حوالے کرنا پڑا۔ علوم و فنون کے قدردان تھے۔ خود بھی اردو میں شعر کہتے تھے۔ انشاء اور مصحفی کے معرکے ان کے ہی دور میں ہوئے۔

Marfat.com

سعدی شیرازیؒ

(۱۱۸۴ء تا ۱۲۹۱ء) فارسی شاعر۔ نام شرف الدین تھا۔ لقب مصلح الدین تھا۔ سعدی تخلص لکھا کرتے تھے یہ تخلص انہوں نے اپنے مربی ابوبکر سعد زنگی والئ فارس کے نام پر اختیار کیا۔ مدرسہ نظامیہ بغداد میں تعلیم پائی۔ اُن دنوں فارس مغلوں، اتابکوں اور خوارزم شاہوں کے ہجوم میں گرفتار تھا لہٰذا سعدی بغداد، شام، مکہ معظمہ سے لے کر شمالی افریقہ تک گھومتے رہے۔ ۱۲۵۶ء میں شیراز واپس آئے۔ انہوں نے ۱۲۵۷ء میں بوستان اور ۱۲۵۸ء میں گلستان تصنیف کی۔ اس کے علاوہ ایک کلیات بھی ہے جو عربی فارسی قصائد، مراثی غزلیات اور ہزلیات پر مشتمل ہے۔ عطار کے انداز پر پندنامہ بھی تالیف کیا۔ ان کی کتابیں گلستان اور بوستان کلاسیکی ادب میں شمار ہوتی ہیں۔ بعض مؤلفین کے مطابق آپ نے عمر ۱۲۰ برس پائی ہے مزار شیراز میں ہے۔

سر سیّد احمد خاں

(۱۸۱۷ء تا ۱۸۹۸ء) ادیب۔ مصلح قوم۔ بیدار مغز سیاست دان۔ پیدائش دہلی میں ہوئی۔ عربی اور فارسی کی تعلیم والد سے پائی۔ ۱۸۳۸ء میں انگریز سرکار کے میر منشی مقرر ہوئے۔ ۱۸۵۷ء میں وہ بجنور میں تھے آزادی کے ہنگامے میں کئی انگریزوں کی جان بچائی اور ایک رسالہ "اسباب بغاوت ہند" کے نام سے تحریر کیا۔ جو بہت مشہور ہوا۔ ۱۸۷۷ء میں انگلستان سے جدید طریقہ تعلیم کے مشاہدے کے بعد علی گڑھ میں محمڈن اینگلو اورنٹیل کالج قائم کیا جو بعد میں مسلم یونیورسٹی کے نام سے مشہور ہوا۔ سر سید پہلے مسلمان تھے جنہوں نے قوم کو مغربی علوم کی اہمیت سے آگاہ کیا اور تقریروں اور تحریروں سے قوم کو سائنس اور انگریزی تعلیم حاصل کرنے پر زور دیا۔ کئی تنگ نظر علماء نے اُن پر کفر کا فتویٰ صادر کیا مگر وہ آخری دم تک اپنے مشن پر قائم رہے۔ انہوں نے قرآن کی تفسیر لکھی۔ دیگر تصانیف بے شمار ہیں لیکن اُن میں "آثار الصنادید دہلی" ہے چند خطبات احمدیہ سر ولیم کی کتاب "لائف آف محمدؐ" کے اعتراضات کے جواب میں ہیں "اسباب بغاوت ہند" بھی معروف ہے۔

سودا، محمد رفیع مرزا

(۱۷۱۰ء تا ۱۷۸۱ء) اردو شاعر۔ پیدائش دہلی میں ہوئی۔ شاعری میں پہلے سلیمان قلی خان

Marfat.com

اور بعد میں شاہ حاتم کے شاگرد ہوئے۔ خان آرزو سے بھی اصلاح لی۔ جب مقام شہرت پر پہنچے تو شاہ عالم بادشاہ اپنا کلام اصلاح کے لیئے دینے لگے۔ احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کی جنگ کے بعد دہلی کی بربادی پر ۱۷۷۲ء میں فیض آباد جاکر نواب شجاع الدولہ کے ملازم ہوئے۔ ملک الشعراء کا خطاب اور چھ ہزار روپے سالانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ ۷۰ برس کی عمر میں لکھنؤ میں انتقال ہوا۔ تصانیف میں ایک دیوانِ فارسی ایک نثر فارسی رسالہ عبرۃ الغافلین یا تنبیہ الغافلین کے علاوہ کلیاتِ اردو (دو جلدوں میں) موجود ہے۔ میر تقی میر کے ہم عصر تھے۔

سیمابؔ اکبر آبادی

(۱۸۸۰ء تا ۱۹۵۱ء) اردو شاعر۔ اصل نام عاشق حسین۔ تخلص سیماب۔ پیدائش اکبر آباد میں ہونے کی وجہ سے اکبر آبادی مشہور ہوئے۔ ایف اے تک تعلیم حاصل کی۔ ابتداء میں ریلوے میں ملازمت کی اور کچھ عرصہ کانپور اور اجمیر میں گزارا۔ بعد میں ملازمت چھوڑ کر آگرہ کے ایک رسالہ مرصع کے مدیر مقرر ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد ٹونڈلہ سے آگرہ اخبار جاری کیا۔ کچھ عرصہ لاہور میں رہے اور پھر دوبارہ آگرہ جاکر ۱۹۲۱ء میں تصنیف و تالیف کا ادارہ "قصر الادب" قائم کیا اور یکے بعد دیگرے تین رسالے پیمانہ۔ ثریا۔ شاعر نکالے۔ موخر الذکر اگست ۱۹۴۷ء تک جاری رہا۔ تقسیم ملک کے بعد پاکستان کے شہر کراچی آگئے۔ آپ داغ دہلوی کے شاگرد تھے۔ کلام کے متعدد مجموعے کار امروز کلیم عجم۔ صہبائے کہن، بادۂ دوشیں۔ نشید نو شائع ہو چکے ہیں۔

سیّد امتیاز علی تاجؔ

۱۹۰۰ء سے ۱۹۷۰ء کے دور کے اُردو ادیب، اداکار اور مزاح نگار۔ اصلی نام امتیاز علی تاج تخلص آپ کے والد شمس العلماء مولوی ممتاز علی دیوبند بھارت سے آکر لاہور میں آباد ہوئے تھے۔ والدہ کو بھی ادب سے لگاؤ تھا "تہذیبِ نسواں" کے نام سے ایک عورتوں کے رسالے کی مدیرہ تھیں۔ تاج صاحب نے سنٹرل ماڈل اسکول لاہور سے میٹرک اور گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔ اے آنرز کیا۔ زمانہ کالج میں ہی ڈرامے لکھنے اور ان میں اداکاری کا شوق تھا۔ جس کی تکمیل کے لئے کئی بلند پایہ انگریزی ڈراموں کے ترجمے کر کے اسٹیج پر پیش کئے۔ اسی دوران میں شیکسپیئر کے مشہور ڈرامے (SUMMER NIGHT DREAM) کا ترجمہ "ساون رین کا سپنا" کے نام سے کیا۔ ۱۹۳۲ء میں

Marfat.com

ڈرامہ "انارکلی" لکھا جس نے آپ کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے۔ "چچا چھکن" کے نام سے کئی ریڈیائی ڈرامے تصنیف کئے جنہیں بعد میں کتابی شکل میں شائع کیا۔ ایک ادبی رسالے "کہکشاں" کو کئی سال تک کامیابی سے شائع کرتے رہے۔ بعد ازاں اپنی والدہ کے رسالے "تہذیب نسواں" اور بچوں کے رسالے "پھول" کی ادارت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ریڈیو کے لئے کئی درجن ڈرامے لکھے اور اُن میں کردار بھی ادا کئے۔ ریڈیو سے ہی ایک پروگرام "پاکستان ہمارا ہے" کے عنوان سے شروع کیا کئی کامیاب فلمی کہانیاں بھی تحریر کیں۔ جن میں خاندان۔ انتظار۔ پگڈنڈی۔ چاندنی چوک۔ گلنار افسانہ وغیرہ مشہور ہیں۔ ۱۹ اپریل ۱۹۷۰ کی ایک شب کسی نامعلوم شخص نے سوتے میں ان پر حملہ کیا جس کے دفاع میں ان کی اہلیہ حجاب امتیاز علی زخمی ہوئیں لیکن تاج صاحب قتل ہو گئے

سیّد ذوالفقار علی بخاری

شاعر۔ ادیب۔ ان کا دور ۱۹۰۴ء سے ۱۹۷۵ء تک کا ہے۔ اصل نام یہی تھا۔ پیدائش پشاور میں ہوئی اور گورنمنٹ ہائی سکول پشاور سے ہی میٹرک پاس کیا۔ بعد ازاں اورنٹیل کالج لاہور سے منشی فاضل کیا۔ ۱۹۲۹ء میں ملٹری بورڈ آف اگزامینرز شملہ میں بطور مترجم ملازمت اختیار کی۔ لیکن ۱۹۳۵ء میں علیحدگی اختیار کر کے ریڈیو اسٹیشن آل انڈیا دہلی سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۳۸ء میں بے پناہ صلاحیت کی بدولت حکومت ہند نے براڈکاسٹنگ کی تربیت کے لئے لندن بھیج دیا۔ ۱۹۴۰ء میں جائنٹ براڈ کاسٹنگ کونسل لندن سے وابستہ رہے اور اسی دوران میں بی۔ بی۔ سی سے اردو نشریات کا سلسلہ شروع کیا۔ وطن واپس آنے کے بعد کلکتہ ریڈیو اور بعد میں بمبئی ریڈیو اسٹیشن کے ڈائریکٹر رہے تقسیم ملک کے بعد پاکستان ریڈیو اسٹیشن کے پہلے ڈائریکٹر جنرل مقرر ہوئے۔ پاکستان میں ٹیلی ویژن کی ابتداء ہوئی تو آپ تین ماہ تک اس کے جنرل منیجر بھی رہے۔ بعد ازاں براڈکاسٹنگ کے وزیر کے عہدے پر بھی فائز ہوئے۔ خود شاعر، ادیب، موسیقار اور بہترین اداکار بھی تھے انہیں مرثیہ گوئی میں ملکہ حاصل تھا۔ دو تصانیف "سرگزشت بخاری" اور "راگ دریا" ۱۹۷۵ء میں خالقِ حقیقی سے جاملے۔ وفات کراچی میں ہوئی۔

شاہ احمد دہلوی

(۱۹۰۴ء تا ۱۹۶۷ء) اردو ادیب۔ پیدائش دہلی میں ہوئی۔ اردو کے مشہور ادیب ڈپٹی نذیر احمد

کے پوتے تھے مشن کالج دہلی سے بی۔اے پاس کیا۔ ۱۹۳۰ء میں دہلی سے ماہنامہ "ساقی" جاری کیا۔ موسیقی سے بھی لگاؤ تھا۔ ۱۹۳۶ء میں ترقی پسند تحریک شروع ہوئی تو آپ دہلی میں ترقی پسند ادیبوں کی انجمن کے سیکرٹری نامزد ہوئے۔ بعد میں بزم تہذیب قائم کی جس نے ادب کے علاوہ، ڈرامے کے لئے بھی کام کیا اور ۹ کے قریب ڈرامے اسٹیج کئے۔ تقسیم ملک کے بعد کراچی آ گئے اور تادم آخر باقاعدگی سے ہر ماہ ساقی نکالتے رہے انتقال کراچی ہی ہوا۔

مولانا شبلی نعمانی

(۱۸۵۷ء تا ۱۹۱۴ء) ادیب، نقاد۔ شاعر۔ والد حبیب اللہ شیخ عالم فاضل تھے۔ اس لئے ابتدائی تعلیم اپنے والد اور مولوی شکر اللہ سے پائی۔ پیدائش موضع بدول ضلع اعظم گڑھ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد مزید علوم کے شوق میں لکھنؤ، رام پور، سہارنپور اور لاہور کے سفر کئے۔ مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹی سے فلسفہ، ریاضی اور ادب مولوی عبدالحق خیر آبادی سے معقول پڑھا۔ مولوی ارشاد حسین اور مولوی احمد علی محدث سہارنپوری سے حدیث کی سند حاصل کی۔ ابتداء میں امین دیوان ہوئے لیکن چند روز بعد ہی استعفاد دے دیا اعظم گڑھ آ کر علمی کاموں میں مصروف ہو گئے۔ ۱۸۸۲ء میں سر سید احمد خان سے ملاقات ہوئی تو ان کے اصرار پر کالج میں فارسی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ سر سید نے انہیں جدید شاعری اور قومی پیغام کے لئے آمادہ کیا۔ پروفیسر آرنلڈ نے انگریزی اور فرانسیسی کی تعلیم سے آشنا کر کے جدید تحقیق اور تنقید کا شوق دلایا۔ ۱۸۹۲ء میں بعض تصنیفات کے لیے شام۔ مصر۔ ترکی کا سفر کیا سلطان ترکی نے تمغہ مجیدی عطا کیا۔ ۱۸۹۴ء میں انگریز حکومت نے شمس العلماء کا خطاب عطا کیا۔ اسی سن میں "ندوۃ العلماء" کی بنیاد علوم دین کی ترقی، علماء کے اختلافات کے انسداد اور ملت اسلامیہ کی فلاح و بہبود کے لیے رکھی۔ سر سید احمد خان کی وفات کے بعد علی گڑھ چھوڑ کر حیدر آباد دکن گئے اور ناظم محکمہ تعلیمات مقرر ہوئے۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ غزلوں کے علاوہ قومی۔ سیاسی۔ اخلاقی نظمیں بھی کہیں۔ ان کے علمی کارناموں میں "الفاروق"۔ "شعر العجم"۔ "المامون"۔ "سیرۃ النعمان"۔ "الغزالی"۔ "الکلام"۔ "سوانح عمری مولانا روم"۔ موازنہ انیس اور دبیر۔ اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر۔ شامل ہیں۔ "سیرۃ النبی" کی پہلی جلد ختم ہوئی تھی کہ انتقال ہو گیا۔ باقی جلدیں ان کے شاگرد سید سلیمان ندوی نے تکمیل کیں۔

Marfat.com

شورش کاشمیری

(۱۹۱۷ء تا ۱۹۷۵ء) شاعر۔ ادیب۔ خطیب اور صحافی اصل نام عبدالکریم۔ پیدائش امرتسر میں ہوئی۔ شعر و شاعری کا شوق شروع سے تھا۔ ابتداء روزنامہ "سیاست" میں نظمیں لکھ کر کی۔ تحریک شہید گنج میں اڑھائی سال کی قید ہوئی۔ رہائی کے بعد باقاعدہ سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ مولانا ظفر علی خان کے شاگرد ہوئے۔ سولہ برس کی عمر میں بغاوت کے جرم میں دو سال کی قید ہوئی۔ رہائی ملتے ہی پھر ایک باغیانہ تقریر کے جرم میں انگریزوں کے خلاف باغیانہ تقاریر کے جرم میں گرفتار ہوئے اور سات سال کی سزا ہوئی۔ یہ سزا ملک کی آزادی سے چھ سال پہلے ختم کر دی گئی۔ قیام پاکستان کے بعد کچھ عرصہ "زمیندار" اور "آزاد" کے شعبہ ادارت سے وابستہ رہے۔ بعد میں اپنا ہفت روزہ "چٹان" رسالہ جاری کیا۔ پاکستان میں بھی حکومت پر نکتہ چینیوں کی پاداش میں متعدد بار جیل گئے۔ کلام کا پہلا مجموعہ "گفتنی ناگفتنی" کے نام سے شائع ہوا۔ اس کے بعد "چہ قلندرانہ گفتم" چھپا۔ نثر میں "اس بازار میں" "موت سے واپسی" "پس دیوار زنداں" اس کے علاوہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ ظفر علی خاں اور میاں افتخار الدین کی سوانح عمریاں قابل ذکر ہیں۔ آخری عمر میں اپنی آپ بیتی "بوئے گل نالۂ دل دودِ چراغ محفل" کے نام سے شروع کی جو ۱۹۷۲ء میں منظرِ عام پر آئی۔

شوکت تھانوی

(۱۹۰۴ء تا ۱۹۶۳ء) نام محمد عمر۔ افسانہ نویس۔ شاعر۔ صحافی۔ پیدائش تھانہ بھون (یو۔ پی) میں ہوئی۔ کچھ عرصہ ہفت روزہ "سرپنچ" اور روزنامہ "ہمدم" لکھنؤ میں کام کیا۔ تقسیم کے بعد پاکستان آ گئے اور ریڈیو پاکستان لاہور سے آٹھ دس سال وابستہ رہے۔ بعد میں کراچی جا کر روزنامہ "جنگ" کے عملہ ادارت میں شامل ہو گئے۔ جب "جنگ" راولپنڈی سے بھی شائع ہونا شروع ہوا تو آپ ریذیڈنٹ ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ انتقال لاہور میں ہوا۔ فطری طور پر مزاح نگار تھے۔ "سودیشی ریل" ان کی شہرت کا سبب ہے۔ موجِ تبسم۔ بحرِ تبسم۔ سیلابِ تبسم اور طوفانِ تبسم افسانوں کے مجموعے ہیں۔ بہت سے ناول بھی لکھے ہیں۔

Marfat.com

ڈاکٹر شوکت سبزواری،

(۱۹۰۸ء تا ۱۹۷۲ء) معلم۔ نقاد۔ محقق۔ ماہر لسانیات۔ پیدائش میرٹھ میں ہوئی۔ پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور مولوی فاضل کی ڈگری حاصل کی بعد میں اردو، عربی اور فارسی زبانوں کی ڈگریاں لیں ڈھاکہ جاکر مختلف کالجوں میں لیکچرار رہے۔ آزادی کے بعد ڈھاکہ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا۔ ۱۹۵۹ء میں کراچی چلے آئے۔ ۱۹۶۱ء میں جامع لغت اردو کے مدیر اعلیٰ مقرر ہوئے اور انتقال تک رہے۔ تصانیف میں "نئی پرانی قدریں"۔ "معیارِ ادب"۔ "غالب فکر و فن"۔ "فلسفہ کلام غالب"۔ "اردو زبان کا ارتقاء"۔ "لسانی مسائل"۔ "داستانِ زبان اردو"۔ یادگار ہیں۔

نواب محمد مصطفٰے خان شیفتہ

(۱۸۰۶ء تا ۱۸۶۷ء) شاعر، تذکرہ نویس۔ اردو میں شیفتہ اور فارسی میں حسرتی لکھا کرتے تھے پیدائش دہلی میں ہوئی۔ لارڈ لیک نے ان کے کارہائے نمایاں کے صلے میں ہوڈل پلول کا علاقہ جاگیر میں دیا۔ اردو میں مومن اور فارسی میں غالب سے اصلاح لیتے تھے ان کی تصانیف میں دیوان اردو اور دیوان فارسی ۱۹۱۵ء میں بدایوں سے شائع ہوا۔ "گلشن بے خار" فارسی میں شعرائے اردو کا تذکرہ ہے جو ۱۸۳۱ء میں مرتب ہوا۔ اس کے علاوہ رقعاتِ فارسی اور سفرنامہ حجاز بھی ہے۔

صدیق سالک

ادیب۔ فوجی پاکستانی افسر۔ پیدائش ۱۹۳۵ء میں منگلیہ ضلع گجرات (پنجاب) میں ہوئی اسلامیہ کالج لاہور سے انگریزی ادب میں ایم۔اے کی سند حاصل کی اور پنجاب یونیورسٹی سے بین الاقوامی تعلقات میں ڈپلومہ حاصل کیا۔ کچھ عرصہ لیکچرار رہے۔ پھر صحافت کی وادیوں سے ہوتے ہوئے افواج پاکستان شعبہ تعلقات عامہ سے منسلک ہو گئے۔ اسی حیثیت سے مشرقی پاکستان تبادلہ ہوا۔ ۱۶/دسمبر ۱۹۷۱ء کو بھارت کی قید میں ہزاروں ہم وطنوں کے ساتھ اسیر ہوئے اور دو سال قید میں گزارنے کے بعد وطن واپس آئے۔ ۱۹۸۵ء سے بریگیڈیر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ تصنیفات میں "ہمہ یاراں دوزخ"۔ "میں نے ڈھاکہ ڈوبتے دیکھا"۔

Marfat.com

"تادم تحریر" "پرلیشر لگر" "امیر جنسی" "سلیوٹ شائع ہو چکی ہیں ۱۷/اگست ۱۹۸۸ء کو فضائی حادثے میں ہلاک ہوئے۔

صوفی غلام مصطفےٰ تبسم

۱۸۹۹ء تا ۱۹۷۸ء کے زمانے کے شاعر اور ماہر اقبالیات۔ ان کے بزرگ کشمیر سے امرتسر آکر آباد ہوئے لہٰذا ان کی جائے پیدائش امرتسر ہی ہے۔ غلام مصطفےٰ نام ہے۔ تبسم تخلص اور صوفی عرفیت ہے۔ ابتدائی تعلیم چرچ مشن اسکول امرتسر میں پائی بعدازاں خالصہ کالج اور مشن کالج لاہور میں حاصل کی۔ بی۔ اے بی ٹی کرنے کے بعد فارسی میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ ابتداء میں گورنمنٹ ہائی سکول لاہور میں ماسٹر ہو گئے لیکن کچھ عرصہ بعد سنٹرل ٹریننگ کالج میں السنہ شرقیہ کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ گورنمنٹ کالج لاہور میں فارسی اور اردو کے شعبوں کے صدر رہے اور دوران ملازمت پورا کرکے ریٹائر ہو گئے۔ شاعری میں حکیم فیروز الدین طغرائی سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ ابتداء میں فارسی شعر کہتے رہے بعد میں اردو شاعری کی۔ ریڈیو لاہور سے علامہ اقبال کے کلام کا درس بھی دیتے رہے جس کی وجہ سے ماہر اقبالیات شمار ہوتے ہیں۔ نظموں کا ایک مجموعہ اور بچوں کے لئے ایک کتاب "جھولنے" چھپ چکی ہے نثر میں "مسلمانوں کا علم جغرافیہ" "انجمن" بچوں کے لئے "ٹوٹ بٹوٹ" مشہور ہیں۔ جو طبع ہو چکی ہیں۔

شیخ طاہر الجزائری

بیسوی صدی کے آغاز کا ایک لغت دان ادیب۔ ماہر السنۂ الشرقیہ۔ قدیم عربی مخطوطات کا قدردان۔ شام میں تعلیم عام کرنے کا اوّلین علمبردار جسے دمشق و قاہرہ کے علمی و ادبی حلقوں کی جان سمجھا جاتا تھا۔ شجرہ نسب حضرت علیؓ سے جا ملتا ہے۔ والد شیخ صالح بن احمد دمشق کے مفتی المالکیہ تھے جو فقہ مالکی کے ماہر تھے شیخ طاہر نے تعلیم دمشق میں حاصل کی اور اپنے عہد کے جید اساتذہ سے علوم عربیہ و اسلامیہ کے علاوہ طبیعات، ریاضی، فلکیات تاریخ اور آثار قدیمہ کی تعلیم بھی حاصل کی۔ شیخ طاہر نے تیس برس کی عمر میں تمام علوم حاصل کرنے کے بعد شام میں علم و ادب اور تعلیم میں شاندار خدمات سرانجام دیں۔ ۱۸۹۰ء میں راحت پاشا کی سرپرستی

میں جمعیت الخیریت کے نام سے فلاحی انجمن قائم کی جس نے تعلیم کی صلاح اور ترقی کے لئے بہت کام کیا۔ اس دور میں انہوں نے عربی کے قدیم مخطوطات کی بھی عظیم الشان خدمات سرانجام دیں۔ دمشق کے عظیم کتب خانے مکتبہ الظاہریہ کا سہرا ان ہی کے سر ہے خبس کے بعد میں وہ، ڈائریکٹر جنرل مقرر ہوئے۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

طٰہٰ حسین

پیدائش ۱۸۸۹ء مصری مصنف اور ماہر تعلیم۔ قاہرہ اور پیرس کی یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۲۰ء میں فواد اوّل یونیورسٹی میں عربی ادب کے پروفیسر مقرر ہوئے اور بیس برس تک اسی عہدے پر فائز رہے ۱۹۵۰ء میں وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔ چالیس سے زیادہ کتابوں کے مصنف ہیں جن میں ناول بھی ہیں اور قدیم فرانسیسی اور یونانی کتابوں کے ترجمے بھی کیے تھے عربی ادب اور جدید مصر کے تعلیمی مسائل پر بھی تصنیفات موجود ہیں۔ نابینا ہیں -۱۹۷۳ء میں وفات پائی۔

سراج الدین ظفر

(۱۹۱۲ء تا ۱۹۷۲ء) اردو ادیب و شاعر۔ پیدائش جہلم میں ہوئی۔ گورنمنٹ کالج سے پہلے بی۔ اے اور بعد میں ایل۔ ایل۔ بی کر کے کچھ عرصہ وکالت کی لیکن بعد میں انڈین ایئر فورس میں بھرتی ہو گئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد تجارت کے پیشے کو اپنایا لیکن جلدی ہی اُکنا کر فیروز سنز لمیٹڈ کی کراچی شاخ کے منیجر مقرر ہوئے۔ ادبی ذوق اپنی والدہ بیگم عبدالقادر سے پایا تھا جو اپنے زمانے کی ممتاز افسانہ نگار تھیں۔ افسانوں کا ایک مجموعہ "آئینے" اور کلام کے دو مجموعے زمزمہ حیات اور غزال و غزل طبع ہو چکے ہیں۔

مولانا ظفر علی خان

(۱۸۷۳ء تا ۱۹۵۶ء) اردو ادیب، مقرر، شاعر، صحافی۔ کوٹ مہرتھ ضلع سیالکوٹ میں پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مشن ہائی سکول وزیر آباد میں پائی۔ بی۔ اے کی ڈگری علی گڑھ سے جا کر حاصل کی اور نواب محسن الملک کے سیکرٹری مقرر ہوئے بعد ازاں حیدرآباد دکن جا کر مترجم کی حیثیت سے

کام کیا لیکن جلد ہی لاہور آکر ذاتی روزنامہ "زمیندار" جاری کیا۔ مولانا کی زندگی کا بیشتر حصہ سیاست میں گزرا۔ آپ کی نظموں میں مذہبی اور سیاسی رنگ نمایاں ہے۔ ایک مجموعہ کلام "بہارستان" دوسرا "نگارستان" تیسرا "چمنستان" کے نام سے شائع ہوا۔ ان کے علاوہ معرکہ مذہب و سائنس غلبۂ روم بحر ظلمات اور منظوم ڈرامہ جنگ روس و جاپان آپ کی یادگار تصنیفات ہیں۔ کرم آباد (وزیر آباد) میں دفن ہوئے۔

سیّد عابد علی عابد

(۱۹۰۶ء تا ۱۹۷۱ء) ادیب، شاعر، ماہر تعلیم۔ پیدائش ڈیرہ اسماعیل خان (صوبہ سرحد) میں ہوئی۔ ایم۔ اے کی ڈگری فارسی میں پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کی۔ بعد میں ایل ایل بی کی سند حاصل کی۔ کچھ عرصہ گجرات میں وکالت کی بعد ازاں دیال سنگھ کالج میں پہلے پروفیسر اور آزادی کے بعد پرنسپل کے عہدے پر فائز ہوئے ادبی دنیا کا آغاز ماہنامہ "ادبی دنیا" کی ادارت سے کیا بعد میں "ہزار داستان" کے نام سے ایک ادبی مجلّہ جاری کیا۔ اردو فارسی اور انگریزی کے علاوہ عربی اور سنسکرت میں بھی دسترس رکھتے تھے۔ غزل، تنقید اور ڈرامہ تینوں میں مہارت رکھتے تھے۔ تصنیفات "شب نگار بنداں"، "یدِ بیضا"، (شاعری کا مجموعہ) شعر اقبال۔ انتقادِ ادبیات (تنقیدی مجموعے) قابل ذکر ہیں۔

سلطان عبداللہ قطب شاہ

(دورِ حکومت ۱۶۲۵ء تا ۱۶۷۴ء) بادشاہ اور شاعر۔ سلطان محمد قطب شاہ ان کے والد تھے۔ اُن کے انتقال پر ۱۶۲۵ء میں تخت نشین ہوا۔ اور ۵۰ برس حکومت کی۔ ۱۶۵۴ء میں شاہ جہان کے عہد میں شہزادہ اورنگ زیب نے جو دکن کا صوبیدار تھا حیدر آباد پر چڑھائی کر کے عبداللہ کو سلطنت مغلیہ کا باج گزار بنا لیا۔ عبداللہ شاہ علم شعر و موسیقی کا سرپرست تھا۔ دربار میں عرب و عجم کے علماء جمع رہتے تھے۔ مشہور فارسی کی لغت "برہان قاطع" اس کے زمانے میں لکھی گئی۔ فارسی اور دکنی دونوں زبانوں میں شعر کہتا تھا۔ دو دیوان ایک فارسی اور ایک اردو یادگار ہیں۔ گولکنڈہ میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوا۔

ڈاکٹر سید عبداللہ

(۱۹۰۶ء تا ۱۹۸۶ء) محقق۔ نقاد اور مصنف پیدائش مانسہرہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم

Marfat.com

منگلور۔ مانسہرہ اور ایبٹ آباد میں ہوئی۔ پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل ایم۔اے فارسی ایم اے عربی کے امتحانات پاس کئے۔ ۱۹۳۵ء میں ڈاکٹر آف لٹریچر کی ڈگری حاصل کی۔ جرمن زبان اور لائبریری سائنس کے سرٹیفیکیٹ حاصل کئے۔ ۱۹۳۸ء میں شاداں بلگرامی کی جگہ اورنٹیل کالج لاہور میں منشی فاضل کے استاد اور ۱۹۴۰ء میں پروفیسر محمود شیرانی کی جگہ اردو کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۷ء سے شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ دانشگاہ پنجاب کے صدر کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ کی نگرانی میں آٹھ جلدوں پر مشتمل "معجم مصادر اسلامی" زیر تالیف رہی۔ چند اہم تصنیفات " فارسی ادب میں ہندوؤں کا حصہ" (انگریزی وار دو) اردو نثر۔ سرسید احمد خاں کے زیر اثر (انگریزی) مباحث (ادبی تنقید) اردو نثر۔ میر امن سے عبدالحق تک۔ اردو شاعری دلی سے اقبال تک۔ مسائل اقبال۔ لطائف نامہ فخری۔ خطبات درخت اور دریچے۔ اردو ادب کی ایک صدی۔ سخنور نئے اور پرانے۔ ۱۹۸۶ء تک اردو اکیڈمی کے سیکرٹری جنرل رہے۔

خلیفہ عبدالحکیم

(۱۸۹۵ء تا ۱۹۵۹ء) ادیب۔ مدرس۔ پیدائش لاہور میں ہوئی۔ بی۔ اے کی سند ... سے حاصل کی اور لاء کالج لاہور سے ایل۔ ایل۔ بی کا امتحان پاس کیا۔ جرمنی جا کر پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور حیدر آباد دکن میں عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبہ فلسفہ اور نفسیات کے صدر مقرر ہوئے۔ پنشن کے بعد ۱۹۴۳ء تا ۱۹۴۶ء ریاست جموں وکشمیر میں ڈائریکٹر تعلقات مقرر ہوئے۔ آزادی کے بعد لاہور آ گئے اور ادارہ ثقافت اسلامیہ کی بنیاد رکھی۔ پنجاب یونیورسٹی کے فیلو اور سنڈیکیٹ کے رکن نامزد ہوئے۔ مذہب اور ادب پر کئی کتابیں لکھیں۔ ان میں نظریہ اسلام۔ فلسفہ اسلام فکر اقبال۔ رومی اور غالب قابل ذکر ہیں۔ انتقال کراچی میں ہوا۔ دفن لاہور میں ہوئے۔

سر عبدالقادر

(۱۸۷۲ء تا ۱۹۵۰ء) ادیب، انشاء پرداز۔ پیدائش لدھیانہ میں ہوئی۔ پنجاب یونیورسٹی سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۸۹۵ء میں مسلمانوں کے پہلے انگریزی اخبار "آبزرور" کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۰۶ء میں انگلستان جا کر بیرسٹری کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۲۱ء میں

ہائی کورٹ کے جج مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۵ء میں پنجاب کے وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۴ء میں انڈیا کونسل لندن کے رکن بنائے گئے۔ ۱۹۴۲ء بہاولپور ہائی کورٹ کے چیف جج نامزد ہوئے بعد ازاں ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد لاہور میں سکونت اختیار کی۔

سر عبدالقادر اردو زبان کے محسنوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ۱۹۰۱ء میں ماہنامہ "مخزن" جاری کیا۔ علامہ اقبال کے گہرے دوستوں میں سے تھے۔ علامہ اقبال کی پہلی کتاب "بانگِ درا" کا دیباچہ علامہ صاحب نے ان سے ہی لکھوایا تھا۔ آپ کی تصانیف میں دو سفرنامے "در دربارِ خلافت" اور "سفرنامہ یورپ" بہت مشہور ہیں۔

عبدالرحمٰن چغتائی

(۱۸۹۹ء تا ۱۹۷۵ء) شہرہ آفاق مصور۔ شاہ جہان کے معمارِ اعلیٰ۔ جامع مسجد دہلی۔ لال قلعہ دہلی۔ تاج محل آگرہ کے تعمیراتی خاکے تیار کرنے والے آپ کے جدِ امجد تھے ان کی پیدائش لاہور میں ہوئی۔ ۱۹۱۰ء میں ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے عزیز بابا میراں بخش سے مصوری کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بعد میں میو سکول آف آرٹ میں بھی اس فن کو سیکھا اور پھر اس میں جدت طرازی کرتے ہوئے نئی راہ متعین کی۔ اپنا ایک الگ اسلوب تخلیق کیا جو بعد ازاں چغتائی آرٹ کے نام سے منظرِ عام پر آیا دو بار یورپ کا دورہ کر کے وہاں کے مشہور مصوروں اور مصوری کے نقادوں سے ملاقات کی۔ ۱۹۳۱ء میں جرمنی کے دورہ کے دوران ہٹلر نے بھی آپ سے شرفِ ملاقات کیا۔ ۱۹۲۸ء میں آپ نے مرقعِ چغتائی شائع کیا جس میں غالب کے کلام کی مصورانہ تشریح کی گئی تھی۔ ۱۹۳۴ء میں نقش چغتائی۔ ۱۹۳۶ء میں چغتائیز پینٹنگز اور بعد میں ۱۹۷۲ء میں "ہاؤس آف تیمور" شائع کیا۔ دو مرتبہ یورپ کے ملکوں میں تصویروں کی نمائش ہوئی ادب سے بھی گہرا لگاؤ تھا۔ افسانوں کے دو مجموعے لگان اور کاجل شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۹۳۴ء میں حکومت پاکستان نے ہلالِ امتیاز کے اعزاز سے نوازا۔ ۱۹۶۴ء میں حکومت جرمنی نے سونے کا خصوصی تمغہ عطا کیا تھا۔

بابائے اردو مولوی عبدالحق

(۱۸۷۰ء تا ۱۹۶۲ء) محبِ وطن۔ ادیب۔ نقاد ہاپڑ ضلع میرٹھ میں پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم

Marfat.com

یہیں سے حاصل کی۔ ۱۸۹۶ء میں علی گڑھ جاکر بی۔اے کی سند حاصل کی۔ حیدرآباد دکن جاکر مدرسہ آصفیہ کے صدر مقرر ہوئے۔ ترقی کرکے انسپکٹر آف سکولز ہو گئے ۱۹۱۲ء میں انجمن ترقی اردو کے سیکرٹری مقرر ہوئے سرکاری اداروں اور تعلیمی مرکزوں میں اردو کو صحیح مقام دلایا۔ اردو کے دو ماہی رسالے اردو اور سائنس جاری کئے۔ بکثرت نادر کتب کی اشاعت کروائی۔ عثمانیہ یونیورسٹی قائم کروائی اور بعد میں ریٹائر ہونے کے بعد اسی یونیورسٹی میں شعبہ اردو کے صدر مقرر ہوئے دارالترجمہ قائم کردیا جہاں جدید علوم و فنون پر سینکڑوں کتابیں ترجمہ کروائیں۔ تقسیم ملک کے بعد کراچی چلے آئے یہاں ترقی اردو کی بنیاد ڈالی اور رسالہ ہماری زبان جاری کیا۔ اردو کالج قائم کروایا۔ اردو یونیورسٹی کے لئے کوشاں تھے کہ پیغام اجل آگیا۔ ۹۲ سال کی عمر میں انتقال ہوا اور اردو کالج کے صحن میں سپرد خاک ہوئے۔

عزیز احمد

(۱۹۱۴ء تا ۱۹۷۸ء) ادیب مورخ۔ پیدائش حیدرآباد دکن میں ہوئی۔ ۱۹۳۴ء میں عثمانیہ یونیورسٹی سے بی۔اے آنرز اور ۱۹۳۵ء میں حکومت کے وظیفے پر لندن یونیورسٹی سے بی۔اے آنرز (انگلش) کیا ۱۹۳۸ء میں عثمانیہ یونیورسٹی میں لیکچرار مقرر ہوئے ۱۹۴۷ء میں عثمانیہ یونیورسٹی میں شعبہ انگریزی کے ریڈر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۹ء میں پاکستان آکر حکومت کے محکمہ فلم اور مطبوعات میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر مامور ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں ٹورنٹو یونیورسٹی کینیڈا کے شعبہ معارفِ اسلامیہ میں ایسوسی ایٹ پروفیسر مقرر ہوئے اور وہیں انتقال ہوا۔ کینیڈا کے دوران اسلامی تہذیب اور ثقافت پر انگریزی میں منفرد کتابیں لکھیں۔ ڈی لٹ اور ایف آر سی۔ایس کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ناولوں میں "ایسی بلندی ایسی پستی"، گریز۔ افسانوں کے مجموعے "رقص ناتمام"، "بیقرار دن بیقرار راتیں"۔ ان کی کہانی "تصویر شیخ" اردو ادب میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ناول "آگ" ہوس۔ مرمر اور خون شبنم وغیرہ لکھے ہیں۔

مرزا عظیم بیگ چغتائی

(وفات ۱۹۴۸ء) ادیب مزاح نگار۔ آبائی وطن بھوپال جہاں سے بی۔اے۔ ایل ایل بی کیا۔ ظریفانہ رنگ کے افسانہ نگار تھے بعض میں اصلاحی رنگ بھی پایا جاتا ہے۔ تصنیفات میں کولتار۔ فل بوٹ چینی کی انگوٹھی۔ ٹکٹ چیکر۔ خانم۔ چکی۔ کھرپا بہادر اور کالے گورے، مشہور ہیں۔

Marfat.com

سعادت حسن منٹو

(۱۹۱۲ء تا ۱۹۵۵ء) اُردو افسانہ نگار۔ پیدائش سمرالہ ضلع لدھیانہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم امرتسر میں حاصل کرنے کے بعد علی گڑھ کالج میں داخلہ لیا۔ لیکن تعلیم ادھوری چھوڑ کر امرتسر واپس آ گئے۔ کچھ عرصہ لاہور کے مختلف رسائل میں لکھتے رہے بعد ازاں آل انڈیا ریڈیو میں ملازمت کر لی۔ کچھ عرصہ بمبئی چلے گئے۔ متعدد فلمی رسالوں کی ادارت کی اور فلمی کہانیاں لکھیں۔ ابتدا میں شالیمار فلم کمپنی۔ بمبئی ٹاکیز اور فلمستان میں بطور کہانی نویس ملازم رہے۔ پاکستان بننے کے بعد لاہور آ گئے۔ انتقال لاہور میں ہوا۔ ان کے افسانے ٹھنڈا گوشت اور کھڑکی کھول دو پر فحاشی کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا۔ پہلی کہانی تماشا سے آغاز کیا اور آخری کہانی کبوتر کبوتری پر اختتام تصانیف میں منٹو کے افسانے۔ گنجے فرشتے۔ یزید۔ نمرود کی خدائی۔ خالی بوتلیں خالی ڈبے۔ منٹو کے مضامین۔ جنازے۔ کروٹ۔ نورجہاں سرورِ جہاں۔ سیاہ حاشیے۔ تین عورتیں۔ لاؤڈ سپیکر گورکی کے افسانے (ترجمہ) وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

مومن خان مومن

(۱۸۰۰ء تا ۱۸۵۱ء) شاعر۔ حکیم غلام نبی والد کا نام تھا۔ پیدائش دہلی میں ہوئی۔ عربی کی ابتدائی تعلیم شاہ عبدالقادر سے حاصل کی۔ طب اپنے والد اور علم نجوم اپنے چچا سے سیکھا۔ رمل اور ریاضی میں بھی سوجھ بوجھ تھی۔ شطرنج کے بڑے مشتاق کھلاڑی تھے۔ تاریخ گوئی میں ملکہ حاصل تھا۔ موسیقی اور عملیات میں بھی دخل تھا۔ سیّد احمد بریلوی سے بیعت تھے۔ ابتداء میں کلام شاہ نصیر کو دکھایا شاعری اور طبابت کو ذریعہ معاش نہ بنایا۔ جہانگیر آباد۔ بدایوں۔ رامپور اور سہارنپور کے سفر کیے۔ درباداری اور خوشامد سے سخت نفرت تھی۔ کلام میں مدحیہ قصیدہ صرف ایک ملتا ہے۔ جو اظہار شکریہ کے طور پر راجا اجیت سنگھ رئیس پٹیالہ کی شان میں لکھا۔ جنہوں نے ایک ہتھنی تحفتاً ان کی نذر کی تھی۔ جوانی رنڈی اور عشق بازی میں گزاری۔ کوٹھے سے گر کر انتقال ہوا۔ مومن صاحب طرز شاعر تھے۔ غالب اور ذوق کے ہم رتبہ اور ہم عمر تھے۔ تصانیف میں دیوانِ اُردو۔ دیوانِ فارسی۔ انشائے فارسی۔ ان کے علاوہ چند رسائل طب پر تھے جو اب نایاب ہیں۔

Marfat.com

مولانا عبدالحلیم شرر

(۱۸۶۰ء تا ۱۹۲۶ء) ناول نویس۔ مورخ۔ شاعر۔ پیدائش لکھنؤ میں ہوئی۔ والد حکیم تفضل حسین مٹیا برج کلکتہ میں واجد علی شاہ کے ملازم تھے۔ شرر نے عربی فارسی کی تعلیم وہیں حاصل کی۔ انیس برس کی عمر میں کلکتہ سے لکھنؤ آکر مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی سے درسیات عربی اور مولانا نذیر حسین دہلوی سے حدیث کی تکمیل کی۔ بعد ازاں ذاتی طور پر انگریزی بھی پڑھی۔ ادبی زندگی کا آغاز مضمون نویسی سے ہوا۔ پھر ۱۸۸۰ء میں "اودھ اخبار" کی ادارت میں شامل ہوئے۔ اسی زمانے میں ہفت روزہ "محشر" شائع کیا۔ ۱۸۸۲ء میں پہلا ناول "دلچسپ" لکھا۔ بعد ازاں کئی رسالے جاری کئے۔ جن میں مہذب۔ پردہ عصمت۔ الفرقان۔ اتحاد۔ دل فروز۔ ظریف اور مورخ قابلِ ذکر ہیں۔ ناولوں میں "حسن انجلینا۔ جویائے حق۔ فردوس بریں۔ حسن بن صباح۔ ملک عبدالعزیز ورجینیا۔ فلورا فلورنڈا اور تاریخ سندھ کو خاص شہرت حاصل ہے۔ شرر اردو میں تاریخی ناول نویسی کے بانی سمجھے جاتے ہیں۔

مہدی حسن الافادی الاقتصادی

(وفات ۱۹۰۱ء) ادیب۔ نقاد۔ پیدائش گورکھپور میں ہوئی اور وہیں اردو اور انگریزی کی اعلیٰ تعلیم پائی۔ انگریزی ادب سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ انگریزی کی کئی ترکیبوں کو اس خوبی سے اردو میں منتقل کیا کہ وہ اس میں رچ بس گئیں۔ مولانا شبلی نے ایک دفعہ ان کے اندازِ نگارش سے متاثر ہوکر کہا کاش شعرالعجم کے مصنف کو ایسے دو فقرے بھی لکھنے نصیب ہوتے"۔ آپ نے کوئی مستقل تصنیف نہیں چھوڑی۔ کُل سرمایہ وہ مضامین ہیں جو وقتاً فوقتاً برصغیر کے رسائل میں چھپتے رہے اور بعد ازاں "افاداتِ مہدی" کے نام سے مجموعے کی صورت شائع ہوئے۔ خطوط کا ایک مجموعہ بھی چھپ چکا ہے۔

غلام رسول مہر

(۱۸۹۵ء تا ۱۹۷۱ء) مورخ۔ نقاد۔ صحافی پیدائش پھول پور ضلع جالندھر میں ہوئی۔ اسلامیہ کالج لاہور سے تعلیم حاصل کی۔ کئی برس دکن میں ملازمت کی وہاں سے لاہور آکر روزنامہ زمیندار

Marfat.com

کے ادارہ تحریر میں شامل ہوئے۔ آپ کے پُر زور مضامین کی دھوم پورے ملک میں پھیل گئی۔ کچھ عرصہ بعد مولانا عبدالمجید سالک مرحوم کے ساتھ مل کر ذاتی اخبار "انقلاب" جاری کیا۔ گول میز کانفرنس کے زمانے میں مہر صاحب علامہ اقبال کے ہمراہ شامل ہوئے اور واپسی پر بلادِ اسلامیہ کی بھی سیر کی۔ اخبار "انقلاب" بند ہونے کے بعد مولانا خانہ نشین ہو گئے، لیکن تصنیف و تالیف کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ غالب پر ان کی کتابوں کو اردو ادب میں بہت بڑا اضافہ تسلیم کیا گیا۔ سید احمد بریلوی کی زندگی پر آپ کی تصنیف ایک گرانقدر تحقیق کا درجہ رکھتی ہے۔ آپ نے متعدد کتب یادگار چھوڑی ہیں۔

میراجی

(۱۹۱۲ء تا ۱۹۴۹ء) اردو شاعر۔ محمد ثناء اللہ ڈار نام تھا۔ پہلے سامری تخلص لکھا کرتے تھے۔ پھر میرا جی رکھ لیا۔ والد ریلوے انجینیئر تھے۔ اس لئے تعلیم گجرات کاٹھیاواڑ بوستان، سکھر وغیرہ میں حاصل کی۔ کچھ عرصہ بعد لاہور آ گئے۔ اور یہیں ان کی ادبی زندگی کا آغاز ہوا۔ ۱۹۳۷ء تا ۱۹۴۱ء تک رسالہ "ادبی دنیا" کے نائب مدیر رہے۔ اس کے بعد آل انڈیا ریڈیو میں ملازم ہو گئے۔ وہاں گیتوں کا ایک سلسلہ شروع کیا جو بعد میں "گیت ہی گیت" کے نام سے شائع ہوا۔ چند سال بعد بمبئی چلے گئے اور وہیں انتقال ہوا۔ اس کے علاوہ بھی متعدد مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

میر تقی میر

مشہور شاعر (۱۷۲۳ء تا ۱۸۱۰ء) نام میر تقی تخلص میر۔ پیدائش آگرہ میں ہوئی۔ دس برس کے تھے کہ والد عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔ بڑے بھائی سے بن نہ آئی دہلی چلے آئے اور یہیں تعلیم حاصل کرنے کے بعد نواب صمصام الدولہ کے یہاں ملازم ہو گئے لیکن جلد ہی نواب نادر شاہ درانی کے حملے میں مارے گئے تو میر صاحب آگرہ واپس آ گئے۔ لیکن جلد ہی روزگار کی تلاش میں دہلی جا کر رئیس رعایت علی خان کی ملازمت اختیار کی۔ اسی زمانے میں سید سعادت علی خان کی ترغیب سے ریختی میں شعر کہنے لگے۔ دہلی کی خانہ جنگیوں میں میر صاحب کا گھر بھی لٹ گیا لہٰذا اہل و عیال کے ہمراہ ریاست بھرت پور چلے گئے۔ جہاں حاکم شورج مل جاٹ نے روزینہ مقرر کر دیا۔ اب کلام مشہور ہو چکا تھا۔ بادشاہ عالم گیر ثانی

Marfat.com

نے کئی بار بلایا مگر نہ گئے آخر میر صاحب کی پریشانی کا سن کر نواب آصف الدولہ نے لکھنؤ بلایا اور دو سو روپے ماہوار وظیفہ مقرر کیا۔ ۸۸ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ میر تقی میر غزلوں میں سرتاج شعراء مانے جاتے ہیں۔ تصنیفات میں اُردو کے چھ دیوان۔ اس کے علاوہ فارسی دیوان اور متعدد مثنویاں "فیضِ میر" فارسی میں ایک رسالہ ہے "ذکرِ میر" فارسی میں خود نوشت سوانح عمری ہے "نکات شعراء" فارسی میں شعراء اردو کا پہلا تذکرہ ہے۔ میر صاحب اردو میں واسوخت مثلث اور مربع کے موجود ہیں۔

میر حسن دہلوی

(۱۷۳۶ء تا ۱۷۸۶ء) میر غلام حسین ضاحک والد کا نام تھا۔ دہلی کے محلہ سید واڑہ میں پیدائش ہوئی۔ درسی تعلیم والد سے حاصل کی۔ خوش نویسی میں مہارت رکھتے تھے۔ کلام میں پہلے والد۔ پھر میر درد اور بعد میں اودھ جا کر میر ضیاء الدین ضیاء کے شاگرد ہوئے۔ سودا سے بھی اصلاح لیتے رہے۔ بارہ سال کی عمر میں والد کے ہمراہ (۱۷۴۸ء) میں فیض آباد گئے یہاں نواب سرفراز جنگ کی سرکار میں اُردو محاورات و اصطلاحات اور ضرب الامثال کا ایک دفتر قائم تھا اس کے میر منشی مقرر ہوئے۔ انتقال لکھنؤ میں ہوا اور مرزا قاسم علی خان کے بائیں باغ میں دفن ہوئے۔ تصانیف میں ایک دیوان ہے جس میں غزلوں کے علاوہ تمام اصنافِ سخن موجود ہیں۔ ایک تذکرۂ شعراء فارسی اور اردو میں موجود ہے۔ جو ۱۷۸۰ء میں مرتب ہوا۔ اس میں تین سو شعراء کا ذکر ہے۔ گیارہ مثنویاں ہیں۔ جن میں مثنوی "سحر البیان" سب سے مشہور ہے۔

میر انیس

(۱۸۰۱ء تا ۱۸۷۴ء) اُردو کے مرثیہ گو شاعر۔ نام ببر علی تھا۔ پہلے حزیں تخلص تھا۔ بعد میں شیخ ناسخ کے کہنے پر انیس رکھ لیا۔ شعر میں اپنے والد میر مستحسن خلیق سے اصلاح لی۔ پہلے آغاز روائتی شاعری سے کیا لیکن بعد میں اٹھارہ کی عمر میں والد کے کہنے پر مرثیہ گوئی کی طرف توجہ دی۔ میر انیس نے آلِ رسولؐ کے مداح کی حیثیت سے اُردو شاعری میں وہ ناموری حاصل کی جس کی نظیر نہیں ملتی۔ مرثیوں کی پانچ جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔ لکھنؤ میں انتقال ہوا۔

Marfat.com

امام بخش ناسخ

(۱۷۸۰ء تا ۱۸۳۸ء) اُردو شاعر۔ خدا بخش لاہوری کے بیٹے تھے۔ پیدائش فیض آباد میں ہوئی۔ جوان ہونے پر لکھنؤ چلے آئے۔ یہاں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی۔ شعر گوئی میں میر تقی میر کی شاگردی کرنی چاہی لیکن انہوں نے انکار کر دیا تو مصحفی اور عیسیٰ خان تنہا سے اصلاح لی۔ آخر مشق کرتے کرتے خود اُستاد بن گئے۔ ان کی خوبی یہ تھی کہ انہوں نے دہلی کی پیروی سے آزاد ہو کر لکھنؤ کا جُداگانہ مکتبۂ شاعری قائم کیا اور زبان کی اصلاح و ترقی میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ الہ آباد۔ حیدر آباد وغیرہ میں کچھ عرصہ گزار کر ۱۸۳۲ء میں لکھنؤ آکر بقایا عمر گزارہ دی تصنیفات میں تین دیوان۔ دیوانِ ناسخ۔ دفترِ پریشان اور دفترِ شعر ہیں۔

ناصر کاظمی

(۱۹۲۶ء تا ۱۹۷۲ء) اُردو شاعر۔ پیدائش انبالہ (بھارت) میں ہوئی۔ تعلیم لاہور میں پائی۔ وفات تک ریڈیو پاکستان لاہور سے منسلک رہے۔ اردو کے منفرد غزل گو شاعر تھے۔ کلام کے مجموعے "برگِ نے" (غزلیں) "دیوان" (غزلیں) پہلی بارش۔ نشاطِ خواب اور سُر کی چھایا شائع ہو چکے ہیں۔

ڈپٹی نذیر احمد

(۱۸۳۶ء تا ۱۹۱۲ء) ادیب۔ ضلع بجنور (یو۔پی بھارت) میں پیدائش ہوئی۔ دہلی آکر تعلیم حاصل کی اور انسپکٹر مدارس مقرر ہوئے۔ انگریزی حکومت نے "انڈین پینل کوڈ" کے اردو ترجمے کے لئے جو بورڈ تشکیل دیا اس میں شامل کئے گئے اور اس خدمت کے صلے میں تحصیلدار اور افسر بندوبست نامزد ہوئے۔ بعد میں حیدر آباد میں افسر بندوبست مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۰ء میں شمس العلماء کا خطاب ملا۔ اڈنبرا یونیورسٹی نے ایل۔ایل۔ ڈی اور پنجاب یونیورسٹی نے ڈی۔ او۔ ایل کی اعزازی سندیں عطا کیں۔ مسلمان خواتین کی اصلاح کے لئے کئی کتابیں لکھیں۔ نبات النعش۔ توبۃ النصوح۔ ابن الوقت۔ مراۃ العروس۔ قرآن مجید کا ترجمہ بھی کیا۔ نثر نگار ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھے مقرر بھی تھے۔

نظیر اکبرآبادی

اُردو شاعر۔ ولی محمد نام پیدائش ۱۷۲۵ء دہلی میں ہوئی۔ احمد شاہ ابدالی کے حملے کے وقت آگرہ چلے گئے۔ معلّمی پیشہ تھا۔ چند ماہ نواب سعادت علی خان کے بلاوے پر لکھنؤ بھی گئے۔ اپنے دَور کے شعراء کے برخلاف۔ مناظرِ قدرت۔ ہندو مسلمانوں کے مذہبی تہواروں میلوں ٹھیلوں۔ موسموں۔ پرندوں وغیرہ پر بکثرت نظمیں لکھیں۔ آخری عمر میں فالج میں مبتلا ہوتے۔ سو برس کی عمر پاکر انتقال کیا۔ دو لاکھ سے زائد اشعار کہے۔ موجودہ کلام چھ ہزار پر مشتمل ہے۔ دیوان شائع ہو چکا ہے۔ ۱۸۲۵ء میں وفات پائی

نظامی گنجوی

(۱۱۴۰ء تا ۱۲۱۰ء) فارسی شاعر۔ حکیم ابو محمد الیاس بن یوسف۔ ولادت شہر گنجہ میں ہوئی۔ (کمر قند) مختلف بادشاہوں وزراء نے انعام واکرام سے نوازا لیکن کسی دربار سے وابستہ نہ ہوئے۔ شعروشاعری کے علاوہ تاریخ۔ ادب۔ ہیئت اور نجوم پر بھی دسترس رکھتے تھے۔ باعثِ شہرت پانچ مثنویاں ہیں جنہیں پنج گنج اور خمسۂ نظامی بھی کہتے ہیں۔ مخزن اسرار۔ شعروشیریں۔ لیلیٰ مجنوں سکندر نامہ ہفت پیکر۔ مقبرہ باکو اور گنجہ کے درمیان ویران جگہ واقع ہے۔

نیاز فتح پوری

(۱۸۸۴ء تا ۱۹۶۶ء) اُردو ادیب ونقاد۔ پیدائش فتح پور میں ہوئی۔ فتح پور۔ رام پور اور ندوۃ العلماء لکھنؤ میں تعلیم پائی۔ انگریزی اور تُرکی نجی طور پر سیکھی۔ ابتدا میں مختلف اخبارات میں کام کیا۔ بعدازاں لکھنؤ سے ادبی مجلہ "نگار" شائع کیا۔ ابتدا میں شاعری بھی کی لیکن میلانِ طبع تصنیف وتالیف کی جانب تھا۔ ٹیگور کی "گیتا نجلی" کا اُردو میں ترجمہ کیا۔ تصانیف میں "کیوپڈ اور سائیکی" "مرگِ سیاہ کی ڈائری" "گہوارۂ تمدّن" اور "شاعر کا انجام" قابلِ ذکر ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں کراچی آکر "نگار" نکالتے رہے اور یہیں انتقال ہوا۔

واجد علی شاہ

نواب۔ شاعر۔ (۱۸۲۲ء تا ۱۸۸۷ء) آخری تاجدارِ اودھ۔ والد کا نام امجد علی شاہ فنِ تعمیر

رقص، موسیقی، شعروسخن میں کھوئے رہتے تھے۔ تخت نشین ہوتے ہی افواج اور انتظامیہ کو منظم کیا۔ مگر جلد ہی ذوقِ جمالیات کے باعث بدنظمی پھیل گئی۔ جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۳۱ جنوری ۱۸۵۶ء میں انگریزوں نے بادشاہ کو معزول کر کے اودھ کو غاصبانہ اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ نواب مٹیا برج کلکتہ میں بسر کر دیا وفات کلکتہ میں ہوئی۔ جان عالم کی ٹھمریاں اور دادرے اب تک مقبول ہیں۔ اردو کے علاوہ ہندی میں بھی شعر کہتے تھے۔ چند تصانیف گلدستہ عاشقاں۔ دریائے تعشق۔ دستو۔ واجدی قابلِ ذکر ہیں۔

وجیہہ الدین وجدی

دکنی شاعر اور صوفی۔ انہوں نے کسی بادشاہ یا رئیس کی تعریف میں اپنا زورِ قلم صرف نہیں کیا۔ تصنیفات میں تین مثنویاں ہیں "ایک پنچھی باچھا" جو شیخ فرید الدین عطار کی مثنوی "منطق الطیر" کا ترجمہ ہے۔ دوسری مثنوی تحفہ عاشقاں۔ یہ بھی عطار کی گل وہرمز کا ترجمہ ہے۔ تیسری مثنوی "مخزن عشق" ان کی طبع زاد ہے۔ اس کا دوسرا نام "باغ جانفزا" ہے۔ مثنوی پنچھی باچھا طبع ہو چکی ہے بقایا دو نایاب ہیں۔

مولوی وحید الدین سلیم

(۱۸۶۹ء تا ۱۹۲۸ء) اردو ادیب۔ عالم۔ پانی پت میں پیدا ہوئے۔ لاہور سے میٹرک اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کیے اور ریاست بہاولپور کے محکمہ تعلیم میں ملازم ہو گئے۔ پھر ریاست رام پور کے ہائی سکول کے ہیڈ مولوی مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد ملازمت چھوڑ کر پانی پت آ گئے مولانا حالی کی معرفت سر سید سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اپنا پرائیویٹ سیکرٹری بنا لیا۔ یہاں آپ نے رسالہ "معارف" نکالا پھر علی گڑھ گزٹ کے ایڈیٹر ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد "مسلم گزٹ" لکھنؤ کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ بعد ازاں لاہور آ کر روزنامہ "زمیندار" کے چیف ایڈیٹر رہے۔ آخر میں دارالترجمہ حیدر آباد سے وابستہ ہو گئے اور اپنی مشہور کتاب "وضع اصطلاحات" لکھی۔ جب عثمانیہ یونیورسٹی کا قیام ہوا تو اردو کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ لسانیات کے عالم تھے۔ تمام عمر اردو زبان کی اصلاح اور ترقی کے لیے کوشاں رہے۔ مضامین کا مجموعہ پانچ جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔

Marfat.com

فقیر سید وحیدالدّین

(۱۹۰۵ء تا ۱۹۸۵ء) مورخ۔ صنعت کار۔ لاہور کے فقیر خاندان کے ممتاز فرد۔ ابتدائی تعلیم علی گڑھ میں پائی۔ جدِ امجد فقیر سید عزیزالدین مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وزیرِ اعظم تھے اور فقیر کا لقب راجہ ہی کی طرف سے ملا تھا۔ ۱۹۴۰ء میں فوج میں بھرتی ہوئے۔ اور ترقی کرکے کرنل کے عہدے تک پہنچے۔ ایم۔ بی۔ ای۔ کا اعزازہ حاصل کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد وطن واپس آکر صنعتی اور تجارتی منصوبے شروع کئے۔ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان میں "روزگارِ فقیر" قابلِ ذکر ہیں۔

پروفیسر سید وقار عظیم

(۱۹۱۰ء تا ۱۹۷۶ء) اردو ادیب۔ نقاد۔ معلّم۔ پیدائش لکھنؤ میں ہوئی۔ لکھنؤ۔ الہ آباد اور علی گڑھ یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کی۔ بعدازاں علی گڑھ یونیورسٹی اور جامعہ ملیہ دہلی میں لیکچرار رہے کچھ عرصہ حکومتِ ہند کے مجلّہ "آج کل" کے ایڈیٹر رہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد کراچی آگئے اور سرکاری مجلّہ "ماہِ نو" کی ادارت سنبھالی۔ ۱۹۵۰ء میں اورنٹیل کالج لاہور نے ان کی خدمات حاصل کیں اور ۱۹۷۰ء میں اسی کالج سے بحیثیت صدر شعبہ اُردو ریٹائر ہوئے۔ بعد میں اقبال اکیڈمی۔ مرکزی اُردو بورڈ۔ مجلس ترقی ادب سے وابستہ رہے۔ وقار عظیم پہلے نقاد ہیں جنہوں نے افسانہ۔ ناول۔ ڈرامہ کو تنقید کا موضوع بنایا اور اس اصنافِ ادب پر باقاعدہ کتابیں تحریر کیں۔ تصنیفات میں فنِ افسانہ نگاری۔ داستان سے افسانے تک ہماری داستانیں۔ فن اور فن کار۔ آغا حشر اور ان کے ڈرامے۔ اقبال شاعر اور فلسفی۔ اقبالیات کا تنقیدی جائزہ قابلِ ذکر ہیں۔

شمس الدّین محمد ولی دکنی

(۱۶۶۸ء تا ۱۷۴۴ء) اردو شاعر۔ اورنگ آباد دکن میں پیدائش ہوئی۔ بیس سال کی عمر میں تعلیم سے فارغ ہو کر واپس آئے اور شعر کہنے لگے۔ نورالدین سہروردی سے بیعت ہوئے۔ دربار دہلی کا سفر پہلی بار ۱۷۰۰ء میں کیا۔ سعد اللہ گلشن سے ملے انہوں نے فارسی کی بجائے اردو شاعری

Marfat.com

پر آمادہ کیا۔ دوسری بار اُردو دیوان ساتھ لے کر گئے۔ اس دیوان کا بڑا شہرہ ہوا۔ دہلی سے واپس آکر احمد آباد میں مستقل رہائش اختیار کر لی اور یہیں وفات پائی۔ اُردو شاعری میں ان کا وہی مقام ہے جو انگریزی میں چاسر اور فارسی میں رودکی کا ہے۔

ڈاکٹر محمد حسین ہیکل!

مصر کے سابق وزیر تعلیم عظیم مؤرخ۔ ۱۸۸۸ء میں پیدائش ہوئی۔ قاہرہ کے مدرسۃ الحقوق المصریہ سے ۱۹۰۹ء میں ایم۔ اے پاس کیا۔ بعد میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ قاہرہ کے مشہور اخبار "المجریہ" اور "السیاست" کی ادارت کی۔ پارلیمنٹ کے صدر بھی رہے۔

۱۹۵۶ء میں انتقال ہوا۔ آپ کی یادگار کتب میں الدین المصری۔ زینب جان جاک۔ روسو۔ حیات محمدؐ۔ ابوبکر صدیق اکبرؓ۔ عمر فاروقؓ۔ ولدی۔ ثورت الادب اور عشرۃ ایام اسودان شامل ہیں۔

مرزا یاس یگانہ چنگیزی

(۱۸۸۴ء تا ۱۹۵۶ء) اُردو شاعر۔ اصل نام مرزا واجد حسین تھا۔ پہلے یاس تخلص لکھا کرتے تھے بعد میں یگانہ رکھ لیا۔ پیدائش عظیم آباد میں ہوئی۔ ۱۹۰۴ء میں لکھنؤ آتے۔ یہیں شادی کی اور مستقل سکونت اختیار کر لی۔ تلاش روزگار کے سلسلے میں حیدر آباد گئے اور دارالترجمہ میں کافی عرصہ ملازمت کی۔ انتقال لکھنؤ میں ہوا۔ تین مجموعے آیات وجدانی۔ گنجینہ اور ترانہ یادگار چھوڑے ہیں۔

یوسف ظفر

(۱۹۱۴ء تا ۱۹۷۲ء) اردو شاعر۔ پیدائش کوہ مری میں ہوئی۔ ۱۹۳۶ء میں بی۔ اے کیا۔ آغاز روایتی غزل گوئی سے کیا۔ لیکن جلد ہی جدید نظم کی طرف مائل ہوئے اور غزل گوئی کی صف اوّل میں شمار ہوتے۔ کچھ عرصہ ماہنامہ "ہمایوں" کی ادارت کے فرائض سرانجام دیتے۔ بعد ازاں آزاد کشمیر ریڈیو سے وابستہ ہو گئے اور بے شمار منظوم فیچر لکھے۔ نعت گوئی بھی شروع کی اور آخری عمر تک نعتیں اور متصوفانہ غزلیں لکھتے رہے۔ دو شعری مجموعے زنداں اور زہر خند شائع ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

صادقین!

عالمی شہرت یافتہ مصوّر اور خطاط۔

جون ۱۹۳۰ء میں متحدہ بھارت کے شہر امروہہ میں پیدا ہوئے۔ مکمل نام سیّد صادقین احمد نقوی تھا۔ انہوں نے آگرہ یونیورسٹی سے ۱۹۴۴ء میں بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان آگئے۔ ریڈیو پاکستان سے بطورِ زیر تربیت پروڈیوسر وابستہ ہوگئے تاہم دوران تربیت ہی اسے خیر باد کہہ دیا مصوری کی جانب بھرپور توجہ دینے لگے۔ ۱۹۵۴ء میں پہلی مرتبہ اپنے فن پاروں کی نمائش کی۔ جس کے بعد ۱۹۶۰ء میں حکومتِ پاکستان کی جانب سے تمغہ پاکستان کا اعزاز دیا گیا۔ جس کے فوراً بعد دسمبر ۱۹۶۰ء میں وہ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف پلاسٹک آرٹ کی فرنچ کمیٹی کی دعوت پر پیرس گئے۔ ۱۹۶۲ء میں انہیں صدر پاکستان کی جانب سے حسن کارکردگی کا ایوارڈ دیا گیا۔ ۱۹۶۳ء میں امریکہ گئے۔ جہاں وشنگٹن کی ہنری آرٹ گیلری میں ان کے فن پاروں کی نمائش منعقد کی گئی جس کے بعد انہوں نے لندن، پیرس اور امریکہ میں متعدد نمائشوں میں حصہ لیا۔ ۱۹۶۴ء سے انہوں نے قرآنی آیات کی کیلی گرافی کی جانب توجہ دینا شروع کی اور اس ضمن میں انہوں نے ایک نئے اسلوب کی بنیاد ڈالی۔ ۱۹۶۶ء تک وہ جدید آرٹ کے بانیوں میں شمار ہونے لگے حتیٰ ۱۹۶۶ء میں سٹیٹ بنک آف پاکستان کی جانب سے ان کے فن پاروں کی نمائش منعقد کی گئی جس میں ان کے ۳۰۰ سو فن پارے شامل تھے۔ انہوں نے غالب کے ۲۵ اشعار کو مصوری کا روپ دیا جو ۱۹۶۸ء میں منظرِ عام پر آئے۔ ۱۹۷۰ء میں قرآن پاک کی سورۃ رحمٰن خوبصورت انداز میں تحریر کی یہ کام انہوں نے دو ماہ میں مکمل کیا ۱۹۷۹ء تک دنیا بھر کے مختلف شہروں میں ایک سو سے زیادہ نمائشیں منعقد ہوچکی تھیں ایک اچھے شاعر بھی تھے انہوں نے ۱۵۰۰ کے لگ بھگ رباعیاں بھی تحریر کیں۔ ۱۰ فروری ۱۹۸۷ء کو انتقال ہوا۔

مولوی محبوب علی

(۱۸۹۲ء تا ۱۹۳۰ء) ادیب اور صحافی ضلع گوجرانوالہ میں پیدائش ہوئی۔ لاہور آکر تعلیم حاصل کی اور منشی فاضل کے امتحان میں اوّل آئے۔ یونیورسٹی کی طرف سے انعام حاصل کیا۔

فیروز دین سے "پیسہ اخبار" جاری کیا جو بعد میں لاہور منتقل ہوا۔ اپنا پریس قائم کیا "پیسہ اخبار" کے علاوہ انتخاب لاجواب بچوں کا اخبار اور شریف بی بی کی ادارت کے فرائض انجام دیئے۔

Marfat.com

علامہ ڈاکٹر شیخ محمد اقبال

نامور شاعر۔ ۱۸۷۷ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام نور محمد تھا۔ بڑے دیندار انسان تھے ان ہی کے فیضانِ برکت سے اقبال بچپن ہی عارفانہ رنگ سے روشناس ہوئے۔ اسکاچ مشن اسکول سے میٹرک کرنے کے بعد اس کاچ مشن کالج میں داخل ہوئے۔ یہاں عربی اور فارسی کے عالم مولوی میر حسن کی توجہ سے اعلیٰ علمی اور ادبی ذوق پیدا ہوا۔ ایف اے پاس کرنے کے بعد لاہور گورنمنٹ کالج میں داخل ہو گئے اور اختیاری مضمون فلسفے کو اختیار کیا۔ یہاں اُن کی تربیت مشہور عالم مسٹر آرنلڈ پروفیسر نے کی جو خود بڑے قابل مختلف زبانوں پر عبور کے علاوہ مصنف بھی تھے۔ پنجاب یونیورسٹی سے فلسفے میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ کچھ عرصہ لاہور میں اورنٹیل کالج اور گورنمنٹ کالج میں فلسفے اور انگریزی کے پروفیسر رہے۔ اسی زمانے میں اپنی پہلی اردو کتاب "علم الاقتصاد" شائع کی۔ ۱۹۰۵ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ چلے گئے جہاں ترینٹی کالج کیمبرج یونیورسٹی سے فلسفے اور اخلاق کی ڈگری حاصل کی اور یہیں مشہور مستشرقین پروفیسر براؤن نکلسن اور سارلی سے استفادہ کیا۔ بعد ازاں جرمن جاکر "مقالہ ایران اور مابعد الطبیعات" لکھ کر میونخ یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری لی۔ بعد میں بیرسٹر بھی ہو گئے۔ عارضی طور پر عربی کے پروفیسر کی حیثیت سے لندن یونیورسٹی میں ڈاکٹر آرنلڈ کی قائم مقامی بھی کی ۱۹۰۸ء میں وطن واپس آکر وکالت شروع کی اور یہ سلسلہ ۱۹۳۴ء تک جاری رہا۔ اسی دوران میں حکومت برطانیہ نے سر کا خطاب دیا۔ ۱۹۲۶ء میں صوبہ پنجاب کی مجلس قانون ساز کے رکن چنے گئے۔ ۱۹۳۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے الہ آباد کے اجلاس میں وہ تاریخی خطبہ پڑھا جس میں ہندوستان کے مسلمانوں کی مشکلات کا حل پاکستان کی صورت میں پیش کیا گیا۔ ۱۹۳۱ء میں گول میز کانفرنس لندن میں شرکت کی اور واپسی پر ہسپانیہ۔ ترکی اور فلسطین کا دورہ بھی کیا۔ ۱۹۳۳ء میں سید سلیمان ندوی سر راس مسعود کی ہمراہی میں نادر شاہ کی دعوت پر کابل کے جشن استقلال میں شرکت کی اور شاہ کی فرمائش پر اپنے دونوں ساتھیوں کی مدد سے تعلیمی سکیم مرتب کی آخر میں گلے کی بیماری میں مبتلا ہو کر داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

اقبال میں شعری ذوق کی پرورش مولوی میر حسن صاحب کی توجہ سے ہوئی۔ ابتداء غزل سے ہوئی اور داغ دہلوی سے اصلاح لی۔ بعد میں شیخ عبدالقادر مدیر مخزن کے اصرار پر وطنی نظموں کی طرف توجہ دی۔ آپ نے کانٹ براؤننگ، گوئٹے، نٹشے ٹالسٹائی۔ کارل مارکس ہیگل

برگسیان کا گہرا مطالعہ کیا۔ مشرقی تعلیم اور اسلامی فلسفے کا مطالعہ بھی کر چکے تھے۔ اس لئے مغرب کی وطنیت قومیت اور فریب کا راز معاشرتی و سیاسی اصطلاحات کا راز فاش کیا اور دنیا کو محبت یقین اور عمل کی تعلیم دی خودی کے فلسفہ کو روشناس کر کے مشرق کو خود شناسی اور خود اعتمادی کا سبق پڑھایا۔ اپنے افکار اور فلسفہ کو بین الاقوامی بنانے کے لئے اردو کے ساتھ ساتھ فارسی کو بھی ترجیح دی۔ اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی، پیامِ مشرق زبورِ عجم، جاوید نامہ، پس چہ باید کرد اے اقوامِ مشرق فارسی میں تحریر کیں۔ اردو میں بانگِ درا۔ بالِ جبریل اور ضربِ کلیم شعری مجموعے ہیں۔ وفات کے بعد ارمغانِ حجاز شائع ہوئی۔ ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو لاہور میں انتقال فرمایا۔ آپ کو بادشاہی مسجد لاہور کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

شیخ علی حزیں

(۱۶۹۲ء تا ۱۷۶۶ء) مشہور ایرانی شاعر اور عالم دین اصفہان جائے پیدائش ہے نادر شاہ کے زمانہ میں معتوب ہو کر ۱۷۳۳ء میں ہندوستان کا رخ کیا۔ مختلف مقامات پر قیام کے بعد ۱۷۴۹ء کو بنارس میں فاطمان کے احاطہ میں اپنے لئے ایک مکان بنوایا۔ وفات کے بعد وہیں دفن ہوئے۔ فارسی اور عربی کتابوں کی تعداد ۲۰۰ کے قریب ہے لیکن سب ناپید ہیں۔ شہرت کا باعث شاعری ہی ہے۔ اشعار کے چار دیوان تھے ان میں سے صرف چوتھا دستیاب ہے۔

عمر خیام

اصل نام ابوالفتح عمر ابن ابراہیم خیام ہے۔ فارسی زبان کا عظیم شاعر۔ عظیم ریاضی دان اور ہئیت کا ماہر کامل۔ نیشاپور میں ۱۰۳۹ء میں پیدائش ہوئی۔ علم و فنون کی تحصیل کے بعد عمر خیام ترکستان چلا گیا جہاں قاضی ابوطاہر نے اس کی تربیت کی اور پھر شمس الملک خاقان بخارا کے دربار میں پہنچا دیا۔ بعد میں یہ شاہ سلجوقی کے دربار سے وابستہ ہوا۔ عمر خیام کی شعری عظمت کا اعتراف مشرق و مغرب دونوں جگہ ہو چکا ہے۔ اس کی رباعیات کا مقام اتنا بلند ہے کہ ان کا ترجمہ دنیا کی تمام مہذب زبانوں میں ہو چکا ہے جس شاعری نے اسے مرنے کے بعد شہرت دوام دی اس کی زندگی میں محض فرصت کے اوقات گزارنے کا ذریعہ تھی۔ ورنہ وہ ریاضی اور ہئیت

Marfat.com

کا ماہر کامل تھا اور اُسے سلجوقی دَور کا سب سے بڑا سائنسدان کہا جا سکتا ہے یہ تمام علوم اس نے بو علی سینا کے شاگردوں سے سیکھے جو اس کی پیدائش سے دو سال قبل وفات پا چکے تھے عمر خیام بو علی سینا کے فلسفے سے بہت متاثر تھا اُس نے اپنی تصانیف میں بو علی سینا کو میرا استاد کہہ کر یاد کیا ہے۔ اُس زمانے میں شاہ ترکستان شمس الملک کے ایک مقرب نے عمر خیام کو ریاضی پر کتاب لکھنے کو کہا کیونکہ اس مقرب ابو طاہر کو ریاضی سے بڑا لگاؤ تھا۔ یہاں عمر خیام نے اپنی کتاب "جبر و مقابلہ" ۱۰۷۱ء میں مکمل کی۔ عہد اسلامی میں "الجبرا" پر چوتھی کتاب تھی۔ آخر بطور طبیب اسے ملک شاہ کے دربار میں رسائی ہوئی جہاں اس نے ملک شاہ کے چیچک میں مبتلا بیٹے کا علاج کیا۔ آخر عمر خیام کو ریاضی اور ہیئت داں کی حیثیت سے منوانے کا موقع مل گیا۔ ملک شاہ سلجوق نے اصفہان میں ایک درس گاہ تعمیر کی جس کے لیے اُس نے سات مدرس منتخب کئے ان میں عمر خیام بھی تھا۔ یہاں رہ کر اس نے اپنی ریاضی داں اور ہیئت داں ہونے کا پورا مظاہرہ کیا اور تحقیقاتی سرگرمیاں تیز کرتے ہوئے کئی معاملات میں اجتہادی تبدیلیاں کیں۔ اس کی وفات ۱۱۳۱ء میں نیشاپور میں ہوئی اور وہیں دفن ہوا۔

اسد اللہ خان غالب

(۱۷۹۶ء تا ۱۸۶۹ء) شاعر۔ ادیب۔ عرفیت مرزا نوشہ۔ پیدائش آگرہ میں ہوئی۔ والد کا نام عبداللہ بیگ تھا۔ جو تین برس کی عمر میں غالب کو چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہوئے نو برس کی عمر تک پرورش کی ذمہ داری غالب کے چچا نصر اللہ خان نے اٹھائی لیکن وہ بھی داغ مفارقت دے گئے۔ ابتدائی تعلیم میاں نظیر اکبر آبادی سے حاصل کی۔ تیرہ برس کی عمر میں نواب الٰہی بخش خان معروف کی بیٹی سے شادی ہوئی اور دہلی میں رہائش اختیار کر لی۔ شاعری میں کسی کی شاگردی نہیں کی بلکہ خدا داد ذہانت سے شعر کہنے لگے۔ پہلے اسد تخلص اختیار کیا بعد میں غالب ۱۸۴۹ء میں بہادر شاہ ظفر نے شاہان تیمور کی تاریخ مرتب کرنے کو کہا اور پچاس روپے ماہوار کے علاوہ نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ کے خطاب سے نوازا کتاب "مہر نیم روز" کے نام سے تحریر کی۔ ذوق کے انتقال کے بعد بہادر شاہ نے اپنا استاد بنا لیا۔ لیکن ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں قلعے کی تنخواہ اور سرکاری پنشن بند ہو گئی بعد ازاں رامپور گئے نواب یوسف علی خان نے سو روپے وظیفہ مقرر کر دیا۔ وفات ۷۲ سال کی عمر میں پائی اور

Marfat.com

درگاہ نظام الدین کے قریب دفن ہوئے۔ تصنیفات میں کلیات نظم فارسی۔ کلیات نثر فارسی دیوان اردو عودِ ہندی (خطوط کا مجموعہ) اردوئے معلیٰ۔ لطائف غیبی نامۂ غالب (فارسی رسالہ) درفش کاویانی (رسالہ) پنج آہنگ (فارسی) مہر نیم روز (خاندان تیمور کی فارسی تاریخ)

فانی بدایونی

(۱۸۷۹ء تا ۱۹۴۲ء) اردو شاعر۔ نام شوکت علی فانی تخلص۔ پیدائش قصبہ اسلام نگر ضلع بدایوں میں ہوئی ابتدائی تعلیم بدایوں میں حاصل کی ۱۹۰۱ء میں بریلی کالج سے بی۔ اے اور ۱۹۰۸ء میں علی گڑھ کالج سے ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگری حاصل کی۔ کچھ عرصہ لکھنؤ، آگرہ اور اٹاوہ میں وکالت کی۔ ۱۹۳۱ء میں آگرہ سے رسالہ "تعلیم" جاری کیا ۱۹۳۲ء میں حیدرآباد دکن چلے گئے اور آخری عمر تک وہیں محکمہ تعلیم میں ملازم رہے۔ شعر و شاعری کا بچپن سے شوق تھا غزل کے علاوہ چند انگریزی ڈراموں کا بھی ترجمہ کیا۔ مدت تک نواب معظم جاہ کے دربار سے وابستہ رہے۔ دیوان "باقیاتِ فانی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

مرزا فرحت اللہ بیگ

(۱۸۸۳ء تا ۱۹۴۷ء) ادیب۔ شاعر۔ پیدائش دہلی میں ہوئی ۱۹۰۷ء میں مشن کالج سے ایم۔ اے پاس کیا مولوی نذیر احمد دہلوی سے عربی تعلیم حاصل کی۔ حصولِ علم کے بعد حیدرآباد میں ملازمت کر لی اور ترقی کرتے ہوئے ہائی کورٹ کے جج ہو گئے۔ اردو زبان میں لطیف مزاح نگاری پیدا کرتے ہوئے مضامین فرحت کے نام سے ایک سلسلہ جاری کیا جو کتابی صورت میں چھپ چکا ہے۔ شاعری کے میدان میں بھی جوہر آزمائے اور "میری شاعری" کے نام سے ایک دیوان طبع ہوا ہے۔ "دہلی کا ایک یادگار مشاعرہ"، "مولوی نذیر احمد کی کہانی کچھ میری کچھ ان کی زبانی" مشہور تالیفات ہیں۔

ابوالقاسم حسن فردوسی

(۹۴۰ء تا ۱۰۲۰ء) مشہور ایرانی شاعر۔ علاقہ طوس میں طابران کے مقام پر پیدائش ہوئی۔ جوانی میں داستان "بیژن و منیژہ" نظم لکھی اس اثناء میں بیٹا انتقال کر گیا شاہنامہ کی تالیف کا سبب

Marfat.com

بیٹی کے بیاہ معقول جہیز کے لئے رقم حاصل کرنا تھا۔ کچھ عرصہ یہ سلطان محمود غزنوی کے دربار میں شاہنامہ کے اشعار سنا کر داد لیتا رہا۔ بادشاہ نے شاہنامہ کے ہر شعر پر ایک اشرفی دینے کا وعدہ کیا لیکن جب ایفائے عہد کا وقت آیا تو بیس ہزار درہم دے کر ٹال دیا۔ فردوسی دل برداشتہ ہو کر طوس لوٹ آیا۔ بعد میں محمود کے وزیر حسن میمندی کے ایماء پر سلطان نے ساٹھ ہزار دینار طوس بھجوائے لیکن ایک دروازے سے بادشاہ کا آدمی داخل ہوا اور دوسرے دروازے طوس سے فردوسی کا جنازہ تدفین کے لیئے روانہ ہوا۔ یہ رقم جب فردوسی کی بیٹی کو پیش کی گئی تو اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ عام روایات یہی ہیں لیکن درحقیقت یہ سلطان محمود کے اجلے دامن پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سلطان فنون لطیفہ کا سرپرست تھا۔ اس کے دربار میں وقت کے بڑے بڑے عالم، شاعر اور دیگر فنون کے ماہر موجود تھے۔ سلطان ان کی قدر دانی اور سرپرستی کرتا تھا۔

سیّد فضل شاہ

شاعر۔ (۱۸۲۸ء تا ۱۸۹۰ء) لاہور کی متصلہ بستی نواں کوٹ میں پیدائش ہوئی۔ پیدائشی شاعر تھے۔ فکرِ سخن میں اس طرح کھوئے رہتے کہ تن بدن کا ہوش نہ رہتا۔ انھوں نے لیلیٰ مجنوں ہیر رانجھا۔ یوسف زلیخا لکھی جو پنجابی ادب کا سرمایہ سمجھی جاتی ہیں۔ لیکن جو مقبولیت ان کی کتاب سوہنی مہینوال کو ہوئی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پنجاب میں جو مقام ہیر وارث شاہ کو حاصل ہے وہی سوہنی مہینوال کو بھی حاصل ہے۔ کئی سی حرفیاں بھی لکھیں۔ ابتداء میں "تحفہ فضل" کے نام سے کتاب لکھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں کا ذکر ہے۔ ان کی زبان بڑی سادہ اور صاف ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری ایسی جو رعایت لفظی رکھی ہے وہ پنجابی کے دوسرے شاعروں میں نظر نہیں آتی۔

فہیم سلیمان آفندی

(۱۷۸۹ء تا ۱۸۴۶ء) ایک ترکی شاعر اور عالم جو خواجہ فہیم کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اس کی پیدائش قسطنطنیہ میں ہوئی۔ دیوان ٹکسال اور محکمۂ محصول میں بھی ملازمت کرتا رہا۔ آخر کار روم ایلی میں قائم مقام کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ملازمت کے بعد قسطنطنیہ میں ایک مدرس کی حیثیت سے مشہور ہوا۔

Marfat.com

شاعری میں اس نے زیادہ تر غزلیں کہیں۔ اس کا دیوان چھپ چکا ہے اس نے فارسی شاعر صائب اصفہانی کی منتخب غزلوں کی شرح "صائب شرحی" لکھی اور سفینتہ الشعراء کے نام سے تذکرۂ دولت شاہ کا ترکی میں ترجمہ کیا۔

فیض احمد فیض

(۱۹۱۱ء تا ۱۹۸۴ء) شاعر۔ صحافی۔ پیدائش سیالکوٹ میں ہوئی۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے انگریزی اور اردو میں ایم اے کیا۔ ۱۹۳۶ء میں ایم۔ اے۔ او کالج امرتسر اور ۱۹۴۰ء میں ہیلی کالج آف کامرس میں انگریزی کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران ۱۹۴۲ء میں فوج کے محکمہ تعلقاتِ عامہ نے آپ کی خدمات حاصل کرلیں جہاں کیپٹن کے عہدے سے ترقی کرکے لیفٹیننٹ کرنل کے عہدے تک پہنچے۔ ۱۹۴۶ء میں پاکستان ٹائمز کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ بعد میں "امروز" اور "لیل و نہار" بھی ان کی نگرانی میں آگئے اور چیف ایڈیٹر بن گئے۔ ۹/مارچ ۱۹۵۱ء میں راولپنڈی سازش کیس میں گرفتار کرلئے گئے اور چار سال بعد رہا ہوئے۔ ملک کے کئی سرکاری اور غیر سرکاری ثقافتی اداروں کے عہدے دار رہے انجمن ترقی پسند مصنفین کی شاخ قائم کرنے میں سجاد ظہیر اور ساتھیوں کی مدد کی۔ شعر گوئی کا آغاز طالب علمی سے شروع ہوا ۱۹۶۲ء میں لینن انعام ملا۔ کلام کے پانچ مجموعے نقشِ فریادی زنداں نامہ۔ دست صبا۔ دست تہہ سنگ اور سر وادی سینا شائع ہوچکے ہیں۔ "متاعِ لوح و قلم" تقریروں اور مضامین کا مجموعہ ہے۔ "صلیبیں میرے دریچے میں" خطوط کا مجموعہ ہے جو جیل سے بیوی کو لکھے۔ مارشل لاء ۱۹۷۷ء کے نفاذ کے بعد ملک سے باہر چلے گئے۔ ۱۹۸۰ء میں فلسطینی مہاجرین کے مجلہ لوٹس کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۲ء میں وطن واپس آگئے۔ آخری کتاب "میرے دل میرے مسافر" ہے

ابو حاتم محمود قزوینی

ایک شافعی فقیہہ۔ شیرازی کا استاد۔ آمل طبرستان کا رہنے والا تھا۔ حامد الاسفرائنی سے تحصیل علم کیا۔ علم الفرائض ابن البیان سے اور ابن الیا قلانی سے پڑھے۔ ۴۴۰ھ بغداد اور آمل میں بحیثیت معلم تدریس شروع کی۔ تصنیفات میں کتاب التجرید المحاملی کی فقہ کی کتاب التجرید کا ملخص ہے۔ "رونق" المحاملی کی کتاب لباب الفقہ کا خلاصہ ہے اور کتاب الحیل فی الفقہ

قابلِ ذکر ہیں۔

علامہ قطب شہید

نامور مصنف۔ (ولادت ۱۹۰۶ء، وفات ۱۹۶۶ء) اصل نام سید ہے۔ قطب خاندانی نام ہے۔ ان کے آباؤ اجداد عرب سے ہجرت کر کے مصر کے ضلع اسیوط میں آباد ہوئے۔ والد کا نام حاجی ابراہیم قطب تھا۔ والدہ کا نام فاطمہ حسین عثمان تھا۔ والد کو قرآن مجید سے والہانہ محبت تھی۔ انہی کی کوشش سے سید قطب نے بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا۔ ثانوی تعلیم مدرسہ تجہیزیہ دار العلوم سے اور اعلیٰ تعلیم ۱۹۲۹ء میں قاہرہ یونیورسٹی سے حاصل کی اور پھر اسی کالج میں پروفیسر مقرر ہوئے بعد میں وزارتِ تعلیم میں انسپکٹر آف سکولز مقرر ہوئے اور کچھ عرصہ بعد آپ کو جدید طریقہ تعلیم کے مطالعے کے لئے امریکہ بھیجا گیا لیکن واپس احیاء اسلام کی تڑپ لے کر آئے اور اخوان المسلمین (اسلامی سیاسی جماعت) میں شمولیت اختیار کر لی۔ یہ جماعت مصر میں شاہی استبداد اور انگریزی استعمار کے خلاف تھی۔ "اخوان المسلمون" کے چیف ایڈیٹر تھے۔ جمال عبدالناصر اور انگریزوں کے درمیان معاہدے کے خلاف حکومت پر تنقید لکھنے پر رسالہ اور جماعت کے خلافِ قانون قرار دیا گیا سید قطب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔ اور ۱۹۶۶ء کے ماہ اگست کی ۲۵/ تاریخ کو اس جید عالم محب وطن کو سزائے موت کا حکم دیا گیا۔ تصانیف میں "مشاہد القیامتہ فی القرآن" "النقد رالاولی" "اصولہ و مناہجہ"۔ العدالتہ الاجتماعیتہ فی الاسلام" "تفسیر فی ظلال القرآن" کے علاوہ شعری مجموعے بھی شامل ہیں۔

قمر جلالوی

(۱۸۸۷ء تا ۱۹۶۸ء) اردو شاعر۔ اصل نام سید محمد حسین تھا۔ والد کا نام غلام حسین سجاد تھا۔ پیدائش جلالی قصبہ علی گڑھ میں ہوئی۔ کم سنی میں فکر سخن شروع کیا۔ ۱۴ برس کی عمر میں ازدواجی بندھن میں باندھے گئے۔ شاعری میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے اس لیے انہیں میر ثانی کا خطاب دیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۷ء میں کراچی آگئے۔ ۱۹۵۹ء میں ان کی ادبی خدمات پر صدر محمد ایوب خان نے ڈیڑھ سو روپے ماہوار وظیفہ مقرر کیا۔ شعری مجموعوں میں اوجِ قمر۔ رشکِ قمر یادگار چھوڑے ہیں۔

Marfat.com

قیوم نظر

پیدائش ۱۹۱۴ء اردو شاعر اور ادیب۔ عبدالقیوم نام پیدائش امرتسر میں ہوئی۔ ۱۹۵۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے اردو میں ایم۔اے کیا۔ کچھ عرصہ گورنمنٹ کالج لائل پور میں اردو کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں یونیسکو فیلوشپ پر تخلیقی ادیب کی حیثیت سے یورپی ممالک کا دورہ کیا۔ ۱۹۶۸ء تا ۱۹۷۰ء نیشنل سنٹر لاہور کے ریزیڈنٹ ڈائریکٹر رہے۔ ۱۹۷۰ء میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ پنجابی کے صدر مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۴ء میں ریٹائر ہو گئے۔ ادبی زندگی کا آغاز طالب علمی کے زمانے میں ہوا۔ چھ شعری مجموعے قندیل۔ پون۔ جھولے۔ سویرا۔ آئندہ گھاس کی تتلیاں اور زندہ ہے لاہور۔ شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۹۷۶ء میں ڈراموں کا ایک مجموعہ ہمسفر شائع ہو چکا ہے۔ آپ کا ۲۵ جون ۱۹۸۹ء کو انتقال ہوا۔ بچوں کی نظموں کی مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں۔

عبدالسلام ندوی کیفی

دارالمصنفین اعظم گڑھ اور ندوۃ العلماء لکھنؤ کے رکن۔ مولانا سلیمان ندوی اور مولانا عبدالحی کے ہمعصر۔ کیفی تخلص ہے۔ شعر کہنے میں مہارت رکھتے تھے۔ لیکن زیادہ تر وقت اسلامیات، تاریخ اسلام اور اردو ادب کی خدمت میں وقف کیا۔ رسالہ "معارف" میں ان کے مضامین چھپتے رہے۔ سیرت عمرؓ بن عبدالعزیز۔ اسوہ صحابیات شعر الہند (حصہ اول و دوم) ابن یمین ان کی معروف تصنیفات ہیں۔ مولانا شبلی کی سوانح حیات بھی مرتب کی ہے۔

حاجی لق لق

(وفات ۱۹۶۱ء) اصل نام عطاء محمد تھا۔ سنجیدہ نظمیں ابوالعلا چشتی اور مزاحیہ شاعری حاجی لق لق کے نام سے کیا کرتے تھے۔ پیدائش پٹی (مشرقی پنجاب) میں ہوئی۔ ۱۹۱۹ء میں فوج میں بھرتی ہو کر گیارہ برس مشرق وسطیٰ میں گزارے پھر وطن واپس آکر ۱۹۳۲ء میں روزنامہ "زمیندار" احسان "شہباز" کے عملہ ادارت میں شامل رہے۔ بعدازاں اپنا ذاتی ہفت روزہ "لقلقہ" شائع کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اردو، فارسی کے اچھے شاعر تھے۔ "درانتی" مزاحیہ افسانوں کا مجموعہ ان کی پہلی کوشش

نظموں کا مجموعہ تعلق کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

مجید لاہوری

(۱۹۱۳ء تا ۱۹۵۷ء) شاعر۔ مزاح نویس۔ اصل نام عبدالمجید چوہان تھا۔ پیدائش گجرات میں ہوئی چونکہ عمر کا زیادہ حصہ لاہور میں رہے اس لئے لاہوری کہلوائے۔ ابتدا میں لاہور کے چند اخبارات و رسائل میں کام کیا۔ تقسیم ملک کے بعد کراچی چلے گئے اور وہاں سے ذاتی پندرہ روزہ جریدہ "نمکدان" جاری کیا جو بہت مقبول ہوا۔

محمد حسن عسکری

(۱۹۲۲ء تا ۱۹۷۸ء) ادیب۔ نقاد۔ پیدائش الہ آباد میں ہوئی۔ الہ آباد یونیورسٹی سے ایم اے کی سند حاصل کی۔ ۱۹۴۰ء میں ماہنامہ "ساقی" دہلی میں "جھلکیاں" کے عنوان سے تنقیدی مضامین لکھے۔ بعد ازاں "حرام جادی"، "پھسلن"، کے عنوان سے تنقیدی مضامین لکھے بعد ازاں **"حرام جادی"** "پھسلن"، اور "چائے کی پیالی"، افسانے لکھ کر ادبی دنیا میں شہرت حاصل کی۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی آکر اسلامیہ کالج میں انگریزی کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۵ء سے اردو میں لکھنا چھوڑ کر فرانس کے علمی و مذہبی رسائل میں تصوف پر مقالات لکھتے رہے۔ افسانوں کا پہلا مجموعہ "جزیرے" ۱۹۴۳ء میں شائع ہوا۔ ۱۹۴۶ء میں دوسرا مجموعہ "قیامت ہم کاب آئے نہ آئے"، چھپا۔ انسان اور آدمی" "ستارہ اور بادبان" تنقیدی مضامین کے مجموعے ہیں۔

محمد طفیل

پیدائش ۱۹۲۳ء ابتدائی زندگی بطور خوشنویس شروع کی پھر ایک معمولی اشاعتی مرکز "ادارہ فروغ اردو"، کی بنیاد محدود سرمایے سے شروع کی۔ محنت لگن اور ریاضت سے ترقی کرتے ہوئے اسے صفِ اوّل کے اشاعتی اداروں تک لے آئے ایک ادبی ماہنامہ "نقوش"، کے نام سے جاری کیا جس کی ادارت کے لئے نامور ادیب احمد ندیم قاسمی اور ہاجرہ مسرور کی خدمات حاصل کیں۔ لیکن کچھ عرصہ بعد ادارت کے فرائض خود سنبھال لئے اور نقوش کے

ضخیم نمبر نکالنے شروع کر دیئے۔ جن میں لاہور نمبر۔ منٹو نمبر۔ غالب نمبر۔ افسانہ نمبر۔ ڈرامہ نمبر وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن پھر اچانک روح کا میلان اسلام کی طرف ہوا تو شب و روز کی محنت کے بعد "رسول نمبر" شائع کیا۔ جو تیرہ جلدوں پر مشتمل ہے جسے اسلامی اور ادبی شاہکار کا درجہ حاصل ہے۔ اس کی اشاعت پر ادبی حلقوں کے علاوہ حکومتِ پاکستان نے بھی آپ کو ستارہ خدمت کے اعزاز سے نوازا اور آپ کی محنت کو سراہا۔ کاروباری سلسلہ میں اسلام آباد گئے ہوئے تھے واپسی پر اپنے کسی دوست کے ہاں شب بسر کرنے ٹھہر گئے۔ یہ ۵ر جولائی ۱۹۸۶ء کی شب تھی۔ رات کے کسی وقت حرکت قلب بند ہوگئی اور انتقال فرما گئے۔

ڈاکٹر مولوی محمد شفیع

(۱۸۸۰ء تا ۱۹۶۳ء) پاکستانی ماہر تعلیم۔ قصور کے ایک علمی خاندان میں پیدائش ہوئی۔ ۱۹۰۴ء میں اسلامیہ کالج سے بی۔اے۔ ۱۹۰۵ء میں ایف۔سی۔ کالج سے ایم۔اے (انگلش) ۱۹۱۳ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے (عربی)

۱۹۱۹ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے ایم۔اے عربی (بذریعہ تحقیق) کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۱۹ء میں پنجاب یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر اور پھر اورنٹیل کالج کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ یونیورسٹی کی سینٹ اور سنڈیکیٹ کے رکن اور اورنٹیل فیکلٹی کے ڈین رہے۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ فہارس العقد الفرید لابن عبدربہ۔ میخانہ عبدالنبی فخر الزمانی قزوینی۔ تتمہ صوان الحکمتہ لعلی زید۔ البیقہی۔ تن عربی مع حواشی و فہارس کے علاوہ مقالات کی تعداد سو کے اوپر ہے۔

محمد حسین آزاد شمس العلماء

اُردو کے مشہور شاعر اور ادیب شمس العلماء کا خطاب پایا۔ والد کا نام محمد باقر تھا جو دہلی کے رہنے والے تھے اور اُردو کے پہلے اخبار نویس ہونے کا فخر اُن کو حاصل تھا۔ اُستاد ابراہیم ذوق سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں انگریزوں نے ان کے والد کو پھانسی دی تو آزاد دہلی چھوڑ کر کچھ عرصہ لدھیانہ میں چلے آئے۔ وہاں سے لاہور پہنچے تو محکمہ تعلیم میں پندرہ روپے ماہوار پر اُردو اور فارسی کی درسی کتابیں لکھنے پر مامور ہوئے۔ کرنل ہالرائڈ نے ان کی قابلیت سے متاثر ہو کر پچھتر روپے ماہوار پر پنجاب

Marfat.com

میگزین کا سب ایڈیٹر مقرر کیا۔ ۱۸۶۵ء میں سرکاری وفد کے ساتھ کابل اور بخارا کا دورہ کرنے کا موقعہ ملا۔ دو مرتبہ ایران کی سیاحت بھی کی۔ ۱۸۶۹ء میں گورنمنٹ کالج لاہور میں فارسی اور عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۷ء میں عربی خدمات کے صلہ میں شمس العلماء کا خطاب ملا۔ ۱۸۸۹ء میں اپنی پیاری بیٹی کی وفات پر اس قدر رنج ہوا کہ دماغی توازن کھو بیٹھے اور اسی حالت میں ۱۹۱۰ء جنوری لاہور میں انتقال کیا۔ مشہور تصنیفات میں "آبِ حیات" "سخن دان پارس۔ نیرنگِ خیال۔ قند پارسی۔ قصصِ ہند۔ نصیحت کا پھول اور دربارِ اکبری سرفہرست ہیں۔

مختار صدیقی

(۱۹۱۹ء تا ۱۹۷۲ء) اُردو شاعر۔ اصل نام مختار الحق صدیقی تھا۔ گوجرانوالہ (پنجاب) میں پیدائش ہوئی۔ تعلیم لاہور میں بی۔ اے تک حاصل کی۔ ابتداء میں مختلف سرکاری محکموں میں ملازمت کی۔ ۱۹۴۸ء ریڈیو پاکستان میں پروگرام اسسٹنٹ ملازم ہوئے۔ عمر کا بیشتر حصہ لاہور میں گزارا۔ ۱۹۶۸ء میں لاہور ٹیلی ویژن سے بطور سکرپٹ ایڈیٹر وابستہ ہوئے۔ دو شعری مجموعے "منزلِ شب" اور "سی حرفی" یادگار چھوڑے ہیں۔

شیخ غلام ہمدانی مصحفی

(۱۷۵۰ء تا ۱۸۲۴ء) شاعر۔ والد کا نام شیخ ولی محمد تھا۔ اکبر پور (مضافات دہلی) جلتے پیدائش ہے۔ دہلی تعلیم حاصل کی۔ تقریباً بائیس برس کی عمر میں تنگ دستی کی حالت میں دہلی چھوڑ کر ٹانڈہ کے نواب محمد یار خان کے پاس کچھ عرصہ گزارا۔ ۱۷۷۱ء میں لکھنؤ چلے گئے۔ سال بھر پریشانی میں گزار کر دوبارہ دہلی کا رُخ کیا۔ تجارت اور شاعری کرتے رہے۔ لیکن بارہ سال بعد ۱۷۹۳ء میں لکھنؤ جاکر بادشاہ عالم کے بیٹے شہزادہ سلیمان شکوہ کے دربار میں ۲۵ روپے ماہوار پر ملازم تھے۔ ۱۷۹۰ء میں سید انشاء سے معرکہ شروع ہوا۔ تو شہزادے کی ملازمت سے علیحدہ ہو گئے۔ ۱۸۰۶ء میں نواب اودھ سعادت علی خان کے دربار سے وابستہ ہو گئے۔ لکھنؤ میں انتقال کیا۔ اپنے وقت کے جگت اُستاد مانے جاتے تھے۔ تصانیف

Marfat.com

ہیں چار فارسی دیوان ۔ تذکرہ عقدِ ثریا ۱۷۸۵ء میں تالیف ہوا تذکرۂ ریاض الفصحا ۱۸۲۲ء میں مرتب ہوا۔ آٹھ اُردو دیوان ۔ ان میں غزلیات ۔ قصائد ۔ مثنویات ۔ قطعات اور رباعیات وغیرہ شامل ہیں۔ مثنوی بحر المحبت تذکرہ ہندی گویان ۱۷۹۵ء میں لکھا گیا ۔ یہ فارسی زبان میں ہے جس میں ساڑھے تین سو اُردو شاعروں کا تذکرہ ہے ۔

مصطفیٰ زیدی

(۱۹۳۰ء تا ۱۹۷۰ء) اردو شاعر ۔ سید مصطفیٰ احسین نام ۔ جائے پیدائش الہ آباد ۔ ایم اے پریویئس کرنے کے بعد پاکستان آ گئے ۔ ۱۹۵۴ء میں سول سروس کا امتحان پاس کیا ۔ سیالکوٹ ڈیرہ غازی خان ۔ اور مری میں اسسٹنٹ کمشنر مقرر ہوئے ۔ بعد میں جہلم نواب شاہ ۔ خیرپور خانیوال ساہیوال اور لاہور میں ڈپٹی کمشنر رہے ۔ ۱۹۶۹ء میں ڈپٹی سیکرٹری بنیادی جمہوریت نامزد ہوئے تمغۂ قائدِ اعظم حاصل کیا ۔ ۱۹۷۰ء میں ملازمت سے برطرف کر دیئے گئے ۔ ۱۲/ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو کراچی میں خودکشی کر لی ۔ ابتدائی عمر میں ہی شعر کہنے لگے تھے اور تیغ الہ آبادی تخلص لکھا کرتے تھے ۔ شعری مجموعوں میں قبائے ساز ۔ روشنی ۔ شہر آذر ۔ موج مری صدف صدف ۔ گریبان ۔ کوہِ ندا وغیرہ یادگار چھوڑے ہیں ۔

Marfat.com

تاریخ دان

ابن اثیر

(۱۱۶۰ء تا ۱۲۳۲ء) مشہور مورخ۔ پورا نام عز الدین ابن الاثیر۔ آپ کی پیدائش الجزائر میں ہوئی اور تعلیم حاصل کرنے پہلے موصل اور پھر بغداد گئے۔ پھر ملک شام کی سیاحت کرنے کے بعد دوبارہ موصل میں قیام کیا۔ عربی مورخین میں ابن اثیر کا مقام بہت بلند ہے۔ ان کی چار کتابیں۔

دولۃ الاتابکیہ۔ الکامل فی التاریخ۔ اسد الغابۃ فی معونۃ الصحابۃ۔ اللباب بہت مشہور ہیں۔

ابن بطوطہ

ابوعبداللہ محمد ابن بطوطہ مراکش کے شہر طنجہ میں پیدا ہوئے۔ (ان کا عہد ۱۳۰۴ء سے ۱۳۷۸ء) کا ہے۔ ادب، تاریخ اور جغرافیہ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اکیس برس کی عمر میں پہلا حج کیا۔ اس کے بعد شوقِ سیاحت نے افریقہ کے علاوہ روس سے ترکی تک پہنچایا۔ جزائر شرق الہند چین کی سیاحت کی۔ عرب، ایران، عراق شام، فلسطین، افغانستان اور ہندوستان کی سیر کی۔ محمد تغلق کے زمانے میں ہندوستان آئے۔ سلطان نے بڑی عزت افزائی کی اور قاضی کے عہدے پر سرفراز کیا۔ یہاں سے ایک سفارتی مشن پر چین جانے کا حکم ملا۔ ۲۸ سال کی مدت میں ۷۵ ہزار میل کا سفر کیا۔ آخر میں فارس کے بادشاہ ابوحنان کے دربار سے وابستہ ہوکر اپنے سفر ناموں کو کتابی شکل دی اور اس کتاب کا نام "عجائب الاسفار فی غرائب الدیار" رکھا۔ یہ کتاب مختلف ممالک کے تاریخی جغرافیائی حالات کا مجموعہ ہے۔

ابن جوزی

مورخ و محدث اصلی نام عبدالرحمان بن علی بن محمد ابوالفرج جمال الدین الکرشی البکری الحنبلی بغداد

Marfat.com

میں پیدا ہوئے۔ ان کا دور ۱۱۱۶ء سے ۱۲۰۰ء تک کا ہے۔ ستر سے زیادہ اساتذہ سے فیض حاصل کیا۔ تحصیل علم کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور اسی دوران میں قرآن کی تفسیر لکھی۔ انہیں قرآن مجید کا پہلا مفسر کہا جاتا ہے۔ بغداد میں انتقال کیا۔ ڈھائی سو کے قریب کتب کے مصنف ہیں۔۔۔۔ جن میں المنتظم فی تاریخ الملوک والامم (عباسیوں اور سلجوقیوں کی تاریخ، کتاب الیاقوتہ اور النطق المفہوم بہت۔۔۔ مشہور ہیں۔

ابنِ خلدون

مورخ۔ فقیہ۔ فلسفی اور سیاستدان۔ پورا نام ابو زید ولی الدین عبدالرحمان ابن خلدون ہے۔ جائے پیدائش تیونس ہے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد سلطان تیونس ابوعنان کے وزیر مقرر ہوئے۔ لیکن درباری سازشوں سے تنگ آکر حاکم غرناطہ کے پاس چلے گئے۔ یہاں بھی خلفشار پایا تو مصر آگئے۔ اور الازہر میں درس و تدریس پر مامور ہوئے۔ مصر میں اُن کو مالکی فقہ کا قضا بھی تفویض کیا گیا۔ اسی عہدے پر وفات پائی۔ ان کا زمانہ ۱۳۳۲ء سے ۱۴۰۶ء تک کا ہے۔ ابن خلدون کو تاریخ اور عمرانیات کا بانی تصور کیا جاتا ہے اس نے "العبر" کے نام سے ہسپانوی عربی کی تاریخ لکھی۔ جس کی دو جلدیں تھیں۔ لیکن سب سے بڑا کارنامہ جو شہرت کا باعث ہے وہ مقدمہ فی التاریخ ہے۔ اسے مقدمہ۔۔۔ ابن خلدون کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ یہ مقدمہ تاریخ، سیاست، عمرانیات، اقتصادیات اور ادبیات کا گراں مایہ خزانہ ہے۔

ابنِ سعد

پورا نام ابوعبداللہ محمد بن سعد ہے۔ اس کا عہد ۷۶۴ء سے ۸۴۵ء تک کا ہے۔ ابن سعد محدث اور مورخ تھے۔ مشہور مورخ علامہ واقدی کے شاگرد تھے۔ جائے پیدائش بصرہ تھی۔ بعد میں بغداد میں سکونت اختیار کی۔ اپنی کتاب "طبقات ابنِ سعد" کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ اس کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے لے کر خود اس کے زمانے تک کی اہم شخصیات کے تذکرے ہیں جن سے ہر زمانے کے مورخین نے استفادہ کیا ہے۔

ابنِ ہشام

وفات ۸۳۳ء :۔ محدث و مورخ۔ پورا نام عبدالملک بن ہشام الحمیری تھا۔ جائے پیدائش بصرہ ہے۔

Marfat.com

اور جائے وفات قاہرہ کے قریب شہر قسطاطہ ہے۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ سیرت رسول اللہؐ تحریر کرنا ہے جسے اس نے ابن اسحاق جو بڑا سیرت نگار تھا۔ کی کتاب المغازی والسیر سے ترتیب دے کر اپنی تصنیف کا نام سیرت ابن ہشام رکھا جو کافی مشہور کتاب ہے۔

ابوالفضل

مصنّف۔ مورّخ : ۱۵۵۱ء سے ۱۶۰۲ء کے دوران دربار اکبری کا ایک رتن شیخ مبارک کا دوسرا بیٹا اور فیضی کا چھوٹا بھائی تھا۔ ۱۶۰۰ء میں منصب چار ہزاری پر فائز ہوا۔ لیکن جہانگیر کے عہد میں اُس سے اختلاف کے باعث جب یہ دکن سے لوٹ رہا تھا۔ راجہ نرسنگھ دیو نے اسے قتل کر دیا۔ اپنے وقت کا عالم اور بلند پایہ مصنّف تھا۔ اکبر کے دین الٰہی کے اجراء کا سبب اسی کو گردانا جاتا ہے۔ "اکبر نامہ" اور "آئین اکبری" مشہور تصانیف ہیں۔ .... خطوں کا مجموعہ مکتوب علامی فارسی ادب کا شاہکار سمجھا جاتا ہے۔

خیر اللہ آفندی

(وفات ۱۸۷۰ء) ترک مورّخ۔ اس کا باپ عبدالحق آفندی عالم دین اور طبیب تھا۔ عبدالحق تین بار رئیس الاطباء مقرر ہوا ۱۸۴۹ء میں اُسے رئیس العلماء کا خطاب ملا۔ خیر اللہ نے اپنے باپ کے نقش قدم پر چل کر فقیہہ کی زندگی اختیار کی۔ ۱۸۴۲ء میں وہ سمرنا میں مُلا مقرر ہوا۔ ۱۸۶۵ء میں وہ انجمن دانش کا دوسرا صدر مقرر ہوا۔ اس کے بعد وہ بہت سے علمی اداروں اور طب کے مدرسے کا صدر رہا۔ پھر وزارت تعلیم میں اہم عہدوں پر فائز رہا۔ ۱۸۶۴ء میں اسے سفیر بنا کر ایران بھیجا گیا۔ ایران میں ہی اس کا انتقال ہوا۔

خیر اللہ نے تاریخ، جغرافیہ، طب، سائنس اور زراعت سے متعلق متعدد کتب تصنیف کیں۔ اس کی شہرت تاریخ نویسی کی وجہ سے ہے "وقائع مصریہ" کے علاوہ "دولت عالیہ عثمانیہ تاریخی" لکھی۔ اِس کتاب میں ہر سلطان کے لئے ایک جلد مخصوص کی۔ ہم عصر مسلمان اور عیسائی حکمرانوں کے حالات کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔ اس کتاب کی کل پندرہ جلدیں شائع ہوئیں۔ جو عثمان اوّل کے عہد سے احمد اوّل کے زمانے کے حالات سے متعلق ہیں۔

Marfat.com

احمد دمرداشی

اٹھارویں صدی عیسوی کا مصری مورخ۔ اس کی تاریخی تصنیف "الدرة المصانة فی اخبار الکنانة" جو ۱۶۸۸ء سے ۱۷۵۵ء تک کے احوال پر مشتمل ہے اس میں قاہرہ کے حالات تفصیل سے درج ہیں بہت مشہور ہے۔ ترکی عہد کے مصری حالات پر یہ واحد کتاب ہے جو ایک اعلیٰ فوجی افسر نے لکھی ہے

راشد محمد

(وفات ۱۰ جولائی ۱۷۳۵ء) سلطنت عثمانیہ کا شاہی تاریخ نویس۔ ۱۷۱۴ء میں شاہی مورخ مقرر ہوا۔ ۱۷۲۰ء میں اسے حلب کا قاضی مقرر کیا گیا۔ مابعد قاضی مکہ نامزد ہوا۔ اس کے بعد اسے استنبول کا قاضی بنا دیا گیا لیکن جلد ہی انہیں اس کے عہدے سے علیحدہ کر کے صرف تاریخ نویس رہنے دیا گیا۔ ۱۷۳۴ء میں اسے دوبارہ اناطولی کا قاضی عسکر بنایا گیا۔ اس نے "تاریخ راشد" کے نام سے عثمانی سلطنت کی تاریخ مرتب کی جس میں عثمانی سلطنت کے مفصل حالات درج ہیں۔

رشید الدین طبیب

(۱۲۴۷ء تا ۱۸ جولائی ۱۳۱۸ء) ایران کا مشہور مورخ۔ پیدائش ہمدان میں ہوئی۔ اس کا عروج فرمانروا اباقاخان (۱۲۶۵ء تا ۱۲۸۲ء) کے عہد حکومت میں ہوا۔ جہاں وہ طبیب کی حیثیت سے لازم تھا۔ غازی خان کے عہد میں صدر جہاں اور درباری مقرر ہوا۔ الجائیتو کے دور حکومت میں وہ انتہائی عروج کو پہنچ گیا۔ اس نے تاریخ عالم "جامع التواریخ" کی پہلی جلد بادشاہ کو پیش کی۔ وہ الجائیتو کو شافعی بنانے میں کامیاب ہو گیا لیکن ۱۳۱۷ء میں الجائیتو کی موت پر اسے برطرف کرتے ہوئے۔ اس الجائیتو کو زہر دے کر ہلاک کرنے کا الزام لگا۔ چنانچہ رشید الدین اور اس کے بیٹے خواجہ ابراہیم کو قتل کر دیا گیا۔ اس کی تصنیفات میں "جامع التواریخ" جلد اوّل میں ترک اور منگول قبائل کی تاریخ درج ہے اس کی جلد دوم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کی تاریخ درج ہے اس کے علاوہ مجموعہ الرشید چار جلدوں پر مشتمل ہے توجہات، مفتاح التفاسیر قابل ذکر ہیں۔

رضا قلی خان ہدایت

(۱۸۰۰ء سے ۱۸۷۱ء) بن محمد ہادی بن اسماعیل کمال۔ ایرانی۔ ادیب۔ مورخ۔ فارغ التحصیل

Marfat.com

ہونے کے بعد وہ فارس کے نائب السلطنت کی سرپرستی میں سرکاری ملازمت سے وابستہ ہوا۔ ۱۸۳۸ء میں محمد شاہ نے اپنے بیٹے عباس مرزا کا مدرس مقرر کیا۔ ۱۸۵۱ء میں ناصرالدین شاہ شاہ نے اُسے سفارت پر خیرہ روانہ کیا بعد میں وہ مصارف مقرر ہوا۔ پندرہ برس بعد شہزادہ مظفرالدین کا اتالیق نامزد ہوا۔ اس کی مندرجہ ذیل کُتب قابلِ ذکر ہیں۔ ایک دیوان تیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ فہرس التواریخ۔ اجمل التواریخ، روضتہ الصفائے ناصری۔ ریاض العارفین۔ مجمع الفصحا۔ مدارج البلاغہ۔

سخاوری

ایک مورخ۔ آپ کا پورا نام شمس الدین محمد بن عبدالرحمان ہے۔ لیکن شہرت سخاوری کے نام سے ہوئی۔ نومبر ۱۴۲۷ء میں قاہرہ میں پیدائش ہوئی آپ کے استادوں میں ابن حجر عسقلانی کا نام سب سے نمایاں ہے۔ ان کی وفات کے بعد سخاوری نے حجاز کے دوسرے علماء سے استفادہ کیا۔ آپ نے درس و تدریس کی ابتداء قاہرہ سے ہی کی بعد میں مدینہ جاکر بھی یہ سلسلہ جاری رکھا اور اپنی وفات تک جاری رکھا۔ وفات مدینہ میں ۱۴۹۷ء میں ہوئی۔ آپ کی تصنیفات میں زیادہ مشہور "الاعلان بالتوبیخ" ہے اس کا اردو ترجمہ ڈاکٹر یوسف صاحب نے کیا تھا جو لاہور بورڈ نے شائع کیا۔

سلانیکی مصطفےٰ

ایک ترک مورخ سالونیکا۔ پیدائش ترکی میں ہوئی جلدی باپ کا سایہ اُٹھ جانے کے سبب وہ روم ایلی کے شمسی احمد پاشا کے پاس قرآن خواں کی حیثیت میں ملازم ہوگیا۔ ۱۵۸۴ء میں تھوڑا عرصہ نشانچی محمد پاشا کے کاتب کے فرائض ادا کئے۔ بعد میں سلحدار کا کاتب بن گیا اس کے بعد فوج کا کاتب پھر حرمین کے دفتر محاسبہ حسابات کا صدر مقرر ہوا۔ جلد ہی میر سامان شاہی پر ترقی دی گئی۔ اکتوبر ۱۵۸۸ء میں قسطنطنیہ آکر ایرانی شہزادے حیدر کا مہمان دار بن گیا۔ اس نے تاریخ کی ایک کتاب لکھی "تاریخ سلانیکی" جو ۱۲۸۱ھ میں استنبول سے شائع ہوئی۔ اس میں سلیمان اعظم کے عہد حکومت کے آخری سالوں، سلیم ثانی، مراد ثالث اور محمد ثالث کے ابتدائی پانچ سال کے حالات اور واقعات درج تھے۔ ۱۵۹۹ء میں استنبول میں انتقال ہوا۔

ضیاء الدین برنی

(۱۲۸۶ء تا ۱۳۵۹ء) مورخ۔ مصنف تاریخ فیروز شاہی۔ پیدائش بلند شہر میں ہوئی۔ بزرگ شاہانِ دہلی کے دربار میں اعلیٰ عہدے پر فائز رہے تھے۔ اس لئے آپ بھی بحیثیت ندیم سلطان محمد بن تغلق کے دربار سے وابستہ ہو گئے۔ حضرت نظام الدین اولیاء کے ہاتھ پر بیعت کی۔ برنی کے ایک پیشرو قاضی منہاج الدین سراج کی تاریخ "طبقاتِ ناصری" میں سلطان ناصر الدین ابن شمس الدین التمش کے عہد تک کے واقعات ہیں۔ اس کے بعد کے زمانے (عہد بلبن ۱۲۶۶ء تا دور اول فیروز شاہ ۱۳۵۸ء) کے لئے تاریخ فیروز شاہی نہایت مستند سمجھی جاتی ہے۔ برنی کی دیگر تصانیف میں "تاریخ آل برمک" قابلِ ذکر ہے۔

طبری

(۸۳۹ء سے ۹۲۳ء) اصل نام ابوجعفر ابن جریر تھا۔ مورخ اور مفسر تھے۔ پیدائش طبرستان کے علاقے آمل میں ہوئی۔ زندگی کا زیادہ حصہ سیر و سیاحت اور درس و تدریس میں گزرا۔ آپ شافعیؒ فقیہ کے پیرو تھے اور اس فقہ میں ایک ذیلی مکتبۂ فکر کے بانی تھے جو جریریہ کے نام سے مشہور رہے۔ آپ کی تصنیف شدہ تاریخ "الامم والملوک" دنیا کی مستند ترین تواریخ شمار ہوتی ہے ان کی تفسیر قرآن "جامع البیان فی تفسیر القرآن" کے نام سے مشہور ہے وفات بغداد میں پائی

عبدالقادر بدایونی

(۱۵۴۰ء تا ۱۶۱۵ء) مؤرخ۔ قصبہ ٹوڈا (جے پور بھارت) میں پیدائش ہوئی۔ سن شعور کو پہنچے تو سنبھل جا کر شیخ حاتم اور شیخ ابوالفتح سے تعلیم حاصل کی۔ بعد میں آگرہ جا کر شیخ مبارک کی شاگردی کی۔ ۱۵۶۲ء میں بدایوں میں سکونت اختیار کی۔ ۱۵۷۴ء میں شہنشاہ اکبر کے دربار سے منسلک ہوئے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد ابوالفضل سے چپقلش کے باعث علیحدگی اختیار کر لی ان کی منتخب "التواریخ" تاریخی کتب میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔ دیگر تصنیفات میں۔ "کتاب الحدیث"، نامۂ خرد افزا، رزم نامہ۔ ترجمہ رامائن۔ تاریخ الفی قابلِ ذکر ہیں۔

Marfat.com

علی بلگرامی

مؤلف مصنف (۱۸۵۱-۱۹۱۱ء) شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی بلگرام کے مشہور خاندان سے تھے ہندوستان میں تعلیم ختم کرنے کے بعد سالار جنگ کے خرچ پر انگلستان گئے جہاں بہت شہرت حاصل کی۔ آپ سنسکرت۔ فارسی۔ عربی۔ بنگلہ۔ مرہٹی اور تلنگی زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ علیگڑھ کالج کی تحریک کے زبردست معاون تھے۔ آپ کی دو مشہور تصنیفات ہیں۔ تمدنِ عرب اور تمدنِ ہند۔ یہ دونوں کتابیں ڈاکٹر لیبان کی کتابوں کا ترجمہ ہیں جو آپ نے نظام حیدرآباد دکن کے ایماء پر ترجمہ کی تھیں ان کے علاوہ آپ نے ایک مشہور طبی کتاب کا بھی اردو میں ترجمہ کیا تھا۔

علامہ ذہبی

(۱۲۷۴ء سے ۱۳۴۸ء) مؤرخ و محدث۔ نام شمس الدین تھا۔ پیدائش دمشق میں ہوئی۔ ان کا شمار بلند پایہ مؤرخین اور محدثین میں ہوتا ہے۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں جن میں دو کتابیں "تذکرہ الحفاظ" اور "میزان الاعتدال فی نقد الرجال" مشہور ہیں۔ قاہرہ اور دمشق میں درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔

کُرد علی محمد

(۱۸۷۶ء تا ۱۹۵۳ء) مشہور مورخ۔ ادیب۔ دمشق کی علماء اکیڈمی کا بانی اور سربراہ ۱۹۰۸ء میں رسالہ "المقتبس" جاری کیا۔ تصنیفات میں "تاریخ احمد بن طولون"۔ "فلاسفۃ الاسلام۔ المذاکرات" مشہور ہیں۔

واقدی

نامور مورخ۔ مدبر حدیث۔ فقہ اور احکام محمد بن عمر واقدی اصل نام تھا۔ کنیت عبداللہ۔ مدینہ میں ۷۴۵ء میں پیدائش ہوئی۔ اور انتقال ۷۸ برس کی عمر میں اپریل ۸۲۳ء کو ہوا۔ بہت وسیع ذاتی

Marfat.com

کتب خانہ تھا۔ جس کی حفاظت کے لئے دو ملازم رکھے ہوتے تھے۔ دو ہزار کتابیں مرنے سے قبل فروخت کر دی تھیں۔ بقایا کی تعداد چھ سو کے قریب تھی۔ جو صندوقوں میں بند تھیں مورخ کی حیثیت سے آپ کی کتب مستند نہیں مانی جاتی تاہم مغازی پر خاصی معلومات جمع کی ہیں۔ آپ کی کتب میں کتاب التاریخ والمغازی والمبعث فتوح الشام"، فتوح المد "کتاب الزواج النبیؐ"، قابلِ ذکر ہیں۔

بادشاہ و سربراہانِ مملکت

ابراہیم عادل شاہ ثانی

سلطان بیجاپور علی عادل شاہ اور چاند بی بی کا بلند اقبال اور روشن خیال بیٹا۔ اس کا عہد ۱۵۸۰ء سے ۱۶۲۶ء تک کا ہے۔ یہ باپ کے قتل کے بعد دس برس کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ اور اپنی بہادر ماں کی سرپرستی میں صوبوں کا نظم ونسق اعلیٰ پیمانے پر سرانجام دیا۔ اراضیات کے بندوبست کے لئے باقاعدہ رجسٹر مرتب کروائے۔ تعمیرات کا شوقین شعروسخن کا شیدائی اور موسیقی کا رسیا تھا۔ موسیقی کی مشہور کتاب "نورس" اسی کی تصنیف کردہ ہے جس میں مختلف راگنیوں کو شعروں کی صورت درج کیا ہے۔ اس نے فارسی کی بجائے اردو کو سرکاری زبان قرار دیا۔ فارسی کا مشہور شاعر ظہوری اس کے دربار سے وابستہ تھا۔

ابراہیم لودھی

خاندان لودھی کا آخری فرمانروا سکندر لودھی کا بیٹا جو باپ کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ باپ دادا کی روایات کے برعکس گرم مزاج، نخوت پسند، اکھڑ اور غصیلا تھا جس کی وجہ سے امراء اکثر ناراض رہتے تھے۔ لہٰذا بغاوتوں نے جنم لینا شروع کیا جن کو اس قدر سختی سے دبانے کی کوشش کی کہ امراء اور زیادہ مشتعل ہوکر شتر بے مہار ہوگئے۔ اس کے بھائی جلال خان نے بغاوت کی تو اُسے قتل کروا دیا۔ چچیرے بھائی اعظم ہمایوں اور اس کے بیٹے کو محض شبہ کی بناء پر قید میں ڈال دیا۔ بہادر خان بہار کے حاکم نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ ان دنوں ابراہیم لودھی رانا سانگا سے برسر پیکار تھا اس لئے اس کی سرکوبی نہ کر سکا لیکن رانا سانگا کو شکست دی۔ باہمی خانہ جنگیوں میں قوت زیادہ کمزور ہوگئی۔ رانا سانگا موقعے کا منتظر تھا۔ اس نے کابل جاکر بابر کو حملے کی ترغیب دی۔ بابر نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ ابراہیم لودھی اور بابر کے درمیان پانی پت میں جنگ ہوئی اسے پانی پت کی پہلی جنگ کہا جاتا ہے۔ اس جنگ میں ابراہیم لودھی مارا گیا اور ہندوستان میں سلطنتِ مغلیہ کا آغاز ہوا۔ ابراہیم لودھی کا دورِ حکومت ۱۵۱۰ء سے ۱۵۲۶ء تک قائم رہا۔

Marfat.com

ابنِ زیاد

۶۰ ہجری میں عبداللہ بن زیاد کوفہ کا گورنر تھا مسلم بن عقیل اس کے دور میں کوفہ میں امام حسین علیہ السلام کے لئے راہ ہموار کرنے آئے۔ اُس وقت ابن زیاد بصرے کا گورنر تھا۔ لیکن یزید نے اسے تبدیل کرکے کوفہ بھیج دیا۔ یہاں آکر اس نے مسلم بن عقیل کو قتل کروادیا۔ پھر جب امام حسین علیہ السلام خود کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو اس نے حر کو ایک ہزار سوار دے کر امام حسین علیہ السلام کا راستہ روکنے کے لئے روانہ کیا۔ امام حسین علیہ السلام کربلا میں خیمہ زن ہوگئے تو اس نے پہلے عمر بن سعد اور پھر شمر ذی الجوشن کو فوج دے کر مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ جس کے نتیجے میں واقعہ کربلا محرم ۶۱ ہجری کو پیش آیا۔ بعد ازاں محرم ۶۷ ہجری کو ابنِ زیاد کا مقابلہ مختار بن ابی عبید ثقفی کے جرنیل ابراہیم سے ہوا جس میں ابنِ زیاد کو شکست ہوئی۔ اور وہ قتل ہوا قتل کے بعد اس کے سر کو کوفے میں اسی جگہ لاکر رکھا گیا۔ جہاں چھ سال قبل امام حسین علیہ السلام کا سر رکھا گیا تھا۔

ابنِ سعود، عبدالعزیز

سعودی عرب کے بانی۔ ان کے دادا محمد بن سعود کو جو نجد کے فرمانروا تھے۔ ترکوں نے ۱۹ ویں صدی میں تخت سے اتار دیا۔ آل سعود کو کویت میں پناہ لینا پڑی۔ مگر ۱۹۰۱ء میں نوجوان عبدالعزیز نے چالیس سپاہیوں کی مدد سے نجد کے صدر مقام ریاض پر قبضہ کرلیا۔ آہستہ آہستہ پورے نجد پر قابض ہوگئے۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران عربوں میں ترکوں کے خلاف آزادی کی تحریک کو فروغ ہوا تو ابنِ سعود نے نجد کی خود مختاری کا اعلان کردیا۔ بعد ازاں ۱۹۱۰ء شریف مکّہ کو شکست دے کر حجاز کو بھی نجدی سلطنت میں شامل ۔۔۔ ۱۹۳۲ء میں سلطان ابن سعود نے اپنی سلطنت کا نام سعودی عرب رکھا۔ وہ اتحادِ عرب کے ۔۔۔ حامی تھے۔ انہوں نے عرب لیگ قائم کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۴۴ء میں ان کے ہی عہد میں تیل کے چشمے دریافت ہوئے۔ سعودی عرب میں آج بھی آلِ سعود کی حکومت قائم ہے۔

ابو العباس سفاح

پہلا عباسی خلیفہ۔ سفاح لقب تھا۔ اصل نام عبداللہ بن محمد بن علی ابن عبداللہ بن العباس تھا۔ کوفے پر ۔۔۔ سن بن قحطبہ کے قبضہ کے کچھ ہی عرصہ بعد ۲۸ نومبر ۷۶۱ء کو شہر کی جامع مسجد میں اس کی خلافت کا...

Marfat.com

اعلان کر دیا گیا۔ اس نے جو خطبہ دیا وہ کافی مشہور ہے۔ خلافت قائم کرنے کے بعد اس نے امویوں کو شکستِ فاش دینے کا عہد کیا۔ عملی طور پر بے پناہ جنگ وجدل و خونریزی کے بعد وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہوا اور اس نے امویوں کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور عباسی سلطنت کی مضبوط بنیاد رکھی۔ اس کے انتقال کے بعد المنصور مسندِ خلافت پر بیٹھا۔

احمد شاہ ابدالی

نادر شاہ درانی کے سپہ سالار تھے۔ ایران کے ابدالی خاندان کے سردار۔ ۱۷۴۷ء میں نادر شاہ کے قتل کے بعد عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ بعد ازاں ہرات اور مشہد پر قبضہ کیا۔ ہندوستان پر ۱۷۴۸ء سے ۱۷۶۷ء تک کئی حملے کئے۔ جن میں پانی پت کی تیسری لڑائی بہت مشہور ہے۔ یہ لڑائی مرہٹوں کے خلاف لڑی گئی اور اس کے بڑے ہی دُور رس نتائج برآمد ہوئے۔ احمد شاہ ابدالی نے فتح یاب ہو کر پنجاب کا رخ کیا اور سرہند تک کا سارا علاقہ اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ ۱۷۵۶ء میں دہلی کو تاخت و تاراج کیا جس سے جہاں مغلیہ سلطنت کی رہی سہی طاقت ختم ہوئی۔ وہاں سکھوں کو فروغ حاصل ہوا۔ لیکن مرہٹوں کی طاقت کا خاتمہ ہو گیا جو پورے ہندوستان کی قسمت کے مالک بنے ہوئے تھے۔

اکبر اعظم

جلال الدین محمد اکبر اعظم مغلیہ سلطنت کے دوسرے فرمانروا۔ ہمایوں کی بیوی حمیدہ بانو کے بطن سے ... ۱۵۴۲ء میں امرکوٹ کے مقام پر پیدا ہوا۔ ہمایوں کی وفات ۱۵۵۶ء کے وقت اکبر کی عمر چودہ سال تھی۔ اور وہ اس وقت اپنے اتالیق بیرم خان کے ہمراہ سکندر سوری کے تعاقب میں مصروف تھا کہ اسے باپ کی وفات کی خبر ملی۔ تخت نشین ہوتے ہوتے اُسے دشمنوں سے نپٹنا پڑا۔ اکبر نے ہیموں بقال کو پانی پت کی دوسری لڑائی ۱۵۵۶ء میں شکست دی۔ مشرق میں عادل شاہ سوری کو کھدیڑا اور اپنی سلطنت کو وسعت دیتے ہوئے دہلی۔ آگرہ، پنجاب گوالیار، اجمیر اور جون پور بیرم خان نے فتح کر کے سلطنتِ مغلیہ میں شامل کئے۔ بیرم خان جو ایک بہادر جرنیل تھا نے بعد میں ۱۵۶۲ء میں مالوہ ۱۵۶۴ء میں گونڈوانہ ۱۵۶۸ء میں چتوڑ ۱۵۶۹ء میں رنتھمبور اور کالنجر ۱۵۷۲ء میں گجرات۔ ۱۵۷۶ء میں بنگال ۱۵۸۵ء میں کابل، کشمیر اور سندھ، ۱۵۹۲ء میں اڑیسہ ۱۵۹۵ء میں قندھار۔ احمد نگر۔ اسیر گڑھ اور دکن کے دوسرے علاقے فتح کر کے اکبر کی سلطنت کو بنگال سے افغانستان اور کشمیر سے دکن میں دریائے گوداوری تک

پھیلا دی۔ اکبر خود تو ان پڑھ تھا۔ لیکن فنونِ لطیفہ کا سرپرست تھا۔ اس کے دربار میں عالم فاضل اور ہر فن کے مشہور فن کار موجود تھے۔ جنہیں نورتن کہا جاتا تھا اس نے پچاس سال تک بڑے امن سے حکومت کی۔ اور ایک عظیم اور مستحکم سلطنت اپنے جانشینوں کے لئے چھوڑ گیا۔

التمش

قطب الدین ایبک کا غلام تھا۔ ہونہار اور بہادر دیکھ کر قطب الدین ایبک نے اپنا داماد بنالیا۔ یہ بہار کا صوبہ دار تھا کہ قطب الدین کا انتقال ہوگیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا آرام شاہ تخت نشین ہوا۔ چونکہ یہ نااہل تھا اس لئے التمش نے اسے ۱۲۱۱ء میں تخت سے معزول کر کے خود سلطنت کی باگ ڈور سنبھال لی۔

پنجاب اور غزنوی میں تاج الدین یلدوز نے بغاوت کی تو اس کا سر کچل ڈالا۔ سندھ میں ناصر الدین قباچہ اور بنگال میں خلجیوں کی بغاوت فرو کی۔ ۱۲۲۶ء سے ۱۲۳۴ء کے دوران راجپوتوں سے جنگ کر کے رنتھمبور، منڈو۔ گوالیار اور اُجین فتح کئے۔ ۱۲۲۱ء میں منگول سردار چنگیز خان خوارزم کے بادشاہ جلال الدین کا تعاقب کرتا دریائے سندھ تک آپہنچا۔ لیکن سندھ ... پار کے علاقے تاخت و تاراج کر کے واپس لوٹ گیا اور یہ التمش کی خوش قسمتی تھی کہ اس کی سلطنت تباہی اور بربادی سے بچ گئی۔ التمش نے اپنے آقا اور خسر کی زیرِ تعمیر قطبی مسجد اور قطب مینار کو مکمل کروا دیا۔

اورنگ زیب عالمگیر

مغلیہ خاندان کا متدین شہنشاہ۔ محی الدین نام اور اورنگ زیب لقب۔ والد کا نام شاہ جہان تھا۔ اورنگ زیب ارجمند بانو جو ممتاز محل کے نام سے مشہور تھی کے بطن سے تھا۔ عالم فاضل اور حافظِ قرآن تھا اور علماء کی قدر کرتا تھا۔ فارسی مضمون نویسی میں بھی نام پیدا کیا۔ گھوڑ سواری، تیر اندازی۔ اور دیگر فنون سپہ گری میں کمال حاصل تھا۔ سید محمد میر ہاشم اور ملا صالح جیسے عالموں کی شاگردی نے اُسے صحیح اسلام کی پیروی اور سنت پر گامزن ہونے کے قابل بنا دیا۔ سترہ برس کی عمر میں اپنے بھائیوں شاہ شجاع اور دارا کو شکست دے کر ہندوستان کے تخت پر بیٹھا۔ اُس نے ... فضول رسموں کو ختم کیا۔ فحاشی کا انسداد کیا۔ قوال نجومی اور شاعر موقوف کر دیئے۔ شراب، افیون اور بھنگ پر پابندی لگا دی اس نے دکن میں مرہٹوں کی بغاوتیں فرو کر کے ۱۲۸۶ء میں بیجاپور، ۱۶۸۷ء میں گولکنڈہ فتح کیا۔ عالمگیر کا عہد ۱۶۸۵ء سے ۱۷۰۰ء تک کا ہے۔ ۲۱ فروری ۱۷۰۰ء کو نوے برس کی عمر میں فوت ہوا۔ وصیت کے مطابق خلد آباد میں دفن کیا گیا۔ بڑا متقی، پرہیزگار، مدبّر اور اعلیٰ درجے کا منتظم تھا۔ اس کی تصنیف فتاویٰ عالمگیری فقہ اسلامی میں بلند مقام رکھتی ہے۔ صبیحۃ النساء مخفی ان کی صاحبزادی تھی۔ اُس کے بعد ان کا بڑا بیٹا محمد معظم تخت کا وارث ہوا۔

Marfat.com

بایزید یلدرم

(دورِ حکومت ۱۳۸۹ء سے ۱۴۰۲ء) ترکی سلطان جو اپنے والد مراد اوّل کے قتل کے بعد سریر آرائے سلطنت ہوا۔ جون ۱۳۸۹ء کو اس کی فوجوں نے بلغاریہ اور سربیا کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ سربیا کے بادشاہ سٹیفن نے اطاعت قبول کرنے کے بعد اپنی بہن رینیا کی شادی اس کے ساتھ کر دی اس کے بعد فارس اور شام کی سرحدوں تک تمام چھوٹی بڑی ریاستوں کو جن پر ترک امرا حکمران تھے زیر کیا۔ ۱۳۹۴ء میں فرانس، انگلستان، سکاٹ لینڈ فلینڈرز۔ لمبارڈی، بوہیمیا، جرمنی اور آسٹریا کی متحدہ فوجوں کو نکوپلس کے مقام پر شکست دی۔ ۱۳۹۷ء میں یونان پر حملہ کیا اور کورنتھ تک جا پہنچا بعد ازاں بازنطینی سلطنت کے صدر مقام قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا۔ قریب تھا کہ یہ شہر بھی زیر ہو جائے کہ سلطان کو اناطولیہ پر تیمور لنگ کے حملے کی خبر ملی۔ ۱۴۰۲ء میں دونوں فوجوں کا مقابلہ انگورہ کے مقام پر ہوا .... بایزید یلدرم کو شکست ہوئی اور وہ اسیر ہو کر تیمور کے سامنے لایا گیا۔ بعض مورخین کے مطابق تیمور نے اُسے ایک آہنی پنجرے میں بند کر دیا۔ اور ساتھ لئے پھرتا رہا۔ تا وقتِ مرگ وہ اسی میں بند رہا۔

ملکہ صبا بلقیس

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں صبا کے علاقے کی ملکہ تھی جس کا عہد ۹۵۰ ق م کا بیان کیا جاتا ہے۔ اس کی قوم سورج پرست تھی۔ حضرت سلیمانؑ نے دعوتِ حق دی۔ اس نے اپنے سرداروں سے مشورہ کیا اور پھر خود حضرت سے ملاقات کا ارادہ کیا۔ لیکن اس سے قبل ہی حضرت سلیمانؑ نے اُسے تخت سمیت منگوا لیا۔ کیونکہ جن حضرت سلیمانؑ کے تابع تھے۔ یہ کام حضرت سلیمانؑ نے اُن سے ہی لیا تھا۔ بلقیس کا واقعہ قرآنِ پاک میں موجود ہے۔ لیکن نام کے بغیر ہے۔ ایک روایت کے مطابق وہ حضرت سلیمانؑ کے معجزوں سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئی اور اس نے حضرت سلیمانؑ سے شادی کر لی عرب مورخین کا خیال ہے کہ وہ جنوبی عرب کی ملکہ تھی لیکن ایتھوپیا کا حکمران خاندان اپنے آپ کو حضرت سلیمانؑ کی نسل سے بتاتا ہے۔

ھواری بومدین

الجزائر کے فوجی افسر اور سیاست دان۔ اصل نام محمد بوخادوبہ۔ ھواری عُرفیت۔ بُومدین لقب۔ عہد ۱۹۲۷ء سے ۱۹۷۸ء۔ کسان کے بیٹے تھے۔ تعلیم قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی میں پائی۔ فرانس کے خلاف الجزائری

Marfat.com

حریت پسندوں کے خلاف جنگ کے بعد ۱۹۵۰ء میں مصر میں فوجی تربیت حاصل کی۔ پھر مزید تربیت کے لئے مراکش گئے۔ ۱۹۵۵ء میں الجزائر کے ایک گوریلا دستے میں شامل ہوئے۔ تین سال بعد مغربی سیکٹر کی مہمات کے کمانڈر بنادیئے گئے۔ ۱۹۶۰ء میں پوری قومی فوج آزادی کے کمانڈر مقرر ہوئے۔ جس کا ہیڈ کوارٹر تیونس میں تھا۔ الجزائر کی آزادی کے وقت ملک کی تیس ہزار فوج بومدین کی زیر کمان تھی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء میں فوج کے ساتھ الجزائر میں... داخل ہوئے اور احمد بن بیلا کو الجزائر کا صدر بننے میں مدد دی۔ انہیں وزیر دفاع کے عہدے پر فائز کیا گیا۔ بعدازاں نائب صدر بنادیئے گئے۔ بن بیلا سے اختلاف کی بنا پر ۱۹۶۵ء میں تمام اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ستمبر ۱۹۷۶ء کے صدارتی انتخابات میں انہیں سو فیصد ووٹ ملے اور ملک کے صدر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۷۸ء میں انتقال ہوا۔

بہادر شاہ ظفر

(۱۷۷۵ء تا ۱۸۶۲ء) آخری مغل شہنشاہ۔ پورا نام سراج الدین محمد بہادر شاہ تھا۔ والد کا نام اکبر ثانی تھا۔ قلعہ معلیٰ دہلی میں پیدائش ہوئی۔ والد کی وفات پر ۶۲ سال کی عمر میں تخت نشین ہوئے۔ فنونِ لطیفہ کا شوق تھا۔ موسیقی خوش نویسی اور شاعری سے لگاؤ تھا۔ شاعروں کے سرپرست تھے شاہ نصیر کے بعد کاظم حسین بے قرار، ذوق اور غالب کے شاگرد ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے رنگون میں نظر بند کر دیا۔ وہیں انتقال ہوا۔ تصنیفات میں پانچ دیوان تھے۔ جن میں سے ایک جنگِ آزادی کی نذر ہوگیا۔

تیمور لنگ

۱۳۳۵ء سے ۱۴۰۵ء تک کا فاتح سلطان ایک ٹانگ چھوٹی ہونے کی وجہ سے لنگڑا کر چلتا تھا۔ اسی لئے لنگ کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ منگولوں کے سردار خانِ اعظم چنگیز خان کی نسل سے تھا۔ ۱۳۶۹ء میں اپنی خداداد ذہانت۔ نسلی شجاعت اور جنگی صلاحیتوں کی وجہ سے سمرقند کے تخت و تاج کا مالک بنا۔ وہ آندھی کی طرح اٹھا اور پھر بزورِ شمشیر فتوحات کرتا ہوا پورے وسط ایشیا پر قابض ہوگیا۔ ۱۳۹۸ء میں ہندوستان پر حملہ کیا۔ اور دہلی تک کا علاقہ فتح کر لیا۔ وہ ہندوستان سے مالِ غنیمت میں ہاتھ آئی دولت کے انبار ہاتھیوں پر لاد کر سمرقند لے گیا۔ ہندوستان سے اُس نے بہت سے ہنرمند مستری اور معمار بھی اپنے ہمراہ لئے تاکہ سمرقند میں تعمیرات میں حصہ لے سکیں۔ اس نے ترک سلطان بایزید کو بھی شکست دی۔ اس کی سلطنت دریائے

Marfat.com

والگا سے گنگا تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے چین کو فتح کرنے کے لئے بھی حملہ کیا۔ لیکن ۱۴۰۵ء میں راستے ہی میں بخار میں مبتلا ہو کر مر گیا اور سمرقند میں دفن ہوا۔ جہاں اس کا مقبرہ موجود ہے۔ ہندوستان کے مسلمان فرماں روا مغل اس کی ہی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ جنہوں نے سات سو سال تک ہندوستان پر حکمرانی کی۔

ٹیپو سلطان

۲۰ نومبر ۱۷۵۰ء کو دیون ہلی کے مقام پر پیدا ہوئے۔ اصل نام ابوالفتح فتح علی ٹیپو تھا۔ والد والیٔ میسور نواب حیدر علی تھے۔ جو سلطنتِ خداداد میسور کے والی تھے۔ سلطان ٹیپو کا شمار ہندوستان کی تحریک آزادی کے پہلے شہید میں ہوتا ہے۔ والدہ کا اسم گرامی فاطمہ فخر النساء تھا۔ نرینہ اولاد کی خواہش پر ارکاٹ کے مشہور بزرگ ٹیپو مستان ولی کے مزار پر نواب حیدر علی نے دعا مانگی تھی اسی لئے بیٹے کی ولادت پر اُن ہی بزرگ کے اسم گرامی پر شہزادے کا نام ٹیپو رکھا تھا۔ کنیت ابوالفتح تھی۔ والد کی خاص توجہ کی وجہ سے ٹیپو سلطان سن بلوغت کو پہنچنے تک اسلامی علوم کے علاوہ عربی، فارسی، انگریزی، فرانسیسی اردو، تامل اور کنڑی زبانوں میں مہارت حاصل کر چکے تھے اور فنونِ سپاہ گری، شمشیر زنی، تیر اندازی، نیزہ بازی، تفنگ اندازی اور تیراکی میں کمال حاصل کر چکے تھے۔ ۱۷۶۵ء میں ٹیپو پہلی بار اپنے والد کے ساتھ مالا بار پر حملہ آور ہوا اور صرف تین ہزار سپاہیوں کے .... ساتھ دشمن کے بڑے لشکر کو شکست دی۔ ۱۷۶۰ء میں نظام دکن نے فتح علی خان بہادر کا خطاب دیا۔ بقول حسین کرمانی مولف نشانِ حیدر کے دکن کی کامیاب مہم سر کرنے پر ٹیپو کو نصیب الدولہ کے خطاب سے سرفراز کیا گیا۔ ٹیپو نے اپنی خداداد ذہانت سے دیکھ لیا تھا کہ انگریز ہندوستان کی آزادی کے سب سے بڑے دشمن ہیں اس لئے اس نے نظام حیدر آباد اور مرہٹوں کو اس خطرے سے آگاہ کرتے ہوئے۔ باہمی اتفاق کی کوشش کی۔ لیکن غداروں نے ایسا نہ ہونے دیا۔ ٹیپو نے تنہا کئی بار انگریزوں کو شکستِ فاش دے کر مدراس تک پہنچا دیا۔ وہ چاہتا تو آخری ضرب لگا کر اس دشمن کا خاتمہ کر سکتا تھا۔ لیکن قلب و نظر کی وسعت اور رحمدلی کے باعث گرے ہوئے دشمن پر وار کرنے کی بجائے اسے سہارا دے کر دوبارہ کھڑا کر دیا اس لئے کہ اسلامی تہذیب اور تمدن نے اسے یہی کچھ سکھایا تھا۔ وہ صحیح العقیدہ مسلمان تھا اور خدا کی ذات پر بھروسہ کرتا تھا لیکن جس سانپ کو اس نے کئی بار سر کچلے بغیر چھوڑ دیا۔ بالآخر وہی اس کی ہلاکت کا سبب بنا۔ اپنے غدار اور ضمیر فروش دیوان میر صادق اور پورنیا کی غداری کے سبب ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو انگریزوں نے حملہ کر کے سخت مقابلے کے بعد سلطان ٹیپو کو شہید کر دیا اور اُسے اس کے بہادر باپ حیدر علی کے پہلو میں دفن کر دیا۔

جلال الدّین خلجی

(دورِ حکومت ۱۲۹۰ء سے ۱۲۹۶ء) خاندان خلجی کا پہلا بادشاہ ستر سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ رحمدل ہونے کی وجہ سے کئی جگہ بغاوتیں پھوٹ پڑیں لیکن انہیں دبا دیا گیا اس نے اپنے بھتیجے اور داماد علاؤالدین کو صوبہ اودھ میں کڑہ کا حاکم مقرّر کیا۔ علاؤالدین نے دکن میں واقع دیوگری کے راجا رام چندر دیو کی دولت کا بڑا چرچا سن رکھا تھا لہٰذا اس نے دیوگری پہ فوج کشی کر کے راجہ کو شکست دی اور راجہ کو بے شمار مال و دولت کے علاوہ ایلچ پور کا علاقہ بھی اُس کے حوالے کرنا پڑا۔ علاؤالدین مال و دولت سمیٹ کر کڑہ لے آیا۔ جب جلال الدّین کو بھتیجے کی فتح کی خبر ملی تو وہ اُس سے ملاقات کے لئے کڑہ آیا جہاں علاؤالدّین نے اُسے اس کے خاندان سمیت ۱۲۹۶ء میں قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن گیا۔

جہاں آراء بیگم

(۲۲ مارچ ۱۶۱۴ء سے ۱۶۸۱ء) مغل شہزادی شاہ جہاں اور ممتاز محل کی پہلوٹھی کی لڑکی تھی اعزازی لقب فاطمۃ الزمان۔ بادشاہ بیگم درباری خطاب تھا۔ ۱۶۳۱ء میں ممتاز محل کی وفات کے بعد اسے خاتونِ اوّل کا خطاب ملا۔ اسے اپنے والد سے بہت محبّت تھی۔ جب شاہ جہان کو اورنگ زیب نے قید میں ڈال دیا تو بھی اس نے والد کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اسے دارا شکوہ سے خاص اُنس تھا۔ شاہ جہان بیٹی کی فرمانبرداری سے اتنا خوش تھا کہ اس نے اپنے عہد میں سورت کی بندرگاہ کی آمدنی جو تقریباً چھ لاکھ روپے سالانہ بنتی تھی اس کے نام کی ہوئی تھی۔ اورنگ زیب نے اپنے دورِ حکومت میں اسے دُگنا کر دیا تھا۔ جب شاہ جہان نظربند تھا تو باپ اور بھائی کے درمیان جہاں آراء کی حیثیت ایک واسطے کی تھی۔ ساری اہم سیاسی خط و کتابت اس کے ذریعے سے ہوتی تھی جہاں آراء نے ساری عمر شادی نہیں کی۔ اس کو تصوّف سے خاص لگاؤ تھا اور سلسلہ چشتیہ میں بیعت تھی۔ جہاں آراء کتابوں کی مصنّف بھی تھی۔ اس کی یہ تصنیفات "مونس الارواح" اور "صاحبیہ" کے عنوان سے ہیں۔ مونس الارواح حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی سوانح حیات ہے۔ دوسری کتاب میں اس نے اپنے پیر و مرشد ملّاں شاہ بدخشی کی سوانح حیات قلم بند کی ہے۔

وفات کے بعد اسے نظام الدین اولیاء کی درگاہ کے صحن میں ایک معمولی حجرے میں دفن کیا گیا جو اس نے خود بنوایا تھا اس نے اپنی ذاتی آمدنی سے آگرہ میں ایک مسجد بھی تعمیر کروائی تھی جو حسین ترین شمار ہوتی ہے۔

Marfat.com

شاہ خالد بن عبدالعزیز

(۱۹۱۳ء وفات ۱۹۸۲ء) سعودی عرب کے بادشاہ ریاض میں پیدا ہوئے۔ سعودی عرب کے اعلیٰ دینی مدارس میں تعلیم پائی۔ نوجوانی میں شاہ عبدالعزیز السعود کی زیر قیادت کئی جنگی مہموں میں حصہ لیا۔ ۱۹۳۴ء میں اپنے بڑے بھائی شاہ فیصل کے نائب مقرر ہوئے۔ متعدد بیرونی ممالک کے دورے کئے اور مختلف بین الاقوامی کانفرنسوں میں اپنے ملک کی نمائندگی کی ۲۰ نومبر ۱۹۶۴ء میں شاہ فیصل کے تخت نشین ہونے کے بعد ولی عہد سلطنت اور نائب وزیر اعظم کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۲۴ مارچ ۱۹۷۵ء کو شاہ فیصل کے قتل کے بعد تخت نشین ہوئے۔ بالغ نظر، سیاست دان، زیرک و فہیم، مدبر اور اعلیٰ درجے کے منتظم تھے مکہ میں اسلامی شریعت یونیورسٹی قائم کی۔

داراشکوہ

(۱۶۱۵ء سے ۱۶۵۹ء) مغل شہنشاہ شاہ جہان کا بیٹا۔ پیدائش کا جائے مقام اجمیر کے مضافات تھے۔ ۱۶۳۳ء میں اسے ولی عہد بنایا گیا۔ داراشکوہ نرم دل، صلح پسند اور حلیم الطبع انسان تھا۔ حضرت میاں میرؒ۔ شاہ بدخشی، سرمد اور بابالال داس بیراگی سے خاص عقیدت تھی۔ فارسی اور سنسکرت کا عالم ہونے کے ساتھ ساتھ تصوف کا بھی شیدائی تھا۔ ۱۶۵۷ء میں شاہجہان کے بیمار ہوتے ہی تاج و تخت کے لئے اورنگ زیب اور داراشکوہ میں جنگ ہوئی۔ جس میں اُس نے شکست کھائی اور ایران میں پناہ لینے کے لئے روانہ ہوا۔ لیکن راستے میں ڈھاڈر کے افغان سردار ملک جیون نے اُسے گرفتار کر کے اورنگ زیب کے پاس بھجوا دیا۔ جہاں اُسے قتل کر دیا گیا۔ اس نے مندرجہ ذیل کتب تصنیف کیں۔ سفینۃ الاولیاء۔ سکینۃ الاولیاء۔ رسالہ حق نما۔ مکالمہ بابالال و داراشکوہ۔ مجمع البحرین۔ حسنات العارفین۔

داؤد پاشا

(۱۷۶۷ء سے ۱۸۵۱ء) ترکی کا آخری مملوک حکمران۔ داؤد پاشا نے دوران حکومت مضبوط قبائلی حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے۔ فتنہ پرور بدیوں کی گوشمالی کی۔ ۱۸۲۳ء میں جب ایران نے جب

خطرناک حملہ کیا تو داؤد نے اسے بڑی شجاعت کے ساتھ روکا۔ تجارت میں اُس نے یورپ کے طریقوں کو نمایاں طور پر اُبھرنے میں مدد دی۔ اس کا زوال حکام استنبول کی بہیم حکم عدولیوں کی وجہ سے ہوا۔ ۱۸۴۵ء میں اُسے معزول کر کے مدینہ منورہ میں روضۃ المبارک کا محافظ مقرر کرتے ہوئے عہدہ سے محروم کر دیا گیا۔

داؤد خان کروانی

(وفات۔ ۱۵۷۶ء) بنگال کا مطلق العنان حکمران ۱۵۷۲ء میں افغان امراء کی مدد سے تخت نشین ہوا۔ ۱۵۷۴ء میں داؤد نے شہنشاہ اکبر سے سرتابی کرتے ہوئے غازی پور کی شاہی چوکی پر قبضہ کر لیا۔ اکبر کی طرف سے منعم خان کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا جس نے دارالحکومت ٹانڈا پر قبضہ کر کے داؤد کو اڑیسہ میں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ بالآخر اکبر کو خراج دینا منظور کر لیا۔ ۱۵۷۵ء میں جب منعم خان فرمانروائے بنگال کا انتقال ہوا تو داؤد نے پھر بنگال پر قبضہ کر لیا۔ ۱۵۷۶ء میں خان جہاں ٹوڈرمل نے مغلوں کی طرف سے اس پر فوج کشی کر دی۔ داؤد میدانِ جنگ میں مارا گیا اور بنگال پر مغلوں کا قبضہ ہو گیا۔

امیر دوست محمد خان

(۱۷۹۳ء سے ۱۸۶۳ء) بارک زئی قبیلے کا سردار جو ۱۸۲۶ء میں محمود شاہ کی برطرفی کے بعد تخت نشین ہوا۔ اس نے افغانستان کے انتظام کو بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ ایران اور روس سے اپنے تعلقات بہتر کئے۔ کیونکہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے پشاور پر قبضہ کر لیا تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ۔ ایسٹ انڈیا کمپنی اور کابل کے تخت کا دعوے دار شاہ شجاع متحد ہو کر دوست محمد خان کو تخت سے دستبردار کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ لارڈ آکلینڈ نے ۱۸۳۹ء میں افغانستان پر حملہ کر کے کابل فتح کر لیا اور امیر دوست محمد خان کو گرفتار کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے شاہ شجاع کو کابل کے تخت پر بٹھا دیا۔ مگر افغانستان کے عوام نے دوست محمد خان کے بیٹے اکبر خان کی قیادت میں بغاوت کر دی۔ اور انگریزی فوج جس کی تعداد ساڑھے سولہ ہزار تھی پر حملہ کر کے قتل عام کر دیا۔ انگریزی فوج کا فقط ایک آدمی زندہ سلامت واپس ہندوستان پہنچا۔ اس کے علاوہ باغیوں نے شاہ شجاع کو بھی قتل کر دیا۔ انگریزوں نے مجبور ہو کر دوست محمد خان کو رہا کر دیا۔ جو ۱۸۵۵ء میں کلکتہ سے افغانستان پہنچ کر تادم مرگ حکومت کرتا رہا۔ مرنے سے پہلے اس نے ہرات فتح کر کے افغانستان میں شامل کر لیا

Marfat.com

راشد باللہ

(۵۰۰ھ تا رمضان ۵۳۲ھ) ابو جعفر منصور بن مسترشد۔ عباسی خلیفہ۔ ۱۱۲۹ء میں اس کے والد ابو جعفر منصور نے اسے رعایا سے ولی عہدی کی بیعت لینے کے بعد راشد باللہ کے نام سے تخت نشین کیا۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی اس قدر ظلم و زیادتی سے لوگوں سے مال و دولت وصول کی کہ عوام نے سلطان مسعود کو شکایات لکھ بھیجیں۔ سلجوقی سلطان مسعود بن محمود نے اس سے بازپرس کرنے کے لئے داؤد بن محمود کو روانہ کیا۔ جس نے آذربائی جان سے بغداد پر فوج کشی کی۔ نومبر ۱۱۳۵ء میں عمادالدین زنگی اتابک موصل بھی داؤد سے آملا اور بغداد میں داؤد کے سلطان ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ خبر سن کر سلطان مسعود نے بڑھ کر بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ داؤد چند روز کے محاصرے کے بعد ہمدان کی طرف پسپا ہو گیا اور ہمدان چلا گیا۔ طرغطائی والیٔ واسط نے سلطان مسعود کو کشتیوں کی بڑی تعداد مہیا کر دی جس سے سلطان مسعود دجلہ عبور کر کے مغربی کنارے پر قابض ہو گیا۔ داؤد آذربائیجان واپس آکر زنگی خلیفہ کے ساتھ موصل چلا گیا۔ سلطان مسعود ۱۱۳۶ء میں بغداد پر قابض ہو گیا اور اس نے راشد باللہ کے چچا محمد بن مستظہر کو امیرالمومنین مقرر کر دیا۔ راشد باللہ کو علم ہوا تو اس نے آذربائیجان کے شہروں کو لوٹ مار کر کے برباد کر دیا۔ اسی اثناء میں بیمار ہوا اور بیماری کے دوران ہی عجمیوں کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔

رضا شاہ پہلوی

(۱۸۷۷ء تا ۱۹۴۴ء) شاہ ایران۔ اصل نام رضا خان تھا ایک معمولی سپاہی کے فرزند تھے جوانی میں فوج میں بھرتی ہوئے اور ترقی کر کے اعلیٰ عہدے تک پہنچ گئے۔ ۱۹۲۱ء میں حکومت کا تختہ الٹ دیا اور ۱۹۲۳ء میں وزیراعظم کا عہدہ سنبھال لیا انہوں نے فارس کو ایران کے نام سے بدل دیا۔ ۱۹۲۵ء میں خاندانِ قاچار کے آخری بادشاہ احمد شاہ کو معزول کر کے خود تخت سنبھال لیا۔ اور بادشاہ بن گئے اور رضا شاہ پہلوی کا لقب اختیار کیا۔ انہوں نے فوج اور ملکی نظم و نسق میں اصلاحات کیں۔ بیرونی ممالک کی مراعات کو ختم کیا اور ایران کو خارجی اثر و رسوخ سے پاک کر دیا۔ ان کے عہد میں ٹرانس ایرانین ریلوے اور تہران یونیورسٹی قائم ہوئی۔ دوسری جنگِ عظیم میں انہوں نے جرمنی کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھے۔ اس پر برطانوی اور روسی افواج ایران میں داخل ہو گئیں۔ انگریزوں نے تاج و تخت ان کے بیٹے محمد رضا شاہ کے حوالے کرنے کا حکم دیا۔ ۱۹۴۱ء میں رضا شاہ تاج و تخت بیٹے کے حوالے کر کے جنوبی افریقہ چلے گئے اور

Marfat.com

وہیں وفات پائی۔

رضیہ سلطانہ

التمش خاندان کی مدبّرہ۔ سیاست دان، دُور اندیش اور بہادر بیٹی باپ کی وفات کے بعد ... ۱۲۳۶ء میں تخت پر بیٹھی۔ مردانہ لباس میں دربار آراستہ کرتی تھی اور میدانِ جنگ میں تیغ زنی اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ ایک حبشی غلام جمال الدین یاقوت پر بہت زیادہ مہربان تھی جس سے ترک امیر اس کے مخالف ہو گئے۔ رضیہ سلطانہ نے ان بغاوتوں کو بڑی دانشمندی اور بہادری سے فرو کیا۔ آخر جب حاکم بٹھنڈا ملک التونیہ کی بغاوت فرو کرنے کے لئے فوج لے کر میدان جنگ میں گئی تو اُمراء نے غدّاری کرتے ہوئے یاقوت کو قتل کر کے رضیہ سلطان کو گرفتار کر لیا اور اسے ملک التونیہ کے حوالے کر دیا۔ دُور اندیش رضیہ نے بساط کو الٹتے دیکھا تو التونیہ سے شادی کر لی۔ اس دوران میں ترک امراء اُس کے بھائی کو دہلی کے تخت پر بٹھا چکے تھے۔ ملک التونیہ اور رضیہ سلطانہ نے دہلی پر چڑھائی کی۔ جہاں جنگ میں رضیہ شوہر سے بچھڑ کر پسپائی کے عالم میں "کتھیل" کے قریب ۱۲۳۹ء میں ماری گئی۔

زیب النساء

دارس بانو بیگم کے بطن سے اورنگ زیب کی پہلی اولاد تھی۔ انہوں نے پہلے قرآن پاک حفظ کیا۔ مابعد عربی اور فارسی میں دسترس حاصل کی اور فقہ و حدیث کے علاوہ فنِ خطاطی میں کمال حاصل کیا۔ خود شاعرہ تھیں مخفی تخلص کرتی تھیں۔ بقول مولانا شبلی زیب النساء کا دربار بیت العلوم تھا۔ جس پر ہر فن کے علماء اور فضلاء ملازم تھے اس نے بہت بڑا کتب خانہ بھی قائم کر رکھا تھا جس میں ہر علم اور فن سے متعلق کتب موجود تھیں۔ بعض لوگوں نے ان سے محبّت کے جھوٹے افسانے منسوب کیے ہیں۔ جن کا کوئی وجود نہیں۔ شہزادی نہایت زاہدہ اور پارسا تھیں۔ شاعروں، عالموں، فاضلوں اور فن کاروں کی قدر دان اور سرپرست تھیں۔ ... ۱۷ء میں وفات پائی۔

سبکتگین

دورِ حکومت (۹۷۷ء تا ۹۹۷ء) سلطان محمود غزنوی کے والد افغانستان کی ایک ریاست غزنہ کا بانی۔ ترک

Marfat.com

غلام تھا اور غزنہ کے حاکم الپتگین کا داماد تھا۔ اس نے خراساں کا صوبہ سامانی حکومت سے چھین لینے کے بعد راجہ جے پال سے سندھ پار کا بہت سا علاقہ حاصل کر لیا اور اُسے شکست دی۔

سعید پاشا

مصر کا نیک سیرت اور ہر دلعزیز شہزادہ تھا۔ وہ ۱۸۵۴ء میں مصر کا نائب دار السلطنت بنا اس نے نومبر ۱۸۵۶ء میں ایک مجلس شوریٰ کی بنیاد رکھی جس میں شاہی خاندان کے تمام شہزادوں جرنیلوں اور چار اعلیٰ عہدے داروں کو شامل کیا اس نے نظم و نسق کی سخت گیر مرکزیت کو نرم کیا۔ اس نے حبشی غلاموں کی تجارت کو ختم کرنے کی بہت کوشش کی۔ اس کے عہد میں قاہرہ اور سویز کے درمیان ریلوے لائن بچھائی گئی اور ایسٹرن ٹیلیگراف کمپنی کو تار برقی کا نظام لگانے کی اجازت دی۔ اس کے علاوہ نہر سویز کی کھدائی کا کام بھی اس کے عہد میں شروع ہوا۔ ۱۸۶۰ء میں جب وہ سیاحت کی غرض سے مصر سے باہر گیا تو اس کی غیر حاضری میں اس کے متوقع وارث اور بھتیجے اسماعیل پاشا نے اس کی جگہ سنبھال لی۔ سعید پاشا کا انتقال سکندریہ میں ۱۷ جنوری ۱۸۶۳ء میں ہوا سکندریہ میں ہی دفن کیا گیا۔

نواب سراج الدولہ

بنگال کا نواب جو اپنے نانا علی وردی خان کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ بڑا لائق اور سیاستدان تھا۔ اس نے انگریزوں کو مزید قلعے بنانے اور مورچہ بندیاں کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب انگریزوں نے حکم عدولی سے کام لیا تو اس نے حملہ کر کے پہلے قاسم بازار کے برطانوی کارخانے پر اور بعد میں کلکتہ پر قبضہ کر لیا۔ جونہی یہ خبر مدراس پہنچی تو لارڈ کلائیو کو ایک فوج دے کر سمندر کے راستے بھیجا گیا۔ دونوں فوجوں میں مقابلہ ہوا لیکن ہار جیت نہ ہو سکی تو لارڈ کلائیو نے اپنی روایتی مکاری سے عارضی صلح کر کے نواب کے سپہ سالار میر جعفر کے ضمیر کا سودا کر لیا جو ۱۷۵۷ء میں پلاسی کی جنگ میں غداری کرتے ہوئے افواج سمیت انگریزوں سے مل گیا۔ نواب سراج الدولہ شکست کھا کر مرشد آباد کی طرف بھاگا جہاں میر جعفر کے بیٹے نے اُسے قتل کر دیا۔ ۱۷۱۹ء تا ۱۷۵۷ء

Marfat.com

سقمان

حصین کیفا کا فرمانروا۔ سقمان بن ارتق معین الدولہ کے لقب سے بھی مشہور تھا۔ ۱۰۹۱ء میں سقمان اور اس کے بھائی کو بیت المقدس کا شہر بطور جاگیر مل گیا۔ لیکن ۱۰۹۶ء میں ان سے یہ شہر فاطمیوں نے چھین لیا۔ یہ دونوں بھائی دمشق چلے گئے۔ دمشق سے سقمان کا بھائی عراق اور خود سقمان نے الرہا میں پناہ لی۔ یہاں کے باشندوں نے اسے انگریزوں کی مدد سے نکالنا چاہا تو اس نے چند جاں نثاروں کے ساتھ شہر مروج کو فتح کر لیا۔ تھوڑے عرصے بعد انگریزوں کی سازش سے خانہ جنگی اور قتل و غارت ہوا اور سقمان کو شکست ہوئی۔ حصین کیفا کا قبضہ مل گیا۔ بعد ازاں جب حران پر انگریزوں نے حملہ کیا تو سقمان نے اپنے دشمن جکرش سے صلح کر کے اکٹھے انگریزوں سے مقابلہ کیا اور انہیں شکست فاش دی۔ تھوڑے عرصے بعد طرابلس کے امیر عمار نے انگریزوں کے خلاف سقمان سے مدد چاہی۔ سقمان فوراً فوج لے کر روانہ ہو گیا لیکن راہ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد سقمان کا بیٹا حصین کیفا میں اور بھائی ایلغازی ماردین اس کے جانشین مقرر ہوئے۔

سکندر لودھی

(۱۴۸۸ء تا ۱۵۱۷ء) خاندان لودھی کا فرمانروا اپنے باپ بہلول لودھی کے بعد سکندر شاہ لقب اختیار کر کے تخت نشین ہوا۔ اس نے افغان سرداروں اور اہل خانہ کی بغاوتیں فرو کیں۔ اس کے عہد میں ملک کا نظم و نسق قابلِ ستائش تھا۔ ڈاک کے نظام منڈیوں کے بھاؤ شاہی افواج کی نقل و حرکت سے برابر باخبر رہتا تھا۔ اس نے بہار۔ گوالیار۔ دھول پور اور بیانہ کے علاقے فتح کئے۔ ۱۵۰۷ء میں آگرہ کو دارالحکومت بنایا اور مرورا چندیری کے علاقے فتح کئے۔ محل بنوائے اور باغات لگوائے۔ اس کے عہد میں ہندو فارسی پڑھ کر سرکاری ملازمتوں میں شامل ہوئے۔

سلیم اوّل

سلطنت عثمانیہ کا نواں خلیفہ جو بایزید کا بیٹا تھا جو ۲۵/ اپریل ۱۵۱۲ء کو اپنے باپ اور اپنے بھائی احمد کو ینی چریوں کی مدد سے معزول کر کے سلطنتِ عثمانیہ پر قابض ہو گیا۔ اس نے سختی سے کئی بغاوتوں کو کچل ڈالا اور کئی معرکے سر کئے۔ اس سختی کے باعث لوگ اسے یاروز کے

Marfat.com

نام سے پکارتے تھے۔ ۱۵۱۹ء کو سلیم قسطنطنیہ کی طرف جا رہا تھا راستے میں بیمار ہوگیا اور اسی بیماری میں ۲۲ ستمبر ۱۵۲۰ء کو فوت ہوگیا۔ اس کے بعد سلیمان تخت نشین ہوا۔ سلیم کو استنبول میں شمال مغرب کی جانب ایک پہاڑی پر دفن کیا گیا۔ وہ بادشاہ ہونے کے ساتھ ساتھ شاعری میں بھی اتنی ہی شہرت رکھتا تھا اس کا دیوان فارسی میں ہے جو ۱۳۰۶ھ میں قسطنطنیہ سے چھپ کر شائع ہوا۔

سلیم ثالث

سلطنت عثمانیہ کا اٹھائیسواں سلطان۔ وہ مصطفےٰ ثالث کے ہاں ۲۴ دسمبر ۱۷۶۱ء کو پیدا ہوا۔ اور ۷ اپریل ۱۷۸۹ء کو اپنے چچا عبدالحمید اوّل کی وفات پر تخت نشین ہوا۔ اس کے دورِ حکومت میں انگریزوں کے خلاف جنگیں اندرونی بغاوتیں بہت زیادہ ہوئیں جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے اپنے اٹھارہ سالہ دورِ حکومت میں دس وزیر اعظم بدلے۔ اس نے اپنے دور میں فرسودہ اور زوال پذیر اداروں کو منظم اور فعال بنانے کی بہت کوشش کی۔ یہاں تک کہ وہ ۳۰ مئی ۱۸۰۷ء کو مجبوراً تخت سے دستبردار ہوگیا۔ سلیم ثالث کا چونکہ کوئی بیٹا نہ تھا اس لئے سلطان عبدالحمید کے بڑے بیٹے مصطفیٰ کو تخت نشین کرا دیا گیا جو مصطفےٰ چہارم کے نام سے بادشاہ بنا۔ کچھ عرصہ بعد ہی سلیم ثالث کو مصطفےٰ کے حکم سے قتل کر دیا گیا اس لئے کہ بعض وزیر اُسے دوبارہ تخت پر بٹھانا چاہتے تھے۔ سلیم ثالث شاعر بھی تھا۔ اس کی تعمیرات زیادہ تر اصلاحی منصوبوں کے لئے بارکوں اور مدرسوں پر مشتمل ہے۔

سلیم ثانی

ترکی کا گیارھواں بادشاہ ۱۵۲۴ء میں پیدا ہوا۔ سلطان سلیمان کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی خوب جی کھول کر تحائف فوج میں تقسیم کئے۔ ینی چریوں نے علماء و امراء کو اور خاص طور پر مفتی ابو سعود کو نہایت قیمتی تحائف دیئے یہاں تک کہ شاہی خزانہ خالی ہوگیا اور فوج کو تنخواہ دینے کے لیئے بھی روپیہ موجود نہ رہا۔ محل میں آنے کے بعد سلیم اپنی عادات کے مطابق خرافات میں مشغول ہوگیا۔ اس کے دور میں سلیمان کی اعلیٰ روایات کو اس کے وزیر اعظم صوقوللی نے برقرار رکھنے کی بہت کوشش کی کیونکہ سلیم نے بیشتر اختیارات اس کے سپرد

Marfat.com

کر رکھے تھے۔ سلیم ثانی ۱۳ دسمبر ۱۵۷۴ء کی درمیانی رات کو محل میں کسی حادثے کے باعث فوت ہوگیا۔ اس کی زیادہ تر زندگی حرم سرا یا پھر شاعروں کے جھمگٹے میں گزری۔ وہ خود بھی شاعر تھا اور سلیمی تخلص لکھا کرتا تھا اس نے زیادہ تر نظمیں لکھی ہیں۔

سلیمان اوّل

عثمانی سلطنت کا دسواں حکمران۔ (۱۵۲۰ء تا ۱۵۶۶ء) وہ نیک دل انسان بیدار مغز اور بہادر حکمران بے مثال منتظم اور اعلیٰ پائے کا شاعر بھی تھا اس نے تیرہ سے زائد جنگیں جیت کر سلطنت کو وسعت دی۔ اس نے دس مرتبہ یورپ اور تین مرتبہ ایشیا پر فوج کشی کی۔ اس نے آٹھ کلام پاک نقل کئے جو آج بھی سلیمانیہ میں بحفاظت محفوظ ہیں۔ اس کے شاعرانہ کلام سے بھی اسلامی راسخ الاعتقاد کا ثبوت ملتا ہے۔ اس نے اپنے دور میں عالموں کی سرپرستی اور نثر نگاروں کی حوصلہ افزائی کی۔ بے شمار مساجد بنوائیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور جلال الدین رومیؒ کے مزار تعمیر کروائے اس کے علاوہ خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کروایا۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں آسٹریا سے جنگ کے دوران اس نے فوجوں کی قیادت اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے شہر سگنوار کا محاصرہ کر لیا۔ اسی محاصرے کے دوران اس کی طبیعت ناساز ہوگئی اور اس کا انتقال ہوگیا۔ بعد ازاں یہ شہر فتح ہوگیا۔

سلیمان بن عبدالمالک

(۶۸۰ء تا ۷۱۷ء) اموی خلیفہ عبدالملک کے بعد اس کے دونوں بیٹے ولید اور سلیمان تخت کے دعوے دار تھے لیکن چند با اثر لوگوں کی امداد سے سلیمان ۷۱۵ء میں تخت نشین ہوا۔ تین سال کی حکومت کے دوران اس نے قسطنطنیہ کی فتح کے لئے فوج روانہ کی لیکن فتح سے قبل ہی ۷۱۷ء میں دابق میں انتقال کر گیا لہٰذا قسطنطنیہ کا محاصرہ بھی اٹھا لیا گیا۔ پہلے وہ اپنا جانشین یزید کو مقرر کر چکا تھا لیکن عین قبل از مرگ اس نے ایک با اثر عالم دین رجاء حیوۃ کے کہنے پر اس نے اپنا حکم واپس لے لیا۔ اس کے بعد لوگوں نے سلیمان کو مفتاح الخیر کا لقب دیا۔ بعض عرب تاریخ دانوں کے مطابق وہ پرہیزگار ہونے کے باوجود بے رحم نفسیاتی خواہشات کا اسیر تھا۔

Marfat.com

سلیمان بن محمد

(۱۷۶۶ء تا ۲۸/ نومبر ۱۸۲۲ء) مراکش کا سلطان۔ اس کے باپ کی وفات کے بعد کچھ لوگوں نے اس کے ایک بھائی مولائی یزید کو سلطان بنا لیا لیکن بعض علاقوں کے لوگوں نے اس کے دوسرے بھائی ہشام کو سلطان بنالیا۔ لہٰذا یزید اور ہشام میں جنگ ہوئی اور یزید مارا گیا۔ بعد میں مراکش میں طوائف الملوکی کا دور شروع ہوگیا تو کئی بااثر افراد نے سلیمان بن محمد علوی کو سلطان بنادیا لیکن اس کے خلاف اس کے بڑے بھائی مولائی مسلمہ نے جنگ کا اعلان کر دیا۔ دونوں میں جنگ ہوئی اور اس میں سلیمان کامیاب ہوگیا۔ اس نے ۱۷۹۲ء تا ۱۸۲۲ء تک حکومت کی لیکن سارا ہی عرصہ اندرونی خلفشار اور بغاوتوں کو فرو کرتے گزرا۔ اس کے خلاف بربروں کے جتھے تھے جو عربی تسلط کے خلاف نبرد آزما رہتے تھے۔ اسی کش مکش کے دوران ہی ۲۸/ نومبر ۱۸۲۲ء کو اس کا انتقال ہوگیا۔ اس نے خدا پرستی، عدل و انصاف اور جود و کرم میں بڑا نام پیدا کیا۔

اس کے علاوہ اس نے تمام غیر اسلامی محاصل منسوخ کر دیئے اس نے کئی خوب صورت عمارتیں بھی بنوائیں۔

سلیمان ثانی

سلطنت عثمانیہ کا بیسواں سلطان۔ عہد حکومت ۱۶۸۷ء تا ۱۶۹۱ء تک کا ہے۔ اس کے بھائی محمد چہارم نے تخت نشین ہوتے ہی اسے قید میں ڈال دیا بعد میں جب مہاج کے محاذ پر ترکی فوجوں کو شکست ہوئی تو لوگوں نے محمد چہارم کو معزول کر کے سلیمان کو تخت نشین کر دیا گو کہ سلیمان ثانی میں بہترین انتظامی صلاحیتوں کا فقدان تھا پھر بھی اس نے اپنی جنگی صلاحیتوں کے اظہار میں دو مرتبہ فوج کی میدانِ جنگ میں قیادت کی۔ لیکن اُن ہی دنوں باغی فوج ہنگری سے واپس پر دار السلطنت پر حملہ آور ہوئی۔ اس بغاوت میں سیاوش پاشا وزیر اعظم قتل کر دیا گیا لیکن جلدی ہی اہلِ شہر نے باغیوں کو کچل دیا۔ اس کے بعد بھی سلیمان کو کئی بغاوتوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اس نے ۱۲/ جون ۱۶۹۱ء کو وفات پائی اور قسطنطنیہ کی جامع مسجد سلیمانیہ میں دفن ہوا۔

سلیمان عالیشان

(۱۵۲۰ء سے ۱۵۶۶ء) سلطان ترکی سلیم اوّل کا بیٹا جس نے سلطنت کو انتہائی عروج پر

پہنچایا۔ ۱۵۲۱ء میں ہنگری اور بلغراد فتح کیا۔ ۱۵۲۲ء میں روہوڈس اور ۱۵۲۶ء میں ہنگری پر حملہ کر کے شاہ لوئی دوم کو شکست دی۔ ۱۵۲۹ء میں ویانا کا محاصرہ کیا لیکن خاطر خواہ کامیابی نہ حاصل ہوئی۔ ۱۵۳۳ء میں ایک معاہدہ کیا جس کی رُو سے ہنگری کا ایک حصہ سلطنت ترکی میں شامل ہوا۔ ایران پر فوج کشی کر کے موصل، بغداد اور آرمینیا کا کچھ حصہ فتح کر لیا لیکن ۱۵۶۶ء میں ہنگری کے ایک شہر کے محاصرے میں فوت ہو گیا۔ سلیمان عالیشان کامیاب حکمران ہونے کے ساتھ ساتھ علوم و فنون کا سرپرست بھی تھا۔ اس کی آئینی اور اقتصادی اصلاحات قابلِ ستائش تھیں۔

شاہجہان

۱۵۹۲ء میں پیدا ہوا۔ مغل بادشاہ جہانگیر کا بیٹا خرم جو اس کی وفات کے بعد اپنے بھائی شہریار کو شکست دے کر تخت نشین ہوا اور شاہجہان کا لقب اختیار کیا۔ تخت نشین ہوتے ہی اس نے دکن کے سپہ سالار خان جہان لودھی کی بغاوت فرو کی۔ ۱۶۳۲ء میں احمد نگر فتح کر کے سلطنت میں شامل کر لیا۔ بیجاپور اور گولکنڈہ کو باج ادا کرنے پر مجبور کیا۔ ۱۶۳۸ء میں اس نے قندھار فتح کیا۔ پرتگیزوں پر حملہ کر کے ان کی بستی تباہ کر دی۔ اسے خوبصورت عمارتیں بنوانے کا بہت شوق تھا۔ اس نے آگرہ دہلی۔ لاہور۔ کشمیر اور کابل میں عالیشان عمارتیں تعمیر کروائیں۔ آگرے میں اپنی بیگم ممتاز محل کا مقبرہ تین کروڑ روپے کی لاگت سے بنوایا۔ دہلی میں موتی مسجد۔ لال قلعہ اور جامع مسجد بنوائی۔ لاہور میں جہانگیر کا مقبرہ اور شالامار باغ تعمیر کروایا۔ تخت طاؤس بھی اس نے بنوایا تھا۔ ۲۲ جنوری ۱۶۶۶ء کو انتقال ہوا۔

شاہ شجاع

دورِ حکومت ۱۸۰۳ء سے ۱۸۴۱ء) افغانستان کا بادشاہ۔ احمد شاہ ابدالی کا پوتا جو محمد شاہ کو معزول کر کے تخت نشین ہوا۔ ۱۸۰۹ء میں بارک زئیوں نے اسے شکست دے کر فرار پر مجبور کر دیا۔ شاہ شجاع لدھیانہ جا کر انگریزوں کا پنشن خوار بن گیا۔ ۱۸۳۹ء میں جب انگریزوں نے افغانستان پر حملہ کیا تو شاہ شجاع انگریزی فوج کے ساتھ تھا جسے انگریزوں نے کابل فتح کر کے تخت پر بٹھایا۔ دو سال کے قلیل عرصے کے بعد ہی افغانوں نے امیر دوست محمد خاں کے بیٹے اکبر خان کی قیادت میں بغاوت کی اور شاہ شجاع کو قتل کر دیا۔

شاہ عالم ثانی

(۱۷۵۹ء سے ۱۸۰۶ء) مغل بادشاہ۔ علی گوہر اصل نام۔ احمد شاہ کی وفات پر جو اس کا دادا تھا۔

تخت نشین ہوا تو اس کے وزیر غازی الدین نے اسے معزول کر کے جہاندار شاہ کے بیٹے عالم گیر ثانی کو تخت پر بٹھایا۔ علی گوہر نواب اودھ شجاع الدولہ کی پناہ میں چلا گیا۔ کچھ دنوں بعد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مشورے سے احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان آنے کی دعوت دی تاکہ وہ مرہٹوں سے دہلی کو تاخت و تاراج ہونے سے بچالے۔ احمد شاہ نے مرہٹوں کو پانی پت کے میدان میں شکست فاش دی اور دہلی کا تخت دوبارہ علی گوہر کے سپرد کر دیا۔ بعد ازاں انگریزوں نے معاہدہ الہ آباد کی رو سے علی گوہر کو اپنی حفاظت میں لے کر وظیفہ مقرر کر دیا۔ دس سال بعد مرہٹوں نے دوبارہ زور پکڑا اور علی گوہر یعنی شاہ عالم کو دہلی پر قبضہ کرنے کے بعد بادشاہ بنا کر خود حکومت کرتے رہے۔ مرہٹی سردار سندھیا کے گوالیار چلے جانے پر ایک روہیلہ سردار غلام قادر نے دہلی پر حملہ کر کے شاہ عالم کی آنکھیں نکال دیں لیکن جلدی ہی سندھیا کے ہاتھوں مارا گیا۔ ۱۸۰۳ء میں جب انگریزوں نے دہلی پر قبضہ کیا، شاہ عالم مرہٹوں کی قید میں تھا جسے رہائی دلا کر اس کی پنشن مقرر کر کے شاہی قلعے میں رہنے کی اجازت دی۔

شجر الدر

اسلامی دور کی ایک عورت جو مصر کی تخت نشین ہوئی۔ وہ الصالح نجم الدین ایوب کی کنیز تھی جس نے اسے اپنے چچا زاد بھائی الملک ناصر داؤد کے پاس اس کے زنانہ قید میں بھجوا دیا۔ شجر الدر کے پیروؤں کو اس کی عقل و دانش پر بہت اعتقاد تھا۔ انہوں نے اپنے سکے پر اس کا نام "ملکۃ المسلمین" لکھوایا۔ اہل مصر تو اسے ملکہ تسلیم کرتے تھے لیکن امراء شام نے موافقت نہ کی۔ خلیفہ نے اہل شام کی طرفداری میں اہل مصر کو حکم دیا۔ اپنے لئے کوئی نیا سلطان منتخب کر لیں۔ مصریوں نے اتابیگ عزالدین کو سلطان منتخب کر لیا جس کے مراسم پہلے سے شجر الدر کے ساتھ تھے اس نے سلطان منتخب ہوتے ہی اس کے ساتھ شادی کر لی۔ شجر الدر کی حکمرانی کی مدت صرف ۸۰ دن رہی۔ اقتدار کی کشمکش میں اتابیگ قتل ہو گیا۔ اس کی وفات کے بعد اس کی پہلی بیوی کی کنیزوں نے شجر الدر کو کھڑاؤں سے مار مار کر ہلاک کر دیا۔

شہاب الدین محمد غوری

(وفات ۱۲۰۶ء) محمد بن سام غوری اصل نام تھا۔ شہاب الدین اور معزالدین لقب تھے لیکن تاریخ میں محمد غوری کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ افغانستان کے بادشاہ غیاث الدین کا چھوٹا بھائی تھا غزنی فتح کرکے اسے محمد غوری کے سپرد کردیا۔ اس نے سب سے پہلے اپنی حکومت کو مضبوط کیا۔ اس کا ارادہ ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم کرنے کا تھا۔ لہٰذا اس نے ۱۱۷۵ء میں ہندوستان آکر ملتان فتح کیا۔ تین سال بعد گجرات تسخیر کیا۔ ۱۱۸۶ء میں لاہور کے حاکم خسرو ملک کو سلطنت سے بے دخل کرکے پنجاب اور سندھ پر قبضہ کیا۔ ۱۱۹۱ء میں تراوڑی کے مقام پر پرتھوی راج چوہان کو شکست دی اور اجمیر پر قبضہ کیا۔ ۱۱۹۴ء میں قنوج کے حکمران جے چند راٹھور کو چند واڑہ کے مقام پر شکست دی اور بنارس و قنوج فتح کیا۔ گجرات، بندھیل کھنڈ۔ بہار اور بنگال کو ۱۱۹۹ء میں اسلامی سلطنت میں شامل کیا۔ اس طرح سارے شمالی ہندوستان میں اسلامی سلطنت قائم ہوگئی۔ ۱۲۰۵ء میں وسطی پنجاب کی کھوکھر نامی جنگجو قوم کی بغاوت کو فرو کیا۔ لیکن واپسی پر ۱۲۰۶ء میں اسی قوم کے ایک فرد نے جہلم کے قریب اس کے خیمے میں داخل ہوکر اسے قتل کردیا۔

شیریں

ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کی ملکہ جس کے لئے دارالحکومت سے کچھ فاصلے پر بادشاہ نے ایک خوبصورت محل تعمیر کروایا تھا۔ جو قصرِ شیریں کے نام سے مشہور تھا۔ روایت ہے کہ ایک روز فرہاد نے شیریں کو قصرِ شیریں میں دیکھ لیا اور دل و جان سے عاشق ہوکر پروانہ وار محل کے چکر لگانے لگا۔ خسرو پرویز کو اس کی دیوانگی کا علم ہوا تو اس نے اُسے قتل کرنے کی بجائے اسے کہا وہ شیریں کی محبت کا ثبوت دینے کے لئے کوہ بے ستون کو کاٹ کر نہر نکال کر لائے۔ بادشاہ کا مقصد تھا اس مشکل کام سے اُکتا کر عشق کا بھوت اس کے سر سے اُتر جائے گا لیکن فرہاد نے عشق کے جنون میں آکر کوہِ بے ستون کو کاٹ کر نہر نکال دی۔ خسرو پرویز کو علم ہوا تو اُس نے شیریں کی موت کی جھوٹی خبر مشہور کردی۔ جونہی فرہاد کو علم ہوا اس نے تیشہ مار کر اپنی جان دے دی۔

شیر شاہ سوری

(عہدِ حکومت ۱۵۴۰ء تا ۱۵۴۵ء) اصلی نام فرید خان تھا۔ اس نے اپنی خداداد ذہانت

سیاسی تدبر اور فطرتی شجاعت کی بدولت علم حاصل کیا اور بعد میں بہار کا خود مختار حاکم بن گیا اس کے بعد اس نے بنگال بھی فتح کر لیا۔ شہنشاہ ہمایوں نے اس پر فوج کشی کی تو اس نے ہمایوں کو ۱۵۳۹ء میں چوسہ کے مقام پر شکست دی۔ دوبارہ اس نے ہمایوں کو ۱۵۴۰ء میں قنوج کے مقام پر شکست دی اور شیر شاہ کے لقب سے ہندوستان کا بادشاہ بن گیا اس نے پنجاب فتح کیا دوسرے سال مالوہ اور سندھ بھی فتح کر لئے۔ ۱۵۴۵ء میں کالجر کے قلعے کا محاصرہ کیا لیکن بارود کو آگ لگ جانے کی وجہ سے جل کر مر گیا۔ اس نے پانچ سال کے قلیل عہد حکومت میں سڑکیں بنوائیں۔ رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے بہت سے فلاحی کام سرانجام دیئے اس کا ہندوستان کے قابل ترین بادشاہوں میں شمار ہوتا ہے۔ ۱۵۴۵ء میں انتقال ہوا۔

امیر شیر علی خان

(دورِ حکومت ۱۸۶۳ء تا ۱۸۷۹ء) والیٔ افغانستان امیر دوست محمد خان کا فرزند جو پانچ سال کی خانہ جنگی کے بعد تخت نشین ہوا۔ ۱۸۶۹ء میں انگریز گورنر جنرل لارڈ منٹو کی دعوت پر انبالہ آیا لیکن انگریزوں کی شرائط پر معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے روسی حکومت سے تعلقات بڑھانے شروع کئے تو برطانیہ سے تعلقات کشیدہ ہونے کی وجہ سے نومبر ۱۸۷۸ء میں انگریزوں نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ اس جنگ میں شکست کھا کر امیر شیر علی خان نے ترکستان میں پناہ لی اور تھوڑے ہی عرصے بعد انتقال کر گیا۔ انگریزوں نے اس کے بیٹے امیر یعقوب علی خان سے معاہدہ کر کے اُسے تخت پر بٹھا دیا۔

شیخ صباح السالم الصباح

(۱۹۱۳ء تا ۱۹۷۷ء) سابق امیر کویت۔ آپ صباح خاندان کے بارھویں حکمران تھے۔ پیدائش کویت میں ہوئی۔ ۱۹۳۸ء تا ۱۹۵۹ء محکمہ پولیس کے سربراہ مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں سپریم کونسل کے ممبر نامزد ہوئے ۱۹۶۱ء میں وزیر خارجہ اور نائب وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں اپنے بڑے بھائی شیخ عبداللہ السالم الصباح کی وفات کے بعد کویت کے سلطان بنے۔ بعد ازاں بعارضہ قلب انتقال ہوا۔

Marfat.com

صلاح الدین ایوبی

نامور جرنیل (۱۱۳۸ء تا ۱۱۹۳ء) اصل نام یوسف تھا۔ شام کا سلطان اور خاندان ایوبی کا بانی۔ نسلاً کرد تھا۔ اس کے لڑکپن کا زمانہ دمشق میں گزرا۔ بارہویں صدی عیسوی میں یورپ کے بادشاہوں نے اپنے لشکر شام اور فلسطین کی طرف روانہ کیا تاکہ مسلمانوں سے فلسطین اور گردونواح کے علاقے چھین لیئے جائیں مصر میں فاطمی خلفاء کی حکومت تھی اس لئے نورالدین محمود نے فوج دے کر مزاحمت کے لئے صلاح الدین کے چچا شیرکوہ کو مصر بھیج دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا نوجوان بھتیجا صلاح الدین بھی مصر چلا گیا۔ عیسائیوں سے جنگیں شروع ہوگئیں۔ شیرکوہ فوت ہوا تو صلاح الدین کو اس کی جگہ مختار بنا دیا گیا اور خلیفہ بغداد نے شام کا علاقہ اسے عطا کیا۔ اس دور میں تیسری صلیبی جنگ کے لئے متحدہ یورپ کی افواج رچرڈ شاہ انگلستان کی کمان میں ساحل عکہ پر اترنی شروع ہوگئی۔ صلاح الدین نے مسلسل ڈھائی سال تک عیسائیوں کو مختلف شکستیں دیں اور بالآخر ۲۰/ستمبر ۱۱۸۷ء کو بیت المقدس کے سامنے پہنچ گیا۔ ۴/ اکتوبر ۱۱۸۷ء کو ۹۰ برس بعد مسلمانوں کا قبلہ اول فتح ہوا۔ ۱۱۹۳ء کے ماہ فروری میں ٹھنڈ لگ جانے کی وجہ سے سلطان بیمار ہو کر دمشق میں انتقال کر گیا۔

طارق بن زیاد

خلافت ابو اُمیہ کے عہد کا مسلمان جرنیل جو نسلاً بربری تھا اور موسیٰ بن نصیر کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اس نے خلیفہ عبدالملک بن مروان کے عہد میں اندلس کو فتح کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کیا۔ کہتے ہیں ۷۱۱ء میں جب وہ فوج لے کر یورپ اور افریقہ کو جدا کرنے والی آبنائے عبور کر گیا اور جبرالٹر کے مقام پر پہنچا تو اُس نے کشتیاں جلا دینے کا حکم دیا۔ ساتھی افسروں نے اسے غیر دانشمندانہ اقدام قرار دیا تو طارق نے خطبہ دیتے ہوئے کہا۔ دشمن تمہارے آگے ہے اور سمندر تمہارے پیچھے۔ اب تمہارے لئے کوئی اور چارہ نہیں کہ تم آگے بڑھ کر دشمن کے ملک پر قبضہ کر لو۔ اور طارق بن زیاد کے لشکر نے آگے بڑھ کر سارے سپین کو فتح کر لیا اس کی تفصیل راقم کے ناول بعنوان "طارق بن زیاد" میں مفصل درج ہے بعد میں انہیں خلیفہ نے واپس بلا کر قید میں ڈال دیا وہیں پر وفات پائی۔

ظہیر الدین بابر

مغل بادشاہ ترکستان کے حاکم عمر شیخ کا بیٹا تھا۔ باپ کی طرف سے تیمور اور ماں کی طرف سے چنگیز خاں کی نسل سے تھا۔ اصل نام ظہیر الدین بابر تھا۔ بابر شیر کو کہتے ہیں۔ اسے ماں پیار سے بابر کہا کرتی تھی جو بعد میں اس کے نام کے ساتھ منسلک ہو گیا۔ بارہ برس کی عمر میں باپ کے سائے سے محروم ہوا۔ چچاؤں نے شورش کر دی جس کی وجہ سے گیارہ سال تک پریشانی میں گزار دیئے کبھی تخت پر قابض ہوا اور کبھی بھاگ کر جنگلوں میں پناہ لی۔ بالآخر بلخ اور کابل کا حاکم بن گیا۔ ۱۵۰۴ء میں یہ تخت نشین ہوا۔ اس کے بعد اس نے ہندوستان کی طرف اپنے مقبوضات کو بڑھانا شروع کر دیا۔ ۱۵۲۵ء میں پنجاب پر قبضہ کیا۔ ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو شکست دے کر دہلی کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ پھر گوالیار، حصار، میوات، بنگال اور بہار فتح کیے۔ اب اب اس کی حکومت کابل سے بنگال تک اور ہمالیہ سے گوالیار تک پھیل گئی۔ ۲۶/ دسمبر ۱۵۳۰ء کو آگرہ میں انتقال کیا۔ وصیت کے مطابق کابل میں دفن کیا گیا۔ تزکِ بابری اس کی مشہور تصنیف ہے۔ بارہ سال کی عمر سے لے کر مرتے دم تک تلوار اس سپاہی کے ہاتھ سے نہ چھوٹی۔ بالآخر اپنی آئندہ نسل کے لیے ایک مضبوط حکومت قائم کر کے چھوڑ گیا۔

خلیفہ عبدالملک بن مروان

(۶۴۶ء تا ۷۰۵ء) مشہور اموی خلیفہ۔ پیدائش ۲۶ ہجری مدینہ میں ہوئی۔ اس نے چالیس سال مدینہ میں رہ کر ہر فن کے باکمال استادوں سے استفادہ کیا۔ اس کے عہد میں شام۔ عراق اور حجاز کی بغاوتوں کی سرکوبی ہوئی۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان غنیؓ سے لے کر اس دور تک جو انتشار سیاسی پیدا ہوا تھا ختم ہو گیا۔ اس کے زمانے میں سونے اور چاندی کے سکے رائج کئے گئے۔ اس کے عہد میں افریقہ اور ہسپانیہ میں فتوحات ہوئیں۔

حضرت عبدالمطلب بن ہاشم

(وفات ۵۸۷ء) حضرت عبدالمطلب بن ہاشم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا اور قبیلہ قریش کے سردار تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یتیم ہونے پر آپ کی کفالت کرتے رہے

ان کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ زمزم جو منہدم ہو چکا تھا کو کھود کر نکالنا ہے۔ موسم حج میں حجاج کو پانی پلانا آپ کے ہی فرائض میں شامل تھا۔ عیسائی بادشاہ ابرہہ نے آپ کے زمانہ میں ہی ہاتھیوں سے خانہ کعبہ پر حملہ کیا مگر آسمانی عذاب سے تباہ و برباد ہوا۔

عبدالحمید اوّل

(دور حکومت ۱۷۷۳ء تا ۱۷۸۹ء) سلطان ترکی اپنے بھائی مصطفےٰ ثالث کی موت پر خلیفہ ہوا امور سلطنت میں مہارت نہ تھی۔ صدرِ اعظم خلیل پاشا اور خواجہ یوسف نے سلطنت کو بہت کچھ سہارا دیا۔ لیکن خلیفہ کی کمزوری نے نقصان پہنچایا۔ مصر اور ایران کے جھگڑے ماند پڑے تو روس نے کریمیا کی ریاست پر قبضہ کر لیا۔ اس کے علاوہ گرجستان، چرکس اور قلعہ ارزق پر بھی روس قابض ہو گیا۔ ترکوں کو اُن ہی شرطوں پر روس سے صلح کرنی پڑی جو سلطان مصطفےٰ سوم کے زمانہ میں منسوخ کی جا چکی تھیں۔

عبدالرحمٰن ثانی

(۷۹۲ء تا ۸۵۲ء) ہسپانیہ کا فرمانروا۔ ۲۰۶ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس کے دور میں خاندان والوں کی بغاوتیں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ وسیہ میں معدیہ اور یمانیہ ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار رہے۔ ماروہ میں عیسائیوں نے بغاوت کر دی۔ طلیطلہ کے لئے اس نے کئی مہمیں روانہ کیں لیکن ۸۳۷ء سے قبل عبدالرحمٰن اس پر قبضہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا اس کے عہد میں دولت کی فراوانی تھی۔ اس نے ذاتی شوق سے اندلس کا گلزار بنا دیا۔ شاندار عمارتیں بنوائیں اور وادی الکبیر کے دونوں کناروں پر قرطبہ کے متصل باغات لگوائے۔ جہالت اور بے علمی کو دُور کرتے ہوئے علم و فراست میں تبدیل کر دیا ماہ ربیع الثانی میں ۸۵۲ء میں وفات پائی۔

عبدالحمید ثانی

(۱۸۷۶ء تا ۱۹۰۸ء) ترکی کا چونتیسواں سلطان جس کے دور میں ترکی کے نصف سے زیادہ، یورپی مقبوضات ہاتھ سے نکل گئے۔ بلقان کے عوام اور ایشیائے کوچک کے آرمینیوں نے

Marfat.com

روس نے قبضہ کر لیا بعد میں روس اور افغانستان کی حد بندی عمل میں آئی اور افغانستان اور برطانیہ کے تعلقات بہتر ہو گئے۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا سردار حبیب اللہ خان تخت نشین ہوا۔

ترکی کے خلاف بغاوت کی۔ اس کے تخت نشین ہوتے ہی روس نے حملہ کر کے بلغاریہ بوسنیا اور ہرزی گونا چھین لیا سربیا اور رومانیہ کو آزاد کر دیا گیا۔ ۱۹۰۸ء میں نوجوان ترکوں کی جماعت نے بغاوت کر کے اسے تخت سے دستبردار کر دیا۔ اس کی وفات قید خانے میں ہوئی۔

عبدالرحمٰن اوّل دالداخل)

بانی دولت اندلس۔ تاریخ اسلام کا ایک نمایاں کردار۔ جب عباسیوں نے اموی سلطنت کا تختہ الٹ کر اموی شہزادوں کا قتل عام کیا نوان میں عبدالرحمٰن فرار ہو کر ۷۵۰ء کو اندلس جا پہنچا اس نے چھ برس کے اندر ۷۵۶ء قرطبہ میں اموی حکومت قائم کر لی۔ قرطبہ کی مشہور مسجد اسی نے بنوائی تھی۔ عبدالرحمٰن نے عباسی خلیفوں سے اپنا لوہا منوایا شالیمان سے جنگ کر کے حکومت کو مستحکم کیا۔ اسے الداخل اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اجنبی کی حیثیت سے اندلس میں داخل ہوا تھا۔ عبدالرحمٰن اوّل کے بعد اس نام کے چار خلیفاؤں نے بھی اندلس پر حکمرانی کی اس لئے اسے عبدالرحمٰن اوّل کہا جاتا ہے۔

امیر عبدالرحمٰن

(۱۸۴۴ء تا ۱۹۰۱ء) امیر دوست محمد خان کا پوتا امیر محمد افضل خان کا بیٹا جو امیر یعقوب علی خان کی برطرفی پر کابل کے تخت پر بیٹھا۔ ۱۸۶۹ء میں اسے اپنے چچا شیر علی کی وجہ سے جلاوطن ہونا پڑا۔ ۱۸۸۰ء میں دوبارہ انگریزوں کی مدد سے برسر اقتدار آیا اس کے عہد میں پنج رہ کے علاقے پر

عبدالرحمٰن ثالث

(۸۹۱ء تا ۹۶۱ء) ہسپانیہ کا ایک نامور مسلمان فرمانروا جو ۹۱۲ء میں اکیس سال کی عمر میں تخت نشین ہوا یہ اموی خاندان کا آٹھواں خلیفہ تھا۔ اس نے اپنا لقب الخلیفۃ الناصر رکھا۔ اسے عبدالرحمٰن الناصر بھی کہا جاتا ہے۔ اس دور میں ملک کی حالت بڑی ابتر تھی۔ ایک طرف عیسائی زور پکڑتے جا رہے تھے

Marfat.com

دوسری طرف مسلمان آپس کی خانہ جنگی میں مصروف تھے لیکن اس نے اپنی خداداد ذہانت سے تھوڑے ہی عرصے میں عربوں اور بربریوں کو ایک جھنڈے تلے اکٹھا کیا اور اپنی حکومت کا دائرہ شمالی افریقہ تک پہنچایا۔ اس کے بحری بیڑے نے بحرہ روم سے جنوبی علاقوں کو بھی تسخیر کر لیا۔ اسے عمارتیں بنواتے کا بھی شوق تھا۔ اسپین میں سلطنت اسلامیہ کو جو اعلیٰ رتبہ اس نے بخشا تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گا۔ اس کے دور کو اندلس کا سنہری دور کہا جاتا ہے اس نے انچاس سال حکومت کرنے کے بعد ستر برس کی عمر میں وفات پائی۔

سلطان عبدالعزیز

سلطان محمود ثانی کا تیسرا بیٹا۔ تبلیسواں عثمانی سلطان ۹/ فروری ۱۸۳۰ء کو پیدائش ہوئی اور اپنے بھائی عبدالحمید کا جانشین بنا۔ ۱۸۶۱ء میں تخت پر بیٹھا۔ اس کے عہد حکومت میں شورشیں اور بغاوتیں بلقان کے صوبے میں پھوٹ پڑیں جس کی وجہ سے بڑی طاقتوں نے مداخلت کی۔ ۱۸۷۰ء میں استنبول میں فرانس اور انگلستان کی جگہ روس کا اثر بڑھ گیا۔ روس چاہتا تھا کہ عثمانی رعایا سلا دیوں۔ البانیون۔ یہاں تک کہ عربوں اور مصریوں میں بھی بے چینی پیدا کرے لیکن جلد ہی انتظامی امور کے لئے فرانس کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے حکومت کا ڈھانچہ فرانسیسی طرز حکومت پر قائم کیا گیا فوجی و تعلیمی نظام بھی فرانس کے طرز پر قائم ہوا لیکن کچھ عرصہ بعد حکومت کو احساس ہو گیا کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کر سکتی چنانچہ حکومت نے بیرونی قرضوں کے سود کی ادائیگی نصف کر کے دیوالیہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ سلطان کے خلاف عوام میں ناراضگی پھیل گئی بالآخر ۳۰/ مارچ ۱۸۷۶ء کو اسے معزول کر دیا گیا۔ چند روز بعد سلطان نے خودکشی کر لی۔

عبدالعزیز ابن موسیٰ

فاتح افریقہ و اندلس موسیٰ بن نصیر کا بیٹا جو باپ کے شام جانے پر اندلس کا والی بنا۔ اس نے پرتگال کا ایک حصہ بنلونتر اور ناربول کے درمیانی کوہستانی علاقے کو فتح کیا۔ پھر مرشیہ کے علاقے مطیع کئے۔ گوتھ سردار سے معاہدہ صلح کیا۔ عبدالعزیز نے گوتھوں کے بادشاہ راڈرک کی بیوہ اجیلان سے شادی کر لی تھی جس نے اسلام قبول کر کے ام عاصم نام رکھ

Marfat.com

لیا تھا۔ یہ شہزادی عبدالعزیز پر پوری طرح چھاگئی تھی کہ عبدالعزیز مستقلاً اس کے پاس اشبیلیہ میں رہنے لگا تھا۔ ان تمام باتوں سے عبدالعزیز کے ہم وطن اس سے بدظن ہو گئے اور اس پر اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کا الزام لگانے لگے۔ آخر مارچ ۷۱۶ء کے آغاز میں ایک شخص زیادہ بن عذرۃ البلوی نے اُسے قتل کر دیا۔ اس کا ماموں زاد بھائی ایوب بن حبیب اللخمی اس کا جانشین مقرر ہوا۔

عثمان ثانی

عثمانی سلطان احمد اوّل کا بیٹا۔ ۱۶ جنوری ۱۶۱۸ء میں تخت نشین ہوا۔ اس کا عہد بھی ناکامی اور نامرادی کے علاوہ مختصر رہا۔ چودہ سال کی عمر میں یہ سلطان بنا۔ ترکوں کی مسلسل فوج کشی اور شکستوں سے مجبور ہو کر اسے ایران سے صلح کرنی پڑی اور وہ تمام فتوحات جو مراد ثالث اور محمد ثالث کے عہد میں ہوئی تھیں ایرانیوں کو واپس کرنی پڑیں یہاں سے فارغ ہو کر وہ اندرونی خلفشار کی طرف متوجہ ہوا جو سلطنت کے لئے مستقل خطرہ بنا ہوا تھا۔ ۱۶۲۱ء میں پولینڈ سے جنگ چھیڑ دی جس کا مقصد یہ تھا کہ اس کی موجودہ فوج کی قوت کمزور پڑ جائے جو خودسری پر آمادہ رہتی تھی لیکن پسپائی اختیار کرنے کے بعد اس کا ایک مقصد تو کسی حد تک پورا ہو گیا لیکن دوسری طرف اس کی رعایا بھی بدظن ہو گئی ۱۶۲۲ء میں حج کا عزم کرنے کے ساتھ خفیہ طور پر دمشق جا کر کردوں کی فوج تیار کر کے اپنی اپنی چری سپاہ کی بیخ کنی کرنا چاہتا تھا لیکن یہ راز بھی افشاء ہو گیا اور فوج نے اسے سفر کرنے سے روک کر وزراء کے قتل پر مجبور کیا اور بالآخر اسے معزول کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کے اسیر بھائی مصطفےٰ کو تخت نشین کیا جو ابتداء میں اپنی نااہلی کی وجہ سے قید ہو گیا تھا۔ اس سازش میں داؤد پاشا پیش پیش تھا مصطفےٰ کا وزیر اعظم مقرر ہوا لہٰذا اس نے اپنے تین ساتھیوں کے ہمراہ قید خانے میں جا کر بے رحمی سے عثمان ثانی کو پھانسی پر لٹکا دیا۔

عثمان اوّل

خاندان سلاطین عثمانیہ کا بانی۔ اس کے باپ کا نام ارطغرل تھا۔ جو ایک نیم وحشی قبیلے کا سردار تھا۔ باپ کی موت کے بعد عثمان اوّل اس قبیلے کا سردار بنا۔ اس نے اپنے دور میں

Marfat.com

عثمانی طاقت کے اس چھوٹے سے مرکز کو ارد گرد کے علاقے فتح کر کے وسعت دی بعد ازاں اس نے اپنے مرکز یکشہر سے مغربی سمت برسہ کی جانب فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا۔ ترکوں میں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ ان شہروں پر قبضہ کرتے۔ اس کے ایک سردار خان نے تاتاریوں کے جم غفیر کو اس وقت شکست دی جب انہوں نے اس کے ایک شہر پر یلغار کی آخری دور میں عثمان نے اپنے آپ کو ازنیق اور برسہ کے شدید محاصرے کے لیے وقف رکھا۔ آخر الذکر شہر ۱۳۲۶ء میں فتح ہو گیا۔ عثمان اول کو اپنے عہد کے آغاز میں ہی مخلص ساتھیوں کا تعاون نصیب ہوا۔ جن میں کچھ اس کے بھائی بھتیجے وغیرہ بھی شامل تھے اور شیخ ادب علی جیسے سیاست داں اور منتظم موجود تھے جس کی لڑکی مال خاتون سے وہ بیاہا ہوا تھا اس کی زندگی کے حالات معتبر تاریخوں میں نہیں ملتے۔

عصمت انونو

(۱۸۸۴ء تا ۱۹۷۳ء) جمہوریہ ترکی کے سابق صدر پیدائش سمرنا میں ہوئی۔ فوجی اکیڈمی سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد ترکی کی فوج میں کپتان بنا دیئے گئے۔ ۱۹۰۸ء کے انقلاب ترکی میں بھی پیش پیش رہے۔ پہلی جنگ عظیم میں انور پاشا کے ماتحت حصہ لیا۔ درہ دانیال اور کاکیشیا کے محاذوں پر دشمن کا مقابلہ کیا۔ انگریزوں کے قسطنطنیہ پر قبضے کے بعد اناطولیہ جا کر مصطفےٰ کمال پاشا سے مل کر سانوں کی فوج تیار کی اور انونو کے مقام پر یونانیوں کو شکست فاش دی۔ پہلی نوران کانفرنس میں تدبر کا ثبوت دیا۔ اور لارڈ کرزن کی دھمکیوں سے مرعوب نہ ہوئے۔ دوسری نوران کانفرنس میں حسب منشا صلح کی۔ جب مصطفےٰ کمال ترکی کے صدر بنے تو انہوں نے عصمت انونو کو وزیر اعظم بنایا۔ اس کے بعد چار مرتبہ وزیر اعظم بنائے گئے۔ اتاترک کی وفات کے بعد صدر بنے اور دوسری جنگ عظیم میں ترکی کو جنگ کی آگ سے بچائے رکھا۔ فوجی انقلاب کے بعد پھر وزیر اعظم بنائے گئے لیکن ۱۹۶۵ء کے انتخابات میں کامیاب نہ ہو سکے۔

علاؤالدین خلجی

بادشاہ (۱۲۹۶ء تا ۱۳۱۶ء) علاؤالدین نے ۱۲۹۶ء میں اپنے چچا کو قتل کر کے دہلی پر قبضہ

Marfat.com

کر لیا اور فتوحات کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۲۹۷ء میں اس نے گجرات ۱۳۰۱ء میں رنتھمبور ۱۳۰۲ء میں چتوڑ ۱۳۰۳ء میں جیسلمیر۔ ۱۳۰۵ء میں مالوہ فتح کیا۔ اس کے بعد دکن پر فوج کشی کے لیئے اس نے اپنے سپہ سالار ملک کافور کو روانہ کیا۔ کافور نے دیوگری۔ وارنگل دوار سمدر اور مدورا کی ریاستیں فتح کیں اور جزیرہ راميشورم تک جا پہنچا اور بے شمار دولت لے کر واپس لوٹا۔ علاؤالدین ان پڑھ اور ظالم ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجے کا منتظم بھی تھا۔ اس نے بیس سال تک نہایت کامیاب حکومت کی۔

سلطان علاؤالدین محمد شاہ

۱۴۴۳ء میں اپنے باپ سلطان محمد شاہ کی وفات پر مبارک آباد کے تخت پر بیٹھا۔ اس کا باپ باغیوں کو کچلنے میں ناکام ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود سر اران سلطنت ملک بہلول خان خاناں و دیگر نے تخت نشین کیا لیکن یہ اپنے باپ سے بھی ناکارہ ثابت ہوا۔ اور ملک بھر میں عام بغاوتیں پھوٹ پڑیں۔ یہ حال دیکھ کر مالوہ، بنگالہ، دکن، گجرات اور جونپور کے حاکموں نے دہلی کی فتح کے منصوبے بنانے شروع کر دیئے۔ لاہور سے پانی پت تک کا علاقہ ملک بہلول کی عملداری میں تھا۔ اسی طرح خاص دہلی کے نواح میں سرائے لارڈ تک احمد خان میواتی حاکم تھا۔ تمام علاقوں کے امراء خود مختار بن گئے۔ آخر صورت حال کو دیکھ کر ملک بہلول نے اقتدار سنبھال لیا اور علاؤالدین کو بدایوں کی عملداری سونپ دی۔

سلطان علاؤالدین مسعود شاہ

خاندانِ غلاماں کا ایک بادشاہ۔ ۶۳۹ھ میں اس کے والد معز الدین بہرام شاہ کو اس کے وزیر نظام الملک نے دھوکے سے قتل کروا دیا اور اس کے وفاداروں کو قید میں ڈال کر خود اقتدار سنبھال لیا۔ لیکن امیر الامراء معز الدین اسمٰعیل نے اپنے اثر و رسوخ دولت و شوکت کے باعث اس سے تخت چھین لیا اور مرحوم سلطان کے بیٹے علاؤالدین مسعود شاہ کو مسند نشین کیا۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے نظام الملک کو قتل کروا دیا اور اپنے باپ کے وفاداروں کو جیل سے رہا کر کے اہم عہدے اُن کے سپرد کر دیئے سلطان مسعود نے ظلم و ستم کا طریقہ اپناتے ہوئے وسیع پیمانے پر قتل و غارت گری شروع کر دی جس سے تمام امراء بغاوت پر مجبور ہو گئے

Marfat.com

چنانچہ امراء نے بغاوت کر کے اسے تخت سے معزول کر دیا اور قید میں ڈال دیا جہاں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کی حکومت چار سال اور ایک دن تک رہی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

خلیفہ (۶۸۲ء تا ۷۲۰ء) خلافت اموی کے ساتویں خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے بعد مسندِ خلافت پر بیٹھے۔ آپ زہد و تقویٰ اور اتباع سنت کے باعث مشہور ہوئے۔ خاندان علیؓ کے معاملے میں دوسرے اموی خلفاء کے برعکس فراخدلی اور رواداری کا مظاہرہ کیا امیر معاویہؓ کے دور سے خطبات جمعہ میں حضرت علیؓ کی تنقیص کا رواج پڑ گیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس رسم کو ختم کر دیا اس دور کے مورخین کی رائے کے مطابق عمرؓ بن عبدالعزیزؒ نے خلفاء راشدین کی پیروی کرتے ہوئے عدل و انصاف کو قائم کیا اور متعدد اصلاحات نافذ کیں جس سے خاندانِ خلافت کے لوگ بہت برہم ہوئے لیکن آپ نے اس کی پرواہ نہ کی۔ چنانچہ آپ سے نجات حاصل کرنے کے لئے آپ کو زہر دے دیا گیا۔ ان کو عمرؓ ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کا عہد تین برس کے لگ بھگ ہے علم الحدیث اور قرآن میں بھی آپ کو کامل دسترس حاصل تھی۔

غیاث الدین بلبن

(دورِ حکومت ۱۲۶۶ء تا ۱۲۸۶ء) اصل میں ایک ترک امیر زادہ تھا۔ چنگیز خان کے حملے میں گرفتار ہو کر بغداد میں بطور غلام بکا۔ اسے ایک بزرگ جمال الدین بصری نے خرید لیا اور اس کی تربیت کی۔ بعد ازاں دہلی آ کر ایک معمولی سپاہی کی حیثیت سے فوج میں بھرتی ہوا۔ اپنی محنت لگن اور خداداد ذہانت کی وجہ سے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا ہوا سلطان ناصر الدین محمود کے عہد میں نائب المما لک کے عہدے پر فائز ہوا اور تمام اختیارات حاصل کر کے شورشوں اور بغاوتوں کو کچل ڈالا۔ لٹیروں سے ملک کو پاک کیا اور راجپوتوں کو شکست دے کر منصبور گوالیار۔ چندیری اور مالوہ فتح کئے اور ملک میں امن و امان قائم کر دیا۔ ناصر الدین محمود کی وفات کے بعد تمام امراء کی رائے سے تخت نشین ہوا۔ اس نے پنجاب اور سندھ میں فوجی چھاؤنیاں قائم کیں تاکہ تاتاری یورشوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔ حاکم بنگال طغرل خان نے بغاوت کی تو اس نے حملہ کر کے بنگال کو فتح کیا اور اپنے چھوٹے بیٹے بغرا خان کو حاکم مقرر کیا

Marfat.com

۱۲۸۶ء میں وفات پائی۔

غیاث الدین تغلق

(دورِ حکومت ۱۳۲۰ء تا ۱۳۲۵ء) اسلامی ہند میں خاندانِ تغلق کا بانی۔ غیاث الدین بلبن کے زمانے میں پنجاب کا حاکم مقرر ہوا علاؤ الدین خلجی کے عہد میں اس نے مغلوں کو انتیس لڑائیوں میں شکستیں دیں اور غازی ملک کا خطاب پایا۔ خسرو کی فوج کو پہلے سرہند اور پھر دہلی میں شکست فاش دی۔ خسرو لڑائی میں مارا گیا۔ چونکہ خلجی خاندان میں کوئی اولاد نرینہ نہ رہی تھی۔ اس لئے امراء نے غیاث الدین تغلق کو ۱۳۲۰ء میں دہلی کے تخت پر بٹھادیا۔ تلنگانہ اور بنگال کو فتح کیا۔ ۶۲ برس کی عمر میں جب وہ بہار کو فتح کرکے لوٹ رہا تھا ولی عہد جوناخان نے دہلی سے باہر ایک محل میں اس کی ضیافت کی بدقسمتی سے یہ محل گر پڑا۔ اور سلطان اس کے نیچے دب کر مرگیا۔ مقبرہ دہلی میں ہے۔

فواد اوّل

(۲۶ / مارچ ۱۸۶۸ء تا ۲۸ / اپریل ۱۹۳۶ء) خدیو مصر۔ قصر جنید میں پیدائش ہوئی جنیوا اور تورین میں تعلیم پائی۔ ۹ / اکتوبر ۱۹۱۷ء کو بھائی کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ ۱۹۲۲ء میں بادشاہ مصر کا لقب اختیار کیا۔ تہذیب۔ شائستگی اور اسلامی روایات کا بڑا احترام کرتا تھا۔ مصر کی بیداری کی تاریخ میں احمد فواد کا عہد بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ قومی تحریک کے رہنماؤں سعد زغلول اور وفد پارٹی کی قیادت نے مصر پر انگریزوں کے قبضے کے خلاف تحریک شروع کی۔ احمد فواد اس تحریک سے الرجک تھا۔ وہ مطلق العنان بادشاہ بننا چاہتا تھا اس لئے اس نے دستور کو کھلونا بنا دیا جس کی وجہ سے مصر سیاسی بحران سے دوچار رہا۔ اس کے عہد کے آخر میں حبشہ کی جنگ کی وجہ سے اطالوی خطرے کے پیشِ نظر انگریزوں سے معاہدے کی ضرورت واضح ہوگئی جو اس کی وفات کے چار ماہ بعد اگست ۱۹۳۶ء کو ہوا۔

فواد پاشا

(۱۸۱۵ء تا ۱۸۶۹ء) ترکی کا پانچ دفعہ وزیر خارجہ اور دو دفعہ صدر رہا۔ استنبول میں

Marfat.com

پیدائش ہوئی ۱۸۲۹ء میں اپنے والد شاعر عزت ملا کی جلا وطنی کے بعد دینی تعلیم چھوڑ کر میڈیکل کالج میں داخل ہوگیا اور فرانسیسی زبان پر عبور حاصل کرنے پر طرابلس میں فوجی ڈاکٹر مقرر ہوا بعد ازاں دولتِ عثمانیہ کے ترجمان کی حیثیت سے ترقی کی منازل طے کیں ۱۸۵۲ء میں وزیر خارجہ مقرر ہوا۔ لیکن ۱۸۵۳ء میں مستعفی ہوگیا۔ دوسری مرتبہ وزیر خارجہ مقرر ہوا۔ لیکن جب سٹریٹ فورڈ نے بلقانی ریاستوں کے بارے میں دباؤ ڈالا تو نومبر ۱۸۵۶ء میں فوراً مستعفی ہوگیا۔ تیسری مرتبہ ۱۸۵۷ء میں وزیر خارجہ مقرر ہوا۔ شام میں قتل و غارت گری شروع ہوئی تو اسے مکمل اختیارات دے کر دمشق روانہ کیا گیا۔ اس نے دمشق کے والی احمد پاشا سمیت ۱۶۷ افراد کو پھانسی پر لٹکا دیا اور ابوالحبل یعنی پھانسی کے باپ کے نام سے مشہور رہا۔

فیروز شاہ بن اسلام شاہ

خاندانِ سوری کا تیسرا بادشاہ۔ شیر شاہ سوری کا پوتا اپنے باپ اسلام شاہ کی وفات کے بعد امراء سلطنت کے مشورے سے دس سال کی عمر میں تخت پر بیٹھا۔ اسلام شاہ کی بیگم کا بھائی مبارز خان بھی حکومت پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ جس کا احساس اسلام شاہ کو زندگی میں ہوگیا تھا۔ فیروز شاہ کے تخت نشین ہونے کے بعد مبارز خان نے سازش کے ذریعے اپنے بھانجے فیروز شاہ کو قتل کروا دیا اور خود حکومت پر قابض ہو گیا۔

فیروز شاہ تغلق

بادشاہ (۱۳۰۸ء تا ۱۳۸۸ء) محمد تغلق کا چچیرا بھائی اور ولی عہد اس کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ بڑا زاہد۔ عابد اور نرم دل آدمی تھا۔ محمد تغلق کی وصیت پوری کرنے کے لئے بادشاہت قبول کرلی۔ دو مرتبہ بنگال پر چڑھائی کی لیکن نرم دلی کی وجہ سے محاصرہ اٹھالیا۔ دوسری مرتبہ واپسی پر ۱۳۵۳ء میں اڑیسہ فتح کیا۔ ۱۳۶۳ء میں سندھ کے حاکم نے ہتھیار ڈال دیئے تو عزت کیساتھ اپنے ساتھ لاکر وظیفہ مقرر کیا۔ بعد ازاں نگر کوٹ فتح کیا۔ تمام قوانین اور ضابطے جو شریعت کے خلاف تھے موقوف کر دیئے امیروں کی جاگیریں بحال کر دیں۔ زمین کا لگان نئی تشخیص کے مطابق مقرر کیا۔ کنوئیں۔ تالاب اور بند بنوائے دہلی کے قریب جمنا کے کنارے کوٹلہ فیروز شاہ اسی کی یادگار ہے۔ اس نے اپنے چھوٹے بھائی کی نا اہلی کے پیشِ نظر بڑے مرحوم بیٹے فتح خان کے فرزند

Marfat.com

شہزادہ تغلق کو ولی عہد مقرر کیا۔

فیصل اوّل

(۱۸۸۵ء تا ۱۹۳۳ء) عراق کے فرماں روا۔ ۱۹۲۱ء میں تخت نشین ہوئے۔ شریف مکہ کے تیسرے بیٹے تھے۔ تعلیم قسطنطنیہ میں پائی۔ جنگِ عظیم اوّل میں ۱۹۱۶ء تک ترکی فوج کے ساتھ شام میں خدمات سرانجام دیں۔ اس کے بعد کرنل لارنس کی بغاوت میں شامل ہو گئے۔ ۱۹۲۰ء میں شام کی قوم پرست کانگریس نے ان کی بادشاہت کا اعلان کیا لیکن فرانس نے انہیں پسند نہ کیا۔ اس کے بعد ۱۹۲۱ء میں عراق کے بادشاہ بنا دیئے گئے اور رائے عامہ سے ان کی بادشاہت کی تصدیق کر دی گئی۔ انہوں نے ہر معاملے میں انگریزوں کی حمایت کی۔ ان کے بعد ان کا بیٹا غازی تخت نشین ہوا۔

فیصل دوم

(۱۹۳۵ء تا ۱۹۵۸ء) عراق کے فرماں روا۔ تعلیم انگلستان میں پائی۔ ۱۹۵۳ء میں بالغ ہونے پر حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ جولائی ۱۹۵۸ء میں عبدالکریم قاسم کی قیادت میں جو بغاوت ہوئی اُس میں انقلابیوں کے ہاتھوں شاہی خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ ہی قتل ہوئے۔

شاہ فیصل بن عبدالعزیز السعود

(۱۹۰۵ء تا ۱۹۷۵ء) سعودی عرب کے سابق سلطان جلالتہ الملک فیصل بن عبدالعزیز السعود۔ سلطنت سعودی عرب کے بانی عبدالعزیز السعود کے بیالیس بیٹوں میں سے دوسرے بیٹے۔ پیدائش ریاض میں ہوئی۔ شاہی اتالیقوں سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۲۳ء میں حجاز اور عسیر کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے بعد ازاں وزیر خارجہ بنائے گئے۔ آپ نے یورپ۔ امریکہ اور افریقہ کے بیشتر ممالک کا دورہ کیا اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں اپنے ملک کی نمائندگی کی۔ ۱۹۵۷ء میں اپنے بڑے بھائی شاہ سعود کی کابینہ میں وزیر اعظم اور وزیر خارجہ کے عہدوں پر فائز کئے گئے۔ یکم نومبر ۱۹۶۴ء کو شہزادوں کی مجلس نے شاہ سعود کو معزول کر دیا تو ۲/ نومبر کو شاہ فیصل تخت پر بیٹھے آپ کے دس سالہ عہدِ حکومت میں سعودی عرب نے بے پناہ ترقی کی اور بین الاقوامی سیاست میں بھی مقام پیدا کیا۔

آپ اتحاد بین العرب کے ساتھ ساتھ اتحاد بین المسلمین کے بھی زبردست حامی تھے۔ اس سلسلہ میں آپ نے مسلم ممالک کا دورہ کیا۔ دوبارہ ۱۹۶۶ء اور ۱۹۷۴ء میں پاکستان بھی تشریف لائے۔ ۲۵۔ مارچ ۱۹۷۵ء آپ کے ایک بھتیجے فیصل بن مساعد نے آپ کو گولی مار کر شہید کر دیا۔ آپ کی کوششوں سے اسلامی سربراہ کانفرنس لاہور میں منعقد ہوئی تھی۔

قاہر باللہ بن المعتضد

عباسی دور کا انیسواں خلیفہ جس کی خلافت صرف دو سال یعنی ۹۳۲ تا ۹۳۴ء تک رہی۔ اس نے مختصر دورِ حکومت میں رعایا پر بہت ظلم وستم کیا۔ اپنی سوتیلی والدہ کو قتل کروا دیا۔ رعایا پر بھاری ٹیکس لگائے اور جاسوسی کے انتظام کو بہت سخت کیا بالآخر اقتدار سے محروم ہو کر گیارہ سال جیل میں رہا اور اس کی آنکھیں نکلوا دی گئیں جیل سے رہائی کے بعد جامع المنصور کی سیڑھیوں پر بھیک مانگنا شروع کی اور صدا لگایا کرتا تھا۔ مجھ سے عبرت پکڑو کہ میں اس سلطنت کا خلیفہ تھا۔

قصی بن کلاب

خاندانِ قریش کے ممتاز سردار۔ نبی کریمؐ کے دادا عبدالمطلب کے پردادا۔ اصل نام زید تھا۔ والد کا نام کلاب اور والدہ کا فاطمہ تھا۔ آپ ابھی گود میں ہی تھے کہ آپ کے والد کلاب کا انتقال ہو گیا۔ والدہ نے شام کے ایک معروف شخص ربیعہ سے شادی کر لی اور آپ کو ساتھ لے کر شام چلی گئیں۔ آپ ربیعہ کو ہی اپنا باپ سمجھتے تھے جوان ہونے پر تیر اندازی میں کمال حاصل کیا۔ ایک مقابلے میں کسی نے نسب کے مسئلہ پر طعن کیا تو آپ شام کو چھوڑ کر مکہ چلے آئے۔ آپ کے چار بیٹے تھے۔ عبد مناف۔ عبداللہ۔ عبدالعزیٰ۔ عبد قصی۔ ان بھائیوں میں عبد مناف کے بیٹوں میں سے ہاشم نے قریش میں شہرت پائی۔ نبی کریمؐ بنی ہاشم میں ہی سے تھے۔

قطب الدین محمد خوارزم شاہ

خوارزم میں ایک حکمران خاندان کا بانی۔ اس کا باپ انوشتگین سلجوقی سلاطین کے دربار میں طبیب خانے کا نگران تھا۔ قطب الدین نے تعلیم مرو میں پائی۔ خوارزم شاہ ایلچی

Marfat.com

قتل کے بعد ۱۰۹۸ء میں قطب الدین خوارزم شاہ کے لقب سے خوارزم کا حاکم مقرر ہوا اور ۱۱۲۸ء تک حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا جانشین بنا۔

قطب الدین مبارک خلجی

سلطان علاؤالدین خلجی کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں میں مبارک خان نے اپنے بھائیوں خضر خان۔ شہاب الدین اور شادی خان کو قتل کر کے تخت پر قبضہ کیا اور دیول رانی سے شادی کر کے قطب الدین کا لقب اختیار کیا اور اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا اس نے بادشاہ بنتے ہی اپنے باپ کے عہد کے سترہ ہزار سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا۔ امراء کے وظائف اور جاگیروں میں اضافہ کیا۔ فوج کو حق میں کرنے کے لئے چھ ماہ کی تنخواہ انعام میں دی۔ باج و خراج کی رقم میں بھی کمی کی اور اپنا وقت عیش و عشرت میں گزارنا شروع کر دیا۔ دربار مسخروں اور بھانڈوں کا اڈا بن گیا۔ جس کی وجہ سے نہ صرف ملکی انتظامات درہم برہم ہوئے علماء، فضلاء اور سرداروں کی عزت اور توقیر باقی نہ رہی اور ایک ہندو کو خسرو خان کا خطاب دے کر دکن کا نائب السلطنت بنا دیا۔ بالآخر خسرو خان نے اپریل ۱۳۲۰ء کی ایک رات محل کی چھت پر قطب الدین مبارک خلجی کو قتل کر دیا۔ اس کا دورِ حکومت ۱۳۱۶ء تا ۱۳۲۰ء تک رہا۔

سلطان محمد قطب شاہ

(دورِ حکومت ۱۶۱۱ء تا ۱۶۲۵ء) دکنی بادشاہ اور شاعر۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ کے بھتیجے اور جانشین تھے۔ پیدائش ۱۵۹۱ء میں گولکنڈہ میں ہوئی۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ کی لڑکی سے شادی کی۔ فنِ تعمیرات کے دلدادہ تھے۔ ان کی بنوائی ہوئی عمارتوں میں الٰہی محل جامع مسجد۔ محمدی محل۔ والی محل بہت مشہور ہیں۔ علم ادب کے پرستار تھے اور ادب پرور تھے۔ خود بھی شعر کہتے تھے۔ اردو میں قطب شاہ تخلص تھا۔ دو دیوان یادگار چھوڑے ہیں۔ ایک فارسی اور ایک دکنی اردو جس میں اکثر اصنافِ سخن موجود ہیں۔ دونوں دیوان حیدرآباد میں نواب سر سالار جنگ کے کتب خانے میں محفوظ ہیں۔

قطب الدین ایبک

(دورِ حکومت ۱۲۰۶ء، ۱۲۱۰ء) برصغیر کا پہلا مسلمان بادشاہ جس نے دہلی میں اسلامی حکومت

Marfat.com

کی بنیاد رکھی نسلاً ترک تھا۔ ایک سوداگر نے خرید کر اسے سلطان شہاب الدین غوری کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کی ایک چھنگلیا ٹوٹی ہوئی تھی اس لئے ایبک (شکستہ انگشت) کے نام سے مشہور ہوا۔ قطب الدین نے شہاب الدین غوری کے پاس آتے ہی رفتہ رفتہ اپنی صلاحیتوں کا سکہ سلطان پر جمانا شروع کر دیا اور اس کا قرب حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ۱۱۹۲ء میں سلطان نے دہلی اور اجمیر فتح کر کے قطب الدین کو یہاں کا گورنر مقرر کیا۔ اگلے سال جب سلطان غوری نے قنوج پر چڑھائی کی تو قطب الدین نے اپنی وفاداری اور سپہ سالاری کا ایسا ثبوت دیا کہ سلطان نے فرزند بنا کر فرمانِ فرزندی اور سفید ہاتھی عطا کیا بعد ازاں اس نے گجرات راجپوتانہ۔ گنگ و جمن کے دوآبہ۔ بہار۔ بنگال فتح کیا۔ سلطان شہاب الدین غوری کی موت کے بعد اس نے ۱۲۰۶ء میں اپنی خود مختاری کا اعلان کیا۔ عالموں کا قدر دان تھا۔ اپنی فیاضی کی وجہ سے لکھ بخش مشہور ہوا۔ نومبر ۱۲۱۰ء لاہور میں چوگان کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گر کر فوت ہو گیا۔ انار کلی کے قریب ایبک روڈ پر مزار ہے۔

مصطفےٰ کمال پاشا

ان کا عہد ۱۸۸۱ء۔ ۱۹۳۸ء تک کا ہے۔ جدید ترکی کے بانی اور پہلے صدر تھے۔

سالونیکا اور مناسیر کے کیڈٹ اسکولوں میں تعلیم پائی ۱۹۰۵ء میں وہاں سے سٹاف کیپٹن بن کر نکلے۔ استنبول کے قیام کے دوران خلیفہ عبد الحمید کی حکومت کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ لیا پر کچھ عرصہ قید میں گزارا۔ بعد میں دمشق میں پانچویں فوج کے ہیڈ کوارٹر میں متعین ہوئے۔ اس دوران میں مجلس اتحاد و ترقی سے ان کا رابطہ قائم ہوا۔ پہلی جنگِ عظیم میں صوفیہ میں ملٹری اتاشی کے عہدے پر فائز ہوئے بعد میں ۱۹۱۵ء میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے خلاف آبنائے فاسفورس کی کامیاب مدافعت کی ۱۹۱۷ء میں جنرل کی حیثیت سے روسی فوجوں کو شکست دی اور ترکی کے مقبوضہ علاقے خالی کروا لئے۔ ۱۹۲۰ء میں اتاترک انگورہ میں ترکی کی پہلی اسمبلی کے صدر منتخب ہوئے ۱۹۲۱ء میں یونانیوں کے خلاف جنگ میں جنہوں نے ایشیائے کوچک کے بہت بڑے حصہ پر قبضہ کر رکھا تھا اتاترک نے اپنی جنگی مہارت اور سیاسی بصیرت سے تمام علاقہ آزاد کروا لیا اور یونانیوں کو ترکی کی سرحدوں سے باہر دھکیل دیا۔ ۱۹۲۳ء میں ترکی میں خلافت ختم ہوئی تو اتاترک

Marfat.com

اس کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ ترکی کے عوام نے انہیں ربابائے ترک کے خطاب سے نوازہ اتاترک نے اقتدار سنبھالتے ہی دوررس اصلاحات نافذکیں اور ترکی کو بڑی تیزی سے شاہراہ ترقی پر گامزن کیا۔

معزالدین کیقباد

غوری سلاطین میں سے ایک سلطان جو تین سال تین ماہ حکمران رہا۔ سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے پوتے کیخسرو بن محمد سلطان کو اپنے بعد تخت نشین کرنے کی وصیت کی تھی جو ملتان کا صوبیدار تھا۔ بعض امراء بلبن کے اس تقرر کے خلاف تھے۔ امیر الامراء فخر الدین نے دوسرے ارکان سلطنت کے مشورے سے ۶۸۶ھ میں معزالدین کیقباد کو جو اٹھارہ سال کا جوان تھا تخت نشین کیا۔ معزالدین بلبن کے دوسرے بیٹے ناصرالدین کا بیٹا تھا۔ معزالدین نے سلطنت کے سارے فرائض فخر الدین کے سپرد کر دیئے اور خود عیش و عشرت میں محو ہو گیا۔ ان ہی دنوں چنگیزی تاتاریوں نے لاہور کے نواح میں لوٹ مار شروع کر دی۔ ایک روز امیر الامراء فخرالدین کو زہر دے کر مروا دیا اور اس کی جگہ ملک جلال الدین کو مدار المہام بنا دیا بالآخر ملک جلال الدین نے اُسے قتل کر کے تاج و تخت خود سنبھال لیا۔ اس طرح غوری خاندان کے ایک سو سالہ حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

مامون الرشید

(۷۸۶ء تا ۸۳۳ء) خاندان عباسیہ کا ساتواں خلیفہ۔ ہارون الرشید کا دوسرا بیٹا جو اپنے بھائی امین کے قتل کے بعد ۸۱۳ء میں خلیفہ بنا۔ کچھ عرصہ تک علویوں کی بغاوت سے پریشان رہا لیکن جلد ہی اُس نے بغاوت پر قابو پالیا۔ اس نے خراساں میں عالیشان مدرسہ قائم کیا اور علوم و فنون کی ترقی میں مصروف ہو گیا۔ اقلیدس کا پہلا ترجمہ عربی میں اس کے ہی ایماء پر ہوا۔ اس نے بغداد اور دیگر مقامات پر درس گاہیں قائم کیں اور شنار کے میدان میں فلکیات کے متعلق تحقیقات کیں اور بہت سے تعمیری کام سرانجام دیئے۔ اُس نے یونانیوں کے خلاف مہمات کا آغاز کیا۔ مصر اور ایشیائے کوچک میں خود فوجوں کی کمان کی ۸۳۳ء میں ایک معرکہ کے دوران انتقال ہوا۔ وصیت کے مطابق اس کے چھوٹے بھائی معتصم کو جانشین مقرر کیا گیا۔

Marfat.com

متوکل علی اللہ

(دورِ حکومت ۸۴۷ء تا ۸۶۱ء) بنو عباس کے مشہور خلیفہ خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے المعتصم نے جو ترکی النسل خادمہ کے بطن سے تھا ہزاروں ترک سپاہیوں پر مشتمل باڈی گارڈ دستہ منظم کیا جو اس کی حفاظت پر مامور تھے اسطرح ملک میں ترکی عنصر کا اضافہ ہر سال ہوتا رہا۔ رفتہ رفتہ انہوں نے اتنی طاقت پکڑلی کہ خلفاء ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن کر رہ گئے بالآخر انہوں نے دسمبر ۸۶۱ء میں خلیفہ المتوکل علی اللہ کو اس کے بیٹے کے اشتعال دلانے پر قتل کر دیا۔ چنانچہ یہیں سے عباسی دور کے انحطاط کا آغاز ہوا۔

محمد بن قاسم

نامور جرنیل (۶۹۳ء تا ۷۱۵ء) مسلمانوں کا ایک جہاز لنکا سے بصرہ جا رہا تھا جس میں تحفے تحائف کے علاوہ بیوہ عورتیں اور بچے بھی شامل تھے اور جہاز کو سندھ کے بحری ڈاکوؤں نے لوٹ لیا خلیفہ ولید بن عبدالملک کے گورنر حجاز بن یوسف نے راجہ داہر سے مطالبہ کیا کہ مال و اسباب کے علاوہ قیدیوں کو ڈاکوؤں سے چھڑا کر بھیجا جائے لیکن اس نے ڈاکوؤں کے معاملے میں مجبوری کا اظہار کیا جس پر خلیفہ کے حکم سے محمد بن قاسم کی کمان میں چھ ہزار فوج سندھ پر حملے کے لئے بھیجی گئی۔ ...... محمد بن قاسم نے دیبل کی بندرگاہ پر حملہ کر کے اُسے فتح کیا اور مسلمان عورتوں کو عرب روانہ کیا آخر راجہ داہر ساٹھ ہزار فوج جن میں سینکڑوں جنگی ہاتھی بھی تھے لے کر مقابلے پر آیا۔ لیکن شکست کھائی ۲۰ جون ۷۱۲ء کو راجہ داہر مارا گیا اور محمد بن قاسم پورے سندھ پر قابض ہو گیا ابھی وہ مزید پیش قدمی کرنے کا ارادہ رکھتا ہی تھا کہ اس کے چچا اور سسر حجاج بن یوسف کا انتقال ہو گیا۔ ساتھ ہی واپسی کا حکم نامہ بھی آ گیا۔ جونہی محمد بن قاسم واپس ہوا عراق کے گورنر نے اُسے گرفتار کر لیا اور جیل میں ڈال دیا۔ جہاں وہ قتل کر دیا گیا۔

محمد تغلق

(۱۳۲۵ء تا ۱۳۵۱ء) شہنشاہ دہلی۔ اصل نام جونا خان تھا۔ عالم، فاضل فنونِ لطیفہ کا قدردان، فلسفہ، ہیئت، حساب، منطق اور سائنس میں مہارت رکھتا تھا۔ خوش نویس ہونے کے ساتھ ساتھ طب پر بھی عبور تھا۔ اپنے زمانے کا ارسطو کہلایا جاتا تھا۔ اس نے دکن کو

اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ اتنی وسیع سلطنت کا انتظام دہلی میں رہ کر سنبھالنا مشکل تھا۔ اس لئے اس نے دہلی کی دیوگری کو اپنا دارالخلافہ بنا کر عوام کو نقل مکانی کا حکم دیا۔ جس سے ہزاروں لوگ سفر کی تکلیف میں مارے گئے۔ کچھ ہی عرصہ بعد اس نے اپنا پہلا ارادہ تبدیل کر کے دوبارہ دہلی کو ہی صدر مقام بنالیا۔ جس سے دوبارہ عوام کو جانی اور مالی نقصان ہوا۔ پھر اسے ایران اور چین فتح کرنے کا خبط سوار ہوا تو اس نے تین لاکھ ستر ہزار گھوڑ سوار فوج تیار کروائی۔ لیکن جب تیاری مکمل ہوئی۔ تو ارادہ بدل کر فوج کو برخاست کر دیا۔ فوج نے اپنے ہی ملک میں لوٹ مار شروع کر دی خزانہ خالی ہونے کے باعث تانبے کا سکہ جاری کیا ٹھٹھہ کے قریب بعارضہ بخار وفات پائی۔

سلطان محمد فاتح (دوم)

(دورِ حکومت ۱۴۵۱ء تا ۱۴۸۱ء) فاتح قسطنطنیہ اپنے باپ مراد ثانی کی وفات پر محمد ثانی کا لقب اختیار کر کے ترکی کے تخت خلافت پر بیٹھا اور دو سال کی تیاری کے بعد قسطنطنیہ پر جو بازنطینی سلطنت کا صدر مقام تھا حملہ کر دیا۔ شہر کا محاصرہ کرنے کے بعد اس نے ترکی بحری بیڑے کو حملے کا حکم دیا۔ لیکن دشمن نے سمندر میں زنجیریں باندھ رکھی تھیں جس کے سبب بحری آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔ سلطان محمد فاتح نے خشکی پر چھ میل تک لکڑی کے تختے ڈلوا کر ان کو چربی سے چکنا کیا اور راتوں رات تختوں پر سے کشتیوں کو دھکیلتا ہوا باسفورس میں قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے پہنچا دیا اور حملہ کر کے شہر فتح کر لیا جنگ میں قیصر مارا گیا۔ سلطان نے کئی معرکے خوبی سے فتح کئے۔ ۱۴۸۱ء میں اس نے اٹلی پہ حملہ کرنے کے لئے ایک زبردست فوج تیار کی لیکن زندگی نے ساتھ چھوڑ دیا۔ اور موت نے آ لیا۔ علم دوست تھا اور شاعروں عالموں کو وظیفے دیا کرتا تھا۔ اس نے بہت سے مدرسے بھی تعمیر کروائے۔

محمد انور سادات

(۱۹۱۸ء تا ۱۹۸۱ء) اصل نام محمد انور سادات مصری محب وطن رہنما۔ سیاستدان اور صدر پیدائش طلحہ صوبہ میں ہوئی۔ ۱۹۳۸ء میں ملٹری اکیڈمی سے گریجویشن کرنے کے بعد سگنل کور میں ملازم ہوئے اور ملکی سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ اس جرم میں کئی بار گرفتار ہوئے اور بالآخر فوج سے نکال

دیئے گئے۔ ۱۹۵۰ء میں کیپٹن کے عہدے پر بحال کئے گئے۔ ۱۹۵۲ء میں جنرل نجیب اور کرنل ناصر کی قیادت میں فوج نے شاہ فاروق کی حکومت کا تختہ الٹ دیا تو سادات کو ریڈیو اور ٹی وی کا محکمہ سونپا گیا تاکہ یہ عوام کو انقلاب کی اہمیت سے آگاہ کر سکیں۔ ۱۹۵۶ء میں اسلامی کانگریس کے جنرل سیکرٹری اور ۱۹۵۶ء میں وزیر مملکت نامزد ہوئے۔ ۱۹۷۰ء میں عارضی صدر مقرر ہوتے۔ ۱۹۷۳ء کی عرب اسرائیل جنگ میں مصری فوجوں کی قیادت کی جس کے صلے میں "سنائی" میڈل حاصل کیا۔ ۱۹۷۷ء میں چھ سال کے لئے صدر منتخب ہوئے۔ انہوں نے اپنے عہد میں اسرائیلی حکومت کو تسلیم کر لیا اور ۱۹۷۸ء میں امریکہ جاکر کیمپ ڈیوڈ معاہدے پر دستخط کئے۔ ۱۹۸۰ء میں مصری پارلیمنٹ نے انہیں آئین میں تبدیلی کر کے تاحیات صدر بنا دیا۔ ۱۹۸۱ء کو قاہرہ میں فوجی پریڈ کے دوران گولی مار کر ہلاک کر دیئے گئے۔

سلطان محمود غزنوی

۹۷۱ء میں پیدا ہوا۔ غزنی کا بادشاہ جو اپنے والد سبکتگین کی موت کے بعد ۲۷ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ اس بہادر سلطان نے ہندوستان پر سترہ کامیاب حملے کئے۔ پہلا حملہ ۱۰۰۱ء کو کیا اور چند سرحدی قلعے فتح کر لئے۔ اگلے ہی سال راجا جے پال کو پشاور کے قریب شکست دی۔ ۱۰۰۵ء میں ملتان پر قبضہ کر لیا۔ ۱۰۰۸ء میں جے پال کے بیٹے آنند پال کو شکست دی۔ کیونکہ اس نے حاکم ملتان کی اس کے خلاف مدد کی تھی۔ ۱۰۰۹ء میں نارائن پور کے راجا کو مطیع کیا۔ ۱۰۱۲ء میں تھانیسر فتح کیا اور دو مرتبہ کشمیر پر فوج کشی کی۔ ۱۰۱۸ء میں سلطان دریائے جمنا تک جا پہنچا اور قنوج پر چڑھائی کی اور راجا بھیم سین کو شکست دی۔ ۱۰۲۲ء میں گوالیار کے راجا کو سرنگوں کیا اور کالنجر کے راجا کو باجگزار بننے پر مجبور کیا۔ اس کی آخری اور سب سے مشہور مہم تسخیر سومنات ہے جہاں تمام ہندوستان کی دولت سے زیادہ دولت جمع تھی۔ اس نے ۱۰۲۶ء میں سومنات کو تسخیر کر کے بے شمار دولت اکٹھی کی اور غزنی لے گیا۔ جب وہ مرا تو اس کی سلطنت بحیرہ خزر اور عراق سے لے کر دریائے گنگا تک اور بحیرہ ارال ماوراءالنہر سے بحیرہ عرب سندھ اور راجپوتانے تک پھیلی ہوئی تھی۔ ۱۰۳۰ء میں وفات پائی۔

سلطان مظفر الدین قاچار

(دورِ حکومت ۱۸۸۰ء تا ۱۹۰۷ء) مظفر الدین شاہ کا بیٹا جو باپ کے قتل کے بعد ایران کے تخت

پر بیٹھا۔ اس کے زمانے میں انگریزی حکومت اور زارِ روس کا اثر ایران پر بہت بڑھ گیا تھا۔ شاہ نے برطانیہ سے قرضہ لیا اور خلیج فارس کے درآمدی برآمدی محاصل برطانیہ کو رہن رکھ دیئے۔ پھر شاہ نے روس سے قرضہ لے کر بقایا ملک کے محاصل روس کو رہن رکھ دیئے۔ ۱۹۰۱ء میں ساٹھ سال کے لئے تیل نکالنے کا ٹھیکہ ایک انگریز کو دے دیا۔ ۱۹۰۶ء میں شاہ کے خلاف جمہوری تحریک نے زور پکڑا تو تشدد کے باوجود شاہ کو ایک آئین پر دستخط کرنے پڑے اور مجلس (پارلیمنٹ) قائم کرنی پڑی۔

معتصم باللہ

خلیفہ (دورِ حکومت ۸۳۳ء تا ۸۴۲ء) والد کا نام ہارون الرشید تھا۔ آٹھواں عباسی خلیفہ معتزلی مکتبِ فکر کا سرپرست تھا۔ اس کے دورِ حکومت میں زبطرہ اور عموریہ فتح ہو کر سلطنت میں شامل ہوئے۔ پہلے یہ علاقے رومیوں کے قبضے میں تھے۔ انہوں نے اپنا دارالحکومت بغداد سے سامرا منتقل کیا۔

نورالدّین جہانگیر

۱۵۶۹ء سے ۱۶۲۷ء کے عہد کا مغل فرماں روا جو اکبر اعظم کا بیٹا تھا اور اس کی وفات پر تخت نشین ہوا اور نورالدین جہانگیر کا لقب اختیار کیا۔ اس نے کئی مفید اصلاحات کیں۔ کان، ناک اور ہاتھ وغیرہ کاٹنے کی سزائیں منسوخ کیں۔ شراب و دیگر نشہ آور اشیاء کا استعمال حکماً بند کر دیا۔ کئی ناجائز محصولات ہٹا دیئے۔ فریادیوں کی داد رسی کے لئے اپنے محل کی دیوار سے ایک زنجیر لٹکا دی۔ جسے زنجیرِ عدل کہا جاتا تھا۔ ۱۶۰۶ء میں اس کے بیٹے خسرو نے بغاوت کر دی اور آگرہ سے نکل کر پنجاب تک جا پہنچا۔ اس بغاوت میں سکھوں کے گورو ارجن دیو نے بھی اس کی مدد کی۔ جہانگیر نے اسے شکست دی اور اس طرح گورو ارجن دیو بھی عتابِ شاہی میں آ گئے۔ ۱۶۱۴ء میں شہزادے خرم نے میواڑ کے راجہ رانا امر سنگھ کو شکست دی۔ ۱۶۲۰ء میں کانگڑھ خود جہانگیر نے فتح کیا۔ جہانگیر ہی کے زمانے میں انگریز (سر ٹامس رو وسیتر کے ذریعے) پہلی بار ہندوستان میں تجارتی حقوق حاصل کرنے کی نیت سے آئے۔ جہانگیری مصوری اور فنونِ لطیفہ کا بہت شوقین تھا۔

Marfat.com

اس نے اپنے حالاتِ زندگی اپنی کتاب "تزکِ جہانگیری" میں لکھے ہیں۔ شراب نوشی کے باعث آخری عمر میں بیمار رہتا تھا۔ ۱۶۲۷ء میں کشمیر سے واپس آتے وقت راستے میں بھمبر کے مقام پر انتقال کیا۔ لاہور کے قریب شاہدرہ میں دفن ہوا۔

چاند بی بی

احمد نگر کی حکمران ۱۵۴۷ء کی ایک بہادر حکمران خاتون حسین نظام شاہ احمد نگر (دکن) والد کا نام تھا۔۔۔ علی عادل شاہ مردان کی بیوی تھیں۔ فنونِ سپہ گری میں مشتاق تھیں۔ میدانِ جنگ میں خود غنیم کا مقابلہ بڑی بہادری سے کرتیں۔ اکبر اعظم نے شہزادے مراد کو احمد نگر پر فوج کشی کرنے کے لئے روانہ کیا لیکن اس شیردل خاتون نے ۱۵۹۵ء میں مغل فوجوں کو شکست دے کر بے نیل مرام واپس بھیج دیا۔

دوسرے سال یہ مہم دانیال کی قیادت میں روانہ کی گئی لہٰذا میدانِ جنگ گوداوری ندی کے کنارے بنا۔ زبردست مقابلہ ہوا۔ یہاں تک کہ خود اکبر اعظم کو مقابلے پر آنا پڑا۔ لیکن بعدازاں احمد نگر کے غدار قلعدار حمید خان کے ضمیر کو خرید لیا گیا اور اس نے سوتے میں وار کر کے اس بہادر خاتون کو قتل کر دیا اور یوں ۱۵۹۹ء میں احمد نگر پر اکبر کا قبضہ ہو گیا۔

حجاج بن یوسف الثقفی

۶۶۱ء تا ۷۱۴ء کے دور کا بنو امیہ کا ایک جرنیل یہ طائف کے ایک گمنام گھرانے میں پیدا ہوا جس کا تعلق قبیلہ ثقیف سے تھا۔ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اس کی ذہانت دیکھ کر اسے سپہ سالارِ فوج بنا دیا اس کی قیادت میں پہلی لشکر کشی عبداللہ بن زبیرؓ کے خلاف ہوئی۔ جو حجاز میں خلافت قائم کر چکے تھے۔ حجاج نے ان پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا اور ان کی خلافت کا خاتمہ کر دیا۔ جب عبداللہ بن زبیرؓ نے کعبہ میں پناہ لی تو حجاج کے حکم سے خانہ کعبہ پر منجنیقوں سے سنگ زنی کی گئی جس سے حجرِ اسود کے تین ٹکڑے ہو گئے۔ بعدازاں اس نے خانہ کعبہ میں آگ بھی لگا دی جس سے دیواروں میں دراڑیں پڑ گئیں۔ اس کی خدمات کے صلے میں اسے عراق کا گورنر بنا دیا گیا جو خوارج اور اہلِ تشیع کی آماجگاہ تھا۔ حجاج نے اپنی سخت گیر پالیسی کے بعد وہاں امن و امان قائم کر دیا۔ بقول مالک بن دینار حجاج نے عراق میں ایک لاکھ سے زائد انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جب واسط کے مقام پر اس کی وفات ہوئی تو اس کی جیل میں پچاس ہزار مرد اور **بیس ہزار عورتیں قید تھیں۔**

حجاج کا شمار عرب کے چند نامور خطیبوں میں ہوتا ہے۔ اس کے علمی کارناموں میں عربی زبان میں "اعراب"

Marfat.com

دینے لگے۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ میں دیگر مسلمان رہنماؤں کے ساتھ آپ نے بھی ترکوں کے حق میں آواز بلند کی۔ اس وقت شیخ الہند مولانا محمود حسن بھی مدینہ میں تھے۔ شریفِ مکّہ نے دونوں حضرات کو انگریزوں کے سپرد کر دیا۔ انگریزوں نے ان دونوں کو مالٹا بھیج دیا۔ جنگ کے بعد رہائی نصیب ہوئی بعد ازاں ۱۹۲۱ء میں خلافت اور ترکِ موالات کے سلسلے میں آپ پر بغاوت کا مقدمہ چلا اور تین سال سزا ہوئی۔ سزا کاٹنے کے بعد پھر آپ درس و تدریس میں مشغول ہو گئے اور سیاسی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتے رہے۔ حضرت مولانا حسین مدنی ایک جید عالم تھے۔ مولانا محمود حسن کے بعد آپ کو شیخ الہند کا خطاب دیا گیا۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے اعزازی صدر تھے۔ آپ کے شاگردوں اور معتقدوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔

حُر بن یزید تمیمی

بنو تمیم کا وہ فوجی سردار جسے ابن زیاد نے حضرت امام حسین علیہ السّلام کے آنے کی خبر سن کر ایک ہزار سپاہیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ حُر اپنے دستے کے ساتھ امام حسینؓ اور اُن کے اہلِ خانہ کے دائیں بائیں لگا رہا اور انہیں میدانِ کربلا تک لے آیا اس وقت اُسے خیال نہ تھا۔ کہ معاملہ اس قدر سنگین ہو گا۔ لیکن جب اس نے محسوس کیا کہ ابنِ زیاد مصالحت کے لئے کسی بھی صورت تیار نہیں اور اُس کی نیّت میں فتور ہے تو حُر اپنے سابقہ رویّے پر سخت متاسف ہوا اور تلافی کی خاطر جنگ سے قبل ہی اپنے بھائی، بیٹے، بیوی اور غلام سمیت حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ساتھ مل گیا اور ان کے ہی ہمراہ دادِ شجاعت دیتے ہوئے اپنی جان نذر کی اور شہادت پائی۔

سلطان حیدر علی

(۱۷۲۲ء تا ۱۷۸۰ء) والی سلطنت خداداد میسور۔ نسلاً افغان تھے۔ ان کے پردادا گلبرگہ (دکن) میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ ان کے والد فتح محمد ریاست میسور میں فوج دار تھے۔ پانچ برس کی عمر میں والد کا انتقال ہوا، تو چچا نے اپنی سرپرستی میں لے کر فنونِ سپاہ گری سکھلاتے۔ ۱۷۵۲ء میں حیدر علی راجہ میسور کی فوج میں ملازم ہوئے۔ اور بڑی بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ریاست کو مرہٹوں سے بچایا۔ ۱۷۵۵ء میں راجا نے حیدر علی کو فوج کا سپہ سالار مقرر کیا۔ ریاست کی بدانتظامی اور راجا کی نااہلی کے سبب حیدر علی نے راجا کا وظیفہ مقرر کر کے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اس وقت ریاست میسور صرف ۳۳ گاؤں پر مشتمل تھی۔ لیکن حیدر علی نے تھوڑے ہی عرصہ میں اسّی ہزار مربع میل کے رقبے کو ریاست میں شامل کر لیا۔ انگریزوں

Marfat.com

کے خلاف حیدر علی نے دو جنگیں لڑیں پہلی جنگِ میسور ۱۷۶۶ء تا ۱۷۶۹ء تک جاری رہی جس میں حیدر علی نے انگریزوں کو مدراس کی دیواروں تک پہنچ کر صلح پر مجبور کر دیا۔ دوسری جنگِ میسور ۱۷۸۰ء تا ۱۷۸۴ء تک جاری رہی جس میں اپنے مقابل انگریز افسر کرنل بیلی اور میجر منرو کو حیدر علی نے فیصلہ کن شکستیں دیں۔ اسی جنگ کے دوران میں سلطان نے سرطان کے موذی مرض میں مبتلا ہو کر وفات پائی۔

عدنان مندریز

(۱۸۹۹ء تا ۱۹۶۱ء) ترک سیاستدان۔ امریکن کالج ازمیر اور انقرہ یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۶ء میں نیشنل اسمبلی کے رکن بن کر اتاترک کی ری پبلکن پارٹی کے مقابلے میں ڈیموکریٹک پارٹی بنائی ۱۹۴۵ء تا ۱۹۵۰ء حزب اختلاف کے لیڈر رہے۔ ۱۹۵۴ء میں ڈیموکریٹک پارٹی کامیاب ہوئی تو مندریس نے وزارت بنائی اور وزیر اعظم مقرر ہوتے۔ ۱۹۶۰ء میں جنرل گرسل نے ان کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۶۱ء کو طویل مقدمے کے بعد انہیں غداری، قتل اور غبن کے الزام میں پھانسی کی سزا دے دی گئی۔

ابوجعفر منصور

(۷۵۴ء تا ۷۷۵ء) خلافت عباسیہ کا بانی۔ ابوالعباس السفاح کا بھائی جو اس کی موت کے بعد تخت نشین ہوا اور جو مکے سے فوراً کوفہ آیا اور عنانِ حکومت سنبھالی۔ کیونکہ شام میں اُس کے چچا عبداللہ بن علی نے بغاوت کر کے اپنی حکومت کا اعلان کر دیا تھا۔ منصور نے ابومسلم کی مدد سے عبداللہ بن علی کو گرفتار کر کے ایسے محل میں قید کر دیا۔ جس کی بنیادوں میں نمک بھرا ہوا تھا اور جو پہلی ہی بارش میں زمین بوس ہو گیا۔ اس کے خاتمے کے بعد اب اسے اپنا محسن ابومسلم کا اقتدار بھی دکھنے لگا تھا۔ لہٰذا اسے بھی حیلے بہانے دربار میں قتل کر دا دیا اور اس طرح عباسی سلطنت کی بنیادیں اتنی مضبوط کر دیں کہ یہ سلطنت پانچ سو برس تک قائم رہی۔ گو کہ منصور کے دامن پر اپنے محسنوں کا خون تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ بڑا مدبر، باہمت اور انتہائی درجے کا مستقل مزاج فرماں روا تھا۔ وہ بڑا کفایت شعار تھا اور بیت المال پر کڑی نظر رکھتا تھا۔ وہ بلند پایہ عالم اعلیٰ درجے کا خطیب اور علماء فضلاء کا قدردان تھا۔ ۱۵۸ھ حج کو جا رہا تھا کہ راستے میں بیمار ہوا اور انتقال کر گیا۔

Marfat.com

موسیٰ بن نصیر

جرنیل (۶۴۰ء تا ۷۱۶ء) مشہور عرب سپہ سالار۔ فاتح افریقہ واندلس۔ خلیفہ عبدالملک کے عہد میں افریقہ کے بربر قبائل کی مہم پر روانہ کیا گیا اور جسے اس نے بڑی کامیابی سے سر کیا۔ بعدازاں اپنے نائب طارق بن زیاد کو آبنائے جبل الطارق کے راستے اسپین روانہ کیا اور پھر خود بھی اس کی مدد کو روانہ ہوا یہ دونوں شمالی حصّوں کو فتح کرنے کے بعد افریقہ کے راستے شام واپس آ گئے اور پورے مفتوحہ علاقے افریقہ کے عوام کو مشرف با اسلام کیا۔ مال و دولت کا انبار لاکر خلیفہ عبدالملک کے قدموں میں ڈال دیا۔ لیکن عبدالملک کے بعد اس کے بھائی سلیمان بن عبدالملک نے اس سے تمام وہ اعزازات چھین لیے جو اس کے بھائی نے موسیٰ کو دیئے تھے اور اسے معزول کر کے اس پر خیانت کا مقدمہ قائم کیا اور بھاری جرمانہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ جس سے یہ اولوالعزم اور بہادر جرنیل دل برداشتہ ہو کر وفات پا گیا۔

نادر شاہ دُرّانی

(دورِ حکومت ۱۷۳۶ء تا ۱۷۴۷ء) ایرانی فاتح خراسان کے ایک گاؤں میں پیدائش ہوئی۔ بائیس سال کی عمر میں علی بیگ افشار گورنر کا ملازم ہوا۔ گورنر نے بہادری اور وفاداری سے متاثر ہو کر اپنی بیٹی بیاہ دی۔ افشار کی موت کے بعد نادر شاہ ابی وَرد کا گورنر مقرر ہوا لیکن جلدی برطرف کر دیا گیا۔ اِس نے ڈاکو بن کر لُوٹ مار شروع کی اور ایک فوج اکٹھی کر کے پہلے نیشاپور اور پھر مشہد فتح کر لیا۔ تین سال بعد کابل اور غزنی کو فتح کر کے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ ۱۷۳۹ء میں ہندوستان پر حملہ آور ہوا اور محمد شاہ رنگیلا کی فوجوں کو شکست دے کر لُوٹ مار کر کے دہلی سے کوہِ نور ہیرا اور تختِ طاؤس ساتھ لے گیا۔ بعدازاں قبیلے کے آدمیوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔

نورجہاں

ملکہ ہندوستان (وفات ۱۶۴۵ء) نام مہرالنساء۔ ایران کے معزز خاندان کے رکن غیاث مرزا کی لڑکی جو قندھار کے مقام پر اس وقت پیدا ہوئی جب باپ ہندوستان تلاش معاش کے لئے جارہا

Marfat.com

تھا۔ اکبر نے اسے داروغہ محلات مقرر کیا۔ مہرالنساء جوان ہوئی تو اس کی شادی بردوان کے حاکم علی قلی خان (شیرافگن) سے کر دی گئی۔ جہانگیر کی تخت نشینی کے بعد علی قلی خان نے قطب الدین کو کہہ کر قتل کر دیا اور خود بھی قتل ہوا۔ نور جہاں قیدی بن کر جہانگیر کے سامنے لائی گئی اور جہانگیر نے اسے ملکہ بنا دیا۔ اس نے نور جہاں کے باپ کو اعتماد الدولہ اور بھائی کو آصف جاہ کے خطاب دے کر اعلیٰ عہدوں پہ فائز کیا لیکن جہانگیر کی وفات کے بعد اس کا اقتدار بھی ختم ہو گیا۔ شاہ جہاں نے پنشن مقرر کر دی۔ نور جہاں نے لاہور میں قیام کیا۔ اور وہیں دفن ہوئی۔

نورالدین زنگی

دورِ حکومت (۱۱۴۶ء-۱۱۷۴ء) عمادالدین کا بیٹا۔ باپ کی وفات کے بعد شام کا حاکم بنا اور حلب کو اپنا دارالحکومت بنایا۔ انگریزوں کے خلاف کئی جنگیں لڑیں۔ ۱۱۵۴ء میں دمشق فتح کیا۔ زنگی علاقے اور بیت المقدس کی درمیانی رکاوٹ دور کی۔ اس کے بعد انطاکیہ اور رہا کے علاقے فتح کئے۔ وفات ۱۱۷۴ء میں ہوئی۔

ہارون الرشید

(۷۶۶ء تا ۸۰۹ء) چوتھا عباسی خلیفہ۔ عباسیوں میں سب سے بڑا صاحبِ سلطنت بہادر اعلیٰ منتظم۔ صاحبِ فراست خلیفہ شمار ہوتا ہے۔ اس کے ابتدائی دور میں امام حسنؓ کے پڑپوتے ادریس اور یحییٰ بن عبداللہ نے علمِ بغاوت بلند کیا۔ لیکن ناکام رہے۔ اس کے دور میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں جن کو دنیا فراموش کر چکی تھی بغداد میں عربی میں ترجمہ ہو کر منظرِ عام پر آئیں۔ امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام محمدؒ اور امام موسیٰ کاظمؒ اس کے دور کے علماء میں سے تھے۔ امام موسیٰؒ کو اس نے قاضی القضاۃ مقرر کر رکھا تھا جو فقہ حنفی کے بہت بلند عالم ہیں۔ اس کے علاوہ علوم ہندسہ۔ ہیئت۔ نجوم اور فلسفہ کے ماہرین بھی اس کی سرپرستی میں موجود تھے۔ ملک میں امن و امان۔ رعایا خوشحال اور مطمئن تھی۔ خود میدانِ جنگ میں شیر دل سپاہی۔ خوشی کی محفلوں میں زندہ دل نوجوان رات کے پچھلے حصوں میں شب بیدار رہنے والا تھا۔ رومیوں پر متعدد بار فوج کشی کی اور ہر بار فتح مند رہا۔

Marfat.com

ہشام بن عبدالملک

نواں اموی خلیفہ۔ یزید بن عبدالملک کے بعد ۱۰۵ ہجری میں خلیفہ ہوا۔ یہ ۷۲ ہجری میں عائشہ بنت ہشام کے بطن سے پیدا ہوا۔ باپ نے منصور اور ماں نے ہشام نام رکھا جو مشہور ہوا۔ ناحق خون کو بُرا سمجھتا تھا اور حق دار کو پُورا پُورا حق ادا کرتا تھا۔ یزید کی وفات کے وقت یہ رصافہ میں تھا۔ وہاں سے دمشق پہنچ کر خلافت سنبھالی۔ ۱۰۷ ہجری میں قیصریہ روم فتح کیا۔ ۱۰۸ھ میں خنجرہ پر قبضہ کیا۔ ۱۱۰ھ میں ترکی پر فوج کشی کر کے خاقان کو شکست دے کر علاقہ پر قبضہ کیا۔ ۱۱۲ھ خراسان کو حکومت میں شامل کیا۔ ۱۲۱ھ میں زید بن علی زین العابدین نے علمِ بغاوت بلند کیا۔ جسے شکست دی۔ بازنطینوں سے بحر و بر میں لڑائیاں ہوئیں۔ اس کی فوجیں فتوحات کرتی ہوئیں بحر قزوین تک پہنچ گئیں۔ اس کے عہد میں فرانس پر پانچ حملے ہوئے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ ۱۰۷ھ کے بعد سے سندھ میں فتوحات کا سلسلہ شروع کیا۔ جنید بن عبدالرحمٰن کو سربراہ مقرر کیا جس نے جے سنگھ کی فوجوں کو شکست دیتے ہوئے مارواڑ، مالوہ، بھلیمان، گجرات سمیت بہت سے علاقے فتح کئے۔ خناق کے مرض میں مبتلا ہو کر رصافہ میں وفات پائی۔

نصیر الدین ہمایوں

(۱۵۰۸ء تا ۱۵۵۶ء) بابر کا بیٹا مغلیہ خاندان کا دوسرا بادشاہ۔ پیدائش قابل میں ہوئی۔ باپ کے ساتھ ہندستان آیا اور پانی پت کی لڑائی میں نمایاں کارنامے سرانجام دیئے۔ باپ کی وفات پر ۱۵۳۰ء میں ہندستان کا بادشاہ بنا۔ اس وقت مشرق میں افغانوں کا زور تھا۔ جو بنگال اور بہار سے اُٹھ کر جونپور اور اطراف پر قابض ہو گئے۔ مغرب میں گجرات کا سلطان بہادر شاہ مالوہ پر قبضہ جما بیٹھا۔ راجپوت بھی قسمت آزمائی کے لئے تیاری کر رہے تھے۔ ہمایوں نے ۱۵۳۴ء میں چتوڑ کے قریب بہادر شاہ کو شکست دی۔ لیکن شیر خان نے بہار میں افغانوں کو منظم کیا۔ ۱۵۳۹ء میں بکسر کے مقام پر ہمایوں سے مقابلہ ہوا اور شیر خان نے اسے شکست دی ۱۵۴۰ء میں دوسری بار شکست سے ہمایوں کی ہمایوں کی حکومت ہندوستان میں ختم ہو گئی اور شیر خان شیر شاہ سُوری کے لقب سے بادشاہ بنا۔ ۱۵۵۴ء میں ہمایوں نے ایرانی فوج کی مدد سے دوبارہ ہندوستان پر حملہ کیا اور سکندر شاہ سُوری کو شکست دی اور دوبارہ ہندوستان کی حکومت

Marfat.com

حاصل کی ۱۵۵۶ء کو کتب خانے کی چھت سے اُترتے ہوئے گر کر شدید زخمی ہوا اور ۲۴ جنوری کو وفات پاگیا۔ ہمایوں عادل۔ فیاض اور عالی ظرف بادشاہ تھا۔

یحییٰ برمکی

حکمران (وفات ۸۰۵ء) والد کا نام خالد برمکی تھا۔ عباسی خلیفہ منصور کے جانشین مہدی (۷۷۵ء تا ۷۸۵ء) نے اپنے لڑکے ہارون الرشید کی تعلیم پر یحییٰ برمکی کو مامور کیا۔ جب ہارون الرشید اپنے بھائی ہادی کی مختصر سی حکمرانی (۷۸۵ء تا ۷۸۶ء) 785 تا 786 کے بعد مسندِ خلافت پر بیٹھا تو اس نے یحییٰ برمکی کو والد کی طرح احترام دیا۔ غیر محدود اختیارات دے کر اپنا وزیر بنایا۔ اس کے بعد اس کے دو لڑکے فضل اور جعفر (۷۸۶ء تا ۸۰۳ء) تک وزارت اور حکمرانی کے کام پر مامور رہے۔

786 تا 803

یوسف بن تاشفین

(وفات ۱۱۰۶ء) مغربی افریقہ کا نامور فاتح اور حکمران۔ مرابطیوں کا طاقتور جرنیل اسے المعتمد والیِ اندلس نے مراکش آنے کی دعوت دی۔ یوسف بن تاشفین نے جنوبی ہسپانیہ میں بلا مقابلہ پیشقدمی کی اور اپنے عیسائی حریف الفانسو ششم سے نبرد آزما ہوا۔ اسے ۱۰۸۶ء میں عبرتناک شکست دی اور واپس لوٹ گیا۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد تسخیر مملکت کی خواہش اسے پھر اسپین لے آئی۔ چنانچہ ۱۰۹۰ء میں وہ غرناطہ میں داخل ہوا اور اگلے سال کئی دوسرے اہم شہر فتح کر کے تمام اسلامی اسپین پر سوائے تولیدو کے، قبضہ کر لیا۔

رشید کرامی

لبنان کے سابق وزیر اعظم

آپ ۱۹۲۱ء میں پیدا ہوئے۔ والد عبدالحمید کرامی۔ آپ نے اعلیٰ تعلیم قاہرہ (مصر) میں فواد یونیورسٹی سے حاصل کی۔ ۱۹۵۰ء میں سیاست میں حصہ لینا شروع کیا ۱۹۵۴ء میں لبنان کے وزیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۶۵ء تک لبنان کے وزیر اعظم رہے۔ پھر ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۰ء تک لبنان کے وزیر اعظم رہے۔ ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۶ء تک وزیر اعظم رہے۔ ۱۹۶۶ء سے ۱۹۶۸ء

پانچویں مرتبہ لبنان کے وزیر اعظم تھے۔ ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۰ء تک وزیر اعظم رہے۔ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۶ء تک وزیر خزانہ۔ وزیر دفاع۔ وزیر اطلاعات۔ وزیر زراعت وزیر سیاحت اور ہاؤسنگ کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دے رہے تھے کہ یکم جون ۱۹۸۷ء کو ہیلی کاپٹر میں سفر کے دوران بم کے اچانک پھٹنے سے ہلاک ہو گئے۔

محمد علی جناح بانیٔ پاکستان

دسمبر ۱۸۷۶ء کو کراچی کے تاجر جناح پونجا کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سندھ مدرسہ میں حاصل کی مشن ہائی سکول کراچی میں بھی زیر تعلیم رہے۔ ۱۸۹۲ء میں انگلستان گئے اور بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۹۶ء میں کراچی واپس آئے۔ چنانچہ ۱۸۹۷ء میں بمبئی جا کر وکالت شروع کی۔ ۱۹۰۶ء میں بمبئی ہائی کورٹ کے ایڈووکیٹ ہو گئے۔ ۱۹۰۹ء میں مسلمانوں کی طرف سے امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۱۰ء میں ہندو مسلم اتحاد کانفرنس میں نمایاں طور پر حصہ لیا جو ۱۹۱۱ء میں ناکام ہو گئی۔ لیکن آپ نے جدوجہد جاری رکھی۔ ۱۹۱۲ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کی درخواست پر لیگ کونسل میں شریک ہوئے۔ ۱۹۱۳ء میں امپیریل کونسل میں اوقاف بل پیش کیا۔ یہ ایک غیر سرکاری ممبر کا پہلا بل تھا۔ جو قانون بنا انھی دنوں مسلم لیگ کے باقاعدہ رکن بن گئے۔ ۱۹۱۴ء میں انڈیا کونسل کی اصلاح کے سلسلے میں انگلستان چلے گئے۔ ۱۹۱۵ء میں آپ نے تمام مسلم لیڈروں کو مشورہ دیا کہ سب مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں۔ ۱۹۱۶ء میں کانگریس اور مسلم لیگ کے مشترکہ جلسے میں حصہ لیا۔ ۱۹۱۹ء میں رولٹ بل کے خلاف احتجاج کے طور پر امپیریل کونسل سے استعفاء دے دیا اور دسمبر ۱۹۱۹ء میں... مسلم لیگ کے مستقل صدر ہوئے۔ ستمبر ۱۹۲۰ء میں مسلم لیگ کی صدارت کی۔ ۱۹۲۱ء میں مرکزی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ مسلم لیگ کے پندرھویں سالانہ اجلاس کی صدارت کی۔ ۱۹۲۷ء میں جداگانہ نیابت کی حمایت کی۔ مارچ ۱۹۲۹ء کے جلسے میں ۱۴ نکات پیش کئے۔ ۱۹۳۰ء میں لندن کی گول میز کانفرنس میں حصہ لیا۔ ۳۵-۱۹۳۴ء میں مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کی جس میں قرارداد پاکستان منظور کی گئی۔ ۱۹۴۱ء میں لاہور میں طلباء کی کانفرنس برائے پاکستان کی صدارت کی۔ ۱۹۴۲ء میں الہ آباد میں مسلم لیگ کے اٹھائیسویں سالانہ اجلاس میں کرپس مشن کی تجویز پر روشنی ڈالی۔ جولائی ۱۹۴۳ء میں قائداعظم پر قاتلانہ حملہ کیا گیا لیکن محفوظ رہے۔ ۱۹۴۵ء میں شملہ کانفرنس میں شرکت کی۔ جو مسلم لیگ اور کانگریس میں سمجھوتہ نہ ہونے کی وجہ سے ناکام رہی۔ ۱۹۴۶ء میں لاہور۔ آسام۔ بنگال کا دورہ کیا۔ مسلمانوں کو حصول پاکستان کے لئے تیار کیا۔ وزارتی مشن سے ملاقات کی۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۴۶ء کو لندن کی پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ ہندوستان

Marfat.com

میں امنِ عامہ کا واحد علاج پاکستان ہے اسے تسلیم کر لیا جائے ۲۳/ مارچ ۱۹۴۷ء کو یوم پاکستان منایا گیا۔ آپ نے قوم کے نام پیغام دیا۔ ۷/ اگست ۱۹۴۷ء کو آپ کراچی پہنچ گئے۔ ۱۲/ اگست کو سرکاری طور پر مسٹر جناح کو قائدِ اعظم کا خطاب ملا۔ ۱۴/ اگست کو آپ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ پھر آپ نے ڈھاکہ میں ایک تقریر میں کہا کہ پاکستان کی ملکی زبان اُردو ہو گی۔ جولائی ۱۹۴۸ء میں کراچی میں پاکستان کے سرکاری بنک، سٹیٹ بنک آف پاکستان کا افتتاح کیا۔ ۷/ جولائی کو آپ کوئٹہ پہنچے۔ علالت کے سبب بستر پر دراز ہو گئے۔ ۱۱/ ستمبر ۱۹۴۸ء کو کوئٹہ سے طیارہ کے ذریعہ کراچی پہنچے اور اسی رات آپ کا انتقال ہوا۔ ۱۲/ ستمبر ۱۹۴۸ء کو کراچی میں سپردِ خاک کیے گئے۔

نوابزادہ لیاقت علی خان

پیدائش (۱۸۹۵ء) کرنال کے متمول گھرانے میں رکن الدولہ شمشیر جنگ نواب رستم علی خان کے گھر پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۸ء میں ایم۔ اے۔ او کالج علی گڑھ سے بی۔ اے کیا اور انگلستان جا کر قانون کی ڈگری حاصل کی۔ جب قائدِ اعظم مسلم لیگ کے صدر بن گئے تو لیاقت علی خان بھی مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ ۱۹۴۵ء میں جب ہندوستان کے وائسرائے لارڈ ویول نے شملہ کانفرنس طلب کی تو آپ نے قائدِ اعظم کے حکم سے مسلم لیگ کے نمائندے کی حیثیت سے شمولیت کی۔ جب مسلم لیگ نے ہندوستان کی عارضی حکومت میں ہونے کا فیصلہ کیا تو لیاقت علیخان کو وزیر خزانہ مقرر کیا گیا۔ تقسیم ملک کے بعد پاکستان کے پہلے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ آپ کے عہد میں مہاجرین کی آباد کاری دوسرے ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات ان کی اعلیٰ بصیرت کا نمونہ ہے۔ ۱۱/ ستمبر ۱۹۴۸ء کو قائدِ اعظم کی وفات کے بعد آپ نے قوم کی بہترین رہنمائی کی۔ ۱۹۵۰ء میں مغربی اور مشرقی بنگال میں ہندو مسلم فسادات کے سلسلہ میں آپ نے پنڈت نہرو سے ایک معاہدہ کیا جو لیاقت نہرو پیکٹ کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۶/ اکتوبر ۱۹۵۱ء راولپنڈی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے ایک شقی القلب شخص سید اکبر نے گولی مار کر ہلاک کر دیا آپ کی میت کو کراچی لا کر اعزاز کے ساتھ اُن کے رہبر اور رفیق قائدِ اعظم کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

خواجہ ناظم الدین

(۱۸۹۴ء تا ۱۹۶۴ء) گورنر جنرل و وزیر اعظم پاکستان پیدائش ڈھاکہ میں ہوئی۔ تعلیم ایم۔ اے

Marfat.com

اور کالج علی گڑھ میں پائی۔ ۱۹۳۰ء میں بنگال کونسل کی حلیبی کمیٹی کے صدر رہے۔ ۱۹۴۱ء میں مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی کے قائد رہے قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۷ء میں مشرقی پاکستان کے پہلے وزیر اعلیٰ بنے۔ قائد اعظم کی وفات کے بعد ستمبر ۱۹۴۸ء کو پاکستان کے دوسرے گورنر جنرل بنائے گئے اکتوبر ۱۹۵۱ء لیاقت علی خان کے قتل کے بعد وزیر اعظم پاکستان بنے۔ ۱۹۵۳ء لاہور میں ختم نبوت کی تحریک کے سلسلے میں مارشل لاء کا نفاذ ہوا تو وزارتِ عظمیٰ سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ ڈھاکہ میں وفات پائی۔

ملک غلام محمد

(۱۸۹۵ء تا ۱۹۵۶ء) سابق گورنر جنرل پاکستان۔ جائے پیدائش لاہور۔ ریاضی۔ قانون اور معاشیات کے اعلیٰ تعلیم یافتہ۔ ابتداء سے امپیریل سروس میں رہے۔ شروع میں ریلوے بورڈ کے ڈائریکٹر۔ پھر محکمہ ڈاک کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر۔ جنگ کے دوران حکومت ہند کے کنٹرول آف جنرل سپلائز اینڈ پرچیز۔ پہلی گول میز کانفرنس میں نواب بھوپال کے ذاتی نمائندے کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ کچھ عرصہ حیدر آباد دکن میں وزیر خزانہ رہے پاکستان سے قبل ٹاٹا کمپنی کے حصہ دار اور مشیر اقتصادیات تھے پاکستان بننے کے بعد مالیات کے محکمے کے وزیر چنے گئے اکتوبر ۱۹۵۱ء کو لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد خواجہ ناظم الدین اُن کی جگہ وزیر اعظم اور ملک غلام محمد خواجہ ناظم الدین کی جگہ گورنر جنرل منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں انہوں نے خواجہ ناظم الدین کو برطرف کر دیا اور اکتوبر ۱۹۵۴ء میں ہنگامی حالات کا اعلان کرتے ہوئے آئین ساز اسمبلی توڑ دی۔

محمد علی بوگرہ

(۱۹۰۹ء تا ۱۹۶۳ء) سابق وزیر اعظم پاکستان سفیر امریکہ سفیر جاپان اور وزیر خارجہ۔ پیدائش بوگرہ میں ہوئی۔ ۱۹۳۰ء میں پریذیڈنسی کالج۔ کلکتہ سے بی۔ اے پاس کرنے کے بعد سیاسی زندگی کی ابتداء کی اور ضلع کی مختلف انجمنوں اور اداروں میں مصروفِ عمل رہے۔ ۱۹۳۰ء میں بنگال کی دستور ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوتے۔ ۱۹۳۷ء اور ۱۹۳۸ء میں ضلع مسلم لیگ کے صدر رہے ۱۹۴۳ء میں وزیر اعلیٰ بنگال کے پارلیمنٹری سیکرٹری۔ ۱۹۴۶ء میں صوبائی کابینہ میں وزیر خزانہ وصحت اور پھر وزیر اعلیٰ بھی رہے۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں برما میں پاکستان

Marfat.com

کے پہلے سفیر مقرر ہوئے۔ جولائی ۱۹۴۹ء میں کینیڈا میں پاکستانی ہائی کمشنر اور ۱۹۵۲ء میں امریکہ میں سفیر بنائے گئے۔ اپریل ۱۹۵۳ء سے اگست ۱۹۵۵ء تک پاکستان کے وزیر اعظم مقرر ہوئے اور ان کے ہی دورِ وزارت میں معاہدہ بغداد اور سیٹو کے معاہدے ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں دوبارہ امریکہ میں سفیر بنا کر بھیجے گئے۔ وہاں سے جاپان بطور سفیر تبادلہ ہوا اور جون ۱۹۶۲ء میں صدر محمد ایوب خان کی کابینہ میں وزیر خارجہ بنائے گئے۔

اسکندر مرزا

پاکستانی فوج کے آفیسر سابق گورنر جنرل سیاستدان پاکستان اول ملٹری کالج ہرسٹ کے فارغ التحصیل تھے۔ حکومتِ برطانیہ کی زیر سرپرستی ہندوستان میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ قیام پاکستان سے قبل حکومتِ ہند کی وزارت دفاع میں جائنٹ سیکرٹری کے عہدے پر رہے قیام پاکستان کے بعد جب پاکستان میں آئے تو انہیں وزارتِ دفاع کا سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ ۱۹۴۵ء میں مشرقی پاکستان کے گورنر بنائے گئے۔ بعد ازاں وزیر داخلہ کا عہدہ سنبھالا۔ ریاستوں اور قبائلی علاقوں کے محکمے بھی ان کے سپرد کئے گئے۔ ۶ر اگست ۱۹۵۵ء کو پاکستان کے گورنر جنرل ملک غلام محمد علالت میں مبتلا تھے تو انہیں قائم مقام گورنر جنرل مقرر کیا گیا۔ ۶ر اکتوبر ۱۹۵۵ء کو پورے اختیارات کے ساتھ گورنر جنرل بن گئے۔ ۵ مارچ ۱۹۵۶ء کو جمہوریہ پاکستان کے پہلے صدر منتخب ہوئے ۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو سیاسی بحران کے سبب ملک میں مارشل لاء نافذ کیا۔ ۲۷ر اکتوبر کو مارشل لاء کے چیف ایڈمنسٹریٹر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے انہیں برطرف کر کے خود ملک کا نظم و نسق سنبھال لیا۔ اسکندر مرزا ملک چھوڑ کر لندن چلے گئے اور ۱۹۶۹ء میں وفات پائی۔ وصیت کے مطابق ایران میں دفن ہوئے۔

چوہدری محمد علی

سابق وزیر اعظم پاکستان۔ (۱۹۰۵ء تا ۱۹۸۰ء) پاکستانی ماہر معاشیات۔ پیدائش جالندھر۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ ایس۔ سی (کیمیا) کی ڈگری لی۔ ۱۹۲۸ء میں انڈین آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس میں داخل ہوئے۔ ۱۹۳۲ء میں بہاولپور کے اکاؤنٹنٹ جنرل مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۶ء وزیر خزانہ حکومت ہند کے سیکرٹری بنے۔ ۱۹۳۹ء میں ڈپٹی فنانشل ایڈوائزر بنائے گئے ۱۹۵۱ء میں تقسیم کے بعد پاکستان کے پہلے سیکرٹری جنرل مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۱ء تا ۱۹۵۵ء وزیر خزانہ رہے۔ اگست ۱۹۵۵ء پاکستان کے وزیر اعظم بنائے گئے۔ ستمبر ۱۹۵۶ء میں مستعفی ہو گئے۔ ان کے عہد کا نمایاں کام ۱۹۵۶ء کے آئین کی منظوری ہے۔

Marfat.com

حسین شہید سہروردی

(۱۸۹۳ء تا ۱۹۶۴ء) پاکستانی سیاست دان۔ پیدائش مدنا پور (بنگال میں ہوئی۔ کلکتہ اور مدراس میں تعلیمی منازل طے کیں بعدازاں بی۔ ایس۔ سی کرنے کے بعد انگلستان جا کر آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم۔ اے اور بی۔ سی۔ ایل کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ہندوستان آکر وکالت کا پیشہ اختیار کیا لیکن اس کے ساتھ سیاست میں بھی حصہ لینا شروع کر دیا۔ کلکتہ کی تمام مزدور انجمنوں کی قیادت کرتے رہے۔ خلافت کی تحریک میں نمایاں حصہ لیا۔ ۱۹۴۶ء میں مختلف محکموں کی وزارت کے فرائض انجام دیتے ہوئے بنگال کے وزیر اعلیٰ بنائے گئے۔ کافی عرصہ تک بنگال کی صوبائی مسلم لیگ۔ کے سیکرٹری رہے۔ ۱۹۴۹ء میں عوامی مسلم لیگ کی بنیاد ڈالی اور پارٹی کے ٹکٹ پر کامیابی حاصل کر کے قومی اسمبلی کے رکن نامزد ہوئے۔ کئی سیاسی پارٹیوں سے وابستگی اور وزارتوں کے عہدوں کے بعد مارشل لاء کے نفاذ کے بعد جن سیاسی لیڈروں پر مقدمات قائم کئے گئے۔ ان میں سہروردی بھی شامل تھے۔ انتقال بیروت کے ایک ہوٹل میں ہوا۔ دفن ڈھاکہ میں کئے گئے۔

ابراہیم اسماعیل چندریگر

۱۸۹۶ء سے ۱۹۶۰ء کے زمانہ کے پاکستانی سیاستدان۔ بمبئی یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کر کے احمد آباد میں وکالت شروع کی۔ ۱۹۲۴ء میں احمد آباد میونسپل کارپوریشن کے ممبر ہوئے۔ ۱۹۲۷ء میں بمبئی... اسمبلی کے رکن چنے گئے۔ اگلے ہی سال بمبئی اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی کے ڈپٹی لیڈر منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۴۵ء تک بمبئی مسلم لیگ کے صدر رہے۔ ....

۱۹۴۷ء میں جب مسلم لیگ برصغیر کی عارضی حکومت میں شامل ہوئی تو لیگ کے نمائندے کی حیثیت سے وزارتِ تجارت کا عہدہ ان کے سپرد ہوا۔ اسی سال جنیوا میں اتحادی قوموں کی تجارتی کانفرنس میں برصغیر کی نمائندگی کی۔ آزادی کے بعد پاکستان کی مرکزی کابینہ میں اگست ۱۹۴۷ء تا ۱۹۴۸ء اور اگست ۱۹۵۵ء تا اگست ۱۹۵۶ء تک وزیر رہے۔ فروری ۱۹۵۰ء تا نومبر ۱۹۵۱ء صوبہ سرحد کے اور نومبر ۱۹۵۱ء تا مئی ۱۹۵۳ء صوبہ پنجاب کے گورنر رہے۔ کراچی میں انتقال ہوا۔

Marfat.com

فیروز خان نون

(۱۸۹۳ء تا ۱۹۷۰ء) پاکستانی سیاست دان و ماہر قانون۔ پیدائش موضع جہلم میں ہوئی۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی اور لنکن ان سے قانون کی ڈگری لے کر لاہور ہائی کورٹ میں وکالت شروع کی۔ ۱۹۲۲ء میں پنجاب میں مجلس قانون ساز کے ممبر بنے۔ جنوری ۱۹۲۶ء میں وزیر اعظم بنائے گئے۔ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۱ء تک انگلینڈ میں ہندوستان کے ہائی کمشنر رہے۔ قیام پاکستان کے بعد آئین ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور بیرونی ممالک میں متعدد پاکستانی وفود کی قیادت کی۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۲ء تک مشرقی پاکستان کے گورنر رہے۔ مارچ ۱۹۵۳ء پنجاب کے وزیر اعلیٰ نامزد ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں سہروردی کے مستعفی ہونے پر آپ نے مرکز میں نئی وزارت بنائی اور ۱۹۵۸ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔ انگریزی حکومت نے "سر" کا خطاب دیا جسے ۱۹۴۷ء میں مسلم لیگ کی ہدایت پر واپس کر دیا۔ انگریزی میں پانچ کتابیں تصنیف کیں جس میں (FROM MEMORY) آپ کی سرگزشت ہے۔ اس کا اردو ترجمہ "چشم دید" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ انتقال لاہور میں ہوا۔

ایوّب خان

سیاستدان سابق صدر پاکستان ۱۹۰۷ء میں صوبہ سرحد کے ضلع ہزارہ میں پیدا ہوئے تعلیم علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور رائل ملٹری کالج سینڈھرسٹ انگلینڈ میں حاصل کی۔ ۱۹۲۸ء میں انڈین آرمی میں شمولیت کی۔ دوسری جنگِ عظیم کے دوران برما کے محاذ پر ایک بٹالین کی کمان بھی کی۔ ۱۹۵۱ء میں افواج پاکستان کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۴ء میں وزیر دفاع کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۷ راکتوبر ۱۹۵۸ء کو صدر اسکندر مرزا نے آئین منسوخ کر کے ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا۔ بعد ازاں فوج نے انہیں لندن جلاوطن کر دیا اور عنانِ حکومت محمد ایوّب خان نے سنبھال لی۔ ۱۹۵۹ء میں انہوں نے بنیادی جمہوریت کا نظام قائم کیا۔ جس کے... منتخب ممبروں نے ان کی صدارت کی توثیق کی۔ ۱۹۶۵ء میں بنیادی جمہوریت کے ارکان نے انہیں دوبارہ صدر منتخب کیا۔ ۲۶ مارچ ۱۹۶۹ء کو ملک گیر ایجی ٹیشن کی بناء پر صدارت سے مستعفی ہو گئے اور اقتدار فوج کے کمانڈر انچیف جنرل یحییٰ خان کے سپرد کر دیا۔ ۲۰ اپریل ۱۹۷۴ء کو اسلام آباد میں انتقال ہوا۔

جنرل آغا محمد یحییٰ خان

پیدائش (۱۹۱۷ء) پاکستان کے سابق فوجی افسر اور صدر۔ پیدائش پشاور میں ہوئی پنجاب

Marfat.com

یونیورسٹی اور انڈین ملٹری اکیڈمی میں تعلیم پائی۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران متعدد محاذوں پر فوجی خدمات سرانجام دیں۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں نمایاں خدمات کے صلے میں ہلال جرأت کا اعزاز دیا گیا۔ ستمبر ۱۹۶۶ء میں جنرل محمد موسیٰ خان کے ریٹائر ہوتے پر کمانڈر انچیف مقرر ہوتے۔ ۱۹۶۸ء میں متحدہ محاذ نے صدر محمد ایوب خان کے خلاف تحریک چلائی تو ایوب خان ۲۵ / مارچ ۱۹۶۹ء کو مستعفیٰ ہو گئے تو زمام حکومت یحییٰ خان کے سپرد کر گئے۔ یحییٰ خان نے صدر بنتے ہی اگلے سال انتخابات کا اعلان کیا۔ ۳۰/جون ۱۹۷۰ء کو ون یونٹ ختم کر کے پنجاب۔ سندھ۔ سرحد اور بلوچستان کی صوبائی حیثیت بحال کر دی۔ ریاست بہاولپور کو پنجاب میں اور کراچی کو سندھ میں شامل کر دیا۔ سرحدی ریاستوں۔ سوات۔ دیر چترال کو ملا کر مالاکنڈ ایجنسی قائم کر دی۔ انہوں نے ۱۹۷۰ء میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کروائے۔ ۱۹۷۱ء کو مشرقی پاکستان پر بھارتی قبضے اور مشرقی پاکستان کے محاذ پر پاکستانی افواج کو غیر تسلی بخش کارکردگی کی بناء پر ملک بھر میں فوجی حکومت کے خلاف مظاہرے شروع ہوتے۔ تو ۲۰/دسمبر ۱۹۷۱ء کو یحییٰ خان نے اقتدار پیپلز پارٹی کے چیئرمین مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے کر دیا۔ ۸/جنوری کو انہیں نظر بند کر دیا گیا۔ ۱۹۷۷ء خرابی صحت کی بناء پر آزاد کر دیئے گئے۔ آپ کا ۱۹۸۰ء میں انتقال ہوا۔

ذوالفقار علی بھٹو

سابق وزیر اعظم پاکستان۔ ۱۹۲۸ء میں گڑھی بھٹو (لاڑکانہ سندھ) میں پیدا ہوتے والد شاہنواز بھٹو مشیر اعلیٰ حکومت بمبئی تھے۔ ۱۹۵۰ء میں برکلے یونیورسٹی (کیلی فورنیا) سے سیاسیات میں گریجویشن کی۔ ۱۹۵۲ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی سے قانون میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی۔ اسی سال مڈل ٹمپل لندن سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ یہ پہلے ایشیائی تھے جنہیں ایک یونیورسٹی (ساؤتھمٹن) میں بین الاقوامی قانون کا استاد مقرر کیا گیا۔ ۱۹۵۳ء میں سندھ ہائی کورٹ میں وکالت شروع کر دی۔

۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۰ء صدر محمد ایوب خان کی کابینہ میں وزیر تجارت ۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۲ء وزیر اقلیتی امور قومی تعمیر نو اور اطلاعات۔ ۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۵ء وزیر صنعت و قدرتی وسائل اور امور کشمیر۔ جون ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۶ء وزیر خارجہ کے عہدے پر فائز رہے۔ دسمبر ۱۹۶۷ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کی بنیاد ڈالی۔ ۱۹۷۱ء میں جنرل یحییٰ خان نے پاکستان کی عنان حکومت ان کے حوالے کر دی۔ ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۳ء تک صدر مملکت کے عہدے پر فائز رہے۔ ۱۴/اگست ۱۹۷۳ء کو نئے آئین کے تحت وزیر اعظم کا حلف

Marfat.com

اُٹھایا۔ ۱۹۷۷ء کے عام انتخابات میں خانہ جنگی کی کیفیت پیدا ہوگئی تو ۱۹۷۷ء کو جنرل محمد ضیاء الحق نے مارشل لاء نافذ کردیا ستمبر ۱۹۷۷ء میں مسٹر بھٹو نواب محمد احمد خان کے قتل کے الزام میں گرفتار کرلیے گئے۔ ۱۸/ مارچ ۱۹۷۸ء کو ہائی کورٹ نے انہیں موت کی سزا کا حکم سنایا۔ ۶ فروری ۱۹۷۹ء کو سپریم کورٹ نے ہائی کورٹ کے فیصلے کو بحال رکھا۔ ۴ اپریل کو انہیں راولپنڈی جیل میں تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔

چوہدری فضل الٰہی

(۱۹۰۴ء تا ۱۹۸۲ء) پاکستانی ماہر قانون و سیاستدان پیدائش گجرات میں ہوئی۔ زرعی کالج یونیورسٹی سے بی۔ ایس سی کیا اور تین برس محکمہ زراعت میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر رہے ۱۹۲۷ء میں علی گڑھ سے ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کیا اور گجرات میں وکالت شروع کی۔ ۱۹۳۳ء میں گجرات ڈسٹرکٹ بورڈ کے رکن چنے گئے۔ بعدازاں ۱۹۴۴ء میں گجرات مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر پنجاب اسمبلی کے رکن بنے۔ قیام پاکستان کے بعد حکومت پنجاب کے پارلیمنٹری سیکرٹری مقرر ہوئے۔ پھر ممدوٹ وزارت میں وزیر تعلیم رہے۔ وحدت مغربی پاکستان کے بعد گجرات سے مغربی پاکستان اسمبلی کے رکن چنے گئے۔ کچھ عرصہ ری پبلکن پارٹی میں گزارا۔ ۱۹۶۴ء میں دوبارہ مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور ۱۹۶۵ء میں قومی اسمبلی کے سینئر ڈپٹی سپیکر منتخب ہوئے۔ ۱۹۶۷ء میں آپ کو ہلال قائد اعظم کا اعزاز دیا گیا۔ ۱۹۶۹ء میں پیپلز پارٹی میں شامل ہوئے ۱۹۷۱ء میں انتخابات میں کامیابی پر پہلے سپیکر اور پھر نئے آئین کے نفاذ ۱۹۷۳ء میں صدر پاکستان بنائے گئے اور اس عہدے پر ۱۹۷۷ء کے مارشل لاء کے نفاذ کے بعد بھی فائز رہے لیکن ستمبر ۱۹۷۸ء میں مستعفی ہوگئے۔

جنرل محمد ضیاء الحق

صدر پاکستان: ۱۹۲۴ء میں پیدا ہوئے۔ جائے پیدائش جالندھر (بھارت) جالندھر اور دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ مئی ۱۹۴۵ء میں فوج میں کمیشن لیا۔ دوسری جنگ عظیم میں، برما، ملایا اور انڈونیشیا میں فوجی خدمات سرانجام دیں تقسیم ملک کے بعد ہجرت [illegible] پاکستان آگئے۔ ۱۹۶۴ء میں کمانڈ اینڈ سٹاف کالج کوئٹہ میں انسٹرکٹر مقرر ہوئے ۱۹۶۶ء تا ۱۹۶۸ء گھوڑ سوار رجمنٹ کے کمانڈر رہے۔ ۱۹۶۸ء میں

Marfat.com

کرنل کے عہدے پر ترقی دی گئی۔ ۱۹۶۹ء میں بریگیڈیئر اور ۱۹۷۵ء میں لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے پر ترقی دے کر کور کمانڈر بنا دیئے گئے۔ ۱۹۵۹ء اور ۱۹۶۳ء امریکہ میں بالترتیب آرمرڈ آفیسرز ایڈوانس کورس اور کمانڈ اینڈ جنرل سٹاف آفیسرز کورس میں شرکت کی۔ ۱۹۷۶ء کو جنرل کے عہدے پر ترقی دے کر بری فوج کے چیف آف سٹاف مقرر ہوئے۔ مارچ ۱۹۷۷ء میں قومی اتحاد نے انتخابات میں دھاندلیوں کے خلاف ملک گیر مہم چلائی جس کے نتیجے میں خانہ جنگی کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو جنرل محمد ضیاء الحق نے پورے ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا۔ ۱۵ ستمبر کو آپ نے صدر مملکت کے عہدے کا حلف اٹھایا اور ملک کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ۱۹۷۹ء میں بھٹو حکومت میں بدعنوانیوں کے مرتکب لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ ۱۹۷۹ء میں صدر نے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان کر دیا۔ ۱۹۷۹ء میں پاکستان غیر وابستہ ممالک کی تنظیم کا رکن بن گیا۔ ۱۹۸۰ء میں وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی۔ یکم جنوری ۱۹۸۱ء ملک میں سودی نظام کا خاتمہ کر کے بنکوں میں نفع نقصان کی بنیاد پر کھاتے کھولے گئے۔ ۱۹۸۶ء میں بالآخر افغان مہاجرین کا مسئلہ صدر پاکستان کی جدوجہد کے بعد طے پایا اور روس نے افغانستان سے اپنی آٹھ ہزار فوج کو واپس بلانے کا اعلان کر دیا جو جنیوا میں افغانستان اور پاکستان کے نمائندوں کے درمیان... مذاکرات کے ذریعے کافی عرصے سے جاری تھا۔ ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء میں ایک فضائی حادثے میں ان کا انتقال ہوا۔

جنرل ضیاء الرحمٰن

(۱۹۳۶ء تا ۱۹۸۱ء) بنگلہ دیش کے فوجی آفیسر پیدائش بوگرہ میں ہوئی۔ ۱۹۵۳ء میں پاکستانی فوج میں بھرتی ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں کمیشن حاصل کیا۔ بعد ازاں پنجاب رجمنٹ میں دو سال رہے ۱۹۵۷ء میں ایسٹ بنگال رجمنٹ میں شامل کر دیئے گئے۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں کھیم کرن کے محاذ پر ایک کمپنی کی کمان کی۔ ۱۹۶۶ء میں پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول میں انسٹرکٹر اور ۱۹۶۹ء سیکنڈ ایسٹ بنگال رجمنٹ کے سیکنڈ اِن کمانڈر مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۰ء میں ان کا تبادلہ ایسٹ بنگال رجمنٹ میں کر دیا گیا۔ ۱۹۷۱ء میں لیفٹیننٹ کرنل بنا دیئے گئے۔ دسمبر ۱۹۷۱ء جب اُن کی رجمنٹ چٹا گانگ پر تعینات تھی انہوں نے چٹا گانگ پر قبضہ کر کے بنگلہ دیش کی آزاد ریاست کا اعلان کر دیا۔ بنگلہ دیش کے قیام کے بعد جب وہ میجر جنرل کے عہدے پر فائز تھے چند جونیئر افسروں

Marfat.com

نے شیخ مجیب الرحمان کو قتل کر دیا۔ اُن کے بعد آپ نے ۱۹۷۱ء میں صدر کے عہدے کا حلف اُٹھایا لیکن ۳۰/مئی ۱۹۸۱ء کو چٹا گانگ میں باغی فوجیوں نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔

جمال عبد الناصر

مصر کے سابق صدر۔ سیاست دان ۱۵/جنوری ۱۹۱۸ء کو شمالی مصر کے ایک چھوٹے سے گاؤں بنی مور میں ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آٹھ سال کی عمر میں قاہرہ "نہضتہ المصر ثانوی" اسکول میں داخل ہوئے۔ ثانوی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹ سال کی عمر میں ۱۹۳۷ء میں ملٹری اکیڈمی میں داخل ہوئے اور ٹریننگ کے بعد جولائی ۱۹۳۸ء میں انفنٹری میں سیکنڈ لیفٹیننٹ کی حیثیت سے کمیشن مل گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد تھرڈ کیولری بٹالین کے ساتھ منسلک ہو کر ملک آباد میں تقرر ہوا جہاں انور السادات سے ان کی ملاقات ہوئی۔ ذکریا محی الدین اور احمد نور بھی یہاں موجود تھے۔ ۱۹۲۳ء کے آئین کی بحالی کے سلسلہ میں جب ۱۹۳۵ء میں ایجی ٹیشن ہوا اُس میں انہوں نے سرگرم حصہ لیا اور ۱۹۳۶ء میں جو نیشنل فرنٹ قائم عمل میں آیا انہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔

جمال عبد الناصر انقلابی جذبے کر پیدا ہوئے تھے اور مصر میں جدید ترین اصلاحات کے حامی تھے اس کی تکمیل کے لئے کئی دفعہ موت سے ہمکنار ہوتے ہوتے بچے۔ ۱۹۴۸ء میں جنرل اسٹاف کالج سے گریجویشن کرنے کے بعد جب جنگ فلسطین شروع ہوئی اور مصر نے اس جنگ میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا تو اس محاذ پر جمال عبد الناصر کو بھیجا گیا۔ جہاں وہ دادِ شجاعت دیتے ہوئے زخمی بھی ہوئے۔ انہوں نے آزاد خیال افسروں کی تنظیم کا خاکہ تیار کیا۔ ۱۹۵۱ء کو شاہ فاروق کے نامزد امیدوار کے خلاف جنرل نجیب کو آفیسر کلب کا صدر بنایا۔ بعد ازاں اسی تنظیم نے ۲۳ جولائی ۱۹۵۱ء میں مصر میں انقلاب برپا کیا اور ناصر نائب صدر منتخب ہوئے۔ جب ۱۹۵۳ء میں جمہوریت کا قیام عمل میں آیا تو جنرل نجیب صدر اور وزیر اعظم ہوئے اور جمال ناصر کو نائب وزیرِ اعظم اور وزیر داخلہ کا عہدہ سونپا گیا۔ جب خارجہ پالیسی اور اصلاحات کے سلسلہ میں ناصر اور نجیب کے درمیان اختلاف ہوا تو فوجی کونسل نے ناصر کا ساتھ دیا جس وجہ سے ایک سال کے لئے جنرل نجیب کو سیاست سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی۔ اس کے بعد امریکہ نے اسوان بند کے لئے مالی امداد کا وعدہ واپس لے لیا اور بین الاقوامی بنک نے بھی قرضہ دینے سے معذوری ظاہر کر دی لیکن ناصر کے پائے استقلال میں جنبش تک نہ آئی۔ اُس نے ملک میں زرعی اصلاحات مقرر کر دی جس کی رو سے حدِ ملکیت دو سو ایکڑ مقرر ہوئی جن سے مزارعوں کو جو صدیوں سے جاگیرداروں کے استحصال کا شکار تھے نجات مل گئی۔ ۱۹ اکتوبر کو مصر سے برطانوی فوجوں

Marfat.com

کے انخلاء سے مصر کو غیر ملکی تسلط سے نجات مل گئی۔ ۲۶ جون ۱۹۵۵ء کو جمال عبد الناصر نے نہر سویز کو قومی ملکیت قرار دے کر دوسرا شاندار اقدام اٹھایا اور ایک معاہدہ ہوا کہ ۲۹ اکتوبر کو برطانوی فوجیں مصر خالی کر دیں جس سے مصر کو برطانیہ، فرانس اور اسرائیلی فوجوں سے نجات مل گئی۔ جون ۱۹۵۴ء میں نئے آئین کی رو سے جمال عبد الناصر پہلے صدر منتخب ہوئے۔ نہر سویز کے سلسلہ میں ۱۹۵۶ء میں اینگلو فرانسیسی اور اسرائیلی حملے نے مصر کو نازک صورتِ حال سے دوچار کر دیا۔ جس کا جمال عبد الناصر نے جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ دوسری بار آزمائش کا سامنا جون ۱۹۶۷ء میں کرنا پڑا جب عرب اسرائیل جنگ چھڑ گئی اور اسرائیل نے صحرا سینا سمیت کئی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ ناصر نے عربوں کی شکست کی ذمہ داری خود قبول کرتے ہوئے استعفٰی دے دیا۔ جو بعد میں دوست عرب ممالک کے پُرزور اصرار پر واپس لے لیا۔

جمال عبد الناصر کے کارہائے نمایاں میں مصر کو غیر ملکی تسلط سے نجات دلانا۔ زرعی اصلاحات سے جاگیرداری نظام کا خاتمہ اور نہر سویز کو قومی تحویل میں لینے کے علاوہ اسوان بند کی تعمیر بھی شامل ہے اس کے دور میں فروری ۱۹۵۸ء میں مصر اور شام کا اتحاد بھی شامل ہے۔ ان تمام کارناموں کے بعد ان کے دامن پر ایک داغ بھی موجود ہے اور وہ ہے "اخوان المسلمین" پر ان کے مظالم۔ آخر دن رات کی محنت سے ان کی صحت پر بُرا اثر پڑا اور بالآخر ۲۸ ستمبر ۱۹۷۰ء کو وہ خالق حقیقی سے جا ملے۔

ڈاکٹر احمد علی سوکارنو

(۱۹۰۱ء تا ۱۹۷۰ء) انڈونیشیا کے محب وطن رہنما اور صدر۔ پیدائش سورا بایا جاوا کی بندرگاہ ایک تجارتی شہر) کے نواحی گاؤں میں ہوئی۔ بنڈرنگ ٹیکنیکل کالج میں تعلیم پائی۔ طالب علمی کے ہی زمانہ میں ولندیز سامراج کے خلاف آزادی کی تحریک میں سرگرم حصہ لینا شروع کیا جس کی پاداش میں کئی مرتبہ قید ہوئے۔ ۱۹۲۷ء میں ایک منظم جماعت انڈونیشی نیشنل پارٹی تشکیل دی اور آزادی کی جدوجہد جاری رکھی۔ دوسری جنگِ عظیم میں انڈونیشیا پر جاپانی قبضے کے دوران جاپان کے خلاف گوریلا جنگ میں قیادت کے فرائض سرانجام دیئے۔ جاپان کی شکست کے بعد انڈونیشیا کی آزادی کا اعلان کر دیا جسے بالآخر نیدرلینڈز نے ہیگ کانفرنس میں تسلیم کر لیا۔ ڈاکٹر سوکارنو ۱۹۴۹ء میں انڈونیشیا جمہوریہ کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں وزیر اعظم کے اختیارات بھی خود سنبھال لیے اور ملک میں ایسی جمہوریت قائم کی جس میں تمام

Marfat.com

سیاسی جماعتوں کے نمائندے شامل تھے۔ اکتوبر ۱۹۶۵ء میں جنرل سوہارتو نے ان کی حکومت کا تختہ الٹ کر انہیں محل میں نظر بند کر دیا۔ نظر بندی کے ہی دوران وفات پائی۔

جنرل سوہارتو

(۱۹۲۱ء) انڈونیشی جنرل اور صدر۔ پیدائش جاوا میں ہوئی۔ ابتداء میں ولندیزی فوج میں بھرتی ہوئے اور بنڈونگ ملٹری اکیڈمی سے ۱۹۴۳ء میں کمیشن حاصل کیا اور ترقی کرتے ہوئے بالآخر جنرل کے عہدے تک پہنچ گئے جب انڈونیشیا نے مغربی نیوگنی (ایران) کو نیدرلینڈ کے قبضے سے آزاد کرنے کی مہم کا آغاز کیا اور نیوگنی پر انڈونیشی فوج اتری اس کے بریگیڈیر سوہارتو ہی تھے جنہیں بعد میں ۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۵ء کے دوران چیف آف سٹاف کے عہدے پر ترقی دی گئی۔ ۱۹۶۵ء میں انہوں نے صدر احمد سوکارنو کی حکومت کا تختہ الٹ کر زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ بعد ازاں ملکی نظم و نسق کو بحال کرنے کے بعد ۱۹۶۸ء میں آئینی انتخابات میں صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۸۳ء میں چوتھی مرتبہ صدر بنے۔

Marfat.com

سیاسی راہنما

آدم ملک

انڈونیشی سیاستدان ۱۹۱۵ء میں شمالی سماٹرا کے ایک قصبے پیما تانگ سیانتر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۴ء میں سماجی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کیا۔ ۱۹۳۷ء میں انتارا پریس بیورو قائم کیا۔ جو بعد میں باقاعدہ خبر رساں ایجنسی بنا دی گئی۔ سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہوئے انڈونیشیا کو ہالینڈ کے تسلط سے آزاد کروانے کے لئے "سرگل فرنٹ" پارٹی میں رہتے ہوئے ایک طویل جدوجہد کی۔ ۱۹۴۶ء میں پیپلز پارٹی قائم کی۔ ۱۹۵۶ء میں ایوان کے رکن منتخب کئے گئے۔ ۱۹۵۹ء میں اعلیٰ جمہوری مشاورتی کونسل میں شامل کئے گئے۔ ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۲ء تک سوویت یونین اور پولینڈ میں سفیر رہے۔ ۱۹۶۳ء میں اپنی سیاسی بصیرت کی وجہ سے وزیر تجارت مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں وزیر خارجہ کا عہدہ ان کے سپرد ہوا۔ ۷۲-۱۹۷۱ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر منتخب ہوئے اور بالآخر ۱۹۷۸ء میں جمہوریہ انڈونیشیا کے نائب صدر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۸۴ء میں وفات پائی۔

آغا خان۔اوّل

اسماعیلی فرقے کے اماموں کا لقب۔ (۱۸۱۷ء سے ۱۸۸۱ء تک) امام حسن علی شاہ بن شاہ خلیل۔ صوبہ کرمان کے گورنر اور شاہ ایران فتح علی شاہ کے داماد تھے۔ محمد شاہ قاچار کے عہدِ حکومت میں خود مختار ہونے کی کوشش کی لیکن شکست کھائی۔ ۱۸۴۱ء میں ترک وطن کر کے ہندوستان چلے آئے۔

آغا خان دوم

(وفات ۱۸۸۵ء) امام آغا علی شاہ ابن امام حسن علی شاہ۔ انگریزوں کے معتمد تھے۔ محمڈن ایسوسی ایشن کے صدر رہے۔ مسلمانوں کے متعدد رفاہی اور تعلیمی اداروں کے سرپرست تھے۔ ان کی تیسری بیوی ایران کے وزیر اعظم نظام الدولہ کی صاحبزادی اور خاندان قاچار کے شاہ محمد علی کی بھتیجی نواب عالیہ تھیں۔

Marfat.com

آغا خان سوم

(۱۸۷۷ء سے ۱۹۵۷ء) سلطان سر محمد شاہ بن امام آغا علی شاہ اسماعیلیہ فرقے کے اڑتالیسویں امام کراچی میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے پہلی عالمگیر جنگ میں انگریزوں کی مدد کی۔ جس کے صلے میں سر اور ہز ہائی نس کے خطاب ملے۔ گیارہ توپوں کی سلامی بھی مقرر ہوئی۔ فارسی، عربی۔ انگریزی اور فرانسیسی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ عظیم مدبر اور سیاستدان تھے۔ ۱۹۰۷ء سے ۱۹۱۲ء تک مسلم لیگ کے صدر رہے۔ ۱۹۳۰ء تا ۱۹۳۱ء میں گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کی نمائندگی کی۔ ۱۹۳۴ء میں برطانیہ پریوی کونسل میں لیے گئے۔ ۱۹۳۷ء میں جمعیت الاقوام کے صدر منتخب ہوئے۔ اُن کے مرید تمام دنیا میں پھیلے ہوتے ہیں۔ جنیوا میں انتقال کیا اور وصیت کے مطابق اسوان میں دفن ہوئے۔

ان کے دو لڑکے شہزادہ علی اور شہزادہ صدرالدین کی موجودگی میں وصیت کے مطابق شہزادہ علی کے فرزند شہزادہ کریم ان کے جانشین مقرر ہوئے اور آغا خان چہارم کہلائے۔

آغا خان چہارم!

(۱۹۳۶ء) شہزادہ کریم بن شہزادہ علی اپنے دادا سر آغا خان سوم کی وفات کے بعد اسماعیلی فرقے کے انچاسویں امام بنے۔ ۱۹۵۷ء میں ملکہ ایلزبتھ دوم نے ہز ہائی نس اور ۱۹۵۹ء میں شاہ ایران نے ہز رائل ہائی نس کے خطاب عطا کئے۔ ۱۹۷۰ء میں حکومتِ پاکستان کی جانب سے نشانِ امتیاز ملا۔ ۱۹۶۷ء میں پشاور یونیورسٹی اور ۱۹۷۰ء میں سندھ یونیورسٹی نے ایل۔ ایل۔ ڈی کی اعزازی ڈگری دی۔ ۱۹۶۹ء میں ایک برطانوی لڑکی سے شادی کی۔ آپ نے پاکستان میں آغا خان یونیورسٹی اور آغا خان ہسپتال قائم کیا۔

ابراہیم بن مہدی

جولائی ۷۷۹ء میں عباسی خلیفہ مامون الرشید کے مقابلے میں تخت کا دعوے دار محمد المہدی کی حبشیہ کنیز شکلنہ کے بطن سے پیدا ہوا۔ جب مامون نے مارچ ۸۱۷ء میں امام علی رضا کو اپنا جانشین مقرر کیا تو عباسیوں نے ۸۱۷ء کو اُس کے چچا ابراہیم بن مہندی کو تخت پر بٹھا دیا۔ لیکن خزانے کی کمی کی وجہ سے اس کی حکومت دیرپا قائم نہ رہ سکی اور مامون کے مقابلوں کی تاب نہ لا سکا۔ چنانچہ مامون کی خراسان سے واپسی پر جون ۸۱۹ء کو تخت سے دستبردار ہو گیا اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ مامون نے معاف کر دیا اس نے سامرہ میں وفات پائی۔

Marfat.com

ابراہیم پاشا

جدید مصر کے بانی محمد علی پاشا کا فرزند جسے اپنے باپ کا زرہ پوش بازو بھی کہا جاتا ہے۔ ۱۷۸۹ء سے ۱۸۴۸ء کا عہد۔ ابراہیم میدانِ جنگ اور میدانِ سیاست دونوں کا شاہسوار تھا۔ ۱۸۱۱ء میں مملوکوں کے خلاف زبردست جنگ کی۔ اور انہیں شکست فاش دی۔ محمد علی نے پاشا کے لقب سے نوازا۔ جزیرہ عرب میں وہابی تحریک کے علمبرداروں سے زبردست جنگ کر کے دسمبر ۱۸۱۹ء کو انہیں شکست دی اور فتح و نصرت کا پھریرا لہراتا ہوا مصر میں داخل ہوا۔ مورہ میں یونانیوں پر ضرب کاری لگا کر اپنا لوہا منوایا۔ شام اور اناطول میں ترکوں کو شکست دی اور اپنی حکومت کو مضبوط کیا۔ جون ۱۸۴۸ء کو وہ مصر کا باضابطہ حاکم تھا۔ وفات کے بعد اسے امام شافعیؒ کے مزار کے پاس دفن کیا گیا۔

میاں افتخار الدین

پاکستان ٹائمز اور امروز کے سابق ایڈیٹر: (۱۹۰۸ء سے ۱۹۶۲ء) لاہور باغبانپورہ کی میاں فیملی سے تعلق ہے۔ مسلمانوں کے قدیمی سیاستدان ہیں۔ ۱۹۳۷ء میں کانگریس کے ٹکٹ پر پنجاب کی قانون ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوتے ۱۹۴۵ء میں کانگریس کو چھوڑ کر مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر پنجاب اسمبلی کے رکن چنے گئے۔ اسی سال پروگریسو پیپرز کے نام سے ایک ادارہ قائم جس کے زیر اہتمام دو روزنامے "پاکستان ٹائمز" اور "امروز" جاری کئے۔ پاکستان بننے کے بعد افتخار حسین خان کی کابینہ میں مہاجرین اور بحالیات کی وزارت ان کے سپرد کی گئی۔ لیکن چند ماہ بعد وزارت سے سبکدوش ہو کر پنجاب مسلم لیگ کے صدر چنے گئے۔ نومبر ۱۹۵۰ء میں آزاد پاکستان پارٹی بنائی۔ پاکستان کی پہلی اور دوسری قانون ساز اسمبلی کے رکن تھے کچھ عرصہ مرکزی اسمبلی کے بھی رکن رہے۔ ۱۹۵۸ء میں حکومت نے پروگریسو پیپرز لمیٹڈ کو مع اخبارات قومی تحویل میں لے لیا۔ لاہور میں انتقال ہوا۔

افتخار حسین خان ممدوٹ

ممتاز سیاستدان۔ پیدائش ۱۹۰۵ء میں ہوئی۔ ریاست ممدوٹ (بھارتی پنجاب) کے نواب تھے اور یہی ان کی جائے پیدائش ہے مسلمان لیڈروں میں ممتاز مقام حاصل رہا۔ پاکستان بننے سے قبل اور بننے کے بعد پنجاب مسلم لیگ کے صدر تھے۔ ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ پارٹی کے لیڈر چنے گئے۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۴۹ء تک پنجاب کے وزیر اعلیٰ رہے۔ ۱۹۵۰ء میں سیاسی اختلاف کی وجہ سے مسلم لیگ سے علیحدہ ہو کر جناح مسلم لیگ کے نام سے ایک نئی پارٹی بنائی

Marfat.com

۱۹۴۸ء میں پنجاب صوبائی کانگریس کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے جسے بعد ازاں عوامی مسلم لیگ میں ضم کر دیا۔ ۱۹۵۱ء میں صوبائی اسمبلی میں حزب مخالف کے لیڈر رہے۔ پاکستان کی پہلی قانون ساز اسمبلی کے رکن تھے۔ ۱۹۵۲ء میں دوبارہ مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی۔ ۱۹۵۴ء میں سندھ کے گورنر بنا دیئے گئے۔ ۱۹۵۵ء میں پنجاب کی طرف سے پاکستان کی قانون ساز اسمبلی کے ممبر بنائے گئے۔ ۱۹۶۹ء میں وفات پائی۔

چوہدری افضل حق

ممتاز سیاستدان: (۱۸۹۱ء سے ۱۹۴۲ء) سیاسی رہنما مجلس احرار کے بانیوں میں سے تھے اور رئیس احرار عطاء اللہ شاہ بخاری کے دست راست تھے۔ جائے پیدائش تحصیل شنکر گڑھ ہے۔ تعلیم سے فارغ ہو کر ۱۹۲۰ء میں سب انسپکٹر بھرتی ہو گئے۔ برصغیر میں تحریک خلافت اپنے عروج پر پہنچی۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ایک جلسے کی رپورٹنگ کرتے ہوئے ان کی تقریر کا دل پر اتنا اثر ہوا کہ انگریز کی نوکری چھوڑ کر تحریک خلافت میں شامل ہو گئے۔ اور اپنی شعلہ بیان تقاریر سے تحریک میں جان ڈال دی۔ اس جرم میں ایک سال کے لئے قید کر دیئے گئے۔ رہائی کے بعد پنجاب اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے جہاں انہوں نے بڑی جرأت مندانہ تقریریں کیں۔

تحریک خلافت کی ناکامی اور نہرو رپورٹ کے بعد مسلمان لیڈر کانگریس سے علیحدہ ہو گئے۔ افضل حق چوہدری اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ۱۹۲۹ء میں مجلس احرار کی بنیاد رکھی۔ چوہدری صاحب احرار کے دماغ سمجھے جاتے ہیں۔ کشمیر تحریک کے روح رواں تھے۔ بہت اچھے ادیب تھے۔ ان کی کتاب "زندگی" اردو ادب میں بلند مقام رکھتی ہے۔ بعد ازاں مجلس احرار کے زوال کے ساتھ ہی خود بھی گمنامی کی زندگی میں وفات پا گئے۔ جواہرات محبوب خدا۔ دین اسلام مشہور کتابیں ہیں۔

امان اللہ خان

سیاستدان: ۱۸۹۲ء سے ۱۹۶۰ء کے دوران فرمانروائے افغانستان اپنے والد امیر حبیب اللہ خان کے قتل کے بعد ۱۹۱۹ء میں کابل کے تخت پر بیٹھے۔ امان اللہ خان روشن خیال حکمران تھے۔ انہوں نے افغانستان میں مغربی طرز کا نظم و نسق بحال کرنا چاہا ۱۹۲۸ء میں اپنی ملکہ ثریا کے ہمراہ یورپ کا سفر کیا اور روس کا بھی دورہ کیا۔ واپسی پر افغانستان میں سماجی اصلاحات کیں۔ جسے افغانستان کے رجعت پسند طبقے نے پسند نہ کیا۔ ان کا رجحان روس کی طرف دیکھ کر انگریز بھی ان سے خفا ہو گئے اور بچہ سقہ کو بغاوت پر آمادہ کیا۔ جو ان کی مدد سے ۱۹۲۹ء میں کابل پر قابض ہو گیا۔ امان اللہ کابل چھوڑ کر روم چلے گئے جہاں تا دم آخر مقیم رہے اور وہیں انتقال ہوا۔

Marfat.com

امیر محمد خان ملک

سابق گورنر مغربی پاکستان :۔ ۲۰ رجون ۱۹۱۰ء کو بمقام کالا باغ پیدا ہوئے۔ ریاست کالا باغ کے نواب تھے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ اور اس تعلیم سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے کالا باغ میں زراعت کے جدید طریقے اپنائے اور پیداوار میں اضافہ کیا۔ ۱۹۵۸ء کے مارشل لاء میں جب ایوب خان نے زرعی اصلاحات نافذ کیں تو امیر محمد خان نے کالا باغ کی زرعی جائیداد میں سے بائیس ہزار ایکڑ سے زیادہ زمین زرعی کمیشن کے حوالے کر دی۔ مارشل لاء سے پہلے صوبائی و قومی اسمبلی کے رکن تھے۔ ۹ر دسمبر ۱۹۵۸ء کو پی آئی ڈی سی کے صدر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۰ء میں صدر ایوب خان نے انہیں مغربی پاکستان کا گورنر مقرر کیا ستمبر ۱۹۶۶ء میں اس عہدے سے مستعفی ہو گئے اور اسی سال اپنے آبائی گاؤں کالا باغ میں قتل کر دیئے گئے۔

انور پاشا

ترکی سیاست دان ۱۹۰۸ء میں انجمن اتحاد و ترقی کے سرگرم رکن کی حیثیت سے سلطان عبدالحمید کو معزول کرنے میں حصہ لیا۔ ۱۹۱۰ء میں جنگِ طرابلس میں عرب قبائل کو منظم کر کے اطالیہ کو شکستِ فاش دی۔ ۱۹۱۲ء میں جنگِ بلقان میں بے مثال بہادری کے صلے میں وزیر جنگ بنا دیئے گئے۔ پہلی جنگِ عظیم میں گیلی پولی اور درہ دانیال کی حفاظت کی ...... ۱۹۱۸ء میں وزارت سے علیحدہ کر دیئے گئے تو تورانی تحریک کے سربراہ کی حیثیت سے بخارا چلے گئے ..... جہاں روسی انقلاب کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ اور بخارا اور ثمرقند کی انقلابی فوجوں سے لڑتے ہوئے مارے گئے۔ ان کی حیات کا دوران ۱۸۸۱ء سے ۱۹۲۰ء تک کا ہے۔

جلال بایار

ترکی کے ایک سیاستدان جو ۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۷ء تک مختلف وزارتوں پر فائز رہے ۱۹۲۳ء میں ترکی اور یونان میں تبادلہ آبادی کے نگران مقرر کئے گئے۔ ۱۹۳۷ء میں وزیر اعظم کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۳۸ء میں اتاترک کے انتقال پر مستعفی ہو گئے۔ ۱۹۴۶ء میں عدنان میندریس کے ساتھ مل کر ڈیموکریٹک پارٹی کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۵۰ء میں انتخابات میں ان کی پارٹی کو کامیابی حاصل ہوئی۔ تو عصمت انونو کی جگہ ملک کے صدر نامزد ہوئے۔ مئی ۱۹۶۰ء میں جمال گرسل نے حکومت کا تختہ الٹ دیا اور ڈیموکریٹک پارٹی کے تمام لیڈروں کو گرفتار کر لیا۔ عدنان میندریس اور اس کے ساتھیوں کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ لیکن

Marfat.com

پیرسالی کے باعث بایار کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کر دی گئی۔

حبیب بورقیبہ

سیاستدان: ۱۹۰۲ء میں تیونس کے ایک فوجی افسر کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں اعلیٰ تعلیم کے لئے پیرس گئے۔ جہاں ایک فرانسیسی عورت سے شادی کر لی۔ ۱۹۳۰ء میں دستور پارٹی کے ترجمان اخبار "صورت التیونس" کے ادارے میں شامل ہوئے۔ ۱۹۳۴ء میں نو دستور پارٹی کی تشکیل کی۔ ستمبر میں پارٹی کے تمام لیڈر نظر بند کر دیئے گئے۔ ۱۹۳۶ء میں رہائی کے بعد سول نافرمانی کی تحریک شروع کی ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۲ء تک فرانس میں نظر بند کر دیئے گئے۔ ۱۹۴۴ء تا ۱۹۵۰ء مشرقِ وسطیٰ کا دورہ کیا اور تیونس کی آزادی کے لئے مدد حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ۱۹۵۰ء میں آئینی اصلاحات کے لئے بات چیت کرنے پیرس گئے جو ناکام رہی۔۔۔۔۔۔ ۱۸ر جنوری ۱۹۵۲ء کو ایک دفعہ پھر گرفتار کر لئے گئے۔ یکم جون ۱۹۵۵ء کو رہائی ملی۔ ۲۰ر مارچ ۱۹۵۶ء کو تیونس کو آزادی مل گئی تو سب سے پہلے بورقیبہ وزیر اعظم اور پھر ۱۹۵۷ء میں صدر منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں تاحیات صدر بنا دیئے گئے ۱۹۸۸ء میں مستعفی ہو گئے۔

مولانا بھاشانی

نام عبدالحمید خان۔ برّصغیر کے شعلہ بیان اور ممتاز سیاسی شخصیت۔ سراج گنج ضلع پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ ان کا زمانہ ۱۸۸۰ء سے ۱۹۷۶ء تک کا ہے۔ ۲۰ سال کی عمر میں آسام میں سکونت اختیار کی اور جدوجہد آزادی میں حصّہ لینا شروع کیا۔ ۱۹۱۹ء میں تحریکِ خلافت کی پُرزور حمایت پہ اٹھارہ ماہ کی قید ہوئی۔ ابتداء میں مولانا کانگریس کے ہمدرد تھے۔ لیکن جلد ہی کانگریس کے لیڈروں سے مایوس ہو کر مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کی پُرزور حمایت کی۔ قیامِ پاکستان کے وقت آسام مسلم لیگ کے صدر تھے۔ ان کی ہی کوشش سے آسام کے ضلع سلہٹ کے مسلمانوں نے جو وہاں اکثریت میں تھے ۱۹۴۷ء کے ریفرنڈم میں پاکستان میں شمولیت کے حق میں ووٹ دیئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد مولانا مسلم لیگی لیڈروں سے بھی بد دل ہو گئے۔ اور عوامی لیگ میں شمولیت اختیار کی لیکن ۱۹۴۹ء میں علیحدگی اختیار کر کے اپنی جماعت نیشنل عوامی پارٹی قائم کی۔ ۱۹۷۰ء میں مشرقی پاکستان کے علیحدگی پسندوں کے ساتھ مل کر بنگلہ دیش کی تشکیل میں شیخ مجیب الرحمان کی بھرپور امداد کی۔ مشرقی پاکستان میں باغیوں کے خلاف جو فوجی کارروائی ہوئی اور باغیوں کا جو پہلا جتھہ فرار ہو کر بھارت پہنچا اُس میں مولانا بھاشانی بھی شامل تھے۔ سقوطِ ڈھاکہ کے بعد واپس آ گئے۔ اور ملکی سیاست میں حصّہ لینا شروع کیا۔ لیکن ۱۹۷۶ء میں سیاست سے کنارہ کش ہو گئے۔ اور پیرانہ سالی کے سبب۔۔۔

Marfat.com

تھوڑے عرصے بعد انتقال ہو گیا۔

نواب بہادر یار جنگ

۱۹۰۶ء سے ۱۹۴۴ء تک کے مسلم رہنما سیاست دان نواب نصیر یار جنگ سدوزئی پٹھان کے گھر پیدا ہوئے۔ جو بڑے جاگیر دار تھے۔ بیس سال کی عمر میں سماجی بہبود کے کاموں میں حصہ لینا شروع کیا مسلم ممالک اور مسلمانوں سے محبت کے باعث اسلامی ممالک کا دورہ کیا۔ برطانوی حکومت کے خلاف تھے۔ اس لیے حیدر آباد کے تمام جاگیر داران سے تنگ تھے مسلمانوں کی بہتری کے لئے ایک جماعت مجلس اتحاد المسلمین کی بنیاد ڈالی۔ خود بہت بڑے مقرر تھے مارچ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے تاریخی جلسے میں جو لاہور میں منعقد ہوا شرکت کی اور اپنی شعلہ بیان تقریر سے مسلمانوں میں حرکت اور بیداری کے جذبات پیدا کئے۔ آپ آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے صدر تھے۔ سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے ریاست کی طرف سے پابندیاں عائد ہوئیں۔ آپ نے خطاب۔ منصب اور یہاں تک کہ اپنی جاگیر بھی چھوڑ دی۔ لیکن اپنے نظریات پر قائم رہے۔

مولوی تمیز الدین خان

۱۸۸۹ء سے ۱۹۶۳ء کے عہد کے سیاست دان مشرقی بنگال کے شہر خان خاناں پور ضلع فرید پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اسی شہر میں حاصل کی۔ بعد ازاں کلکتہ جا کر پریذیڈنسی کالج سے پہلے بی۔ اے اور بعد میں ۱۹۱۳ء میں ایم۔ اے پاس کیا۔ ۱۹۱۴ء میں ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگری حاصل کی اور وکالت کے لئے اپنے شہر فرید پور کا ہی انتخاب کیا۔ ۱۹۱۵ء میں عملی سیاست میں حصہ لیتے ہوئے آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور ۱۹۲۶ء میں بنگال لیجلیٹو کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۸ء میں بنگال کے وزیر صحت کا حلف اٹھایا۔ ۱۹۴۳ء میں وزیر تعلیم بنا دیئے گئے۔ ۱۹۴۶ء میں مرکزی قانون ساز اسمبلی کی رکنیت اختیار کی۔ پاکستان عالم وجود میں آنے کے بعد پاکستان کی آئین ساز اسمبلی کے رکن چنے گئے۔ ۱۹۴۸ء میں باتفاق رائے اس کے نائب صدر بنا دیئے گئے۔ ۱۹۴۸ء میں وفاتِ قائدِ اعظم کے بعد دستور ساز اسمبلی کے صدر منتخب ہوئے۔ بعد ازاں اسی سال روم پارلیمنٹری کانفرنس میں۔ ناتیں واقع اٹلی۔ آٹوا واقع کینیڈا میں پاکستان کے پارلیمنٹری وفود کی قیادت کی ۱۹۵۵ء میں مشرقی پاکستان کی مسلم لیگ کے صدر ہوئے۔ مئی ۱۹۶۲ء کے انتخابات میں قومی اسمبلی کے رکن چنے گئے۔ اور بعد میں سپیکر کے عہدے پر فائز ہوئے۔

Marfat.com

جعفر چلبی

۱۴۵۹ء سے ۱۵۱۵ء کے زمانہ کے ترک سیاستدان اور ادیب۔ والد کا نام تاجی بیگ تھا۔ اماسیہ کے مقام پر پیدائش ہوئی۔ دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ابتداء میں مدرس مقرر ہوئے لیکن بعد میں سلطان بایزید ثانی نے انہیں نشانچی مقرر کیا۔ ۱۴۹۷ء میں تخت نشینی کی کشمکش میں جعفر کو شہزادہ احمد کی حمایت کرنے کے شبہ میں عہدے سے علیحدہ کر دیا گیا۔ ۱۵۱۱ء میں بایزید ثانی کے جانشین سلیم نے ان کی قابلیت کے پیش نظر اپنے عہدے پر بحال کر دیا۔ ان کا نکاح چالاران کی جنگ کے بعد شاہ اسمٰعیل کی بیوہ تاجلی خانم سے ہوا اور اسے اناطولی کا قاضی مقرر کر دیا گیا لیکن مابعد اسے ینی چریوں کی شورش کی حمایت کے الزام میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

جعفر کی تصانیف میں نظم میں ایک دیوان "ہوس نامہ" ایک ترکی مثنوی ہے۔ نثر میں اس نے ایک فارسی کتاب "انیس العارفین" کا ترکی میں ترجمہ کیا تھا جعفر ایک مشہور خطاط اور شعراء کا قدردان تھا۔

سیّد جمال الدّین افغانی

۱۸۳۸ء سے ۱۸۹۷ء کے دور کے مسلمان راہنما۔ پیدائش اسعد آباد (افغانستان) میں ہوئی۔ والد کا نام سیّد صفدر تھا۔ آپ پان اسلام ازم یا وحدتِ عالمِ اسلامی کے زبردست داعی اور دنیائے اسلام کی نمایاں شخصیت تھے۔ آپ نے اسلامی ممالک کو مغربی اقتدار سے آزاد کرانے کی جدوجہد کی۔ آپ کا مقصد مسلم ممالک کو متحد کر کے ایک خلیفہ کے تحت آزاد اور خودمختار بلاک بنانا تھا آپ عہدِ شباب میں افغانستان کے امیر محمد اعظم خان کے وزیر رہے۔ انگریزوں کی سازش سے افغانستان میں بغاوت ہوئی تو آپ نے ہندوستان کا رخ کیا لیکن یہاں دو ماہ سے بھی کم قیام کی اجازت ملی تو آپ ترکی چلے گئے۔ مگر وہاں بھی درباری علماء اور مشائخ نے ٹکنے نہ دیا تو مجبوراً قاہرہ کا رخ کیا۔ قاہرہ میں آٹھ سال تک رہ کر اپنے نظریات کی بڑے زور شور سے تبلیغ کی۔ آپ کا حلقہ بہت وسیع ہو گیا۔ تو اسلامی ممالک میں انگریزوں کے مفاد پر ضربیں پڑنی شروع ہو گئیں۔ اس خطرے کے سدِباب کے لئے انگریزوں نے مصر کے حکمران پر دباؤ ڈالا اور اس کے حکم سے آپ کو مصر چھوڑنا پڑا۔ مصر سے آپ پیرس چلے گئے "العروۃ الوثقیٰ" کے نام سے ایک رسالہ عربی زبان میں جاری کیا جو وحدتِ اسلامی کا نقیب تھا۔ مگر یہ دس ماہ کے بعد بند ہو گیا۔ آپ نے روس، حجاز اور انگلستان کا بھی سفر کیا آخری عمر میں سلطنت ترکی کی دعوت پر وہاں گئے اور ترکی میں ہی سرطان کے مرض میں مبتلا ہو کر وفات پائی۔

Marfat.com

شمس الدین جوینی

(وفات ۱۲ اکتوبر ۱۲۸۴ء) محمد بن محمد ایک ایرانی ماہر سیاست۔ علاؤالدین جوینی کا بھائی ۱۲۶۲ء سے ۱۲۶۳ء میں ایلخان ہولاگو نے اسے وزیر بنایا وہ صاحب دیوان ہوگیا اور بعد میں اباقا کے عہد حکومت میں اسی عہدے پر فائز رہا۔ اس نے اپنا اثر اپنے ماتحت عمال کی مدد سے ساری ایلخانی مملکت میں پھیلا دیا۔ اس کی شہرت کو چار چاند لگ گئے اور اپنے ہم عصروں میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتے لگا شہرت کے ساتھ ساتھ اس کی آمدنی میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔

جوینی ۱۲۷۷ء میں اناطولی میں منگولوں کی کمزور حالت کو مضبوط کرنے کے لئے ایک مستعد شخصیت ثابت ہوا۔ وہ قرامان غلدری سے بھی عمدہ تعلقات قائم کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس نے اپنے بیٹے شرف الدین ہارون کو وہاں کا حاکم بنایا جو بعد میں ۱۲۸۲ء میں بغداد کا حاکم ہوگیا۔ اس کے بعد جوینی ایران واپس آگیا۔ اس دوران میں اس کا ایک مخالف عبدالملک یزدی ترقی کرکے مملکت کا مہتمم بن گیا۔ چونکہ آباقا نے اپنی نظریں جوینی سے ہٹاکر یزدی کی طرف پھیر لیں۔ آباقا کی موت کے بعد جوینی پھر ایک بار واحد سرکردہ وزیر رہ گیا۔ سلطان احمد جو ایلخانیوں میں پہلا مسلمان فرمانروا تھا۔ جوینی کی طرف بہت زیادہ مائل تھا ——— اس کی ایک وجہ یہ تھی۔ کہ جوینی نے اس کی جبلی مدعی سلطنت ارغون کے خلاف مدد کی تھی۔ ۱۲۸۴ء میں جب ارغون تخت پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگیا تو جوینی نے اپنے گھرانے کے بچاؤ کے لئے فدیہ پیش کیا ...... لیکن جوینی اپنے بیٹے اور بیٹیوں سمیت قتل کر دیا گیا۔ جوینی نے علم کلام اور دیگر فنون لطیفہ کی حتی الامکان سرپرستی کی۔ وہ عربی اور فارسی کا بہت اچھا شاعر بھی تھا۔

مولانا محمد علی جوہر

۱۸۷۸ء سے ۱۹۳۱ء کے مسلمان سیاسی رہنما، مدیر اور شاعر۔ جوہر تخلص لکھا کرتے تھے۔ جائے پیدائش رام پور ریاست ہے۔ دو سال کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والدہ مذہبی خصوصیات کا مرقع تھیں۔ اسلئے بچپن ہی سے اسلامی تعلیمات سے لگاؤ رہا۔ ابتدائی تعلیم ریاست رامپور اور بریلی میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم علی گڑھ جاکر حاصل کی۔ بی۔ اے کا امتحان شاندار کامیابی کے ساتھ پاس کیا۔ الہ آباد یونیورسٹی میں اول آئے آر۔ سی۔ ایس کا امتحان آکسفورڈ یونیورسٹی سے کیا۔ واپسی پر رامپور اور بڑودہ کی ریاستوں میں ملازمت

Marfat.com

کی۔ لیکن جلد ہی جی بھر گیا تو کلکتہ جا کر انگریزی اخبار "کامریڈ" جاری کیا جو ہندوستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں بھی بڑے شوق پڑھا جاتا تھا۔ مولانا کو انگریزی کے علاوہ اُردو زبان پر بھی عبور حاصل تھا مولانا نے ایک اُردو روزنامچہ "ہمدرد" کے نام سے بھی جاری کیا جو بے باکی اور بے خوبی کے ساتھ اظہار خیال کا کامیاب نمونہ تھا۔ جدوجہد آزادی میں حصہ لینے کے جرم میں مولانا کی زندگی کا کافی حصہ قید و بند میں بسر ہوا۔ عدم تعاون کی تحریک کی پاداش میں بھی کئی سال جیل میں رہے۔ تحریک خلافت کے بانی بھی آپ ہی تھے۔ ترک موالات کی تحریک میں گاندھی جی کے ساتھ شریک رہے۔ جامعہ ملیہ دہلی آپ کی کوشش سے ہی قائم ہوا۔ جنوری ۱۹۳۱ء میں گول میز کانفرنس میں شرکت کی غرض سے انگلستان گئے اور آزادی وطن کا مطالبہ کرتے ہوتے فرمایا۔

"اگر تم نے میرے ملک کو آزاد نہ کیا تو تمہیں میری قبر بھی یہیں بنانی ہوگی۔ میں واپس نہ جاؤں گا"

اس کے کچھ عرصہ بعد لندن میں انتقال ہوا۔ تدفین کی غرض سے لاش بیت المقدس لے جائی گئی۔ مولانا کو شعر و ادب سے بھی شغف تھا۔ بے شمار غزلیں اور نظمیں مجاہدانہ رنگ کی لکھیں۔

حافظ رحمت خان

۱۷۰۸ء سے ۱۷۷۴ء کے دور کا روہیلہ سردار جس کا تعلق روہیل کھنڈ سے تھا۔ پیدائش شہامت پور میں ہوئی۔ علاقہ کٹھیر میں ایک غلام داؤد خان نے جو مقامی راجاؤں اور زمینداروں کے ہاں فوجی خدمات انجام دیتا رہا تھا۔ ترقی کر کے اپنی ایک ریاست قائم کر لی۔ اس خبر کو سن کر اس کے جن ہم وطنوں نے اس کی ریاست کا رُخ کیا اُن میں حافظ رحمت خان کا والد عالم خان بھی تھا۔ داؤد خان نے عالم خان کو اپنے ہاں رکھ لیا۔ لیکن جلد ہی دونوں میں رنجش ہوگئی اور داؤد خان نے اُسے قتل کر دیا۔ لیکن جلدی خود بھی مارا گیا۔ اور اس کا متبنیٰ علی محمد خان روہیلوں کی مدد سے برگنہ، بریلی کے نواح میں تاخت و تاراج کرتا رہا اور اس طرح اس کی دوستی مرحوم عالم خان کے بہادر بیٹے رحمت خان سے ہوگئی۔ اودھ کے نواب صفدر جنگ نے بادشاہ کو علی محمد خان کے خلاف بھڑکایا۔ بادشاہ نے حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیا لیکن جلدی ہی حافظ رحمت خان نے ایک بڑی فوج اکٹھی کر کے اپنے دوست کو چھڑا لیا اور اُسے بادشاہ سے سرہند کی صوبے داری دلا کر دم لیا۔

۱۷۴۹ء میں علی محمد خان کا انتقال ہوگیا۔ حافظ رحمت خان کو وہ اپنا جانشین مقرر کر گیا تھا۔ حافظ

Marfat.com

رحمت خان اس کے کمسن لڑکے سعد اللہ کے حق میں دستبردار ہوگیا۔ ۱۷۵۲ء میں احمد اللہ ابدالی جو ہندوستان کے حملے کے وقت علی محمد خان کے دو بیٹوں کو یرغمال بنا کر قندھار لے گیا تھا رہا کر دیا تو حافظ رحمت خان نے اُن کے علاقے کو تینوں بھائیوں میں تقسیم کر دیا اور خود سرپرست کی حیثیت اختیار کی۔

مرہٹوں کے ساتھ ایک جنگ میں رحمت خان نے نواب شجاع الدولہ کو روہیلوں کی مدد کرنے پر چالیس لاکھ روپے دینے کا وعدہ کیا تھا جو بعد میں پورا نہ ہو سکا تو شجاع الدولہ نے اسے معاہدے کی خلاف ورزی سمجھتے ہوئے انگریزوں سے مدد مانگی اور اس نے وارن ہسٹنگز کو بیس لاکھ نقد اور ۶۵ لاکھ کا وعدہ کر کے ساتھ ملایا اور روہیل کھنڈ پر حملہ کر دیا۔ ۱۷۷۴ء میں متحدہ فوج نے روہیل کھنڈ پر حملہ کرتے ہوئے کڑاں میراں پور کو میدانِ جنگ بنایا۔ لیکن دشمن کی تعداد کی زیادتی کو دیکھ کر بختی احمد خان جس کی نگرانی میں روہیلوں کی بڑی تعداد تھی دشمن سے جا ملی۔ جنگ میں ایک گولہ حافظ رحمت خان کو لگا اور وہ وفات پاگیا۔ ۱۷۷۵ء میں راؤ پہاڑ سنگھ نے جس کو حافظ رحمت خان نے کئی جاگیریں بخشی تھیں اس کی قبر پر مقبرہ بنا دیا۔ یوں روہیلوں کی قلیل المدت لیکن شاندار حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ حافظ رحمت خان عادل بہادر فیاض اور علم وادب کا سرپرست تھا۔ وہ مذہبی آدمی تھا۔ فارسی میں شاعری بھی کرتا تھا اس نے "خلاصۃ الانساب" کتاب لکھی جس میں افغانوں کے نسب کا حال درج ہے۔

ڈاکٹر محمد حتاؔ

(۱۹۰۲ء) انڈونیشیا کی تحریک آزادی کے ایک ممتاز رہنما۔ جاوہ کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے یورپ گئے۔ جہاں تعلیم حاصل کرنے کے بعد حتاؔ ہالینڈ میں موجود انڈونیشی طلباء کو منظم کرنے لگے۔ ۱۹۲۴ء میں انہیں برسیلز میں "بین الاقوامی مخالف شہنشاہیت کانفرنس" کا صدر منتخب کیا گیا۔ انڈونیشیا آکر انہوں نے ڈاکٹر سوئیکارنو کے ساتھ مل کر ایک قوم پرست جماعت بنائی اور وطن کی آزادی کے لئے جدوجہد میں مصروف ہو گئے۔ دوسری جنگِ عالمگیر میں انڈونیشیا کے مستقبل کے لئے گفت وشنید کرنے ٹوکیو گئے لیکن اربابِ اقتدار نے انہیں مایوس کر دیا۔ واپس آکر جاپان کے خلاف جدوجہد شروع کر دی۔ جاپان کی شکست کے بعد ۱۹ اگست ۱۹۴۵ء کو ڈاکٹر حتاؔ نے انڈونیشیا کی جمہوری حکومت کا اعلان کر دیا۔ آزادی کے بعد ڈاکٹر حتاؔ انڈونیشیا کے پہلے وزیر اعظم اور بعد میں نائب صدر بنے لیکن ۱۹۶۰ء میں مستعفی ہو گئے۔ ۱۹۶۲ء میں اربابِ اقتدار نے انہیں باغیانہ سرگرمیوں کے الزام میں گرفتار کر لیا۔

Marfat.com

شیخ حسن البناء

۱۹۰۶ء سے ۱۹۴۹ء کے زمانہ کے مصر کے مذہبی رہنما۔ پیدائش قاہرہ میں ہوئی اور قاہرہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ بعدازاں اسماعیلیہ جاکر ایک مدرسے میں معلم ہوگئے۔ ۱۹۲۴ء میں اخوان المسلمین کی بنیاد رکھی جس کا مقصد مسلم ممالک میں اسلامی نظام قائم کرنا تھا۔ یہ جماعت بہت جلد مصر میں پھیل گئی اور چند ہی برسوں میں کئی دوسرے ممالک میں بھی اس کی شاخیں قائم ہوگئیں۔ مگر جب ۱۹۴۹ء میں شیخ حسن البنا کو قاہرہ کے ایک بازار میں قتل کیا گیا تو اُن کے ساتھ ہی یہ تحریک بھی دفن ہوگئی۔

دلاور پاشا

(وفات ۱۹/مئی ۱۶۲۲ء) عثمانی وزیراعظم۔ جنوری ۱۶۱۴ء میں بغداد۔ ۱۶۱۵ء میں دیاربکر کا... بیگلربیگی مقرر ہوا۔ جولائی ۱۶۲۰ء میں اسے برطرف کر دیا گیا لیکن دوبارہ ۱۷/ستمبر ۱۶۲۱ء کو سلطان عثمانی نے اسے وزارتِ عظمٰی پر فائز کیا لیکن اس کے عہدے کی مدت ایک سال سے بھی کم تھی اس لئے کہ دلاور پاشا ینی چریوں کی بغاوت فرو کرتا ہوا مارا گیا۔ یہی بغاوت عثمان ثانی کی معزولی اور موت پر ختم ہوئی۔

سلیمان دیمرل

(۱۹۲۴ء) ترک انجینیر اور سیاستدان تعلیم استنبول ٹیکنیکل یونیورسٹی سے حاصل کی۔ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۱ء تک امریکہ کے مختلف تکنیکی اداروں میں کام کیا۔ ۱۹۵۲ء میں انہیں ترکی کے پن بجلی منصوبوں کا انچارج اور ۱۹۵۴ء میں ڈیپارٹمنٹ آف ڈیمز کا سربراہ۔ ۱۹۵۵ء میں واٹر کنٹرول کے ڈائریکٹر جنرل کا عہدہ سپرد کیا گیا۔ ۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۴ء یہ ترکی کی انجینیرنگ یونیورسٹی اور مڈل ایسٹ ٹیکنیکل یونیورسٹی میں درس دینے پر مامور ہوئے۔ ۱۹۶۱ء میں عملی سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ ۱۹۶۴ء میں جسٹس پارٹی کامیاب ہوئی۔ دیمرل وزیراعظم مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۱ء میں فوج نے انہیں مستعفی ہونے پر مجبور کیا۔ اکتوبر ۱۹۷۳ء کے انتخابات میں جسٹس پارٹی کامیابی حاصل نہ کر سکی۔ اپریل ۱۹۷۵ء میں مخلوط حکومت قائم ہوئی تو یہ دوبارہ وزیراعظم منتخب ہوئے۔ ۱۲/ستمبر ۱۹۸۰ء فوج نے دیمرل کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ کنعان ایورن صدر اور بلند ایجودن وزیراعظم مقرر ہوئے۔

ڈاکٹر ذاکر حسین

(۱۸۸۹ء تا ۱۹۶۹ء) ماہرِ تعلیم سیاست دان۔ جائے پیدائش حیدرآباد (دکن)، جدِ امجد حسین خان تیموری ۱۷۱۵ء میں محمد بادشاہ کے عہدِ حکمرانی میں افغانستان سے آکر روہیل کھنڈ میں قصبہ قاسم گنج میں آباد ہوئے۔ لیکن ان کے والد فدا حسین خان نے ۱۸۸۸ء میں حیدرآباد (دکن) میں سکونت اختیار کی۔ ذاکر حسین نے حیدرآباد، دہلی۔ اور علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں جرمنی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ دورانِ تعلیم ہی سیاست میں حصّہ لینا شروع کیا۔ تحریکِ خلافت اور ترکِ موالات میں حصہ لینے کے جرم میں قید بھی ہوئے۔ رہائی کے بعد جامعہ ملیہ دہلی میں پرنسپل مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں بہار کے گورنر اور ۱۹۶۷ء میں بھارت کے صدر نامزد ہوئے۔

راشد الدین سنان

(وفات ۱۱۹۳ء) ابوالحسن سنان بن سلیمان بن محمد اسمٰعیل۔ شام کا مشہور پیشوا جو شیخ الجبل کے نام سے مشہور ہوا۔ تعلیم ایران میں پائی۔ ۱۱۶۳ء میں الموت کے امام حسن کی جانب سے شام کے اسمٰعیلی فرقے کا سردار مقرر ہوا اور اپنی موت تک اسی منصب پر فائز رہا۔ راشد نے اپنے وقت کی مصری و شامی سیاسیات میں نمایاں حصّہ لیا۔ سنان کے بارے میں عام قصّے مشہور ہیں کہ انہوں نے فدائیوں کی تنظیم کا افسر ہونے کی حیثیت سے بڑے بڑے جیّد علماء اور حاکموں کو فدائیوں سے قتل کروایا۔ مورخین کے بیان کے مطابق سنان اس فرقے کا سب سے پہلا اعلیٰ اور امام کے بعد بلند ترین منصب پر فائز تھا۔

راغب پاشا

(۱۶۹۹ء تا ۸/اپریل ۱۷۶۳ء) اصل نام راغب محمد پاشا بن کاتب محمد شوقی۔ عثمانی وزیر اعظم۔ ۱۳/دسمبر ۱۷۵۶ء کو مصطفیٰ پاشا کو معزول کر کے راغب پاشا کو وزیر اعظم مقرر کیا گیا۔ یہ سات برس تک بڑی ... شان و شوکت کے ساتھ اس عہدے پر فائز رہا۔ اس کا شمار سلطنتِ عثمانیہ کے ممتاز وزراء اعظم میں ہوتا ہے۔ وہ محض مدبّر اور سیاستدان ہی نہیں۔ بلکہ ترقی ادب کا مستند مصنّف اور ادیب بھی تھا جس کی تصانیف ادب کی ہر صنف پر حاوی ہیں وہ ایک ممتاز سیاسی مورّخ بھی تھا۔ اس نے میر فرائد

Marfat.com

کی تاریخ عالم اور عبدالرزاق بن اسحاق کی تاریخ آل تیمور دونوں کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ اس کا دیوان اس کی اہم ترین منظومات پر مشتمل ہے۔

راضی باللہ

(دسمبر ۹۰۹ء تا دسمبر ۹۴۰ء) ابو العباس محمد بن مقتدر باللہ۔ خاندانِ عباسیہ کا بیسواں خلیفہ۔ مقتدر باللہ کے قتل کے بعد اس کے بھائی قاہر باللہ نے غاصبانہ تخت پر قبضہ کر کے اسے جیل میں ڈال دیا لیکن سال بعد ہی فوج کے بلوائیوں نے قاہر باللہ کو گرفتار کر کے راضی باللہ کو جیل سے رہائی دلوا کر تخت پر بٹھایا۔ راضی باللہ نے تخت نشین ہوتے ہی بھائی کو اندھا کروا دیا۔ اور اس کے عہد کے بارسوخ عہدے دار محمد بن یاقوت کو معزول کر کے قید میں ڈال دیا۔ اور وزارتِ عظمیٰ کا قلمدان ابن مقلد کے سپرد کیا۔ اپریل ۹۳۶ء کو محمد بن یاقوت کے بھائی مظفر بن یاقوت نے ابن مقلد کو گرفتار کر لیا۔ اور اس کی معزولی کا خلیفہ راضی باللہ سے مطالبہ کرتے ہوئے بھائی کو رہا کرنے کی شرط پیش کر دی۔ مجبوراً راضی باللہ کو دونوں شرطیں ماننی پڑیں۔ راضی کے عہدِ خلافت میں محمد بن علی سمعانی نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ راضی نے اس جھوٹے خدا اور اس کے ساتھیوں کو قتل کروا دیا۔ دوسری تباہی قرامطہ فرقے نے بغداد اور مکہ کے درمیان مچائی۔ لوٹ مار کے علاوہ یہ حجاج سے بھی ٹیکس وصول کرنے لگے۔ عرب مورخین اس کی پارسائی، رحمدلی اور عدل و انصاف کی تعریف کرتے ہیں۔

راغب محمد پاشا

(۱۶۵۴ء تا ۱۸۰۸ء) عثمانی سلطنت کا وزیرِ اعظم اور شاعر۔ ۲۴ جنوری ۱۷۰۳ء کو اسے وزیر اعظم دال طبان مصطفیٰ پاشا کی جگہ مقرر کیا گیا۔ اس نے دیوانی انتظامات میں کامل اصلاح کی۔ مشرقی و مغربی علاقوں میں سرحدی قلعوں کا بار کم کیا۔ نہریں بنوائیں۔ ویران مساجد کو آباد کیا۔ حجاج کے قافلوں کی حفاظت اور ایشیائے کوچک کا مکمل تحفظ کیا۔ ترکمان قبائل کو بسانے میں مدد دی۔ لیکن سلطان مصطفیٰ کی معزولی کے بعد راغب کی وزارت بھی ختم ہو گئی۔ بعد میں اسے قبرص کا والی مقرر کیا گیا۔ ۱۷۰۴ء میں مصر کا والی بنایا گیا۔ ۱۷۱۰ء میں اسے برطرف کر دیا گیا اور جزیرہ رہوڈس بھیج دیا گیا۔ وہیں اس کا انتقال ہوا۔ اس نے ایک دیوان یادگار چھوڑا ہے۔ راغب کو اس کی سرکاری تحریروں کے دو مجموعوں کی بنیاد پر صاحب طرز ادیب سمجھا جاتا ہے۔

Marfat.com

راجا صاحب محمود آباد

(۱۹۱۴ء تا ۱۹۷۲ء) مسلم لیگی رہنما اور سیاست دان اصلی نام امیر احمد خان۔ یو پی (بھارت) جاگیر دار ابتدائی تعلیم لکھنؤ میں اور اعلیٰ تعلیم انگلستان جا کر حاصل کی۔ ان کے والد قائد اعظم کے رفقاء میں سے تھے۔ راجا صاحب نے سیاسی بصیرت اپنے والد سے ہی حاصل کی اور نو عمری میں ہی مسلم لیگ کے سرگرم رکن بن گئے۔ ۱۹۳۷ء میں آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی تشکیل کی اور مسلمان نوجوانوں کو تحریک پاکستان سے روشناس کروایا۔ قیام پاکستان کے کچھ عرصہ بعد کراچی آ گئے۔ لیکن یہاں موجود سیاسی انتشار سے دل برداشتہ ہو کر پہلے عراق اور بعد میں لندن جا کر سکونت اختیار۔ آپ لندن میں اسلامی کلچر سنٹر کے ڈائریکٹر رہے۔

چوہدری رحمت علی

(۱۸۹۳ء تا ۱۹۵۱ء) محب قوم۔ سیاستدان اور لفظ پاکستان کے خالق۔ پیدائش ہوشیار پور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم جالندھر سے اور بی۔ اے اسلامیہ کالج لاہور سے کیا۔ ۱۹۳۰ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلستان چلے گئے۔ جہاں قانون کی ڈگری حاصل کی۔ محب قوم تھے۔ ۱۹۳۲ء میں انہوں نے ایک پمفلٹ شائع کیا جس میں ہندوستان میں آباد مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اور اس نظریاتی ملک کو انہوں نے پاکستان کا نام دیا تھا۔ لفظ پاکستان کو اتنی اہمیت حاصل ہوئی کہ غیر مسلم اخبارات نے بھی مجوزہ ملک کو پاکستان کے نام سے ہی شائع کیا۔ چوہدری صاحب کی زندگی کا بیشتر حصہ انگلستان میں ہی گزرا۔ قیام پاکستان کے بعد اپنے خیالی وطن کو حقیقت کے روپ میں دیکھنے پاکستان آئے اور پھر واپس چلے گئے۔ آپ کا انتقال کیمبرج میں فروری ۱۹۵۱ء کو ہوا۔

رشید مولائی

سیاست دان (۱۶۳۰ء تا ۹/ اپریل ۱۶۷۲ء) ابن شریف بن علی بن محمد بن علی علوی۔۔۔ سلطان مراکش اور اس خانوادے کا حقیقی بانی جو شریفی مملکت پر حکمران رہا۔ اس کے اسلاف نے مراکش کے جنوب میں ایک خوشنما زاویہ بنایا اور بتدریج سیاسی اقتدار حاصل کیا۔ مراکش میں اس زمانے میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ اس لئے سجلماسہ کے حسنی شرفا بڑے بڑے صحرائی قطعات کے

مالک بن گئے۔ مولائی محمد نے جنوب مغرب زاویہ ایلخ کے مرابطہ (مذہبی پیشوا) سے کامیاب جنگ کی اور ۱۶۴۶ء میں مشرقی مراکش پر موثر اقتدار قائم کر لینے کے بعد شاہی لقب اختیار کر لیا۔ ۱۶۶۴ء میں مولائی محمد، رشید مولائی پر حملہ آور ہوا۔ لیکن پہلی ہی جھڑپ میں مارا گیا اور اس کے آدمی بھی رشید مولائی سے آملے۔ رشید مولائی نے تازا پر قبضہ کیا۔ فاس فتح کیا۔ قصر الکبیر، مکناس۔ تطوان۔ تازا۔ اور زاویۃ الدولہ پر قبضہ کیا اس طرح اس نے مراکش پر قبضہ کرتے ہوئے مقامی رئیس الشباتی کو سزائے موت دی اور تمام مراکش کا حکمران بن گیا لیکن ۱۹/اپریل ۱۶۷۲ء کو گھوڑے سے گر ہلاک ہو گیا۔ مراکش کے مورخ مولائی رشید کی بے پناہ تعریف کرتے ہیں۔

رکن الدین

(وفات ۶/جولائی ۱۲۰۴ء) سلیمان ثانی بن قلیج ارسلان ثانی۔ روم کا ایک سلجوق فرمانروا۔ اس کے باپ نے بوڑھا ہونے کے باعث اپنی سلطنت اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دی۔ ۱۱۹۲ء میں جب اس کا باپ فوت ہوا تو اس نے سیواس۔ عاق سرائے۔ قیساریہ۔ قونیہ۔ ملطیہ۔ ارجن روم انقرہ کے علاقے بھائیوں سے چھین لئے۔ بقول علامہ ابن اثیر رکن الدین ایک بہادر باہمت اور زبردست صلاحیتوں کا مالک فرمانروا تھا۔

سعد زاغول پاشا

(۱۸۵۲ء تا ۱۹۲۷ء) مصری محب وطن جو عربی پاشا کا دست راست تھا۔ عربی پاشا کی بغاوت کے بعد حکومت برطانیہ نے اسے قید میں ڈال دیا۔ رہائی کے بعد اس نے قانون کی ڈگری حاصل کی۔ اور وزیر تعلیم و عدالت نامزد ہوا۔ ۱۹۱۹ء میں ایک وفد کی قیادت کرتے ہوئے لندن گیا اور وفد پارٹی بنائی۔ حکومت برطانیہ سے گفت و شنید ناکام ہوئی۔ تو ۱۹۲۱ء میں اسے جلاوطن کر دیا گیا۔ مگر آزادی کی دبی ہوئی چنگاری سلگتی رہی اور ایک دفعہ پھر یہ محب وطن ۱۹۲۴ء میں مصر کا وزیراعظم مقرر ہوا۔

زیاد بن ابیہ

والئی عراق۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری جب بصرہ کے والی تھے تو زیاد کاتب کے فرائض انجام دیتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت میں کئی اہم کام ان کے سپرد کئے۔ معاویہؓ خلیفہ ہوئے

Marfat.com

تو زیاد کی ذہانت اور قابلیت سے استفادہ کرنے کے لئے انہوں نے سرکاری طور پر تسلیم کر لیا کہ زیاد ان کے والد ابوسفیان کا بیٹا ہے لہٰذا اسے بصرے کا والی مقرر کیا گیا۔ جہاں اس نے سخت سزاؤں کے ذریعے مکمل امن و امان بحال کر دیا۔ اس کے بعد معاویہؓ نے انہیں کوفہ کی حکومت بھی سونپ دی۔ زیاد بن ابیہ کا شمار عرب کے چار اعلیٰ درجے کے مدبروں میں ہوتا ہے۔ باقی تین حضرت امیر معاویہؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت عمروؓ بن عاص تھے۔

سعدالدین کوپک

علاؤالدین خلجی کے عہدِ حکومت میں سعدالدین ایک اہم شخصیت مانا جاتا تھا۔ ایک سرائے جو قونیہ کے قریب ہے سعدالدین نے بنوائی تھی جس کا اندرونی حصہ علاؤالدین کے عہد کے آخری سال ۱۲۳۶ء میں مکمل کیا گیا۔ لبعد میں غیاث الدین کے دور میں سعدالدین کا کردار خاصا اہم نظر آتا ہے۔ وہ غیاث الدین کے ساتھ وابستہ تھا کہ اس کے زیرِ اثر حسام الدین قیر خان جو سیواس کا والی تھا۔ اور سلجوقیوں کے دامن میں پناہ لئے ہوئے تھا کو عزالدین کی حمایت کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا اس کا اثر یہ ہوا کہ خوارزم کے امیروں نے جو اس وقت ایشیائے کوچک میں رہائش پذیر تھے ہزاروں خوارزمیوں کی مدد سے سلطنتِ سلجوق کو تباہ و برباد کر ڈالا اور خود شام اور عراق کی جانب چلے گئے۔

سرسکندر حیات خان

(۱۸۹۲ء تا ۱۹۴۲ء) جاگیردار۔ سیاستدان پیدائش ضلع کیمبلپور میں ہوئی۔ تعلیم علی گڑھ اور انگلستان میں پائی۔ پہلی جنگ عظیم میں برطانوی حکومت نے ریکروٹنگ افسر مقرر کیا۔ افغانستان کی چوتھی جنگ میں شریک ہوئے اور پھر سیاست میں عملی قدم رکھا پہلے پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے رکن منتخب ہوئے ۱۹۳۰ء میں حکومت پنجاب کے ریونیو ممبر بنائے گئے سر فضل حسین کے بعد یونینسٹ پارٹی کے صدر مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ قائم مقام گورنر بھی رہے۔ پھر گورنر ریزرو بنک آف انڈیا بنائے گئے ۱۹۳۶ء میں یونینسٹ پارٹی کے صدر کی حیثیت سے پنجاب کے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم میں انہوں نے حکومت برطانیہ کی گراں قدر خدمات سرانجام دیں جس کے صلہ میں "سر" کے خطاب سے نوازے گئے۔

Marfat.com

سنوسی ادریسی

عالم دین سیاستدان (۱۷۹۱ء تا ۱۸۶۹ء) سید محمد بن علی السنوسی المجاہدی الحسنی الادریسی۔ آپ دینی و فوجی جماعت سنوسیہ کے بانی تھے۔ شہر مشغانم کے قریب ترش میں پیدا ہوئے۔ آپ زنانی بربر نسل کے خطاطیہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم الوف میں پائی۔ بعد میں ۱۸۲۱ء تک فارس میں تفسیر القرآن۔ حدیث اصول۔ فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد تیونس اور قاہرہ سے ہوتے ہوئے مکہ پہنچ گئے اور یہاں ادریسیہ سلسلے کے بانی احمد بن عبداللہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے رفالمہ میں دینی مدرسے کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد البیضا میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ پھر تمسہ اور آخر میں جغبوب میں مدرسہ قائم کیا۔ ان مدرسوں میں بچوں کو قرآن پاک کے علاوہ معمولی لکھائی پڑھائی۔ زراعت اور باغبانی کپڑا سازی، معماری اور نجاری کی تعلیم دی جاتی اور بچوں میں جذبہ جہاد بھی کوٹ کوٹ کر بھرا جاتا۔ وفات ۱۸۶۹ء میں ہوئی۔ بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔

خلیفہ شجاع الدین

سیاستدان (وفات ۱۹۵۵ء) خلیفہ عماد الدین مرحوم کے بڑے فرزند۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے اور انگلینڈ سے ایل۔ایل۔ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد لاہور میں وکالت شروع کی۔ پنجاب یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے ممبر اور مختلف شعبوں کے اعزازی ناظم اور منتظم تھے۔ پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے سالہا سال رکن رہے۔ آخری عمر میں اسمبلی کے سپیکر منتخب ہوئے۔ آپ نے مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اور انجمن حمایت اسلام کی گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور مسلمانوں کی ترقی اور بہبود کے لیئے عمر بھر کوشاں رہے۔

مولانا شوکت علی

تحریک پاکستان کے ایک ممتاز رہنما۔ مولانا محمد علی جوہر کے بڑے بھائی۔ ابتدائی تعلیم بریلی میں حاصل کی۔ ۱۸۹۰ء میں علی گڑھ چلے گئے اور وہاں کھیلوں میں شہرت حاصل کی۔ پہلی جنگ عظیم میں مولانا محمد علی نے اپنے رسالے کامریڈ میں ترکی کے حق میں ایک زوردار مضمون لکھا تو حکومت

Marfat.com

برطانیہ نے مولانا محمد علی کے ساتھ مولانا شوکت علی کو بھی گرفتار کر لیا۔ ۱۹۱۹ء میں رہا ہو کر تحریک خلافت میں جوش و خروش سے شامل ہوئے ۱۹۲۱ء میں پھر نظر بند ہوئے۔ تحریک خلافت کے حوالے سے علی برادران کی شہرت پورے ہندوستان میں پھیل گئی کانگریس نے ان کی شہرت سے فائدہ اٹھا کر انگریزوں کے خلاف اپنی کارروائیوں میں انہیں شامل کر لیا۔ بعد میں کانگریس کی ہندو ذہنیت سامنے آنے کے باعث مولانا شوکت علی نے مسلم لیگ کی پُر زور حمایت کی علی گڑھ یونیورسٹی کے لئے چندہ جمع کرنے کے سلسلہ میں جب سر آغا خاں نے برصغیر کا دورہ کیا تو مولانا سیکرٹری کے طور پر اُن کے ساتھ تھے۔ ۱۹۳۸ء میں انتقال ہوا۔ علی برادران نے چالیس سال تک سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔

طاہر

(دورِ حکومت ۸۱۹ء تا ۸۲۲ء) خلیفہ مامون الرشید کا ایرانی جنرل۔ اس نے مامون کی وفات کے بعد شمالی مشرقی ایران میں طاہر یہ خاندان کی بنیاد رکھی اور خود مختار سلطنت قائم کی۔ ہارون رشید کی وفات کے بعد جب امین اور مامون کا ساتھ دیا اور امین کو شکست دے کر بغداد کو فتح کر لیا۔ امین گرفتار ہو کر ایرانی سپاہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ طاہر کو مامون نے ایران اور ترکستان کا گورنر مقرر کیا مگر کچھ ہی عرصہ بعد اُسے زہر دے کر مروا دیا۔

شیخ عبدالمجید سندھیؒ

(۱۸۸۸ء تا ۱۹۷۸ء) تحریک آزادی کے ممتاز رہنما۔ پیدائش ٹھٹھہ کے ایک ہندو گھرانے میں ہوئی ۱۹۰۸ء میں مشرف با اسلام ہوئے اور عبدالمجید نام رکھا حیدر آباد سندھ کے ایک سندھی روزنامہ "الامین"، کے ایڈیٹر نامزد ہوئے۔ ۱۹۱۶ء میں عبیداللہ سندھی کی تحریک "ریشمین خطوط"، میں حصہ لینے کے جرم میں تین سال کی قید ہوئی ۱۹۲۰ء میں تحریک خلافت کے حق میں اور انگریزوں کے خلاف تقاریر کے جرم میں ۲ سال کی قید ہوئی۔ ۱۹۲۹ء میں سندھی روزنامہ "الوحید"، شائع کیا اور اس کے ذریعے سندھی مسلمانوں میں سیاسی شعور پیدا کیا۔ سندھ سے بمبئی کی علیحدگی کے بعد ۱۹۳۷ء میں سندھ اسمبلی کے پہلے انتخابات میں آزاد سندھ

Marfat.com

پارٹی کے ٹکٹ پر کھڑے ہوئے اور اپنے حریف سر شاہنواز بھٹو کو شکست دی۔ کچھ عرصہ بعد آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور تحریک پاکستان میں حصہ لیا لیکن جلد ہی علیحدہ ہو کر عبدالغفار خان کی آل پاکستان عوامی پارٹی کے سندھ میں کنوینیر مقرر ہوئے۔

عبدالکریم غازی

(۱۸۸۳ء تا ۱۹۶۳ء) مراکش کی جنگِ آزادی کے رہنما۔ قبیلہ ریف کے سردار تھے۔ پہلی جنگ عظیم میں ہسپانیہ کی طرف سے لڑتے رہے لیکن جنگ کے بعد وطن کی آزادی کا مطالبہ کر دیا۔ اور پھر ہسپانیہ کے خلاف نبرد آزما ہو گئے۔ ۱۹۲۱ء کو ملیلہ کے قریب ہسپانوی فوج کے بیس ہزار سپاہیوں کو شکست دی۔ فرانس کی بیشتر لڑائیوں میں بھی کامیابی دکھائی۔ لیکن ۱۹۲۶ء میں معرکہ فیز میں گھر گئے اور خود کو فرانس کے حوالے کر دیا۔ فرانسیسی حکومت نے انہیں جزیرہ سگرین میں قید کر دیا۔ ۱۹۴۷ء میں فرانس نے انہیں دوبارہ لانے کا فیصلہ کیا لیکن جب جہاز سویز پر پہنچا تو غازی عبدالکریم نے جہاز سے فرار ہو کر مصر میں پناہ لی اور سولہ سال بعد وہیں انتقال ہوا۔

عبدالکریم قاسم

(۱۹۱۴ء تا ۱۹۶۳ء) عراقی جمہوریہ کا پہلا وزیر اعظم ملٹری اکیڈمی میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد فوج میں شامل ہوا۔ ۱۹۴۸ء میں یہودیوں کے خلاف جنگ لڑا۔ ۱۹۵۵ء میں عراقی فوج کے انیسویں بریگیڈ کا کمانڈر مقرر ہوا۔ عراق کے محب وطن نوجوان افسروں کو ساتھ ملا کر شاہی حکومت کا تختہ الٹنے کا منصوبہ بنایا۔ جولائی ۱۹۵۸ء کی شام کو وزیر اعظم نوری السعید کی حکومت نے جنرل قاسم کو حکم دیا کہ وہ اردن کی شاہی حکومت کی حفاظت کے لئے اپنا بریگیڈ اردن لے جائے مگر جنرل قاسم نے اردن جانے کی بجائے حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ شاہ فیصل، ولی عہد امیر الالہ اور نوری السعید کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور حکومت پر قبضہ کر لیا۔ ۱۹۶۳ء کے اوائل میں خود بھی باغی فوجیوں کے ہاتھوں مارا گیا۔

Marfat.com

عبداللہ بن حسین

(۱۸۸۲ء تا ۱۹۵۱ء) اردن کی ہاشمی سلطنت کا سابق فرمانروا۔ پیدائش مکہ میں ہوئی۔ جوانی سلطان عبدالحمید ثانی کے دربار استنبول میں بسر ہوئی۔ ۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۴ء تک مکہ کے نمائندے کی حیثیت سے ترکی پارلیمنٹ کا رکن رہا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران عربوں نے ترکوں کے خلاف بغاوت کی تو اس نے ٹی۔ ای۔ لارنس کی ماتحتی میں کام کیا جو ترکوں کے خلاف عربوں کا سربراہ تھا۔ ۱۹۱۹ء میں انگریزوں نے فیصل کو شام کا اور عبداللہ کو عراق کا بادشاہ بنایا۔ لیکن فرانس نے یہ فیصلہ منظور نہ کیا۔ آخر فیصل کو عراق کا اور عبداللہ کو اردن کا امیر بنا دیا گیا۔ اقوام متحدہ کی نگرانی میں جب فلسطین کی تقسیم عمل میں آئی اور اسرائیل کی نئی حکومت بنی تو عبداللہ نے اس فیصلے کو تسلیم نہ کیا اور ۱۹۴۸ء میں اردن کی مغربی سرحد پر فلسطین کے کافی علاقے پر قبضہ کر لیا۔ نماز کے لئے مسجد میں داخل ہو رہا تھا کہ نامعلوم شخص نے قتل کر دیا۔

قاضی عبدالغفار

(۱۸۸۸ء تا ۱۹۵۶ء) ادیب صحافی۔ پیدائش مراد آباد میں ہوئی۔ علی گڑھ کالج میں تعلیم پائی۔ مولانا محمد علی جوہر کے اخبار "ہمدرد" کے شعبہ ادارت میں شریک ہو گئے۔ پھر کلکتہ جا کر "جمہور" نکالا۔ لیکن وہ ضبط ہو گیا اور انہیں نظر بند کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد دہلی سے روزنامہ "صباح" شائع کیا لیکن یہ بھی بند ہو گیا تو حیدر آباد کا رخ کیا۔ وہاں سے روزنامہ "پیام" نکالا۔ مگر ۱۹۴۷ء میں الگ ہو کر علی گڑھ چلے آئے اور انجمن ترقی اردو (ہندوستان) کے سیکرٹری مقرر ہوئے اور مرتے دم تک اردو کی خدمت کرتے رہے۔ پہلی تصنیف "نقش فرنگ" تھی۔ پھر "تین پیسے کی چھوکری"، "مجنوں کی ڈائری"، "لیلیٰ کے خطوط"، "جمال الدین افغانی"، "آثار ابوالکلام آزاد"، "حیات حکیم محمد اجمل خاں" قابلِ ذکر ہیں۔

علامہ عنایت اللہ خان مشرقی

سیاستدان۔ خاکسار تحریک کے بانی۔ پیدائش امرتسر میں ہوئی والد عطا محمد خان امرتسر کے

Marfat.com

مشہور رئیس غالب اور سرسید احمد خان کے ہم نشین تھے۔ عنایت اللہ نے انٹرمیڈیٹ کا امتحان امرتسر سے پاس کیا اور وظیفہ حاصل کیا۔ فارمن کالج لاہور سے بی۔ اے پاس کیا اور مزید وظیفہ لیا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں ایم۔ اے ریاضی کے امتحان میں صوبہ بھر میں اول آئے بلکہ یونیورسٹی کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے۔ والد نے اپنے خرچ پر انگلستان بھیج دیا۔ ۱۹۰۷ء میں کیمبرج یونیورسٹی کے کرائسٹ کالج سے ریاضی کے مقابلے کے امتحان میں جس میں سترہ کالج شامل تھے شاندار کامیابی پر ۷۰ پونڈ وظیفہ اور فاؤنڈیشن سکالر کا لقب ملا۔ ۱۹۰۹ء میں لڑائی پوس کے تین امتحان ریاضی، عربی، فارسی میں مزید کامیابی حاصل کرکے بیچلر سکالر کا خطاب حاصل کیا۔ ۱۹۱۲ء میں انجنیئرنگ کے سب سے بڑے امتحان مکینکل سائنس ٹرائپس میں صرف ایک سال میں بی۔ ای آنرز کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم سے فارغ ہوکر یورپ کی سیاحت کی جرمن میں ہٹلر سے ملے جو ایک مزدور جماعت کے کارکن کی حیثیت سے ابھر رہا تھا۔ اس کے علاوہ آئن سٹائن اور حائل سے بھی ملاقات ہوئی۔ وطن پہنچنے پر گورنر سرحد جارج کیل نے اسلامیہ کالج پشاور کے پہلے وائس چانسلر اور بعد میں ۱۹۱۵ء میں چانسلر بنا دیا اور پھر ۱۹۲۰ء میں انڈین ایجوکیشنل سروس آئی۔ ای۔ سی کا عہدہ دے کر پشاور تعینات کیا۔ ۱۹۴۰ء میں جب سرہٹن گرانٹ گورنر سرحد کے دور میں مسلمان کابل ہجرت کے لیے روانہ ہو رہے تھے علامہ صاحب کو پولیٹیکل سیکرٹری کا عہدہ پیش کرکے مسلمانوں کو روکنے کے لئے کابل کی سفارت اور سر کے خطاب کی پیش کش کی لیکن جذبہ ملی کی خاطر علامہ صاحب نے عہدے کو ٹھکرا دیا۔ علامہ صاحب نے مسلمانوں کے انتشار اور خلفشار کو محسوس کرتے ہوئے اپنی مشہور کتاب "تذکرہ" تحریر کی جس نے تمام مسلم ممالک میں دھوم مچا دی۔ علامہ نے جذبہ حریت کی بقاء کے لئے خاکسار تحریک کی بنیاد رکھی جس کا منشور نظم و ضبط خدمتِ خلق اور اطاعتِ امیر تھا۔ انگریزوں نے علامہ صاحب کو تمام اعزازات اور عہدوں سے برطرف کر دیا۔ جب خاکسار تحریک نے ملک گیر صورت اختیار کرلی تو ۱۹۴۰ء میں کافی خون خرابے کے بعد اس جماعت کو خلافِ قانون قرار دیا گیا۔ لیکن یہ جماعت کسی نہ کسی صورت زندہ رہی۔ علامہ مشرقی سرسید اور مولانا حالی کی طرح اسلام کو قرونِ اولیٰ کی طرح صحیح روپ میں پیش کرنے کے خواہشمند تھے۔ آپ نے اپنی تصنیفات تذکرہ۔ خریطہ۔ قول فیصل مولوی کا غلط مذہب میں اپنے خیالات کی صحیح عکاسی کی بالآخر ۲۷ اگست ۱۹۶۴ء کو آپ کا لاہور میں انتقال ہوا اور اچھرہ میں دفن ہوئے۔

Marfat.com

فخرالدین علی احمد

(۱۹۰۵ء تا ۱۹۷۷ء) بھارتی سیاست دان۔ پیدائش دہلی میں ہوئی۔ ۱۹۲۷ء میں سینٹ کیتھرائین کالج کیمبرج سے گریجویشن کیا پھر لنکن ان سے بیرسٹری کی ڈگری حاصل کی کچھ عرصہ پنجاب ہائی کورٹ میں وکالت کی۔ ۱۹۳۱ء میں آل انڈیا کانگریس میں شامل ہوئے ۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۸ء آسام کی قانون ساز مجلس کے رکن رہے اور صوبائی کابینہ میں وزیر مالیات مقرر ہوئے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران کانگریس کی تحریک ہندوستان چھوڑ دو کے سلسلے میں گرفتار رہے۔ اپریل ۱۹۴۵ء رہائی پانے کے ایک سال بعد آسام کے ایڈووکیٹ جنرل نامزد کیے گئے ۱۹۵۲ء میں راجیہ سبھا کے رکن اور ۱۹۵۷ء تا ۱۹۶۱ء تک آسام میں وزیر رہے۔ ۱۹۶۲ء میں مرکز میں وزیر مملکت بنائے گئے۔ ۱۹۶۳ء میں وزیر آبپاشی اور ۲۴/ اگست ۱۹۷۴ء کو بھارت کے پانچویں صدر منتخب ہوئے اور وفات تک اسی عہدے پر فائز رہے۔

فہری کورو ترک

(۱۹۰۳ء تا) ترکی بحریہ کے افسر و سیاستدان پیدائش استنبول میں ہوئی۔ نیوین اکیڈمی اور نیول وار کالج میں تعلیم پائی۔ ۱۹۲۰ء میں بحریہ میں شامل ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں آف جنرل اسٹاف کے محکمۂ جاسوسی میں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۳۵ء تا ۱۹۴۳ء روم، برلن اور سٹاک ہوم کے ترکی سفارت خانوں میں بحری اتاشی رہے ۱۹۴۷ء میں بحریہ کے کمانڈر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں ایڈمرل کے عہدے پر ترقی دی گئی۔ ۱۹۵۶ء تا ۱۹۶۰ء ترکی بحریہ کے کمانڈر انچیف اور بحیرۂ اسود میں اتحادی فوجوں کے کمانڈر رہے ۱۹۶۰ء سوویت یونین میں سفیر مقرر ہوئے بعد میں اسپین میں سفیر اور اس کے بعد ۱۹۶۸ء میں سینٹ کی دفاعی کمیٹی کے رکن چنے گئے اپریل ۱۹۷۳ء جمہوریہ ترکی کے صدر منتخب ہوئے۔

مولوی فضل الحق

(۱۸۷۳ء تا ۱۹۶۲ء) پاکستانی سیاست دان۔ مولوی ابوالقاسم فضل الحق نام ضلع باریسال (بنگلہ دیش) کے ایک گاؤں میں پیدائش ہوئی۔ بی۔ اے کلکتہ یونیورسٹی سے کیا۔ آپ بنگال کے

Marfat.com

پہلے مسلم گریجویٹ تھے۔ ۱۸۹۵ء میں ایل۔ایل۔بی کی ڈگری حاصل کی اور کلکتہ میں وکالت شروع کی۔ ۱۹۱۲ء میں آل انڈیا کانگریس میں شامل ہوئے اور جنرل سیکرٹری بنائے گئے لیکن اقلیتوں کے مسئلے پر اختلاف کی وجہ سے مستعفی ہو کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ ۱۹۳۵ء میں کلکتہ کے میئر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۷ء ہندوستان کی مرکزی اسمبلی کے رکن رہے۔ ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ سے علیحدہ ہو کر "کرشک پرجا پارٹی" کی بنیاد ڈالی ۱۹۴۷ء کو بنگال کے وزیر اعظم منتخب ہوئے بعد ازاں دوبارہ مسلم لیگ میں شامل ہوگئے اور ۱۹۴۰ء میں قرار دادِ پاکستان پیش کی۔ دوسری جنگِ عظیم کے دوران آپ کو لیگ سے خارج کر دیا گیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد کچھ عرصہ مشرقی پاکستان کے ایڈووکیٹ جنرل رہے۔ ۱۹۵۴ء میں مشرقی پاکستان اسمبلی کے انتخابات میں متحدہ محاذ کی کامیابی کے بعد صوبے کے وزیر اعلےٰ بنے لیکن سات ہفتے بعد صوبے میں دفعہ ۹۲ الف نافذ کر دی گئی۔ ۱۹۵۶ء کے اوائل میں مشرقی پاکستان کے گورنر مقرر ہوئے۔ لیکن چند ماہ بعد برطرف کر دیئے گئے طویل علالت کے باعث ڈھاکہ میں وفات پائی۔

عبداللہ پاشا فکری

(۱۸۳۴ء تا ۱۸۹۰ء) مصری سیاستدان اور ادیب اس کی پیدائش مکہ مکرمہ میں اس دور میں ہوئی جب اس کا والد محمد آفندی بلیغ وہاں تعینات تھا۔ مصر پر فرانسیسی قبضے کے وقت اس کا دادا عبداللہ جامع الازہر میں معلم تھا۔ ۱۸۴۵ء میں والد کی وفات کے بعد جامع الازہر میں تعلیم پائی اور ترکی زبان پر عبور حاصل کیا۔ ۱۸۵۱ء میں سرکاری ملازمت شروع کرتے ہوئے مختلف دیوانوں میں کام کرتا رہا۔ حتیٰ کہ تھوڑا عرصہ وزیر بھی رہا۔ عرابی پاشا کی بغاوت کے وقت اسے بھی گرفتار کر لیا گیا۔ رہا ہوتے کے بعد گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ بعد میں ۱۳۰۳ھ مصر کے نمائندے کی حیثیت سے مؤتمر المستشرقین میں شرکت کی۔ ۱۳۰۶ھ میں سٹاک ہوم گیا۔ جولائی ۱۸۹۰ء کو انتقال ہوا۔ اس کی تصنیفات میں کئی مشہور کتب شامل ہیں۔ صاحبِ طرز انشاء پرداز تھا۔

محسن الملک

نامور سیاستدان۔ (۱۸۳۷ء تا ۱۹۰۷ء) اصل نام نواب سید مہدی علی خان تھا۔ ابتدائی تعلیم

Marfat.com

اسلامی طرز کے مدارس میں پائی۔ پیدائش اٹاوہ میں ہوئی۔ ۱۸۶۷ء میں ڈپٹی کلکٹری کے امتحان میں شریک ہو کر تمام امیدواروں میں اوّل آئے۔ کچھ عرصہ اس عہدے پر رہنے کے بعد مستعفی ہو کر حیدر آباد چلے گئے اور وہاں انسپکٹر جنرل آف ریونیو مقرر ہوتے۔ وہیں سے ان کو منیر نواز جنگ۔ محسن الدولہ محسن الملک کے خطابات سے نوازا گیا۔ ۱۸۹۲ء میں پنشن لے کر علی گڑھ آ گئے اور علی گڑھ کالج کی ترقی کے لئے سر سید احمد خان کے شانہ بشانہ شب و روز کام کیا۔ سر سید کی موت کے بعد کو ٹرسٹی بورڈ کے عہدے پر دانشمندی تدبر اور محنت سے کالج کی گرتی ہوئی ساکھ کو دوبارہ سنبھالا دیا۔ محسن الملک ہی کی بدولت ۳۰ر دسمبر ۱۹۰۶ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کی داغ بیل پڑی جس کے آپ اور وقار الملک باری باری سیکرٹری مقرر ہوتے۔ شملہ میں وفات پائی۔ علی گڑھ میں دفن ہوئے۔

شیخ محمد عبداللہ

(۱۹۰۵ء تا ۱۹۸۲ء) تحریکِ آزادی کشمیر کے رہنما۔ تعلیم علی گڑھ میں حاصل کی۔ ابتداء میں سرینگر کے ایک سکول میں ملازمت کی۔ تحریک کشمیر کے دو برس بعد انہوں نے مسلم کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۳۸ء میں اسے نیشنل کانفرنس کا نام دیا اور ۱۹۴۶ء میں انہوں نے ڈوگرا راجہ کے خلاف کشمیر چھوڑ دو کا نعرہ بلند کیا تو گرفتار کر لئے گئے۔ ۱۹۴۷ء میں رہائی ملی۔ جب آزادی کشمیر کی تحریک نے زور پکڑا تو راجہ نے ہندوستان سے امداد طلب کر لی۔ شیخ صاحب کو مقبوضہ کشمیر کا وزیراعظم مقرر کر دیا گیا۔ ابتداء میں وہ کشمیر کے ہندوستان کے ساتھ الحاق کے حامی تھے۔ لیکن ۱۹۵۲ء میں اُن پر آشکارہ ہوا کہ اگر ایسا ہوا تو ہندوؤں کا کشمیر پر عملاً قبضہ ہو جائے گا لہٰذا انہوں نے ہندوستانی حکومت سے کشمیر میں آزادانہ رائے شماری کا مطالبہ کیا انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ رہائی کے بعد وہ پاکستان بھی آئے اور فریضہ حج ادا کرنے کے بعد تمام ممالک کا دورہ کر کے کشمیر کے مسئلے کو پیش کیا۔ اس دوران میں وزیراعظم ہندوستان پنڈت جواہر لعل نہرو کا انتقال ہو چکا تھا۔ جونہی وہ دہلی کے ہوائی اڈے پر اُترے انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ ان کو کشمیر بدر کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد ان کے موقف میں تبدیلی آئی۔ اَب وہ کشمیر کی مکمل آزادی کی بجائے اسے خصوصی درجہ دینے کے حامی تھے۔ لہٰذا ان کو دوبارہ کشمیر کا وزیرِاعظم بنا دیا گیا۔ سوانح حیات "آتشِ چنار" لکھی۔

Marfat.com

شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ

(۱۸۵۱ء تا ۱۹۲۰ء) جامعہ ملیہ علی گڑھ کے بانی۔ تحریکِ آزادی وطن کے علمبردار۔ دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد پہلے وہاں مدرس اور بعد میں ۱۸۸۸ء میں صدر مقرر ہوتے اور ۲۳ سال تک اس عہدے پر فائز رہے علی گڑھ اور دیوبند کے درمیان جو کشیدگی چلی آرہی تھی۔ آپ نے اُسے کم کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔ ۱۹۰۹ء میں جمعیت انصار کی بنیاد رکھ کر اپنے شاگرد مولانا عبداللہ سندھی کو سیکرٹری بنایا۔ ۱۹۱۵ء میں شیخ الہند ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے۔ آپ اس بات کے حامی تھے کہ انگریزوں کو بزورِ بازو ملک سے نکال دیا جائے۔ اسی بناء پر شریف مکہ نے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دیا جنہوں نے مولانا کو مالٹا میں نظر بند کر دیا۔ چار سال مالٹا میں اسیری گزار کر جب آپ وطن لوٹے تو صحت بہت بگڑ چکی تھی۔ ۲۹ راکتوبر ۱۹۲۰ کو علی گڑھ میں ملیہ اسلامیہ کا افتتاح کیا اور ۳۰ رنومبر کو دہلی میں ڈاکٹر مختار احمد انصاری کے مکان پر انتقال کر گئے۔ دفن دیوبند میں کیا گیا۔

عبدالرب نشتر

(۱۸۹۹ء تا ۱۹۵۸ء) پاکستانی سیاستدان۔ پیدائش صوبہ سرحد میں ہوئی۔ تعلیم علی گڑھ سے حاصل کی۔ سیاسی زندگی ـــــ کا آغاز کانگریس میں شمولیت سے کیا لیکن جلدی ہی مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور ایک مخلص محبِ وطن کی طرح قائد اعظم کے ساتھ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۴۳ء میں جب سرحد میں سردار اورنگ زیب کی قیادت میں مسلم لیگی وزارت قائم ہوئی تو آپ کو وزیرِ خزانہ مقرر کیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد وزیرِ مواصلات نامزد ہوئے۔ ۱۹۴۹ء میں پنجاب کے پہلے پاکستانی گورنر بنائے گئے۔ ۱۹۵۱ء میں مرکز میں وزیرِ صنعت رہے لیکن خواجہ ناظم الدین کی برطرفی کے بعد ان کا اقتدار بھی ختم ہو گیا۔ نشتر اردو زبان کے شاعر بھی تھے۔ وفات کراچی میں پائی اور لیاقت علی خان کے پہلو میں دفنائے گئے۔

نظام الملک طوسی

(۱۰۱۷ء تا ۱۰۹۲ء) ایران کے سلجوقی فرماں روا کا مشہور وزیر۔ مشہد کے قریب رذکان کے

Marfat.com

مقام پر پیدا ہوا۔ سلطان الپ ارسلان کا وزیر مقرر ہوا۔ ۱۰۶۷ء میں اس نے بغداد میں مدرسہ نظامیہ قائم کیا۔ جو اسلامی درس گاہ کے طور پر حامل شہرت ہوا۔ اس نے ۱۰۷۵ء میں ہیئت دانوں کی کانفرنس طلب کر کے انہیں ایرانی کیلنڈر بنانے کا حکم دیا۔ اور جلالی کیلنڈر رائج کیا۔ عمر کے آخری حصے میں برطرف ہوا اور حسن بن صباح کے ایک فدائی کے ہاتھوں قتل ہوا۔

نادر شاہ امیر

والئ افغانستان جو بچہ سقہ کو شکست دے کر کابل کے تخت پر بیٹھے۔ امیر حبیب اللہ کی فوج میں افسر تھے۔ امان اللہ خان والئ افغانستان کی شکست ۱۹۲۹ء کے بعد جب بچہ سقہ تخت پر بیٹھا تو یہ پشاور کے راستے بظاہر امان اللہ کو دوبارہ تخت دلوانے کے لیے آئے اور قابل فتح کرنے کے بعد خود تخت پر قبضہ کر لیا۔ ملک کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے انہوں نے تعلیمی اصلاحات کے لئے علامہ اقبال۔ سید سلیمان ندوی اور ڈاکٹر راس مسعود کو آنے کی دعوت دی۔ تین سال بعد ہی عداوت کی بناء پر قتل کر دیئے گئے تو ان کا بیٹا ظاہر شاہ

تخت نشین ہوا۔ ۱۹۳۰ء تا ۱۹۳۳ء دورِ حکومت تھا۔

نظام دکن

نواب (۱۸۸۴ء تا ۱۹۶۷ء) حیدر آباد دکن کے آصفیہ خاندان کے آخری نواب میر عثمان علی خان ۲۸ اگست ۱۹۱۱ء کو ۲۷ برس کی عمر میں تخت نشین ہوئے۔ ان کے عہد میں ہر شعبے میں ترقی ہوئی۔ ہائی کورٹ کی عظیم الشان عمارت دواخانہ عثمانیہ۔ سٹی کالج۔ کتب خانہ آصفیہ اور جامعہ عثمانیہ کی تعمیر کا سہرا ان کے سر ہے نظام اسٹیٹ ریلوے قائم کی۔ علی گڑھ یونیورسٹی کو لاکھوں کی امداد دیتے تھے۔ قیام پاکستان کے وقت بیس کروڑ کے تمسکات سے اس کی مدد کی۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۴۸ء کو بھارت نے حملہ کر کے ان کی سلطنت کو ختم کر دیا۔ آپ فارسی اور اردو کے شاعر بھی تھے۔

نور الامین

(۱۸۹۷ء تا ۱۹۷۴ء) پاکستانی سیاستدان پترا میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری لی۔ اور ۱۹۴۲ء میں بنگال قانون ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ

کی طرف سے اس کے ٹکٹ پر مذکورہ بالا کونسل کے ممبر چنے گئے۔ اسی سال صوبائی اسمبلی کے سپیکر نامزد ہوئے۔ ۱۹۴۶ء تک میمن سنگھ مشرقی پاکستان میں مسلم لیگ کے صدر رہے۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں وزیر اعلیٰ کے عہدے پر فائز ہوئے اور ۱۹۵۴ء تک رہے۔ ۱۹۶۴ء میں قومی جمہوری محاذ کے چیئرمین چنے گئے۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں قومی اسمبلی کے رکن ہونے پر ۲۱/دسمبر ۱۹۷۱ء تا ۱۲/اگست ۱۹۷۳ء تک پاکستان کے نائب صدر رہے۔

Marfat.com

سائنسدان

آذر زوبی

۱۹۲۲ء۔ پاکستانی مصور۔ عنایت اللہ نام۔ پیدائش قصور میں ہوئی۔ میو اسکول آف آرٹس لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۵۰ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ تین سال روم میں جاکر ازمیو انسٹی ٹیوٹ میں آرٹس کی تعلیم دی۔۔۔۔ علامہ اقبال اور دیگر شعراء کے کلام کو مصور کیا۔ بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ متعدد ممالک میں ان کے شہ پاروں کی نمائش ہو چکی ہے۔ ۱۹۶۰ء میں اکیڈمی آف اپلائڈ آرٹس کراچی کے پرنسپل مقرر ہوئے۔

ابراہیم متفرقہ

ترکی میں طباعت کا موجد ۱۶۷۴ء میں ہنگری کے شہر میں پیدا ہوا۔ ماں باپ عیسائی تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں قید ہو کر ترکی آیا اور مشرف باسلام ہوا۔ عثمانی حکمران باب اعلیٰ کے سیاسی نمائندے کی حیثیت سے دربار سے وابستہ رہا۔ جولائی ۱۷۲۷ء کو اس نے قسطنطنیہ میں پہلا مطبع قائم کیا۔ اس کی وجہ شہرت طباعت کے موجد کی حیثیت سے ہے۔ ۱۷۴۵ء کو وفات پائی۔

✗ ابن الہیثم

فاطمی دورِ خلافت کا نامور سائنسدان، طبیب ماہر طبیعات اور فلکیات۔ ان کو مغرب میں المیزن کے کے نام سے پکارا جاتا ہے پورا نام ابوعلی الحسن ابن الحسن ابن الہیثم۔ پیدائش بصرے میں ہوئی۔ خداداد ذہانت اور قابلیت سے ترقی کرتے ہوئے وزارت کے عہدے تک پہنچ گئے۔ انہوں نے خلیفہ حاکم کو دریائے نیل میں پانی کی غیر معمولی کمی اور زیادتی کو اعتدال پہ لانے۔ اس کے بہاؤ میں باقاعدگی پیدا کرنے اور اس کے قیمتی پانی کو محفوظ کر کے سال بھر زراعت کے لئے استعمال میں لانے کے لئے ایک وسیع منصوبہ بنا کر بھیجا۔ ابن الہیثم کو علم مناظر کا سرچشمہ تصور کیا جاتا ہے۔ علم ہیئت۔ ریاضی۔ فلسفہ اور طب پہ اس کی دو سو کے

قریب کتب ہیں. جن میں سے "کتاب المناظر" کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہے. اس میں مصنف نے روشنی کی ماہیت اور انعکاس نور پر بحث کی ہے اس کی دوسری اہم کتب النور. منظر. الشفق اور میزان الحکمت ہیں۔ ان کا عہد ۹۶۵ء سے ۱۰۴۰ء تک کا ہے۔

* ابنِ رشد

یہ ماہر ریاضی دان. فلسفی، ماہر علم فلکیات، ماہر فن طب قرطبہ میں پیدا ہوا۔ ابن طفیل اور ابن اظہر جیسے مشہور عالموں سے۔ دینیات، فلسفہ، قانون، علم الحساب اور علم الفلکیات کی تعلیم حاصل کی. خلیفہ... یعقوب یوسف کے عہد میں اشبیلیہ اور قرطبہ کا قاضی رہا۔ لیکن ہسپانوی خلیفہ المنصور نے اس پر کفر کا فتویٰ لگا کر اس کی تمام کتابیں جلادیں اور اسے زندان میں ڈال دیا۔ چند ماہ کی قید کے بعد یہ قرطبہ سے مراکش منتقل ہوگیا اور اسی جگہ وفات پائی۔ اس کا دور ۱۱۲۶ء تا ۱۱۹۸ء تک کا ہے. اس نے ارسطو کے فلسفے پر نہایت سیر حاصل شرحیں لکھیں جن کے لاطینی اور عربی کے علاوہ یورپ کی مختلف زبانوں میں ترجمے بھی ہوئے۔ ابن رشد کا بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ انسان کا ذہن محض ایک طرح صلاحیت یا طبع ہے جو خارجی... کائنات سے ذہانت حاصل کر کے اسے عملی شکل دیتا ہے۔ انسان از خود یا بنیادی طور پر ذہین نہیں ہوتا. تمام انسانوں میں ذہانت مشترک ہے اور شخصی دوام کا نظریہ بے بنیاد ہے، نیز مذہب اور فلسفانہ حقیقت میں تضاد ممکن ہے۔ یوں تو ابن رشد نے قانون، منطق، قواعدِ زبان عربی، علم فلکیات اور طب پر متعدد کتابیں تحریر کی ہیں. مگر اس کی وہ تصنیفات زیادہ مقبول ہوئیں جو ارسطو کی مابعد الطبیعیات کی وضاحت اور تشریح میں تحریر کیں۔

* بُو علی سینا

نامور طبیب اور مفکر۔ پورا نام ابُو علی الحسین بن سینا تھا۔ بخارا کے قریب بمقام افشنا پیدائش ہوئی... کمال ریاضی دان، نامور طبیب، عظیم فلسفی اور مشہور مفکر تھا۔ ارسطو کے فلسفے پر گہری نظر رکھتا تھا۔ ابن سینا نے اپنی زندگی میں ۹۹ کتابیں تصنیف کیں ان میں طب کے موضوع پر "القانون" فلسفے پر "الشفاء" منطق پر الاشادات والتنبیہات اور مابعد الطبیعات پر کتاب "النجاۃ" بہت مشہور ہیں۔ ان کتابوں کا یورپ کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے...... ان کا زمانہ ۹۸۰ء - ۱۰۳۷ء تک کا ہے۔ ہمدان میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

Marfat.com

ابنِ طفیل

(۱۱۰۰ء - ۱۱۸۵ء) مشہور فلسفی اور طبیب تھے۔ غرناطہ کے نواح میں پیدا ہوا۔ تحصیل علم کے بعد طباعت کا پیشہ اختیار کیا۔ مابعد ۱۱۶۳ء میں طنجہ کے حاکم ابو یعقوب یوسف بن عبد المومن کا طبیب خاص مقرر ہوا۔ بعد ازاں قاضی کے عہدے پر ترقی پائی اور پھر خدا داد ذہانت کی وجہ سے وزیر بنا۔ ابن رشد نے اسی کی سفارش پر دربار میں رسائی حاصل کی تھی۔ طبیعات مابعد لطبیعات اور فلسفے پر متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ جو ناپید ہیں۔ صرف ایک کتاب "اسرار الحکمتہ المشرقیہ" محفوظ رہی جس کا ترجمہ ۱۶۷۱ء میں ایڈورڈ پوکوک نے لاطینی میں کیا۔ اس کے بعد اب تک فرانسیسی، جرمن، انگریزی، ہسپانوی، ولندیزی اور اردو میں ترجمے ہو چکے ہیں۔ مراکش میں وفات پائی اور وہیں دفن ہیں۔

البیرونی

(۹۷۳ء - ۱۰۴۸ء) ابو ریحان محمد بن احمد البیرونی شہر خوارزم کے محلے بیرون میں پیدا ہوا۔ اسی نسبت سے البیرونی کہلوایا۔ ماہر طبیعات و فلکیات۔ محقق اور مورخ۔ جرجان کے فرمانروا قابوس بن وشمگیر۔ شاہ خوارزم علی بن مامون اور محمود غزنوی کے درباروں سے وابستہ رہا۔ ۱۰۱۷ء میں غزنہ آیا اور ایک درس گاہ قائم کی۔ دو سال بعد جب ہندوستان پر غزنوی اقتدار قائم ہو گیا تو اجمیر آکر ہندو پنڈتوں سے سنسکرت سیکھی اور ہندوستان کے مذاہب اور مذہبی حالات پر "کتاب الہند" لکھی اس کے علاوہ بھگوت گیتا کا عربی میں ترجمہ کیا۔ اجمیر کے علاوہ لاہور جہلم سیالکوٹ۔ ملتان اور پشاور میں بھی کچھ عرصہ قیام کیا اور یہاں کے حالات کا مشاہدہ کیا البیرونی کی بے شمار تصنیفات ہیں۔ ان میں سے "کتاب الہند" "آثار الباقیہ" اور "قانون مسعودی کا تمام دنیا کی بڑی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ آثار الباقیہ تاریخ پر قانونِ مسعودی علم ہیئت پر ہے۔

الرازی

علم طب، طبیعات اور علم کیمیا میں اسلام کے اس بطلِ جلیل کا کوئی ہم پلہ نہ تھا۔ ابو بکر محمد ابنِ زکریا الرازی نام تھا۔ تہران کے ایک گاؤں "رے" جائے پیدائش ہے۔ اسی لئے الرازی کہلوایا۔ اس کا دور ۸۶۵ء سے ۹۲۵ء تک کا ہے۔ ۱۴۱ کے قریب کتب کا مصنف ہے۔ جن میں ۱۱۳ کو نمایاں خصوصیت حاصل ہے۔ کتاب "الاسرار" اور کتاب "الطب المنصور طب" دس جلدوں پر مشتمل ہے۔ جن کا اٹلی سے لاطینی زبان

Marfat.com

میں ترجمہ پندرھویں صدی میں شائع ہوا۔ کچھ کا حال ہی میں فرانسیسی اور جرمن میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ ان تصانیف کی بدولت ہی الرازی کو قرونِ وسطیٰ کا عظیم معالج قرار دیا گیا۔ الرازی نے اپنی کتاب الحاری میں.. عربوں۔ یونانیوں۔ ایرانیوں اور ہندوؤں کی طبی دریافتوں کو یکجا کر کے ان میں گراں قدر اضافے کئے۔ جس سے طبی سائنس کے طالب علموں کو حصول علم میں بڑی مدد ملی کیونکہ اس کتاب کا ترجمہ شروع ہی میں یورپ میں شائع ہو گیا تھا۔ اس نے علم طبیعات میں کثافتِ اضافی معلوم کرنے کے لئے ماسکونی ترازو استعمال کیا جسے اس نے میزان المدجی کا نام دیا اور یہ ترازو آج بھی مستعمل ہے۔

اُلغ بیگ

شاہ رخ نے امیر تیمور کے اس علم دوست پوتے کو ۱۴۰۹ء میں ماوراء النہر اور ثمرقند کا گورنر مقرر کیا۔ علم نجوم کا ماہر تصور کیا جاتا تھا .... اس نے ثمرقند میں عظیم الشان درگاہ قائم کی۔ علم نجوم کے جو نقشے اس نے بنائے وہ اس قدر درست تھے کہ ۱۶۵۰ء میں ان کا لاطینی زبان میں ترجمہ ہوا اور آکسفورڈ سے شائع کئے گئے ...... ایران کا موجودہ کیلنڈر اسی کا مرتب کیا ہوا ہے جس میں بروج کے نام اور اس کے مقام تک دیئے ہوتے ہیں اس کے عہد میں ثمرقند دنیا کے حسین ترین شہروں میں شمار ہوتا تھا۔ اپنے باغی بیٹے عبداللطیف کے ہاتھوں قتل ہوا۔

الکندی

۸۰۰ء سے ۸۷۶ء کے دور کا مشہور عرب محقق، فلسفی اور موسیقار۔ پورا نام ابویعقوب ابن اسحاق الکندی تھا۔ ارسطاطالیس کے فلسفے کا پہلا اور آخری عرب محقق کے ذریعے کے مطابق انسانی ذہانت کی دو قسمیں ہیں۔ فعال ذہانت اور منفعل ذہانت۔ فعالِ ذہانت جب منفعل ذہانت سے ملتی ہے تو انسانی شعور وجود میں آتا ہے۔ اس نے عالم موجودات کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ مادہ، ہیئت، حرکت، مقام اور وقت۔ دو سو پینسٹھ سے زائد کتابوں کا مصنف تھا۔ لاطینی زبانوں کی ایسی کتابیں موجود ہیں جن کا مصنف الکندی تھا۔ موسیقی پر بھی اس کی وسیع معلومات تھی۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اہل یورپ سے صدیوں پہلے اہل عرب موسیقی میں تال اور سُر سے واقف تھے۔ اہل یورپ نے الکندی کی تصنیفات سے ہر دور میں استفادہ کیا ہے۔

Marfat.com

ابو عبداللہ بتانی (ماہر فلکیات)

۸۵۸ء میں ابو عبداللہ بن جابر حران کے قریب پیدا ہوا ۔ یہ بہت بڑا مسلمان ہیئت دان تھا۔ اس کا خاندان صابی مذہب سے تعلق رکھتا تھا لیکن وہ صحیح العقیدہ مسلمان تھا۔ اس نے بیشتر زندگی الرقہ میں گزاری ۔ ۸۰۰ء سے اس نے اجرام فلکی کا مطالعہ اور مشاہدہ شروع کیا۔ اس کا انتقال قصر الجص کے مقام پر ہوا۔ اس کی تصانیف میں۔ کتاب معرفتہ مطالعہ البروج فی۔ بین ارباع الفلک تحقیق اقتدار الاتصالات۔ شرح المقامات ___ الاربع بطلیموس اور سب سے اہم تصنیف الزیج ہے جو علم ہیئت پر نادر ترین کتاب ہے۔ اس کا لاطینی اور عربی میں ترجمہ کیا گیا۔ اس کتاب میں اس نے بطلیموس کے نظریے کو بالکل رد کیا ہے۔ سورج کے ظاہرہ زاویہ دار قطر کے انحراف اور سالانہ گرہنوں کے امکان کو ثابت کیا ہے۔ نیز رویت ہلال کی شرائط کا ایک نیا اور بہت ہی نادر نظریہ پیش کیا۔

ثابت بن قرہ

۸۲۶ء سے ۹۰۰ء کے دور کے مبلغ ۔ ریاضی دان طبیب اور فلسفی۔ پیدائش حبران میں ہوئی۔ بعد ازاں بغداد میں رہائش اختیار کی۔ فلسفے اور ریاضی میں مہارت حاصل کی۔ محمد بن موسیٰ خلیفہ معتضد کے دربار میں لے گئے۔ جہاں خلیفہ نے درباری منجموں میں شامل کر لیا۔ بغداد کے دربار خلافت کے دوران ثابت کا زیادہ وقت یونانی علماء کی تصانیف کے ترجمے اور شرح نویسی میں گزرا۔ خود بھی... ریاضی پر کتابیں لکھیں۔ فلسفے کا مطالعہ اور مطب کا شغل بھی جاری رکھا۔ دربار خلافت میں ثابت کی وجہ سے صابیوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ ثابت کی سریانی تصانیف جو اس نے حران میں اپنے ہم مذہبوں کے عقائد اور طریق عبادت پر لکھیں۔ آج کل ناپید ہیں۔ ابن العبری کو جس نے تیرھویں صدی میں وفات پائی۔ ان کتب کے متعلق ایک حد تک معلومات تھیں۔ ثابت کی عربی تصانیف کی فہرستیں۔ خودل زدن۔ زوٹر شٹائن۔ شنائڈر۔ راکلمان اور ڈیڈیمان نے اپنی کتب میں دی ہیں۔ بہت سا قیمتی اور قابل اشاعت مواد اب بھی... مخطوطات کی صورت میں موجود ہے۔ ثابت بن قرہ کی وفات بغداد میں ہوئی اور یہیں دفن ہوئے۔

جابر بن افلح

مشہور ہیئت دان۔ اشبیلیہ کا رہنے والا تھا۔ اصل نام ابو محمد۔ بارھویں صدی کے دور میں جابر نے

فلکیات پر اپنی مشہور کتاب لکھی جو آج بھی دو مختلف " العیشہ" اور اصلاح " المجسطی" سے محفوظ ہے اس کتاب میں جابر نے بطلیموس کے بعض نظریات پر سخت تنقید کی ہے۔ خاص طور پر بطلیموس کے اس دعوے پر نکتہ چینی کی ہے کہ سیارگان اسفل یعنی عطارد اور زہرہ کا کوئی مری اختلاف منظر موجود نہیں۔ یہ کتاب اس لئے بھی اہم ہے کہ فلکی حصہ سے پہلے مثلثیات پر بھی ایک باب موجود ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ لاطینی زبان میں بھی کیا گیا ہے جو پطرس اپیانوس نے نورمبرگ سے ۱۵۳۴ء میں شائع کیا تھا۔

اس کے حالاتِ زندگی پر کوئی زیادہ معلومات نہیں ملتیں۔ صرف یہ اندازہ ہی لگایا گیا ہے کہ جابر بن افلح نے بارھویں صدی عیسوی کے نصف میں قرطبہ میں وفات پائی ہوگی۔

جابر بن حیان

۷۲۲ء تا ۸۱۷ء کے دور کا کیمیاگر۔ پورا نام جابر بن حیان بن عبداللہ۔ عرب کا رہنے والا۔ بعض مورخین کے مطابق خراسان میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ عبداللہ کوفے کا مشہور دواساز تھا۔ لہٰذا ابتداءً میں جابر نے بھی یہی پیشہ اختیار کیا لیکن جلدی ہی اپنے مصری اور یونانی پیشروؤں کی طرح جن کا نظریہ تھا کہ بنیادی دھاتیں مثلاً ٹین۔ سکہ اور تانبا وغیرہ ایک پوشیدہ عنصر کے ذریعے سونے اور چاندی میں منتقل ہو سکتی ہیں۔ اس نے بھی اپنی زندگی کیمیاوی تحقیقات کے لئے وقف کر دی اور اس عنصر کی تلاش میں اس نے بہت سے کیمیائی تجربے کئے وہ اس عنصر کو تو تلاش نہ کر سکا۔ البتہ کئی دوسرے مرکب ضرور معلوم کر لئے۔ اس کا اہم ترین کارنامہ تین تیزابوں (شورہ۔ گندھک۔ اور ایکواریجیا) کی دریافت ہے۔

مذہبی عقائد کے لحاظ سے جابر کا قرامطہ فرقے سے تعلق نظر آتا ہے۔ اس کے ہاں وہی اصطلاحات ملتی ہیں جو قرامطیوں اور فاطمی اسماعیلی فرقوں میں رائج ہیں۔ بعض عقائد کے لحاظ سے جابر کی تعلیم نصیریہ فرقہ سے ملتی ہیں کیونکہ اس کے ہاں بھی اقانیم ثلاثہ کا تصور موجود ہے۔

جابر کے اپنے قول کے مطابق اسے جملہ علوم — اپنے استاد امام جعفر صادقؓ سے ملے تھے اور اس کی اپنی حیثیت محض ایک مرتب اور مؤلف کی ہے۔ اس کا ایک استاد حربی الحمیری تھا۔ ایک راہب سے بھی اس نے بعض علوم حاصل کئے۔ شیلفی تصنیفات سے امام جعفر صادقؓ کے شاگردوں میں کسی جگہ جابر بن حیان کا نام موجود نہیں۔ جابر کی تصنیفات کی تعداد ستائیس بتائی جاتی ہے۔ جن میں "کتاب الرحمۃ" "کتاب التجمیع" اور "الزیبان الشرقی" مشہور ہیں۔

بعد میں آنے والے عرب مورخین نے اس کی تحریروں سے خاصا اثر قبول کیا۔ متاخرین سب اس کا حوالہ دیتے ہیں۔ کئی ایک نے اس کی کتابوں کی شرحیں بھی تحریر کی ہیں۔ محمد محسن شیخ آغا بزرگ طہرانی

نے ابو الربیع بن سلیمان کی ایک روایت نقل کرتے ہوئے لکھا ہے۔ جب ۲۰۰ ہجری میں جابر بن حیان کی وفات ہوئی تو اس کی تصنیف کتاب الحجۃ اس کے سر کے نیچے رکھی ہوئی تھی۔

خازن

(وفات ۹۶۰ء) پورا نام ابو جعفر خازن خراسانی تھا۔ علم ہئیت کا عظیم ترین ماہر جو اپنی کنیت... ابو جعفر کے نام سے زیادہ مشہور تھا۔ علم الحساب میں اس نے عددی مسائل پر بحث کی اور ارشمیدس کے ایک مسئلے کو حل کیا۔ جو آخر میں ایک مکعب تعدیل کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس نے اقلیدس کی دسویں کتاب کے پہلے حصے کی شرح بھی لکھی جو تقسیم کے متعلق ہے۔ اس کی علمی تحقیق کا ایک بڑا میدان.... علم الہیئت تھا۔ اپنی کتاب "الالات العجیبۃ الرصدیۃ" میں اس نے فلکی مشاہدے کے بعض آلات کی کنیت بیان کی ہے۔ ابن خلدون نے بھی اس کتاب کا ذکر اپنے مقدمے میں کیا ہے۔ خازن کی دوسری کتاب "زیج الصفائح" کئی مقالات اور ایک طویل مقدمے پر مشتمل ہے۔ البیرونی کے بیان کے مطابق اس کتاب میں اجرام فلکی کی حرکات کی تشریح کی گئی ہے۔ اپنی تیسری کتاب "المدخل الکبیر فی علم النجوم" میں علم التواریخ کے مسائل پر بحث کی ہے "سر العالمین" میں خازن نے ابن الہیثم کے نظریہ تکون عالم سے بحث کی ہے خازن نے دنیا کی ایک ایسی صورت بھی اختراع کی تھی جو ایک خارج از مرکز کرہ ارض اور ایک دائرے کے محیط پر مرکوز گردش کے نظریے سے مختلف ہے۔ اس نظریے کی رُو سے سورج اور زمین کی گردش کے فرق کے باوجود ان کا باہمی فاصلہ یکساں رہتا ہے۔ اسی طرح وہ دنیا کے دو طبقے مستنبط کرتا ہے۔ ایک شمالی اور دوسرا جنوبی۔ جن میں گرمی اور سردی کے اعتبار سے کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔

خجندی

ابو محمود حامد بن خضر خجندی نام تھا۔ ماہر فلکیات۔ بویہی خاندان کے حکمران فخر الدولہ کے عہد حکومت (۹۷۶ء، ۹۹۷ء) میں شہر میں مقیم تھا۔ اس نے ایک آلہ مسدس (مقیاس ارتفاع) ایجاد کیا۔ یہ دو متوازی اور مستقیم دیواروں پر مشتمل تھا۔ جن کا درمیانی فاصلہ بارہ فٹ تھا۔ سطح زمین سے تین فٹ اوپر اور تیس فٹ نیچے جاتی تھی۔ اس پر دس دس انچ کے فاصلے پر نشان لگائے گئے تھے۔ شمالی سرے پر موجود سوراخ میں سے گزرنے والی سورج کی شعاعیں ایک سفید سطح پر منعکس ہوتی تھیں جو محیط دائرے کے

Marfat.com

ساتھ ساتھ حرکت کرتی تھیں چنانچہ اس طرح سورج کا انتہائی ارتفاع دریافت کر لیا گیا۔ خجندی نے ۹۹۴ء میں سُدس کی مدد سے منطقۃ البروج کی سطح کا بھی اندازہ کیا۔ خجندی نے ایک اور آلہ شاملہ بھی ایجاد کیا۔ یہ اصطرلاب اور مقیاس الارتفاع دونوں کی جگہ کام آتا تھا۔ آپ نے ۱۰۰۰ء میں وفات پائی۔

محمد بن موسیٰ خوارزمی

(وفات ۸۵۰ء) ماہر فلکیات، ریاضی دان اور مورخ۔ خوارزمی نے المامون کے عہد میں شہرت پائی۔ وہ مطالعہ کا بیشتر وقت المامون کے کتب خانے میں گزارتا تھا۔ المامون نے اُسے یونانی کتابیں جمع کرنے اور ان کے تراجم کروانے کا کام سپرد کر رکھا تھا۔ تاریخ پر اس کی تصنیف کتاب "التاریخ" اور ریاضیات پر اس کی اہم ترین کتاب "حساب الجبرا" ہے۔ حساب میں خوارزمی کی ایک اور کتاب "المجمع التفرلق" بھی قابلِ ذکر ہے۔ فلکیات میں اس نے "فی زیچ" لکھی خوارزمی نے نجوم کے بعض مسائل پر قلم اُٹھایا اور افلاک و کرہ ارض کے نقوش کی اٹلس تیار کی۔ خوارزمی نے اصطرلاب کے بارے میں دو کتابیں "کتاب العمل بالاصطرلات" اور کتاب "عمل الاصطرلاب" بھی مدون کیں مگر ان دونوں میں سے کوئی بھی محفوظ نہیں۔

دمشقی

(وفات ۱۳۲۷ء) شمس الدین ابوعبداللہ جغرافیہ دان۔ دمشق کے قریب واقع الربوہ کا شیخ اور امام۔ اس کی مشہور تصنیف "نخبتہ الدھر فی عجائب البر والبحر" جغرافیہ سے متعلق ہے۔ اس کی ایک اور کتاب "المقامات الفلسفیتہ والترجمات الصوفیہ" طبیعات، ریاضیات اور الٰہیات کی دائرہ المعارف ہے۔

علی بن عیسیٰ الاصطرلابی

طب، ہیئت اور امراضِ چشم کے جید معالج۔ عباسی خلیفہ کے شاہی طبیب تھے۔ علی بن عیسیٰ کی مشہور کتاب "تذکرۃ الکحالین" جو مکمل شکل میں موجود ہے ایک ممتاز ترین کتاب شمار ہوتی ہے۔ اس کتاب میں ۱۳۰ سے زیادہ امراضِ چشم کا فاضلانہ تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا عبرانی اور لاطینی میں ترجمہ ہو چکا ہے اور مشرق میں ابھی تک طبیبوں کے استعمال میں ہے۔

فارابی

(۸۷۳ء تا ۹۵۰ء) نام ابو نصر محمد الفارابی۔ پیدائش فاراب (ترکستان) میں ہوئی۔ نسلاً ترک تھا۔ سنِ بلوغت کو پہنچ کر اُس نے اپنے دور کے جلیل القدر فلسفیوں و علماء سے تعلیم حاصل کی۔ ابتداء میں بغداد اور بعد میں حلب جا کر سیف الدولہ حاکم حلب کے دربار سے وابستہ ہو گیا اسے یونانی فلسفے پر مکمل طور پر دستگاہ حاصل تھی۔ اس نے فلسفے میں ارسطو اور افلاطون کے نظریات میں مطابقت پیدا کی۔ وہ افلاطونی مکتبِ فکر کی ایک جدید اسلامی شاخ کا بانی بنا۔ اسے ریاضی اور موسیقی میں بھی کمال حاصل تھا۔ اسے بعض دھنوں کا موجد کہا جاتا ہے۔ اس کی تمام تصنیفات فلسفے کے موضوع پر ہیں اور بلند پایہ تصور کی جاتی ہیں۔

Marfat.com

قطب الدین شیرازی

(۱۲۳۶ء تا ۱۳۱۱ء) مشہور طبیب و مصنف۔ اصل نام محمود بن مسعود تھا۔ طبیبوں کے ایک ممتاز خاندان میں پیدا ہوئے۔ طب کے علاوہ ہیئت۔ فلسفہ اور مسائل میں بھی شہرت حاصل کی ابو الفدا نے قطب الدین کو صاحب فنون، کئی علوم کا ماہر قرار دیا ہے۔ ابتداء میں طب کی تعلیم اپنے والد ضیاء الدین سے حاصل کی اس کے انتقال کے بعد تکمیل اپنے چچاؤں سے کی۔ بعد میں نصیر الدین طوسی کی بھی شاگردی کی۔ فارس کے تاتاری حکمرانوں سے تعلق پیدا ہوا تو انہوں نے متاثر ہو کر سیواس اور ملطیہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ ملازمت کے دوران ہی قانون ابن سینا کے ابتدائی نظری حصہ کلیات پر کام کیا۔ آخری عمر میں قطب الدین نے تبریز جا کر گوشہ نشینی اختیار کی اور حدیث کا سرگرمی سے مطالعہ کیا حتیٰ کہ "جمع الاصول" اور "شرح السنۃ" پر تنقیدی اشارے لکھے۔ قطب الدین نے الٰہیات میں بھی نام پیدا کیا۔ اس نے کلام مجید کی تفسیر بڑی شرح و بسط سے لکھی۔ وہ زمخشری کی "الکشاف عن حقائق التنزیل" کا شارح بھی تھا۔ علم ہیئت پر اس کی دو تصانیف فلکیات کے متعلق عربوں کے خیالات کی بہترین ترجمان ہیں۔ تصانیف میں۔ "شرح التذکرہ النصیریہ" "فی حرکات الاحرجۃ والنسبۃ بین المستوی والمنحنی" "التبصرۃ فی الہیئۃ" کتاب فصلت فلا تلم فی الہیئۃ" مشہور ہیں۔ انتقال تبریز میں ہوا۔

یاقوت حموی

جغرافیہ دان (۱۱۷۹ء تا ۱۲۲۹ء) دور عباسی کے خاتمے سے قبل یاقوت ابن عبداللہ الحموی مشرق کے مسلمان جغرافیہ دانوں کی سب سے بڑی شخصیت تھا "معجم البلدان" نام کی جغرافیائی ڈکشنری اور اہم ادبی ڈکشنری "الادبا" کا مصنف تھا۔ پیدائش ایشیائے کوچک کے ایک یونانی نژاد گھرانے میں ہوئی۔ بچپن میں اسے حما کا ایک تاجر بغداد لے آیا۔ اسی لئے اسے حموی کہتے ہیں اس تاجر نے اس کی تعلیم و تربیت کی اور پھر اسے آزاد کر دیا۔ اس جغرافیائی ڈکشنری کا اولین مسودہ ۱۲۲۴ء میں تیار ہوا اور اس کی تکمیل حلب میں ۱۲۲۸ء میں ہوئی "معجم البلدان" علوم و فنون کے علاوہ تاریخ انسانی نسلوں اور نیچرل سائنس کے موضوعات پر ایک گراں قدر تصنیف ہے۔ اگر یہ کتاب نہ ہوتی تو عربی علوم کا ایک قیمتی سرمایہ ضائع ہو جاتا۔

Marfat.com

یعقوبی

(وفات ۸۹۷ء) عباسی دور کا مورخ اور جغرافیہ دان۔ اصل نام احمد بن ابی یعقوب تھا لیکن یعقوبی کے نام سے مشہور ہوا۔ جوانی میں آرمینیا میں رہا۔ پھر مصر۔ شام۔ ہندوستان مراکش اور بہت سے ممالک کا سفر کیا۔ اپنی مشہور کتاب البلدان میں لکھتا ہے کہ اسے شروع سے ہی مختلف خطوں میں بسنے والے لوگوں کے رہن سہن۔ عادات وخصائل کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا شوق تھا جو اس نے سفر کرکے حاصل کئے۔ اس کا رجحان زیادہ تر شیعیت کی طرف تھا اس کی دو تصنیفات مشہور ہیں۔ ایک کتاب البلدان اور دوسری کتاب التاریخ جو تاریخ یعقوبی کے نام سے بھی مشہور ہے۔ وفات مصر میں پائی۔

ابن الوافد

یہ مسلم سائنس دان سپین کے مشہور شہر طلیطلہ میں ۹۹۷ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۰۷۴ء میں اس نے وفات پائی۔ وہ طب میں علم الادویہ کا محقق تھا۔ چنانچہ اس موضوع پر اس کی عظیم تصنیف "کتاب الادویہ مفردہ" ہے۔ اس کتاب میں اس نے مفرد دواؤں کے خواص لکھے ہیں۔ وہ غذائی طریقہ علاج کا بہت بڑا حامی تھا۔

چنانچہ اس کی رائے تھی کہ جب تک غذائی اشیاء سے علاج ہو سکے دواؤں کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ اور جب دواؤں سے علاج کی ضرورت پڑے تو مرکب دواؤں پر مفرد دواؤں کو ترجیح دینی چاہیئے۔

الزرقالی

یہ مسلم سائنس دان ۱۰۲۹ء میں قرطبہ میں پیدا ہوا۔ وہ اصطرلاب کی ایک بہت ترقی یافتہ قسم کا موجد تھا جس کا نام اس نے اپنے مربی مامون شاہ طلیطلہ کے نام پر اصطرلاب "صفیحہ زرقالیہ" کے نام سے مشہور تھا۔

اوج شمسی (SOLAR APOGEE) کی دریافت کے لئے اس نے چار سو سے اوپر مشاہدات

Marfat.com

کئے تھے۔ ہیئت دانوں میں وہ پہلا شخص تھا جس نے واضح طور پر ثابت کیا تھا کہ اوج شمس ستاروں کے مقابلے میں تغیر پذیر ہوتا ہے۔

دائرۃ البروج کے انحراف (obliquit of elliptic) کے متعلق اس نے جو مشاہدات کئے ان سے اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ اس کی قیمت ۲۳ درجے ۳۳ منٹ اور ۲۳ درجے ۵۳ کے درمیان بدلتی رہتی ہے۔ اس بنا پر اس نے بعض دیگر ہیئت دانوں کی طرح اعتدالین کے اہتزاز (trepidation of equinoces) کے نظریے کی تصدیق کی۔

ٹرگنومیٹری میں زرقالی نے زاویوں کے جیب، جیب التمام ظل، ظل التمام، قاطع اور قاطع التمام معلوم کرنے کے بعض ترقی یافتہ کلیئے معلوم کئے۔

ابوالقاسم زہراوی

ابوالقاسم زہراوی کے آباؤ اجداد اندلس ہی کے رہنے والے تھے۔ اس کی ولادت ۹۳۶ء میں ہوئی اپنی تعلیم کی تکمیل کے وہ قرطبہ کے شاہی شفا خانہ سے منسلک ہوگیا۔ اور یہاں اس نے عملی تحقیق کا آغاز کیا۔ وہ علاج بالجراحت کا ماہر ہوا۔ فن جراحی میں اپنے روزافزوں تجربوں کو قلم بند بھی کیا۔ اور یوں اس کے قلم سے عملی سرجری پر ایک یگانہ روزگار تصنیف ظہور میں آگئی۔ جو صدیوں تک یورپ کی یونیورسٹیوں میں سرجری کی واحد معیاری کتاب کے طور پر داخل درس رہی۔ اس کی اس تصنیف کا نام "تصریف" تھا۔

فرانسیسی ڈاکٹر لی کارک نے ۱۸۸۱ء میں اس کتاب کو فرانسیسی زبان میں منتقل کیا اور دیباچے میں اس کتاب کو سرجری کا ایک نادر شاہکار قرار دیا۔ یورپ کے فضلاء نے "التصریف" کو محض اپنی اپنی زبانوں میں منتقل کرنے پر ہی اکتفا نہیں کی۔ بلکہ ان میں سے بعض نے اس کتاب پر شرحیں بھی لکھی تھیں۔

ابن البیطار

وہ جڑی بوٹیوں کے علم، خواص اور تاثیر کا ماہر تھا۔ جڑی بوٹیوں کے کھوج میں صحرائے طرابلس سے ہوتا ہوا دریائے نیل کی وادی میں جا پہنچا۔ وہ جانتا تھا یہاں ایسی جڑی بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جن کے اثر سے فراعنہ مصر کی لاشیں آج تک محفوظ ہیں۔

Marfat.com

اس نے تاریک براعظم کے طویل سفر میں دو سو مختلف جڑی بوٹیوں کے نایاب نمونے جمع کئے۔ انکے خواص پر تجربے کئے۔ اس نے ایسی بوٹیاں بھی دریافت کیں۔ جن کو اگر ایک خاص ترکیب سے تیار کر کے لاش پر لیپ دیا جائے تو وہ گلنے سڑنے سے محفوظ رہتی ہے۔

ابن البیطار صحرائے سینا سے گزرتا ہوا۔ بیت المقدس کے راستے لبنان تک جا پہنچا۔ یہاں اس نے بعلبک پہاڑ میں تین سو کے قریب ایسی جڑی بوٹیاں دریافت کیں۔ جن کے نام قدیم مخزن الادویہ میں شامل نہیں تھے۔ ان نایاب بوٹیوں کے خواص پر تجربے کرنے کے بعد اس نے اپنی مایہ ناز تصنیف "المنفی فی الادویہ المفردہ" لکھی اس کی دوسری کتاب "جامع" ہے۔ ۱۲۴۸ء میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے اس کی موت واقع ہوئی۔ اس کا سن پیدائش معلوم نہیں ہو سکا۔

یعقوب بن طارق

ولادت ۷۳۶ء کے لگ بھگ ایران میں ہوئی۔ اس کا شمار اس عہد کے عظیم ہیئت دانوں میں ہوتا ہے ۷۶۰ء میں وہ بغداد چلا گیا اور خلیفہ منصور کے دربار سے منسلک ہو گیا تھا۔ یہ وہی سال ہے جس میں سندھ کے سفیر اور مشہور ہیئت دان منکہ نے بغداد میں آکر خلیفہ منصور کے دربار میں حاضری دی تھی۔ منکہ اپنے ساتھ سنسکرت میں ہیئت پر مشہور کتاب "سدھانت" لے گیا تھا۔ یعقوب نے منکہ سے لے کر اس کتاب کو پڑھا

ہم آج کل دائرے کو ۳۶۰ حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر حصے کو ڈگری قرار دیتے ہیں ہندو ریاضی دان دائرے کو ۹۶ حصوں میں تقسیم کرتے تھے۔ جس سے ہر حصہ ۳ ڈگری ۴۵ منٹ یا دوسرے لفظوں میں پونے چار ڈگری کا ہوتا تھا۔ اس حصے کو "کرداج" کہتے۔ سدھانت کے عربی ترجمے کے رائج ہو جانے کے بعد مسلم ہیئت دان بھی زاویے کی اس نئی اکائی "کرداج" کا عام استعمال کرنے لگ گئے تھے۔

ماشاءاللہ

یہ سائنس دان ہیئت میں۔ مہارت رکھتا تھا۔ اس نے بغداد کے نئے شہر کا نقشہ بنایا تھا۔

Marfat.com

ہیئت پر اس کی ایک کتاب عربی زبان میں موجود ہے۔ یہ ایک ضخیم تصنیف ہے۔ جس کے ستائیس باب ہیں۔ پندرھویں صدی میں اس کا لاطینی زبان میں ترجمہ ہوا تھا جو صدیوں تک مغربی ممالک میں رائج اور مقبول رہا۔

اس کتاب کے علاوہ اس نے ہیئت پر چند رسالے بھی تصنیف کئے تھے۔ ماشاءاللہ کا سن پیدائش معلوم نہیں ہو سکا۔ قیاس غالب ہے کہ اس نے ۸۱۵ء اور ۸۲۰ء کے درمیان وفات پائی۔

نصیر الدین محقق طوسی

وفات ۱۲۷۵ء اسلامی دور کا آخری نامور سائنسدان ہلاکو خان کا وزیر۔ ریاضی اور ہیئت کا ماہر تھا۔ اس نے ہلاکو خان کو مراغہ کے سبزہ زار میں ایک رصد گاہ قائم کرنے کا مشورہ دیا۔ جو ہلاکو خان نے تجویز منظور کی اور رصد گاہ کے قریب ایک کتب خانہ بھی قائم کیا اور مفتوحہ ممالک میں منادی کرا دی کہ جو شخص شاہی کتب خانے کے لئے کتاب لائے گا۔ اسے بیش بہا انعام دیا جاتے گا۔ اس طرح علوم و فنون کی چار لاکھ کتابیں جمع ہو گئیں۔ بغداد کی تباہی کے بعد قائم ہونے والا کتب خانہ اسی کی بدولت ہے۔

The Complete Book of Numerology

علم الاعداد کی مکمل کتاب

نفسیات، مزاج، محبت اور مقدر علم الاعداد کی روشنی میں

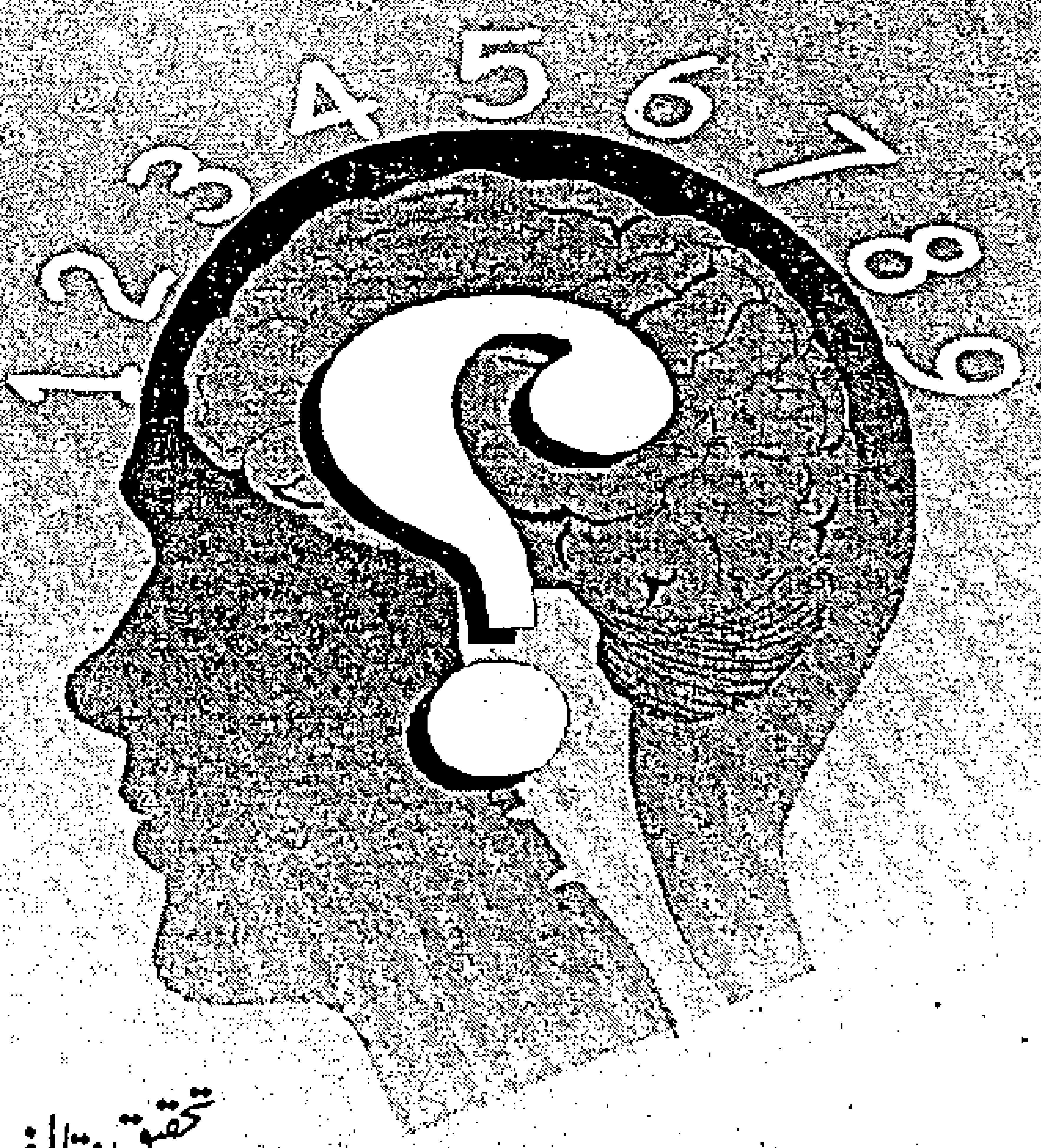

تحقیق وتالیف
علیم اقبال

750
مسلم شخصیات

انبیاء کرامؑ، صحابہ کرامؓ، صوفیائے کرامؒ، علمائے کرام، مشاہیر، شعراء کرام، تاریخ دان
بادشاہ سربراہ مملکت، سیاسی راہنما اور سائنسدان

سید حسن مقبول

حیدر پبلی کیشنز
اردو بازار، لاہور، فون : 7223842
E-Mail: haiderpublication@hotmail.com

Marfat.com